وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

سیرتِ مصطفٰی جانِ رحمت ﷺ

جلد چہارم

افادات

شیخ الاسلام والمسلمین

امام احمد رضا خاں محدّث بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

تصانیفِ اعلیٰ حضرت سے ماخوذ سیرت الرسول ﷺ کا

عظیم علمی و تحقیقی مجموعہ

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت

افادات

شیخ الاسلام والمسلمین

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

محمد عیسیٰ قادری رضوی

جلد چہارم

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

سیرت مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت

جلد 4

افادات	شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
جمع و ترتیب	محمد عیسیٰ قادری رضوی
ناشر	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	مئی 2007ء / ربیع الثانی 1428ھ
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
سرورق	فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور
قیمت	1600 روپے مکمل سیٹ

شبیر برادرز

فہرست مضامین

مشمولات

شفاعت النبی • اختیارات مصطفیٰ • پناہ عالم وعالمیاں • شہنشاہ کون ومکاں • تعظیم وتکریم

درود وسلام • عصمت انبیاء • توسل واستمداد • ندائے یارسول اللہ • بشریت انبیاء

حدود شرعیہ • فضائل مکہ ومدینہ • صحابہ وخلفاء • رشتہ دار ومتعلقین • حقیقت محمدیہ ﷺ

فہرست مضامین

جلد چہارم

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

شفاعت مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ۔

اوراس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لیے وہ اذن فرمائے۔

(السبا/۲۳)

شفاعت مصطفیٰ جان رحمت ﷺ

اہل علم بیان کرتے ہیں کہ شفاعت کے پانچ مقامات ہیں :

اول : یہ کہ اہل موقف کو شدت وقوت سے اور اس مقام میں رکے رہنے سے اور سورج کی گرمی اور پسینے سے اور انتظار حساب و کتاب سے راحت ونجات دلانے کے لیے ہے۔

دوسرا مقام : سوال و حساب سے معاف کرانے میں اور بے حساب جنت میں داخل کرانے میں ہے۔

تیسرا مقام : ان لوگوں کے لیے جن کا حساب کیا گیا ہو اور وہ مستحق عذاب قرار پا گئے ہوں انھیں اس عذاب سے نجات دلانے کے لیے ہے۔

چوتھا مقام : ان لوگوں کے لیے جو جہنم میں داخل ہو چکے ہوں پھر انھیں وہاں سے نکالا جائے۔

پانچواں مقام : ان لوگوں کے درجات کی بلندی کے لیے ہے جو جنت میں داخل ہو گئے ہیں۔

مقام محمود

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفاعت اور مقام محمود سے فضیلت مرحمت فرمائی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا.

عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر کھڑا فرمائے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے مقام محمود کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا وہ مقام شفاعت ہے، اور عرش کی داہنی جانب اس جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کھڑا ہونا ہے جہاں آپ

کے سوا کوئی نہیں کھڑا ہوگا آپ پر اولین و آخرین رشک وغبطہ کریں گے، اسی کی مانند کعب احبار اور حسن بصری سے مروی ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا اور فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا کہ یا تو اپنی نصف امت کو بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل کروں یا شفاعت کو اختیار کروں تو ان دونوں میں، میں نے شفاعت کو اختیار کیا اس لیے کہ یہ اعم واشمل ہے۔اور فرمایا کہ تم یہ گمان رکھتے ہو کہ شفاعت متقیوں کے لیے ہوگی؟ نہیں بلکہ گناہ گاروں اور خطا کاروں کے لیے بھی ہوگی اور یہ شفاعت عذاب کو دور کرنے کے لیے ہے لیکن متقیوں کے درجات کی بلندی کے لیے بھی شفاعت ہوگی۔

صاحب مواہب لدنیہ واحدی سے نقل کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ مقام محمود، مقام شفاعت ہے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا۔

هو المقام الذى اشفع فيه لامتى .

یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

اور ابن الخطیب امام فخر الدین رازی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ لفظ محمود اپنے معنی کی صرف مشعر ہے اس لیے کہ انسان اس وقت محمود ہوتا ہے جب کہ کوئی تعریف کرنے والا اس کی تعریف کرے اور تعریف نہیں ہوتی مگر انعام پر اور مقام شفاعت ایسا مقام ہے کہ جہاں سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ مخلوق پر عظیم ترین نعمتیں پہنچیں گی تو ساری مخلوق آپ کی حمد کرے گی اور ثنا کرے گی۔اگر چہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں تبلیغ احکام اور تعلیم [illegible] کے سبب محمود ہیں لیکن اس نرالے مقام میں حمد کامل اور نافع عظیم حاصل ہوگا، اس لیے کہ عقاب وعذاب سے چھڑانا اور سعی فرمانا زیادتی اجر وثواب میں سعی

کرنے سے اعظم ہے اور دفع ضرر میں ان کی حاجتوں کو پورا کرنا، حصول نفع میں ضرورتوں کو پورا کرنے سے زیادہ بلند و بالا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان فضل و کمال اور عظمت و جلال کے مقامات میں محمود اور مثنی علیہ ہیں جن کو حق تعالیٰ نے عطا فرمایا اور آپ کے لیے اس مخصوص فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ مجھے عرش کی داہنی جانب کھڑا فرمائے گا اور ایک روایت میں عرش پر اور ایک روایت میں کرسی پر ہے اور جنت کی کنجی آپ کے سپرد فرمائے گا اور آپ کے ہاتھ میں لواء الحمد دے گا اور شفاعت ان کمالات میں ایک کا جز ہے جس سے ساری مخلوق کو عظیم نفع پہنچے گا لہٰذا اگر مقام محمود سے، روز قیامت حضور کا کھڑا ہونا اور آپ کا علو درجہ اور مخلوق کو فائدہ اور نفع پہنچانا جو کہ شفاعت وغیرہ میں شامل ہے مراد لیا جائے تب بھی درست ہوگا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ مقام عطا فرمائے گا جو کسی کو آپ کے سوا حاصل نہیں ہے۔ اور روز قیامت حکم خدا ہی کا ہوگا اور اس کی نیابت و خلافت خاص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہوگی۔

لواء الحمد

الطیبی فرماتے ہیں کہ لواء الحمد سے مراد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد اور مقام محمود میں انفرادیت اور شہرت اور اہل عرب شہرت کے مواضع پر لواء کو وضع کرتے ہیں جیسا کہ مروی ہے لکل غادر لواء (ہر غدار کے لیے جھنڈا ہے) اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک میں جھنڈا ہی ہو اور اس کا نام لواء الحمد ہو۔

صاحب مواہب لدنیہ طبرانی سے ریاض النضرۃ میں ایک حدیث لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا اے علی! تم نہیں جانتے کہ میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جو روز

قیامت خطبہ دے گا تو میں عرش کی داہنی جانب اس کے سایہ میں کھڑا ہوں گا اور مجھے جنتی حلہ پہنایا جائے گا آگاہ اور خبردار ہو کہ میری امت سب سے پہلی امت ہوگی جس کا روز قیامت حساب کیا جائے گا اس کے بعد میں تمھیں بشارت دیتا ہوں کہ تم وہ پہلے شخص ہو کہ تمھیں بلایا جائے گا اور تمھیں لوگوں کا جھنڈا سپرد کیا جائے گا جس کا نام لواء الحمد ہے۔ کیوں کہ آدم اور تمام خلق کسی سایہ کی متلاشی ہوگی وہاں میرے جھنڈے کا سایہ ہوگا اور میرے لواء مبارک کی درازی ایک ہزار چھ سو سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔ اس کا سنان یا قوت احمر کا اور اس کا قبضہ سفید چاندی کا اور اس کا ڈنڈا سبز مروارید کا ہوگا اس کی زلفیں تین ذرکی ہوں گی، ایک زلف مشرق میں، دوسری مغرب میں، تیسری دنیا کے درمیان میں، اور ان میں تین سطریں تحریر ہوں گی ،ایک پر بسم اللہ الرحمن الرحیم ،دوسری پر الحمد للہ رب العالمین ،تیسری پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہر سطر کی درازی ہزار سال کے برابر، اور اس کی پنہائی بھی ہزار سال کے برابر، تو اے علی میں اسے تمھارے سپرد کروں گا اور امام حسن تمھاری داہنی جانب اور امام حسین تمھاری بائیں طرف کھڑے ہوں گے، یہاں تک کہ تم میرے اور حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے درمیان عرش کے سایہ میں کھڑے ہوگے، اور تمھیں جنت کا جوڑا پہنایا جائے گا۔

ابن سبع نے خصائص میں روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن سلام نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لواء الحمد کی توصیف میں دریافت کیا کہ وہ کیسا ہوگا؟ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی درازی ایک ہزار چھ سو برس کی مسافت ہے۔ (آخر حدیث تک)

ذکر صراط

صراط کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کی پشت پر صراط بچھائی جائے گی اور اس پر سے گزرنے والوں میں سب سے پہلے

میں اور میری امت ہوگی۔

اس پر سے گزرتے وقت رسولوں کی دعا یہ ہے **اللھم سلم سلم** اے رب سلامت رکھ سلامت رکھ۔

اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ تمھارا نبی صراط پر کھڑا **رب سلم سلم** کہہ رہا ہوگا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ دعا امت کی سلامتی کے لیے ہوگی، اور دوسرے رسولوں کی بھی اسی طرح اور ممکن ہے کہ مقربان بارگاہ بھی حق تعالیٰ کی شان بے نیازی کے ڈر اور خوف سے سلامتی کی دعائیں کر رہے ہوں گے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتے بھی صراط کے دونوں جانب کھڑے **یا رب سلم سلم** کی دعائیں مانگ رہے ہوں گے، اور یہ ان کی عادت کے بموجب ہے کہ وہ ہمیشہ ہی مسلمانوں کے لیے دعا و استغفار کرتے ہیں۔

فضیل بن عیاض کی حدیث میں ہے کہ صراط کی مسافت پندرہ ہزار سال کے برابر ہے پانچ ہزار چڑھائی میں، پانچ ہزار اتار میں اور پانچ ہزار برابر و ہموار، اور کوئی گزرنے والا ایسا نہ ہوگا جو خوف خدا سے لرزتا کانپتا نہ ہو۔

اور مشہور ہے کہ صراط تلوار سے تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ صراط بعضوں کے لیے تلوار سے تیز اور بال سے باریک ہوگی، اور بعضوں کے لیے ہموار و کشادہ میدان کی مانند ہوگی، اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ کہتے ہیں کہ وقوف محشر کی طوالت بعضوں پر تو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی اور بعض پر نماز کی دو رکعتوں کے برابر اور یہ تفاوت اعمال اور انوار ایمان کی بناء پر ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب میرے امتی صراط پر لرزنے لگیں گے اور تھک کر رہ جائیں گے تو

فریاد کریں گے وا محمداہ ، یا رسول اللہ مدد فرمائیے، اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی شفقت میں بلند آواز سے پکاریں گے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے رب امتی امتی اے رب میری امت کو بچا میری امت کو بچا، آج کے دن میں نہ اپنے لیے کچھ مانگتا ہوں اور نہ اپنی بیٹی فاطمہ کے لیے، یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امت کے بارے میں اور ان کے چھڑانے کے سلسلے میں حد درجہ اہتمام اور مبالغہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس حدیث سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے ساتھ اتحاد اور کمال محبت کا علم ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ جو بہت صدقہ دے گا وہ صراط پر سے گزر جائے گا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جس کا گھر مسجد ہے حق تعالیٰ اس کا ضامن ہے وہ اسے صراط پر سے رحمت و کرم کے ساتھ گزارے گا۔

میزان کی کیفیت

میزان پر ہی سوال و حساب کا مدار ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنت عرش کی داہنی جانب اور جہنم اس کی بائیں جانب رکھی جائے گی اس کے بعد میزان لائی جائے گی اور نیکیوں کے پلڑے کو جنت کے مقابل اور بدیوں کے پلڑے کو جہنم کے مقابل رکھا جائے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت میں صاحب میزان جبریل علیہ الصلاۃ والسلام ہوں گے اور وہی اس دن اعمال کا وزن کریں گے اور یہ میزان اور ہر احوال حساب و سوال سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہوگا۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ آخرت کی ترازو کے پلڑے کا وزن ہونا دنیا کی ترازو کے برعکس ہے،

کیوں کہ دنیا کی ترازو کا وزنی پلڑا نیچے ہوتا ہے اور آخرت کی ترازو کا وزنی پلڑا اونچا ہوتا ہے، یہ بات ندرت سے خالی نہیں۔

وہ علماء آیہ کریمہ الیہ یصعد الکلم الطیب سے استدلال واستشہاد کرتے ہیں کہ نیکی کی باتیں حق تعالیٰ یا اوپر کی جانب چڑھتی ہیں اور نیک عمل کو اٹھایا جاتا ہے۔

اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اس دعویٰ کا اثبات محض آیہ کریمہ سے اس باب میں کسی چیز کے واقع ہوئے بغیر مشکل ہے ہاں اگر اس آیت کریمہ کی تائید میں کوئی چیز اشارہ کرنے والی ہو تو ممکن ہے۔

اور بعض جو یہ کہتے ہیں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ (لیکن وہ جن کے ترازو بھاری ہیں تو وہ رضا کی زندگی میں ہیں) کے متضاد اور منافی ہے تو یہ بھی محل بحث ہے اس لیے کہ ممکن ہے کہ ثقلت سے مراد ترجیح ہو اور ترجیح اس جگہ صعود سے ہے۔ ہاں مقصود یہ ہے کہ ثقیل مائل بہ سفل ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ مقتضائے ثقل وخفت وہاں اس جہان کے برعکس ہو۔ مولف (مدارج النبوۃ جلد دوم)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

سبحان اللہ! ایسے سوال سن کر کتنا تعجب آتا ہے کہ مسلمان ومدعیان سنیت اور ایسے واضح عقائد میں تشکیک کی آفت، یہ بھی قرب قیامت کی ایک علامت ہے، انا للہ و انا الیہ راجعون .

احادیث شفاعت بھی ایسی چیز ہیں جو کسی طرح چھپ سکیں؟ بیسوں صحابہ، صدہا تابعین ہزارہا محدثین ان کے راوی، حدیث کی ہرگونہ کتابیں صحاح، سنن مسانید، معاجیم جوامع، مصنفات ان سے

مالا مال، اہل سنت کا ہر متنفس، یہاں تک کہ زنان واطفال بلکہ دہقانی جہال بھی اس عقیدے سے آگاہ، خدا کا دیدار، محمد کی شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری۔

حضور کی رضا

قال اللہ تعالیٰ و لسوف یعطیک ربک فترضی ۔

اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

دیلمی مسند الفردوس میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، جب یہ آیت اتری حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذن لا ارضی و واحد من امتی فی النار.

یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی کر دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہا۔

طبرانی معجم اوسط اور بزار مسند الفردوس میں جناب مولیٰ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اشفع لامتی حتی ینادینی ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت.

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد تو راضی ہوا میں عرض کروں گا اے رب میرے میں راضی ہوا۔

امت کے لیے حضور کا استغفار

قال اللہ تعالیٰ ، و استغفر لذنبک و للمومنین و للمومنات

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ، اور شفاعت کا ہے کا نام ہے؟

قال اللہ تعالیٰ . و لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء وک فاستغفروا اللہ و استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما .

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہوں، پھر خدا سے استغفار کریں اور رسول ان کی بخشش مانگے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ گناہ کر کے اس نبی کی سرکار میں حاضر ہو اور اس سے درخواست شفاعت کرو، محبوب تمھاری شفاعت فرمائے گا تو ہم یقیناً تمھارے گناہ بخش دیں گے۔

منافقین کا انحراف

قال اللہ تعالی ، و اذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسھم

جب ان منافقوں سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمھاری مغفرت مانگیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔

اس آیت میں منافقوں کا حال بد مآل ارشاد ہوا کہ وہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت نہیں چاہتے پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل نہ پائیں گے اور جو کل نہ پائیں گے وہ کل نہ پائیں گے۔ اللہ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے

قیامت کی سختی اور شفاعت

شفاعت کبریٰ کی حدیثیں جن میں صاف صریح ارشاد ہوا کہ عرصات محشر میں وہ طویل دن ہوگا کہ

کاٹے نہ کٹے اور سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک، اس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کریں گے اور سروں سے کچھ ہی فاصلہ پر لاکر رکھیں گے، پیاس کی وہ شدت کہ خدا نہ دکھائے، گرمی وہ قیامت کہ اللہ بچائے، بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہوکر اوپر چڑھے گا یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہوگا، جہاز چھوڑیں تو بہنے لگیں، لوگ اس میں غوطے کھائیں گے گھبرا گھبرا کر دل حلق تک آجائیں گے۔

لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آکر شفیع کی تلاش میں جا بجا پھریں گے، آدم ونوح خلیل و کلیم ومسیح علیہم الصلاۃ والسلام کے پاس حاضر ہوکر جواب صاف سنیں گے، سب انبیاء فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں، ہم اس لائق نہیں، ہم سے یہ کام نہ نکلے گا، نفسی نفسی! تم اور کسی کے پاس جاؤ یہاں تک کہ سب کے بعد حضور پرنور سید الاولین والآخرین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لھا، انا لھا فرمائیں گے، یعنی میں ہوں شفاعت کے لیے، میں ہوں شفاعت کے لیے، پھر اپنے رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سجدہ کریں گے ان کا رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔

یا محمد ارفع رأسک و قل تسمع و سل تعطه و اشفع تشفع.

اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمھاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمھیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمھاری شفاعت قبول ہے۔

یہی مقام محمود ہوگا جہاں تمام اولین وآخرین میں حضور کی تعریف وحمد وثنا کا غل پڑ جائے گا اور موافق ومخالف سب پر کھل جائے گا۔

بارگاہ الٰہی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں اور ملک عظیم جل جلالہ کے یہاں جو عظمت ہمارے مولیٰ کے لیے کسی کے لیے نہیں و الحمد للہ رب العالمین اسی لیے اللہ تعالیٰ اپنی

حکمت کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پہلے اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے پاس جائیں اور وہاں سے محروم پھر کر ان کی خدمت میں حاضر آئیں تاکہ سب جان لیں کہ منصب شفاعت اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا دروازہ کھول سکے، و الحمد لله رب العالمين.

انتباہ

یہ حدیثیں صحیح بخاری وصحیح مسلم تمام کتابوں میں مذکور اور اہل اسلام میں معروف ومشہور ہیں ذکر کی حاجت نہیں کہ بہت طویل ہیں، شک لانے والا اگر دو حرف بھی پڑھا ہو تو مشکوۃ شریف کا اردو میں ترجمہ منگا کر دیکھ لے یا کسی مسلمان سے کہے کہ پڑھ کر سنادے، اور انھیں حدیثوں کے آخر میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ شفاعت کے بعد حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخشش گنہ گاراں کے لیے بار بار شفاعت فرمائیں گے اور ہر دفعہ اللہ تعالیٰ وہی کلمات فرمائے گا اور حضور ہر مرتبہ بے شمار بندگان خدا کو نجات بخشیں گے۔

میں ان مشہور حدیثوں کے سوا ایک اربعین یعنی چالیس حدیثیں اور لکھتا ہوں جو گوش عوام تک کم پہنچی ہوں جن سے مسلمانوں کا ایمان ترقی پائے، منکر کا دل آتش غیظ میں جل جائے بالخصوص جن سے اس ناپاک تحریف کا رد شریف ہو، جو بعض بد دینوں، خدا ناترسوں، ناحق کوشوں، باطل کیشوں نے معنی شفاعت میں کیں اور انکار شفاعت کے چہرہ نجس چھپانے کو ایک جھوٹی صورت نام کی شفاعت دل سے گڑھی۔

ان حدیثوں سے واضح ہوگا کہ ہمارے آقائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کے لیے متعین ہیں، انھیں کی سرکار بے کس پناہ ہے، انھیں کے در سے بے یاروں کا نباہ ہے، نہ جس طرح ایک بد مذہب کہتا ہے کہ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے شفیع بنادے گا، یہ حدیثیں ظاہر کریں گی کہ ہمیں خدا اور رسول نے کان کھول کر شفیع کا پیارا نام بتادیا اور صاف فرمایا کہ وہ محمد رسول اللہ ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نہ یہ کہ

بات گول رکھی ہو جیسے ایک بد بخت کہتا ہے کہ اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجیے جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے، یہ حدیثیں مژدہ جاں فزا دیں گی کہ حضور کی شفاعت نہ اس کے لیے ہے جس سے اتفاقاً گناہ ہو گیا ہو اور وہ اس پر ہر وقت نادم و پریشاں و ترساں و لرزاں ہے، جس طرح ایک دزدِ باطن کہتا ہے کہ چور پر تو چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے، نہیں نہیں ان کے رب کی قسم جس نے انھیں شفیع المذنبین کیا، ان کی شفاعت ہم جیسے روسیاہوں، پر گناہوں، سیہ کاروں، ستم گاروں کے لیے ہے جن کا بال بال گناہ میں بندھا ہے جن کے نام سے گناہ بھی ننگ و عار رکھتا ہے۔ ع

ترسم آلودہ شود دامن عصیاں از من

شفاعت گنہ گاروں کے لیے ہے

امام احمد بسند صحیح اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خیرت بین الشفاعة و بین ان یدخل نصف امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم و اکفیٰ ترونها للمتقین لا و لکنها للمذنبین الخطائین المتلوثین.

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمھاری آدھی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی ہے، کیا تم یہ سمجھ لیے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لیے ہے؟ نہیں بلکہ وہ ان گناہ گاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت خطا کار ہیں۔

ابن عدی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی للھا لکین من امتی .

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لیے جنھیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

حق ہے اے شفیع میرے، میں قربان تیرے، صلی اللہ علیک ۔

حضرت ابوداؤد و ترمذی و ابن حبان و حاکم و بیہقی بافادۂ تصحیح حضرت انس بن مالک اور ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان و حاکم حضرت جابر بن عبد اللہ، اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس اور خطیب بغدادی حضرت عبد اللہ بن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی یوم القیمة لاهل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت میں ان کے لیے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

ابوبکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی لاهل الذنوب من امتی .

میری شفاعت میرے گنہ گار امتیوں کے لیے ہے۔

ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

و ان زنی و ان سرق

اگرچہ زانی اگرچہ چور ہو۔

فرمایا: و ان زنی و ان سرق علی رغم انف ابی الدرداء .

اگر چہ زانی ہو اگر چہ چور ہو برخلاف خواہش ابودرداء کے۔

بے حساب لوگوں کی شفاعت

طبرانی وبیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اشفع یوم القیامة لاکثر مما علی وجه الارض من شجر و حجر و مدر

یعنی روئے زمین پر جتنے پیڑ پتھر ڈھیلے ہیں میں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرماؤں گا۔

مومنین مخلصین کی شفاعت

بخاری مسلم حاکم بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

شفاعتی لمن شهد ان لا اله الا الله مخلصا یصدق قلبه لسانه .

میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لیے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو۔

احمد طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انها اوسع لهم و هی لمن مات و لا یشرک بالله شیئا .

شفاعت میں امت کے لیے زیادہ وسعت ہے وہ ہر شخص کے واسطے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اتـی جهنـم فـاضرب بابها فيفتح لی فادخلها فاحمد الله محامد ماحمده احد قبلی مثلها و لا يحمده احدبعدی ثم اخرج منها من قال لا اله الا الله مخلصا.

میں جہنم کا دروازہ کھلوا کر تشریف لے جاؤں گا وہاں خدا کی تعریفیں کروں گا ایسی نہ مجھ سے پہلے کسی نے کیں نہ میرے بعد کوئی کرے پھر دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال لوں گا جس نے خالص دل سے لا اله الا الله کہا۔

سونے کے منبر اور حضور کی شفاعت

حاکم بافادۂ تصحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

يـوضـع لـلانبيـاء منابر من ذهب فيجلسون عليها و يبقى منبری لا اجلس عليه اولا اقـعـد عـليه قائما بين يدی ربی مخافة ان يبعث بی الی الجنة و يبقى امتی من بعدی فـاقول يا رب امتی امتی فيقول الله عزوجل يا محمد ما تريد ان اصنع بامتک فاقول يا رب عـجـل حسـابهـم فـما ازال اشفع حتی اعطی صكاكا برجال قد بعث بهم الی النار حتی ان مالكا خازن النار ليقول يا محمد ما تركت.

انبیاء کے لیے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر جلوس نہ فرماؤں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سروقد کھڑا رہوں گا، اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد رہ جائے، پھر عرض کروں گا اے رب میرے، میری امت

میری امت، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کروں گا اے رب میرے ان کا حساب جلد فرمادے پس میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کی چٹھیاں ملیں گی جنھیں دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک داروغہ دوزخ عرض کرے گا اے محمد آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔

حضور منصب شفاعت پر

بخاری و مسلم و نسائی حضرت جابر بن عبد اللہ اور احمد بسند حسن اور بخاری تاریخ میں اور بزار اور طبرانی و بیہقی و ابونعیم حضرت عبد اللہ بن عباس اور احمد بسند حسن و بزار بسند جید و دارمی و ابن ابی شیبہ و ابویعلی و ابونعیم و بیہقی حضرت ابوذر اور طبرانی معجم اوسط میں بسند حضرت ابوسعید خدری اور کبیر میں حضرت سائب بن یزید اور احمد باسناد حسن اور ابن ابی شیبہ و طبرانی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی :

و اللفظ لجابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و اعطیت مالم یعط احد قبلی الی قوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و اعطیت الشفاعة .

ان چھوں حدیثوں میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں شفیع مقرر کردیا گیا اور شفاعت خاص مجھ ہی کو عطا ہوگی میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہ ملا۔

دعائے شفاعت

ابن عباس و ابوسعید و ابوموسیٰ سے انھیں حدیثوں میں وہ مضمون بھی ہے۔ جو احمد و بخاری و مسلم نے انس اور شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان لکل نبی دعوة و قد دعا بها فی امته و استجیب له و هذا اللفظ لانس و

لفظ ابی سعید ، لیس من نبی الا وقد اعطی دعوۃ فتعجلھا (و لفظ ابن عباس) لم یبق نبی الا اعطی لہ ، رجعنا الی لفظ انس و الفاظ الباقین کمثلہ معنی ، قال و انی اختبات دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیامۃ (زاد ابو موسیٰ) جعلتھا لمن مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا.

یعنی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی اگرچہ ہزاروں دعائیں قبول ہوتی ہیں مگر ایک دعا انھیں خاص جناب باری تبارک وتعالیٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہو مانگ لو، بیشک دیا جائے گا، تمام انبیاء آدم سے عیسیٰ تک (علیہم الصلاۃ والسلام) سب اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں کر چکے اور میں نے آخرت کے لیے اٹھا رکھی، وہ میری شفاعت ہے، میری امت کے لیے قیامت کے دن میں نے اسے اپنی ساری امت کے لیے رکھا ہے جو ایمان پر دنیا سے اٹھی۔

اللہ اکبر! اے گنہ گاران امت! کیا تم نے اپنے مالک و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ کمال رافت ورحمت اپنے حال پر نہ دیکھی کہ بارگاہِ الٰہی عز جلالہ سے تین سوال حضور کو ملے کہ جو چاہو مانگ لو عطا ہوگا، حضور نے ان میں کوئی سوال اپنی ذات پاک کے لیے نہ رکھا سب تمھارے ہی کام میں صرف فرما دیے۔ دو سوال دنیا میں کیے وہ بھی تمھارے ہی واسطے، تیسرا آخرت کو اٹھا رکھا، وہ تمھاری اس عظیم حاجت کے واسطے جب اس مہربان مولیٰ رؤف ورحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی کام آنے والا، بگڑی بنانے والا نہ ہوگا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حق فرمایا حضرت حق عز وجلا نے، عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم.

واللہ العظیم! قسم اس کی جس نے انھیں آپ مہربان کیا ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے عزیز پیارے اکلوتے بیٹے پر زنہار اتنی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک امتی پر مہربان ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) الٰہی تو ہمارا عجز وضعف اور ان کے حقوق عظیمہ کی عظمت جانتا ہے اے قادر! اے واجد! اے ماجد! ہماری طرف

سے ان پر اور ان کی آل پر وہ برکت والی درودیں نازل فرما جو ان کے حقوق کو وافی ہوں اور ان کی رحمتوں کو مکافی۔

سبحان اللہ! امتیوں نے ان کی رحمتوں کا یہ معاوضہ رکھا کہ کوئی افضلیت میں تشکیکیں نکالتا ہے، کوئی ان کی شفاعت میں شبہ ڈالتا ہے، کوئی ان کی تعریف اپنی سی جانتا ہے، کوئی ان کی تعظیم پر بگڑ کر کراتا ہے، افعال محبت کا بدعت نام، اجلال وادب پر شرک کے احکام انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شفاعت حضور کے ساتھ خاص ہے

بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسریٰ اپنے رب سے عرض کی تو نے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو یہ یہ فضائل بخشے رب عز مجدہ نے فرمایا۔

اعطیتک خیرا من ذلک (الی قولہ) خبأت شفاعتک و لم اخباھا لنبی غیرک۔

میں نے تجھے عطا فرمایا وہ ان سب سے بہتر ہے، میں نے تیرے لیے شفاعت چھپا رکھی اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔

روز قیامت کے خطیب و شفیع

ابن ابی شیبہ وترمذی بافادۂ تحسین وتصحیح اور ابن ماجہ وحاکم بحکم تصحیح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین و خطیبھم و صاحب شفاعتھم غیر فخر۔

قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور ان کا خطیب اور ان کا شفاعت والا ہوں گا اور یہ کچھ فخر کی راہ سے نہیں فرماتا۔

شفاعت حق ہے

ابن منیع حضرت زید بن ارقم وغیرہ چودہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی یوم القیامة حق فمن لم یومن بها لم یکن من اهلها.

میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا۔

منکر مسکین اس حدیث متواتر کو دیکھے اور اپنی جان پر رحم کر کے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ (اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین)

حضور کی شفاعت مقبول ہے

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک بالیقین میں روز قیامت میں تمام جہان کا سید ہوں میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو میرے نشان کے نیچے نہ ہو کشائش کا انتظار کرتا ہوا۔ میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ دروازۂ جنت پر تشریف فرما ہو کر دروازہ کھلواؤں گا سوال ہوگا کون ہے، میں فرماؤں گا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہا جائے گا مرحبا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، پھر جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا اس کے لیے سجدۂ شکر میں گروں گا اس پر کہا جائے گا۔

ارفع راسک و قل تطاع و اشفع تشفع.

اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو کہ تمھاری اطاعت کی جائے گی اور شفاعت کرو کہ تمھاری شفاعت قبول ہوگی پس جو لوگ جل چکے تھے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں گے۔

اسے حاکم نے مستدرک میں اور ابن عساکر نے عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

حضور صاحب شفاعت ہیں

روز قیامت تمام انبیاء، اولیاء، علماء علیہم الصلاۃ والثناء کہ شفاعت فرمائیں گے ان کی شفاعت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوگی، بارگاہ عزت میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ولہٰذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا **انا صاحب شفاعتهم و لا فخر**۔

شفاعت انبیاء کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہ فخر نہیں فرماتا۔

زیارت وشفاعت

حدیث میں ارشاد ہوا **من زار قبری وجبت له شفاعتی**۔

جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

دوسری حدیث میں **من حج و لم يزرنی فقد جفانی**۔

جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اس نے مجھ پر جفا کی۔ (الملفوظ حصہ اول)

حضور کو اذن کلام

تفسیر مقام محمد میں حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نسائی نے بسند صحیح اور حاکم نے بافادۂ تصحیح اور

طبرانی و ابن مندہ نے روایت کی یوں آئی۔

یجمع الله الناس فی صعید واحد فلا تکلم نفس فاول مدعو محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فیقول لبیک و سعدیک و الخیر فی یدیک. الحدیث.

اللہ تعالیٰ روز قیامت لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا تو کوئی کلام نہ کرے گا، سب سے پہلے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا ہوگی حضور عرض کریں گے الٰہی میں حاضر ہوں، خدمتی ہوں، تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے، ابن مندہ نے کہا **حدیث مجمع علیه صحة اسناده و ثقة رجاله۔**

اس حدیث کی صحت اسناد و عدالت رواۃ پر اجماع ہے۔

(صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین)

صحیح بخاری حدیث شفاعت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

فاستاذن علی ربی فی داره فیؤذن لی علیه

میں اپنے رب پر اذن طلب کروں گا اس کی حویلی میں تو اس کے پاس حاضر ہونے کا اذن ملے گا۔

(فتاوی رضویہ، ج ۱۱، ص ۲۵۴۔ قوارع القہار)

شفاعت کبریٰ

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اہل محشر اور انبیاء سے مایوس پھر کر میرے حضور حاضر ہوں گے میں فرماؤں گا **انا لها** میں ہوں شفاعت کے لیے، پھر اپنے رب سے اذن چاہوں گا وہ مجھے اذن دے گا میں سجدے میں گروں گا ارشاد ہوگا

یا محمد ارفع راسک و قل تسمع و سل تعطه و اشفع تشفع.

اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمھاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمھیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمھاری شفاعت قبول ہے، میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت، فرمایا جائے گا جاؤ جس کے دل میں جو بھر ایمان ہوا سے دوزخ سے نکال لو، انھیں نکال کر میں دوبارہ حاضر ہوں گا سجدہ کروں گا وہی ارشاد ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنا جائے گا، مانگو کہ دیا جائے گا، شفاعت کرو کہ قبول ہے۔

میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت ارشاد ہوگا جاؤ جس کے دل میں رائی بھر ایمان ہو نکال لو، مین انھیں نکال کر سہ بارہ حاضر ہو کر سجدہ کروں گا فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہو منظور ہے، جو مانگو عطا ہے، شفاعت کرو مقبول ہے، میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت، ارشاد ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم سے کم کمتر ایمان ہوا سے نکال لو، میں انھیں نکال کر چوتھی بار حاضر و ساجد ہوں گا ارشاد ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنیں گے، مانگو کہ دیں گے، شفاعت کرو کہ قبول کریں گے، میں عرض کروں گا الٰہی مجھے ان کے نکالنے کی اجازت دے جنھوں نے تجھے ایک جانا ہے ارشاد ہوگا یہ تمھارے سبب نہیں بلکہ مجھے اپنے عزت وجلال و کبریا وعظمت کی قسم ہر موحد کو اس سے نکال لوں گا۔

اقول، یہ ان (موحدین) کے بارے میں رد شفاعت حضور نہیں بلکہ عین قبول ہے کہ حضور کے عرض کرنے ہی پر تو جہنم سے نکالے گئے، فقط یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کو رسالت سے توسل کا موقع نہ ملا مجرد عقل جتنے ایمان کے لیے کافی تھی یعنی توحید اسی قدر رکھتے تھے۔

موحدین کی شفاعت

ثم اقول، معنی حدیث کی یہ تقریر کہ ہم نے کی اس سے ظاہر ہوا کہ یہ اس حدیث صحیح کے معارض نہیں کہ فرمایا: **ما انزلت اترددعلی ربی فلا اقوم فیه مقاما الا شفعت حتی اعطانی الله من ذلک ان قال ادخل من امتک من خلق الله من شهد ان لا اله الا الله یوما واحدا**

مخلصا و مات علی ذلک .

میں اپنے رب کے حضور آتا جاتا رہوں گا، جس شفاعت کے لیے کھڑا ہوں گا قبول ہوگی یہاں تک کہ میرا رب فرمائے گا کہ تمام مخلوق میں جتنی تمہاری امت ہے ان میں جو توحید پر مرا ہو اسے جنت میں داخل کرو۔ اسے امام احمد نے سند صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

کہ یہاں کلام امت میں ہے تو یہاں لا اله الا الله سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے جیسا کہ انھیں امام احمد و صحیح ابن حبان کی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعتی لمن شهد ان لا اله الا الله مخلصا و ان محمد رسول الله يصدق لسانه قلبه و قلبه لسانه .

میری شفاعت ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی توحید اور میری رسالت پر اخلاص سے گواہی دیتا ہو کہ زبان دل کے موافق ہو اور دل زبان کے۔

اہل کبائر کے لیے حضور کی شفاعت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے بے حقی اہل کبائر فلاح پائیں گے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں شفاعتی لاهل الكبائر من امتی .

میری شفاعت میری امت سے کبیرہ گناہوں والوں کے لیے ہے۔ اسے احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان اور حاکم و بیہقی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا بیہقی نے اس کی تصحیح کی۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خيرت بين الشفاعة و بين ان يدخل شطر امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم و اكفى اترونها للمومنين المتقين لا ولكنها للمذنبين المتلوثين الخطائين.

مجھ سے میرے رب نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہے شفاعت لے لو چاہے یہ کہ تمھاری آدھی امت بلا عذاب داخل جنت ہو میں نے شفاعت اختیار فرمائی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کافی ہے کیا اسے ستھرے مومنوں کے لیے سمجھتے ہو؟ نہیں بلکہ وہ گناہ گاروں آلودہ روزگاروں سخت خطا کاروں کے لیے ہے۔ اسے احمد نے سند صحیح سے اور طبرانی نے کبیر میں سند جید سے حضرت ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

بلکہ وہ بھی ہوں گے جن کے گناہ نیکیوں سے بدلے جائیں گے قال اللہ تعالیٰ فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنت و کان اللہ غفورا رحیما.

اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث میں ہے ایک شخص روز قیامت حاضر لایا جائے گا ارشاد ہوگا اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کرو اور بڑے بڑے ظاہر نہ کرو اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کیے وہ مقر ہوگا اور اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ ارشاد ہوگا، اعطوہ مکان بکل سیئۃ حسنۃ .

اسے ہر گناہ کی جگہ ایک نیکی دو، اب کہہ اٹھے گا کہ الٰہی میرے اور بہت سے گناہ ہیں وہ تو سننے میں آئے ہی نہیں، یہ فرما کر حضوانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آس پاس کے دندان مبارک ظاہر ہوئے، اسے ترمذی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ افریقہ)

حضور کی شفقت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بھیجے گئے اور مومنین پر بالخصوص کمال مہربان ہیں روف رحیم ہیں ان کا مشقت میں پڑنا ان پر گراں ہے، ان کی بھلائیوں پر حریص ہیں جیسے کہ قرآن عظیم ناطق لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم

بالمومنین روف رحیم .

تمام عاصیوں کی شفاعت کے لیےتو وہ مقرر فرمائے گئے واستغفر لذنبک و للمومنین و المومنات

کیا وہ ان میں کسی کی بخشش نہ چاہیں گے؟، کیا مسلمان کا مشقت میں پڑنا ان پر گراں نہ ہوگا؟

(فتاویٰ رضویہ ج۹،ص۵۸۴)

حضور کو شفاعت عطا کی گئی

مالک شفاعت صرف حضور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور جو کوئی شفاعت کرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے کرے گا۔

شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اعطیت شفاعة .

شفاعت مجھے عطا فرمادی گئی ہے۔اسے بخاری و مسلم ونسائی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

فی حدیث اعطیت خمسا لم یعطهن احد من الانبیاء قبلی .

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے پانچ چیزیں وہ دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں۔ (مولف)

حضور شافع مشفع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا کان یوم القیامة کنت امام النبیین و خطیبهم و صاحب شفاعتهم غیر فخر .

روز قیامت تمام انبیاء کا امام اور ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں اور یہ بات کچھ براہ

فخر نہیں فرماتا۔ اسے احمد و ترمذی وابن ماجہ اور حاکم نے اسانید صحیحہ سے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۴، انتہی الحاجز)

مرجئہ اور قدریہ شفاعت کے مستحق نہیں

ابونعیم انس سے اور طبرانی اوسط میں حضرت واثلہ وحضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی

صنفان من امتی لاتنالهم شفاعتی یوم القیامة المرجئة و القدرية.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے دو قسم، کے لوگوں کو میری شفاعت قیامت کے دن نہیں پہنچے گی یعنی مرجئہ اور قدریہ کو۔ (مولف)

مرجئہ وہ فرقہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ ایمان کے بعد معصیت ضرر نہ دے گی، جس طرح کفر کے ساتھ طاعت و بندگی فائدہ نہ دے گی۔

قدریہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ (مولف)

شفاعت مومنوں کو پہنچے گی

قد صحت الاحادیث ان المومنین یخرجون، فیخرجون بشفاعة الشفیع الرفیع الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، ثم یخرج اللہ برحمته کل من قال لا اله الا الله، و اولئک یسمون عتقاء الله عزوجل، کما عند احمد و النسائی وغیرهما.

صحیح حدیثیں اس بات پر شاہد ہیں کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کریمہ سے مومنین نکالے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہر اس شخص کو جہنم سے نکالے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا، انھیں لوگوں کو عتقاء اللہ کہا جائے گا۔ (مولف) (المعتمد المستند ۸۶)

صاحب شفاعت کا معنی

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، انا صاحب شفاعتھم ، والمعنی الآخر الا لطف الاشرف ان لا شفاعة لاحد بلا واسطة عند ذی العرش جل جلالہ الا للقرآن العظیم و لھذا الحبیب المرتجی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اما سائر الشفعاء من الملائکة ، و الانبیاء ، والاولیاء ، و العلماء ، و الحفاظ ، و الشھداء ، والحجاج ، والصلحاء فعند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینتھون الیہ و یشفعون لدیہ و ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یشفع لمن ذکروہ و لمن لم یذکروا عند ربہ عزوجل و قد تاکد عندنا ھذا المعنی باحادیث.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ میں شفاعت انبیاء کا صاحب ہوں اس کا ایک حقیقی معنی یہ ہے کہ بارگاہ رب کریم میں قرآن عظیم اور حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ بلا واسطہ کسی کے لیے شفاعت کا حق نہیں ہے اور جو ملائکہ ، انبیاء ، اولیاء ، علماء ، حفاظ ، شہداء ، حجاج اور صلحاء میں سے شفاعت کریں گے تو یہ لوگ حضور کی بارگاہ میں شفاعت طلب کریں گے اور ان لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچایا جائے گا اور یہ لوگ حضور کے پاس شفاعت کی درخواست کریں گے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کی شفاعت فرمائیں گے جن کا ذکر کیا گیا اور ان کی بھی فرمائیں گے جن کا ذکر نہیں کیا گیا، اور اس معنی کی احادیث سے تائید و تاکید ہوتی ہے۔(مولف) (المعتمد المستند ص۲)

اہل توحید کی شفاعت

حدیث میں ہے، جب حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہا شفاعت فرمائیں گے اور

اہل ایمان کو اپنے کرم سے داخل جناں فرماتے جائیں گے اخیر میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے پاس سوائے توحید کے کوئی حسنہ نہیں، شفیع مشفع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سجدے میں گریں گے حکم ہوگا۔

یا محمد ارفع راسک و قل یسمع لک و سل تعطه و اشفع تشفع.

اے حبیب! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمھاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمھیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمھاری شفاعت قبول ہوگی۔

سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کریں گے۔

یا رب ائذن لی فیمن قال لا اله الا الله.

اے میرے رب مجھے ان کی بھی پروانگی دے دے جنھوں نے صرف **لا اله الا الله** کہا ہے۔

رب العزت عز جلالہ ارشاد فرمائے گا۔

لیس ذاک الیک لکن و عزتی و کبریائی و عظمتی و جبریائی لاخرجن منها من قال لا اله الا الله.

یہ تمھارے لیے نہیں مگر مجھے عزت وجلال وکبریائی کی قسم میں ضرور ان سب کو نار سے نکال لوں گا جنھوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ (شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام)

ابوطالب کو حضور کی شفاعت کا فائدہ

ابوطالب کی وفات اگرچہ کفر پر ہوئی مگر انھوں نے چوں کہ زندگی بھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت کی اور کافروں کو حضور کی ایذا سے باز رکھا یہی وجہ ہے کہ ابوطالب کو شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پہنچے گی یعنی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی ورنہ کافر شفاعت کے مستحق نہیں

اور ان کے لیے استغفار ناجائز وحرام۔امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ابو طالب پر تخفیف عذاب کے سلسلے میں چند روایتیں پیش فرمائی ہیں،ملاحظہ فرمائیں۔

صحیحین ومسند امام احمد میں حضرت سیدنا عباس عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

انہ قال للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما اغنیت عن عمک فو اللہ کان یحوطک و یغضب لک قال ھو فی ضحضاح من نار و لو لا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار.

و فی روایۃ وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح.

یعنی انھوں نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا نفع دیا؟ خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا اور حضور کے لیے لوگوں سے لڑتا،جھگڑتا تھا،فرمایا میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو اسے کھینچ کر پاؤں تک آگ میں کر دیا اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔

امام ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

یونذ الخصوصیۃ لہ بعد ان امتنع شفع لہ حتی خفف لہ العذاب بالنسبۃ لغیرہ .

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت سے ہوا کہ ابو طالب نے باآں کہ ایمان لانے سے انکار کیا پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نے اتنا کام دیا کہ بہ نسبت باقی کافروں کے عذاب ہلکا ہو گیا۔

صحیحین ومسند میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ذکر عنده عمه ابو طالب فقال لعله تنفعه شفاعتی یوم القیامة فیجعل فی ضحضاح فی النار یبلغ کعبیه یغلی منه دماغه .

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ابو طالب کا ذکر آیا فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ روز قیامت میری شفاعت اسے یہ نفع دے گی کہ جہنم میں پاؤں تک کی آگ میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنوں تک ہوگی جس سے اس کا دماغ جوش مارے گا۔

یونس بن بکیر نے حدیث محمد بن اسحاق سے یوں روایت کیا۔

یغلی منه دماغه حتی یسیل علی قدمیه .

اس کا بھیجہ ابل کر پاؤں پر گرے گا۔

عمدۃ القاری وارشاد الساری شروح صحیح بخاری ومواہب لدنیہ وغیرہا میں امام سہیلی سے منقول۔

الحکمة فیه ان ابا طالب کان تابعا لرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لجملته الا انه استمر ثابت القدم علی دین قومه فسلط العذاب علی قدمیه خاصة لتثبیته ایاهما علی دین قومه.

یعنی ابو طالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ عزوجل جزا ہم شکل عمل دیتا ہے، ابو طالب کا سارا بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں صرف رہا، ملت کفر پر ثابت قدمی نے پاؤں پر عذاب مسلط کیا، اسی طرح تیسیر شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

بزار وابو یعلی وابن عدی وتمام حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قیل للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم هل نفعت ابا طالب قال اخرجته من

غمرة جهنم الى ضحضاح منها.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی حضور نے ابو طالب کو کچھ نفع دیا، فرمایا میں نے اسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام عینی عمدہ میں فرماتے ہیں :

فان قلت ، اعمال الكفر هباء منثورا لا فائدة فيها ، قلت هذا النفع من بركة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و خصائصه .

اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابو طالب کو یہ نفع ملنا صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال تو غبار ہیں ہوا پر اڑائے ہوئے۔

طبرانی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

ان الحارث بن هشام اتى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يوم حجة الوداع فقال يا رسول الله انك تحث على صلة الرحم و الاحسان الى الجار و ايواء اليتيم و اطعام الضيف و اطعام المسكين ذلك كان يفعله هشام بن المغيرة فما ظنك به يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كل قبر لا يشهد صاحبه ان لا اله الا الله فهو جذوة من النار و قد وجدت عمى ابا طالب فى طمطام من النار فاخرجه الله لمكانه منى و احسانه الى فجعله فى ضحضاح من النار .

یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز حجۃ الوداع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور ان باتوں کی ترغیب فرماتے ہیں رشتہ داروں سے نیک سلوک، ہمسایہ سے اچھا برتاؤ، یتیم کو جگہ دینا، مہمان کو مہمانی دینا محتاج کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور

کا اس کی نسبت کیا گمان ہے فرمایا جو قبر بنے جس کا مردہ لا الہ الا اللہ نہ مانتا ہو وہ دوزخ کا انگارا ہے میں نے خود اپنے چچا ابو طالب کو سر سے اونچی آگ میں پایا، میری قرابت و خدمت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اسے وہاں سے نکال کر پاؤں تک آگ میں کر دیا۔

مجمع بحار الانوار میں بعلامت کاف امام کرمانی شارح بخاری سے منقول۔

نفع ابا طالب اعماله ببرکته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و ان کان اعمال الکفرة هباء منثورا.

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ابو طالب کے اعمال نفع دے گئے ورنہ کافروں کے کام تو نرے برباد ہوتے ہیں۔

امام احمد مسند اور بخاری و مسلم اپنی صحاح میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اهون اهل النار عذابا ابو طالب و هو منتعل بنعلین من نار یغلی منهما دماغه .

بیشک دوزخیوں میں سب سے کم عذاب ابو طالب پر ہے وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہے جس سے اس کا دماغ کھولتا ہے۔

نیز صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

ان اهون اهل النار عذابا من له نعلان و شراکان من نار یغلی منهما دماغه کما یغلی المرجل ما یری ان احدا اشد منه عذابا و انه لا هونهم عذابا.

دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہے جسے آگ کے دو جوتے اور دو تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ دیگ کی طرح جوش مارے گا وہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اسی پر ہے حالاں کہ اس پر سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

اسی حدیث میں امام احمد کی روایت یوں ہے۔

یوضع فی اخمص قدمیه جمرتان یغلی منهما دماغه.

اس کے تلووں میں انگارے رکھے جائیں گے جس سے بھیجہ ابلے گا۔

اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یقول اللہ لاھون اھل النار عذابا یوم القیامة لو ان لک ما فی الارض من شی اکنت تفتدی به فیقول نعم فیقول اردت منک اھون من ھذا و انت فی صلب آدم ان لا تشرک بی شیئا فابیت الا ان تشرک بی .

دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے سے اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری ملک ہوتا تو کیا اسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا وہ عرض کرے گا ہاں فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روز میثاق اس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا مگر تو نے نہ مانا بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہوئے۔

کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے۔

قیل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم مسح ابا طالب بعد موته و انسی تحت قدمیه و لذا ینتعل بنعلین من النار.

یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد مرگ ابو طالب کے بدن پر دست اقدس پھیر دیا تھا مگر تلووں پر ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا، اس لیے ابو طالب کو روز قیامت آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے باقی جسم بہ برکت دست اقدس محفوظ رہے گا۔ (شرح المطالب فی مبحث ابی طالب)

والدین کریمین کی شفاعت

امام جلال الدین سیوطی مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:

اخرج تمام الرازی فی فوائده بسند ضعیف عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا کان یوم القیامة شفعت لابی و امی و ابی طالب و اخ لی کان فی الجاهلیة .

اورد المحب الطبری و هو من الحفاظ و الفقهاء فی کتابه ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی و قال ان ثبت فهو مؤول فی ابی طالب علی ما ورد فی الصحیح من تخفیف العذاب عنه بشفاعته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ، و انما احتاج الی تاویله فی ابی طالب دون الثلثة ابیه و امه و اخیه یعنی من الرضاعة لان ابا طالب ادرک البعثة و لم یسلم و الثلثة ماتوا فی الفترة .

یعنی ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ میں روز قیامت اپنے والدین اور ابو طالب اور اپنے ایک رضاعی بھائی کہ زمانہ جاہلیت میں گزرا شفاعت فرماؤں گا۔

امام محب طبری نے کہ حافظان حدیث وعلمائے فقہ سے ہیں ذخائر العقبیٰ میں فرمایا یہ حدیث اگر ثابت بھی ہو تو ابو طالب کے بارے میں اس کی تاویل وہ ہے جو صحیح حدیث میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا، امام سیوطی فرماتے ہیں، خاص ابو طالب کے باب میں

تاویل کی حاجت یہ ہوئی کہ ابو طالب نے زمانہ اسلام پایا اور کفر پر اصرار رکھا بخلاف والدین کریمین و برادر رضائی کہ زمانہ فترت میں گزرے۔ (شرح المطالب)

امت پر شفقت و رحمت

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

جب وہ جان رحمت و کان رافت پیدا ہوا، بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا اور رب ھب لی امتی ،فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا لب جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی فرماتے تھے، قیامت میں بھی انھیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے نفسی نفسی اذھبوا الی غیری سنو گے اور اس غم خوار امت کے لب پر رب امتی کا شور ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں، جب انتقال کروں گا، صور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا، کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آواز جاں گداز اس معصوم عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے، گاہے ہم سے غافل و مدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، روح سے ادراک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا مستحب ہوا کہ جو محبوب ہر آن ہماری یاد میں ہے کچھ دیر ہم ہجراں نصیب بھی اس کی یاد میں صرف کریں۔ (نفی الفی عمن استنار بنورہ کل شی)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے :

جب وہ جان رحمت کان رافت پیدا ہوا، بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا اور رب ھب لی امتی ،فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا، لب جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی فرماتے تھے، قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے، تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زبانیں پیاس سے باہر، آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دغدغہ، ملک قہار کا سامنا، عالم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، مجرمان بے یار

دام آفت کے گرفتار، جدھر جائیں گے سوا نفسی نفسی اذھبوا الی غیری کچھ جواب نہ پائیں گے، اس وقت یہی محبوب غم گسار کام آئے گا، قفل شفاعت اس کے زور بازو سے کھل جائے گا، عمامہ سر اقدس سے اتاریں گے اور سر بسجود ہو کر امتی فرمائیں گے۔ (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

امت کے لیے حضور کا اضطراب

امام احمد رضا بریلوی نے درد بھرے انداز میں امت عاصی کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اضطراب و بے چینی کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

پھر محبوب بھی کیسا جان ایمان و کان احسان، جس کے جمال جہاں آراء کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خامۂ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا، کیسا محبوب! جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لیے رحمت بھیجا، کیسا محبوب! جس نے اپنے تن پر ایک عالم کا بار اٹھالیا، کیسا محبوب! جس نے تمھارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں منہمک اور لہو ولعب میں مشغول ہو اور وہ تمھاری بخشش کے لیے شب و روز گریاں وملول۔

شب، کہ اللہ جل جلالہ نے آسائش کے لیے بنائی، اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے موقوف ہے صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیم کا پنکھا ہو رہا ہے، ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خواب ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کملی میں دراز، ایسے سہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں، وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت و آسائش کو چھوڑ خواب و آرام سے منہ موڑ، جبین نیاز آستانۂ عزت پر رکھے ہے کہ الٰہی! میری امت سیاہ کار ہے درگزر فرما اور ان کے تمام جسموں کو آتش دوزخ سے بچا۔

(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

حضور کو تین سوال عطا ہوئے

صحیح مسلم شریف میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال دیے میں نے دو بار عرض کی :

اللھم اغفر لامتی ، اللھم اغفر لامتی .

الٰہی میری امت بخش دے، الٰہی میری امت بخش دے۔

و اخرت الثالثة لیوم یرغب الی فیه الخلق حتی ابراهیم .

اور تیسرا اس دن کے لیے اٹھا رکھا جس میں تمام خلق میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام۔

فائدہ

حدیث، **ان لکل نبی دعوۃ** کہ مسند احمد و صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی امام حکیم ترمذی نے بھی روایت کی اور اس کے اخیر میں یہ زیادت فرمائی۔

و ان ابراھیم لیرغب فی دعائی ذلک الیوم .

یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کے دن ابراہیم بھی میری دعا کے خواہش مند ہوں گے۔

احادیث شفاعت اور حضور کی عظمت

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

شفاعت کی حدیثیں خود متواتر ہیں اور یہ بھی ہر مسلمان صحیح الایمان کو معلوم کہ یہ قبائے کرامت اس مبارک قامت، شایان امامت، سزاوار زعامت کے سوا کسی قدو بالا پر راست نہ آئی نہ کسی نے بارگاہ الٰہی میں ان کے سوا یہ وجاہت عظمیٰ ومحبوبیت کبریٰ واذن سفارش واختیار گزارش کی دولت پائی تو وہ سب حدیثیں تفضیل جمیل محبوب جلیل صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ پر دلیل، مگر میں صرف وہ چند احادیث نقل کرتا ہوں جن میں تصریحاً سب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا عجز اور حضور کی قدرت بیان فرمائی۔

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بخاری و مسلم وابن ماجہ نے انس اور ترمذی وابن خزیمہ نے ابوسعید خدری اور احمد و بزار وابن حبان وابویعلی نے صدیق اکبر اور احمد وابویعلی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعاً اور عبداللہ بن مبارک وابن ابی شیبہ وابن ابی عاصم وطبرانی نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی۔

ان سب کے الفاظ جدا جدا نقل کرنے میں طول کثیر ہے لہٰذا ان میں کے متفرق لفظوں کو ایک منتظم سلسلہ میں یکجا کر کے اس جاں فزا قصہ کی تلخیص کرتا ہوں **وباللہ التوفیق**۔

ارشاد ہوتا ہے روز قیامت اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو ایک میدان وسیع وہموار میں جمع کرے گا کہ سب دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں اور پکارنے والے کی آواز سنیں، دن طویل ہوگا اور آفتاب کو اس روز دس برس کی گرمی دیں گے پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کریں گے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائے گا پسینے آنا شروع ہوں گے قد آدم پسینہ تو زمین میں جذب ہو جائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں، غڑپ غڑپ کریں گے جیسے کوئی ڈبکیاں لیتا ہے، قرب آفتاب سے غم وکرب اس درجہ کو پہنچے گا کہ طاقت طاق ہوگی تاب تحمل باقی نہ رہے گی، رو رو کر تین گھبرائیں لوگوں کو اٹھیں گی آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں ہو کس حال کو پہنچے کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈھتے جو رب کے پاس شفاعت کرے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے، پھر خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام

ہمارے باپ ہیں ان کے پاس چلا چاہیئے پس آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس جائیں گے اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے عرض کریں گے اے باپ ہمارے، اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا اور سب چیزوں کے نام آپ کو سکھائے اور آپ کو اپنا صفی کیا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے؟ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے؟ آدم علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے۔

لست هناكم انه لا يهمني اليوم الا نفسي ان ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله و لن يغضب بعده مثله نفسي نفسي اذهبوا الى غيرى .

میں اس قابل نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا خوف ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے اپنے پدر ثانی نوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے نبی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا، وہ خدا کے شاکر بندے ہیں، لوگ نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے نوح اے نبی اللہ، آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں اللہ نے عبد شکور آپ کا نام رکھا اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کافر کا نشان نہ رکھا، آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس بلا میں ہیں، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے، آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمارا فیصلہ کردے، نوح علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے:

لست هناكم ليس ذاكم عندى انه لا يهمني اليوم الا نفسي ان ربي غضب

الیوم غضبا لم یغضب قبله مثله و لن یغضب بعده مثله نفسی نفسی نفسی اذهبوا الی غیری .

میں اس قابل نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کرے مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے خلیل الرحمٰن ابراہیم کے پاس جاؤ کہ اللہ نے انھیں اپنا دوست کیا ہے، لوگ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کریں گے اے خلیل الرحمٰن، اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں اس کے خلیل ہیں اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے کہ ہمارا فیصلہ کردے آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے، ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے:

لست هناكم ليس ذاكم عندى انه لا يهمنى اليوم الا نفسى ان ربى قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله و لن يغضب بعده مثله نفسى نفسى اذهبوا الى غيرى .

میں اس قابل نہیں یہ کام میرے کرنے کا نہیں آج مجھے بس اپنی جان کی فکر ہے میرے رب نے آج وہ غضب کیا ہے کہ نہ اس سے پہلے ایسا ہوا نہ اس کے بعد ہو مجھے اپنی جان کا خدشہ ہے مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے، مجھے اپنی جان کا تردد ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ بندہ جسے خدا نے توریت دی اور اس سے کلام فرمایا اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ

کیا، لوگ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس حاضر ہوکر عرض کریں گے اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجیے آپ دیکھتے نہیں ہم کس صدمہ میں ہیں، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے :

لست هناكم ليس ذاكم عندي انه لا يهمني اليوم الا نفسي ان ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله و لن يغضب بعده مثله نفسي نفسي نفسي اذهبوا الى غيري .

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ ہوگا مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی کیا تھا اور نہ کبھی کرے مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا خیال ہے، مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے تم عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کی روح، کہ مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مردے جلاتے تھے، لوگ مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس حاضر ہوکر عرض کریں گے اے عیسیٰ آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القا فرمایا اور اس کی طرف کی روح ہیں، آپ نے گہوارے میں لوگوں سے کلام کیا اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے آپ دیکھتے نہیں ہم کس اندوہ میں ہیں، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے مسیح علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے :

لست هناكم ليس ذاكم عندي انه لا يهمني اليوم الا نفسي ان ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله و لن يغضب بعده مثله نفسي نفسي

اذهبوا الی غیری .

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ کبھی ایسا کیا نہ کبھی کرے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کی سوچ ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں، فرمائیں گے:

ایتوا عبدا فتح الله علی یدیه و یجئ فی هذا الیوم امنا انطلقوا الی سید ولد آدم فانه اول من تنشق عنا الارض یوم القیامة ایتوا محمدا ان کل متاع فی وعاء مختوم علیه ا کان یقدر علی ما فی جوفه حتی یفض الخاتم .

تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح رکھی ہے اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاؤ بھلا کسی سر بمہر ظرف میں کوئی متاع ہو اس کے اندر کی چیز بے مہر اٹھائے مل سکتی ہے۔

لوگ عرض کریں گے یہ فرمائیں گے:

ان محمدا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبیین و قد حضر الیوم اذهبوا الی محمد فلیشفع لکم الی ربکم .

یعنی اس طرح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء کے خاتم ہیں تو جب تک وہ باب فتح نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کرسکتا اور وہ آج یہاں تشریف فرما ہیں تم انھیں کے پاس جاؤ چاہیئے کہ وہ تمھارے رب کے حضور تمھاری شفاعت کریں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے مصیبت کے مارے ہاتھ پاؤں چھوڑے چار طرف سے امیدیں توڑے بارگاہ عرش جاہ بے کس پناہ، خاتم دورۂ رسالت، فاتح باب شفاعت، محبوب باوجاہت مطلوب بلند عزت، ملجاء عاجزاں، ماوائے بے کساں، مولائے دو جہاں حضور پرنور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ واز کی تحیات اللہ وانمی برکات اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وعیالہ میں حاضر آئے اور بہزاراں ہزار نالہائے زارو دل بے قرار وچشم اشکبار یوں عرض کرتے ہیں :

یا محمد و یا نبی الله انت الذی فتح الله بک و جئت فی هذا الیوم امنا انت رسول الله و خاتم الانبیاء اشفع لنا الی ربک فلیقض بیننا الا تری الی ما نحن فیه الا تری ما قد بلغنا.

اے محمد اے اللہ کے نبی آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا اور آج آپ آمن و مطمئن تشریف لائے حضور اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجیے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے حضور نگاہ تو کریں ہم کس درد میں ہیں، حضور ملاحظہ تو فرمائیں، ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے :

انا لها و انا صاحبکم.

میں شفاعت کے لیے ہوں میں تمھارا وہ مطلوب ہوں جسے تمام موقف میں ڈھونڈ پھرے۔

اس کے بعد حضور نے اپنی شفاعت کی کیفیت ارشاد فرمائی۔

یہ نصف حدیث کا خلاصہ ہے مسلمان اسی قدر کو بنگاہ ایمان دیکھے اور اولاً حق جل وعلا کی یہ حکمت جلیلہ خیال کرے کہ کیوں کر اہل محشر کے دلوں میں ترتیب وار انبیائے عظام علیہم الصلاۃ والسلام کی خدمت میں جانا الہام فرمائے گا اور دفعۃً بارگاہ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر نہ لائے گا کہ حضور تو

یقیناً شفیع مشفع ہیں ابتداً یہیں آتے تو شفاعت تو پاتے مگر اولین و آخرین، موافقین و مخالفین خلق اللہ اجمعین پر کیوں کر کھلتا کہ منصب اَرفع اسی سید اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصۂ خاصہ ہے جس کا دامن رفیع جلیل و منیع تمام انبیاء و مرسلین کی دست ہمت سے بلند و بالا ہے۔ پھر خیال کیجیے کہ دنیا میں لاکھوں کروروں کان اس حدیث سے آشنا اور بے شمار بندے اس حال کے شناسا عرصات محشر میں صحابہ و تابعین و ائمہ محدثین و اولیائے کاملین و علمائے عاملین سبھی موجود ہوں گے پھر کیوں کر یہ جانی پہچانی بات دلوں سے ایسے بھلا دی جائے گی کہ اتنی کثیر جماعتوں میں ان طویل مدتوں تک کسی کو اصلاً یاد نہ آئے گی پھر نوبت بہ نوبت حضرات انبیاء سے جواب سنتے جائیں جب بھی مطلق دھیان نہ آئے گا کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سچے مخبر نے پہلے ہی بتایا ہے۔ پھر حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والثنا کو دیکھیے وہ بھی یکے بعد دیگرے انبیائے مابعد کے پاس بھیجتے جائیں گے یہ کوئی نہ فرمائے گا کہ کیوں بے کار ہلاک ہوتے ہو تمھارا مطلوب اس پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہے، یہ سارے سامان اسی اظہار عظمت و اشتہار وجاہت محبوب باشوکت کی خاطر ہیں، **لیقضی اللہ امرا کان مفعولا . صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.**

ثانیاً : سوال شفاعت حضرات انبیاء کے جواب اور ہمارے حضور کا مبارک ارشاد ملا دیکھیے یہیں مقام محمود کا مزہ آتا اور ابھی کالشمس کھلا جاتا ہے کہ سب نجوم رسالت و مصابیح نبوت میں افضل و اعلیٰ واجل و اجلی و اعظم و اولی و بلند و بالا وہی عرب کا سورج حرم کا چاند ہے جس کے نور کے حضور ہر روشنی ماند ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صراط پر حضور کا انتظار

امام احمد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انی لقائم انتظر امتی تعبر الصراط اذ جاء عیسیٰ علیہ الصلاۃ و السلام فقال ھذہ

الانبیاء قد جاء تک یا محمد یسألون تدعو الله ان یفرق بین جمیع الامم الی حیث یشاء لعظم ما هم فیه فالخلق یلجمون فی العرق فاما المومن فهو علیه کالزکمة و اما الکافر فتغشاه الموت قال یا عیسیٰ انتظر حتی ارجع الیک فذهب نبی الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقام تحت العرش فلقی ما لم یلق ملک مصطفیٰ و لا نبی مرسل . الحدیث.

میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا ہوں گا کہ صراط پر گزر جائے اتنے میں عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام آ کر عرض کریں گے اے محمد کہ یہ انبیاء اللہ حضور کے پاس التماس لے کر آئے ہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیں وہ امتوں کی اس جماعت کو جہاں چاہے تفریق کر دے کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں پسینہ لگام کی مانند ہو گیا ہے (حدیث میں فرمایا) مسلمان پر تو مثل زکام کے ہوگا اور کافروں کو اس سے موت گھیر لے گی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گے اے عیسیٰ آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں واپس آؤں پھر حضور زیر عرش جا کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ پائیں گے جو نہ کسی مقرب فرشتہ کو ملا نہ کسی نبی مرسل نے پایا۔

صراط سے گزرنے میں سبقت

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

یضرب الصراط بین ظهرانی جهنم فاکون اول من یجوز من الرسل بامته .

جب پشت جہنم پر صراط رکھیں گے میں سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو لے کر گزر فرماؤں گا۔

دروازۂ جنت پر حضور کی آمد

مسند احمد و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں :

اتی باب الجنة یوم القیامة فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد فیقول بک امرت ان لا افتح لاحد قبلک .

میں روز قیامت در جنت پر تشریف لاکر کھلواؤں گا داروغہ عرض کرے گا کون ہے میں فرماؤں گا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عرض کرے گا مجھے حضور ہی کے واسطے حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں۔

طبرانی کی روایت میں ہے داروغہ قیام کر کے عرض کرے گا۔

لاافتح لاحد قبلک و لا اقوم لاحد بعدک .

نہ میں حضور سے پہلے کسی کے لیے کھولوں نہ حضور کے بعد کسی کے لیے قیام کروں۔

باب جنت پر حضور کی دستک

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اکثر الانبیاء بھا تبعا یوم القیامة و انا اول من یقرع باب الجنة .

روز قیامت میں سب انبیاء سے کثرت امت میں زائد ہوں گا اور سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

مسلم کی دوسری روایت میں یوں ہے۔

انا اول الناس یشفع فی الجنة و انا اکثر الانبیاء تبعا.

میں جنت میں سب سے پہلا شفیع ہوں اور میرے پیرو سب انبیاء کے امتوں سے افزوں۔

ابن النجار نے ان لفظوں سے روایت کی۔

انا اول من یدق باب الجنة فلم تسمع الاذان احسن من طنین الحلق علی تلک المصاریع.

میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کوٹوں گا زنجیروں کی جھنکار جو ان کواڑوں پر ہوگی اس سے بہتر آواز کسی کان نے نہ سنی۔

بلند و نورانی منبر پر حضور کی جلوہ فرمائی

صحیح ابن حبان میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قیامت میں ہر نبی کے لیے ایک ممبر نور کا ہوگا اور میں سب سے زیادہ بلند و نورانی منبر پر ہوں گا منادی آکر ندا کرے گا کہاں ہیں نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ انبیاء کہیں گے ہم سب نبی امی ہیں کسے یاد فرمایا ہے منادی واپس جائے گا دوبارہ آکر یوں ندا کرے گا کہاں ہیں نبی امی عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے منبر اطہر سے اتر کر جنت کو تشریف لے جائیں گے دروازہ کھلوا کر اندر جائیں گے رب عز جلالہ ان کے لیے تجلی فرمائے گا اور ان سے پہلے کسی پر تجلی نہ کرے گا حضور اپنے رب کے لیے سجدہ میں گریں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اذن شفاعت صرف حضور کو ملے گا

صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تصانیف طبرانی و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں:

یقوم المومنون حتی تزلف لهم الجنة فیاتون آدم فیقولون یا ابا نا استفتح لنا الجنة فیقول و هل اخرجکم من الجنة الا خطیئة ابیکم لست بصاحب ذلک و لکن اذهبوا الی ابنی ابراهیم خلیل الله قال فیقول ابراهیم لست بصاحب ذلک انما کنت خلیلا من وراء وراء اعمدوا الی موسیٰ الذی کلمه الله تکلیما قال فیاتون موسیٰ فیقول لست بصاحب ذلک اذهبوا الی عیسیٰ کلمة الله و روحه فیقول عیسیٰ لست بصاحب ذلک فیاتون محمدا فیقوم فیوذن له . الحدیث هذا حدیث مسلم .

و عند الباقین اذا جمع الله الاولین و الآخرین و قضی بینهم و فرغ من القضاء یقول المومنون قد قضی بیننا ربنا و فرغ من القضاء فمن یشفع لنا الی ربنا فیقولون آدم خلقه الله بیده و کلمه فیاتونه فیقولون قد قضی ربنا و فرغ من القضاء قم انت فاشفع لنا الی ربنا فیقول ایتوا نوحا (و ساق الحدیث الی ان قال) فیاتون عیسی فیقول ادلکم علی العربی الامی فیاتونی فیاذن الله لی ان اقوم الیه فیشور (.... اصل میں بیاض ہے) من اطیب ریح ما شمها احد قط حتی اتی ربی فیشفعنی و یجعل لی نورا من شعر راسی الی ظفر قدمی .

یعنی جب مسلمانوں کا حساب کتاب اوران کا فیصلہ ہو چکے گا جنت ان سے نزدیک کی جائے گی مسلمان آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ ہمارا حساب ہو چکا آپ حق سبحانہ وتعالیٰ سے عرض کر کے ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلوا دیجیے، آدم علیہ الصلاۃ والسلام عذر کریں گے اور فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں تم نوح کے پاس جاؤ وہ بھی انکار کر کے ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں تم موسیٰ کلیم اللہ کے پاس جاؤ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تم عیسیٰ

روح اللہ کلمۃ اللہ کے پاس جاؤ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تمھیں عرب والے نبی امی کی طرف راہ بتاتا ہوں لوگ میری خدمت میں حاضر آئیں گے اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا میرے کھڑے ہوتے ہی وہ خوشبو مہکے گی جو آج تک کسی دماغ نے نہ سونگھی ہوگی یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پاس حاضر ہوں گا وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخن تک نور کر دے گا۔

دخول جنت میں سبقت

ابونعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اول من يدخل الجنة و لا فخر

میں جنت میں سب سے پہلے رونق افروز ہوں گا اور کچھ فخر نہیں۔

طبرانی معجم اوسط میں اور دارقطنی و ابن النجار امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الجنة حرمت على الانبياء حتى ادخلها و حرمت على الامم حتى تدخلها امتى.

جنت پیغمبروں پر حرام ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں اور امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت نہ داخل ہو۔

حضور کے وسیلہ سے شفاعت حلال ہوگی

احمد مسلم ابو داؤد و ترمذی نسائی عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

سلوا الله لى الوسيلة ، فانها منزلة فى الجنة لا تنبغى الا لعبد من عباد الله و

ارجو ان اکون انا ھو فمن سال لی الوسیلۃ ، حلت علیہ الشفاعۃ .

اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو وہ جنت کی ایک منزل ہے کہ ایک بندے کے سوا کسی کے شایاں نہیں میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں تو جو میرے لیے وسیلہ مانگے گا اس پر میری شفاعت اترے گی۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مختصر میں ہے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ وسیلہ کیا ہے، فرمایا:

اعلیٰ درجۃ فی الجنۃ لاینا لھا الا رجل واحد ارجو ان اکون ھو.

بلندترین درجات جنت ہے جسے نہ پائے گا مگر ایک مرد امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں ہوں۔

مقام محمود اور شفاعت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے مقام میں۔

صحیح بخاری و جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے :

قال سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المقام المحمود فقال ھو الشفاعۃ .

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا مقام محمود کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: شفاعت۔

اسی طرح احمد و بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

سئل عنها رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يعنى قوله عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا فقال هى الشفاعة .

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا کہ مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔ (مولف)

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

اور شفاعت کی حدیثیں خود متواتر و مشہور اور صحاح وغیرہ میں مروی و مسطور، اس دن آدم صفی اللہ سے عیسیٰ کلمۃ اللہ تک سب انبیاء اللہ علیہم الصلاۃ والسلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لھا، انا لھا میں ہوں شفاعت کے لیے، میں شفاعت کے لیے۔

انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم، سب سر بگریباں وہ ساجد و قائم، سب محل خوف میں وہ آمن و ناعم، سب اپنی فکر میں انھیں فکر عوالم، سب زیر حکومت وہ مالک و حاکم، بارگاہ الٰہی میں سجدہ کریں ان کا رب فرمائے گا۔

یا محمد ارفع راسک و قل تسمع و سل تعطه و اشفع تشفع.

اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمھاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمھیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو تمھاری شفاعت قبول ہے۔

اس وقت اولین و آخرین میں حضور کی حمد و ثنا کا غلغلہ پڑ جائے گا اور دوست دشمن موافق مخالف ہر شخص حضور کی افضلیت کبریٰ و سیادت عظمیٰ پر ایمان لائے گا۔

مقام تو محمود و نامت محمد
بدیں ساں مقامی و نامی کہ دارد

حضور کا عرش پر جلوس

امام محی السنہ بغوی معالم التنزیل میں فرماتے ہیں :

عن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه قال ان الله عزوجل اتخذ ابراهیم خلیلا و ان صاحبکم صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خلیل الله و اکرم الخلق علی الله ثم قرأ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا قال یقعده علی الکرسی .

یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی بیشک اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو خلیل بنایا اور بیشک تمھارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے خلیل اور تمام خلق سے زیادہ اس کے نزدیک عزیز و جلیل ہیں پھر یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ انھیں روز قیامت عرش پر بٹھائے گا۔

عبد بن حمید وغیرہ حضرت مجاہد تلمیذ رشید حضرت حبر الامہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس آیت کی تفسیر میں راوی :

یجلسه الله معه العرش .

اللہ تعالیٰ انھیں عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ یعنی معیت تشریف و تکریم کہ وہ جلوس و مجلس سے پاک و متعالی ہے۔

حضور کا کرسی پر جلوس

ابوالشیخ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان محمدا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوم القیامة یجلس علی کرسی الرب

بین یدی الرب .

بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز قیامت رب کے حضور رب کی کرسی پر جلوس فرمائیں گے۔

معالم میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

یقعده علی الکرسی .

اللہ تعالیٰ انھیں کرسی پر بٹھائے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دولت شفاعت صرف حضور کو دی گئی

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رب جل جلالہ نے فرمایا :

ما اعطیتک خیر من ذلک اعطیتک الکوثر و جعلت اسمک مع اسمی ینادی به فی جوف السماء (الی ان قال) و خبأت شفاعتک و لم اخبأ لنبی غیرک .

یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ کیا کہ جوف آسمان میں اس کی ندا ہوتی ہے اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔

روز قیامت سرور کونین کی سیادت

احمد بخاری مسلم ترمذی ابو ہریرہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا سید الناس یوم القیامة و هل تدرون مما ذلک یجمع الله الاولین و الآخرین فی صعید واحد الحدیث بطوله .

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں، کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار وسیع میدان میں جمع کرے گا، پھر حدیث طویل شفاعت ارشاد فرمائی۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور کے لیے ثرید و گوشت حاضر آیا حضور نے دست گوسفند کو ایک بار دندان اقدس سے مشرف کیا اور فرمایا۔

انا سید الناس یوم القیامة .

میں قیامت کے دن سردار مردم ہوں۔

پھر دوبارہ اس گوشت سے قدرے تناول کیا اور فرمایا۔

انا سید الناس یوم القیامة .

میں قیامت کے دن سردار مردم ہوں۔

جب حضور نے دیکھا مکرر فرمانے پر بھی صحابہ وجہ نہیں پوچھتے (صحابہ کو اجمالاً حضور کی سیادت مطلقہ معلوم تھی مع ھذا جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے چون وچرا کی کیا مجال لہٰذا وجہ نہ پوچھی مگر نہ جانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تفصیلاً اپنی سیادت کبریٰ کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہو تا کہ اوقع فی النفس ہو آخر جب صحابہ مقصود والا کو نہ سمجھے حضور نے خود متنبہ فرما کر سوال کیا اور جواب ارشاد کیا)

الا تقولون کیفه .

پوچھتے نہیں کہ یہ کیوں کر ہے۔

صحابہ نے عرض کی :

كيف هو يا رسول الله .

ہاں اے اللہ کے رسول یہ کیوں کر ہے۔

فرمایا :

يقوم الناس لرب العالمين .

لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔ پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی۔

مسلم ابوداؤد انھیں سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سيد الناس ولد آدم يوم القيامة و اول من ينشق عنه القبر و اول شافع و اول مشفع .

میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا اور پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔

دارمی بیہقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سيد الناس يوم القيامة و لا فخر و انا اول من يدخل الجنة و لا فخر .

میں قیامت میں سردار مردماں ہوں اور کچھ تفاخر نہیں اور میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا اور کچھ افتخار نہیں۔

احمد بزار ابویعلی اور ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت جناب افضل الاولیاء الاولین والآخرین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت میں راوی۔

لوگ آدم ونوح وخلیل وکلیم علیہم الصلاۃ والسلام کے پاس ہوتے ہوئے حضرت مسیح کے پاس حاضر

ہوں گے حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے۔

لیس ذاکم عندی و لکن انطلقوا الی سید ولد آدم .

تمھارا یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا مگر تم اس کے پاس حاضر ہو جو تمام بنی آدم کا سردار ہے۔

لوگ خدمت میں حاضر ہوں گے، حضور والا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے رب کے پاس اذن لینے بھیجیں گے رب تبارک وتعالیٰ اذن دے گا حضور حاضر ہو کر ایک ہفتہ ساجد رہیں گے رب عزمجدہ فرمائے گا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ مسموع ہوگی اور شفاعت کرو کہ قبول ہوگی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر اٹھائیں گے تو رب عظیم کا وجہ کریم دیکھیں گے فوراً پھر سجدے میں گریں گے ایک ہفتہ اور ساجد رہیں گے رب جل جلالہ پھر وہی کلمات لطف فرمائے گا حضور سر مبارک اٹھائیں گے پھر سہ بارہ قصد سجدہ فرمائیں گے جبریل امین حضور کے بازو تھام کر روک لیں گے اس وقت حضور اپنے رب کریم سبحانہ سے عرض کریں گے۔

ای رب جعلتنی سید ولد آدم ولا فخر.

اے رب میرے تو نے مجھے سردار بنی آدم کیا اور کچھ فخر نہیں۔

مالک بخاری مسلم ترمذی ونسائی جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی .

میں ہی حاشر ہوں کہ تمام لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے یعنی روز محشر حضور اقدس آگے ہوں گے اور تمام اولین وآخرین حضور کے پیچھے۔

روز قیامت بلندی پر جلوہ فرمائی

طبری تفسیر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفا اور مثل احمد کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا راوی :

یرقی ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امتہ علی کوم فوق الناس .

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت روز قیامت بلندی پر تشریف رکھیں گے سب سے اونچے۔

ابن جریر وابن مردویہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا و امتی یوم القیامۃ علی کوم مشرفین ما من الناس احد الاود انہ منا.

میں اور میری امت روز قیامت بلندیوں پر ہوں گے سب سے اونچے کوئی ایسا نہ ہوگا جو تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔

لواء الحمد حضور کے دست رحمت میں ہوگا

احمد ترمذی ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا سید ولد آدم یوم القیامۃ و لا فخر بیدی لواء الحمد و لا فخر و ما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی .

میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا اور میرے ہاتھ میں لواء حمد

ہوگا اور یہ براہ فخر نہیں کہتا اس دن آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میرے زیر لواء ہوں گے۔

حاکم و بیہقی کتاب الرویہ میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں اور کچھ افتخار نہیں ہر شخص قیامت میں میرے ہی نشان کے نیچے کشائش کا انتظار کرتا ہوگا اور میرے ہی ساتھ لواء الحمد ہوگا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ در جنت پر تشریف لے جا کر کھلواؤں گا پوچھا جائے گا کون ہے میں کہوں گا محمد کہا جائے گا مرحبا محمد کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پھر جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا اس کے وجہ کریم کی طرف نظر کرتا۔

ابونعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

میں جن وانس اور ہر سرخ سیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لیے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لیے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے سورۂ بقر کی پچھلی آیتیں کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئیں یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا اور مجھے توریت کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں اور انجیل کی جگہ سو سو آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفصیل دی گئی (کہ سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک ہے) اور میں دنیا و آخرت میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے اور کچھ فخر نہیں اور مجھی سے شفاعت کی پہل ہوگی اور کچھ فخر نہیں اور

میں تمام مخلوق سے پہلے جنت میں تشریف لے جاؤں گا اور کچھ فخر نہیں میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔

دارمی ترمذی ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

دراقدس پر کچھ صحابہ بیٹھے حضور کے انتظار میں باتیں کررہے تھے حضور تشریف فرما ہوئے انھیں اس ذکر میں پایا کہ ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، دوسرا بولا حضرت موسیٰ سے بے واسطہ کلام فرمایا، تیسرے نے کہا اور عیسیٰ کلمۃ اللہ وروح اللہ ہیں، چوتھے نے کہا آدم علیہ الصلاۃ والسلام صفی اللہ، جب وہ سب کہہ چکے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ قریب آئے اور ارشاد فرمایا، میں نے تمھارا کلام اور تمھارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ نجی اللہ ہیں اور وہ بیشک ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ روح اللہ اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں اور آدم صفی اللہ ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے ہی ہیں، سن لو اور میں اللہ کا حبیب ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میں روز قیامت لواء الحمد اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں اور میں پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعۃ ہوں اور کچھ افتخار نہیں اور سب سے پہلے میں دروازۂ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا اللہ تعالیٰ میرے لیے دروازہ کھول کر مجھے اندر لے گا اور میرے ساتھ فقرائے مومنین ہوں گے اور یہ ناز کی راہ سے نہیں کہتا اور میں سب اگلوں پچھلوں سے اللہ کے حضور زیادہ عزت والا ہوں اور یہ بڑائی کے طور نہیں فرماتا۔

دارمی وترمذی اور ابویعلیٰ وبیہقی وابونعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا، جب وہ دم بخود رہ جائیں گے اور میں ان کا شفیع

ہوں گا جب عرصۂ محشر میں رو کے جائیں گے اور میں انھیں بشارت دوں گا جب وہ نا امید ہو جائیں گے عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

امام احمد و ابن ماجہ و ابو داؤد طیالسی و ابو یعلی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کے لیے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں، جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں، ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے، تمام امتیں ہمارے لیے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے رخشندہ رخ و تابندہ اعضا، سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہو جائے۔

جمال پر توش در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

طبرانی معجم کبیر اور سعید بن منصور سنن میں حضرت جابر بن عبد اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میں محمد ہوں، میں، حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ میرے سبب کفر محو فرماتا ہے۔ قیامت کے دن لواء حمد میرے ہاتھ میں ہوگا میں سب پیغمبروں کا امام اوران کی شفاعتوں کا مالک ہوں گا۔

میرے حضور کے لب پر انا لھا ہوگا

امام احمد وابوداؤد طیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابویعلی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث طویل شفاعت کبریٰ میں فرماتے ہیں :

فیاتون عیسیٰ فیقولون اشفع لنا الی ربک فلیقض بیننا فیقول انی لست ھناکم انی اتخذت الھا من دون اللہ و انہ لا یھمنی الیوم الا نفسی و لکن ان کل متاع فی وعاء مختوم علیہ اکان یقدر علی ما فی جوفہ حتی یفض الخاتم فیقولون لا فیقول ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ... فیاتونی فاقول انا لھا فاذا اراد اللہ ان یصدع بین خلقہ نادی مناد این احمد و امتہ فنحن الاخرون الاولون نحن آخر الامم و اول من یحساب فتفرج لنا الامم عن طریقنا.

یعنی جب لوگ اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے حضور سے مایوس ہوکر پھریں گے تو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس حاضر ہوکر شفاعت چاہیں گے مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سربمہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اسے پاسکتے ہیں؟ لوگ کہیں گے نہ۔ فرمائیں گے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرما ہیں لوگ میرے حضور حاضر ہوکر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لیے۔ پھر جب اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہمیں پچھلے ہیں اور ہمیں اگلے سب امتوں سے پیچھے آنے اور سب سے پہلے

ہمارا حساب ہوگا اور سب امتیں عرصات محشر میں ہمارے لیے راستہ دیں گی۔

انبیاء کی التجائے شفاعت

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

فیاتون محمد فیقولون یا محمد انت رسول الله و خاتم الانبیاء .

اولین و آخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور آکر عرض کریں گے حضور اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔

سواد بن قارب کی التجاء شفاعت

سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور یہ اشعار پڑھے۔

فاشهد ان الله لا شی غیره — و انک مامول علی کل غائب

و انک ادنی المرسلین شفاعة — الی الله یا ابن الاکرمین الا طائب

فکن لی شفیعا یوم لا ذو شفاعة — سواک بمغن عن سواد بن قارب

میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں اور بیشک آپ تمام مغیبات کے امین ہیں اور بیشک آپ اے طیب و طاہر آباء و امہات کے فرزند تمام رسولوں سے زیادہ شفاعت کے معاملہ میں اللہ کے قریب ہیں، آپ میرے سفارشی بن جایئے جس دن آپ کے سوا کوئی سفارشی سواد بن قارب کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔

اقول، تو سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اول : اللہ کے سوا ہر چیز سے وجود کی نفی فرمائی۔

دوم : ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے غیبوں کا علم ثابت کیا کہ حضور کو تمام غیبوں پر امین بنایا اور جو کسی چیز کو نہ جانتا ہو اس پر امین کیا ہوگا۔

سوم : اس پر ایمان لانے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفاعت عطا ہو چکی ہے جیسے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث صحیح مسلم میں فرمایا:

اعطیت الشفاعة .

مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

چہارم : اس پر ایمان لائے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سب سے قریب تر ہے۔

پنجم : سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہابیہ پر رد فرمانے کے لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کی۔

ششم : پہلے جو یہ کہا تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سب سے قریب تر ہے اس سے ترقی کر کے شفاعت کو حضور ہی میں منحصر کر دیا اور یہی حق ہے، رب اور شفاعت کرنے والے دو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے اور اللہ عزوجل کے حضور، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں، جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا صاحب شفاعتهم و لا فخر .

تمام انبیاء کی شفاعت کا میں مالک ہوں اور کچھ فخر کی راہ سے نہیں فرماتا۔

ہفتم : انھوں نے ثابت کیا کہ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پکڑیں حضور انھیں کام آئیں گے۔

(الدولة المكية)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پر یہ اشعار نظم فرمائے ہیں :

خوار و بیمار و خطا وار و گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا ہی سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

تیرے صدقے میں مجھے ایک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

•

ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ
بھاری ہے تیرا وقار آقا

سویا کیے نابکار بندے
رویا کیے زار زار آقا

•

صف ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہ گارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردش چشم شفاعت کا

جنھیں مرقد میں تا حشر امتی کہہ کر پکاروگے
ہمیں بھی یاد کرلو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

•

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر نا کام ہو ہی جائے گا

جان دے دو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

اب تو لائی ہے شفاعت عفو پر
بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

●

یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں
عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا
میرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر
کوئی تو شہد شفاعت چشیدہ ہونا تھا

●

عرش سے مژدۂ بلقیس شفاعت لایا
طائر سدرہ نشیں مرغ سلیمان عرب

●

عرصۂ حشر کجا موقف محمود کجا
ساز ہنگاموں سے رکھتی نہیں یکتائی دوست

●

اے شافع امم شہ ذی جاہ لے خبر
للہ لے خبر میری للہ لے خبر
وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر
مجرم کو بارگاہ عدالت میں لائے ہیں
تکتا ہے بے کسی میں تیری راہ لے خبر
اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر
باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثرہ اللہ لے خبر

●

گوش شہ کہتے ہیں فریاد رسی کو ہم ہیں
وعدۂ چشم ہے بخشائیں گے گویا ہوکر

•

دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں

•

بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں
آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں

•

آہ کل عیش تو کیے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

•

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں

•

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسن توبہ ہے سپر
یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

•

گر لب پاک سے اقرار شفاعت ہو جائے
یوں نہ بے چین رکھے جوشش عصیاں ہم کو
نیر حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے
تیز ہے دھوپ ملے سایۂ داماں ہم کو

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمھاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گناہ پرہیزگاری واہ واہ

مجرموں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
طالع برگشتہ تیری ساز گاری واہ واہ

عرض بیگی ہے شفاعت عفو کی سرکار میں
چھنٹ رہی ہے مجرموں کی فرد ساری واہ واہ

ٹوٹ جائیں گے گنہ گاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

یارب ایک ساعت میں ڈھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش میں آجائے اب رحمت رسول اللہ کی

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لیے دریا بہاتے جائیں گے

کشتگان گرمی محشر کو وہ جان مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے

گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے

کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

خاک افتادو بس ان کے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اٹھاتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمن عصیاں پر اب بجلی گراتے جائیں گے

آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوح دل سے نقش غم کو اب مٹاتے جائیں گے

سوختہ جانوں پہ وہ پر جوش رحمت آئے ہیں
آب کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
صرصر جوش بلا سے جھلملاتے جائیں گے

پائے کوباں پل سے گزریں گے تیری آواز پر
رب سلم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

•

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

•

سامنا قہر کا ہے دفتر اعمال ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہ رسل
بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے

اب کوئی دم میں گرفتار بلا ہوتا ہوں
آپ آجائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے

سن کے یہ عرض میری بحر کرم جوش میں آئے
یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے

کس کو تم مورد آفات کیا چاہتے ہو
ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے

ان کی آواز پہ کراھوں میں بے ساختہ شور
اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے

لو وہ آیا میرا حامی میرا غم خوار امم
آگئی جاں تن بے جاں میں یہ آنا کیا ہے

پھر مجھے دامن اقدس میں چھپالیں سرور
اور فرمائیں ہٹو اس پر تقاضا کیا ہے

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے

مژدہ باد اے عاصیو! شافع شہ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو! ذات خدا غفار ہے

تیرے ہی دامن میں ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

تجھ سا سیہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ تیرا گمان ہے

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیع محشر تمھارا بندہ عذاب میں ہے

گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں امنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے

گنہ گاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لیے احمد سا والی ہے

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

تیرے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اسکی
زبان بے زبانی ترجمان خستہ جانی ہے

وہ سرگرم شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کا عطر صندل کی زمیں رحمت کی گھانی ہے

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے
کیا بات تیری مجرم کیا بات بنائی ہے

سب نے صف محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بے کسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولیٰ
رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

•

آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ
ہاں شفاعت بالوجاہت کیجیے

حق تمھیں فرما چکا اپنا حبیب
اب شفاعت بالمحبت کیجیے

اذن کب کا مل چکا اب تو حضور
ہم غریبوں کی شفاعت کیجیے

•

نکلی وہ دیکھ باد شفاعت کہ دے ہوا
یہ آبرو رضا تیرے دامان تر کی ہے

•

سایہ افگن سر پہ ہو پرچم الٰہی جھوم کر
جب لواء الحمد لے امت کا والی ہاتھ میں

•

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
بخشدو جرم و خطا تم پہ کروروں درود

اپنے خطا واروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

•

سب تمہارے آگے شافع تم حضور کبریا ہو

سب کی ہے تم تک رسائی بارگہ تک تم رسا ہو

•

خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمھارے لیے

•

رسل و ملک پہ درود ہو وہی جانے ان کے شمار کو
مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیع روز شمار ہے
گنہ رضا کا حساب کا ی وہ اگر چہ لاکھوں سے ہیں سوا
مگر اے عفو تیرے عفو کا نہ حساب ہے نہ شمار ہے

•

والی الا لہ فارغب کرو عرض سب کے مطلب
کہ تمھیں کو تکتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایا۔ بنو شافع خطایا

•

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام — شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم — نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
اشک باری مژگاں پہ برسے درود — سلک در شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

•

آمد شہ کی خبر سن کے یہ بولے عاصی
وہ ہیں آمادہ شفاعت کو تو عصیاں کس کا

•

حق شفاعت سے تیری گنہ گاروں پر
مہرباں مہرباں مہرباں ہوگیا

•

جلوہ اس مہر رسالت کا ہوسیاروں میں انبیاء ساتھ ہوں جبریل جلو داروں میں
جب کہ اس شان سے آئیں گے گرفتاروں میں حشر کے روز یہ غل ہوگا گنہ گاروں میں
وہ شفاعت کے لیے شافع محشر نکلا

•

شافع نافع رافع دافع کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں
شافع امت نافع خلقت رافع رتبے بڑھاتے یہ ہیں
خود سجدے میں گر کر اپنی گرتی امت اٹھاتے یہ ہیں
سلم سلم کی ڈھارس سے پل پر ہم کو چلاتے یہ ہیں
جن کو کوئی نہ کھلوا سکتا وہ زنجیر ہلاتے یہ ہیں
(حدائق بخشش)

حوض کوثر

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انا اعطینک الکوثر

اے محبوب! بے شک ہم نے تمھیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں

(الکوثر/۱)

حوض کوثر

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حوض کوثر کے ساتھ فضیلت بخشی ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کی درازی ایک ماہ کی مسافت ہے، اور اتنی ہی اس کی چوڑائی ہے اور اس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں ہے اور وہ موتی اور یاقوت پر بہتا ہے اور دودھ سے زیادہ سفید ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ چاندی سے زیادہ سفید ہے اور بعض روایتوں میں برف سے زیادہ سفید آیا ہے اس کی خوشبو مشک نافہ سے زیادہ تیز ہے اور اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں اور گرداگرد موتیوں کے قبے ہیں ۔

حوض کی مسافت

اور مسافت حوض کی تحدید میں احادیث میں متعدد جگہ ذکر پایا جاتا ہے، ہر جماعت نے اپنے شہروں میں متعارف مسافتوں سے علامتیں بتائی ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ ان سب کی مسافت یا تو یکساں ہے یا قریب قریب ہے اور اگر کہیں فرق بھی نظر آتا ہے ۔ تو اس کا مقصود بعد مسافت کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے اور ایک تخمینہ اور قریبی اندازہ بتانا ہوتا ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ قلیل مسافت کے ذکر میں، کثیر مسافت کے ساتھ منافات اور مدافعت نہیں ہے، یہ طریقہ انداز شارح کرمانی کا ہے وہ متعدد مقامات میں ایسی ہی توجیہ کرتے ہیں ۔

بعض کہتے ہیں کہ ابتداء میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قلیل مسافت کی خبر دی تھی بعد ازاں کثیر مسافت بیان فرمائی اور حق تعالیٰ نے آپ کو بتدریج تھوڑی تھوڑی وسعت کی تفصیل بیان فرمائی لہٰذا مسافت طویلہ پر اعتماد کرنا چاہیئے، اور بعض یہ گمان رکھتے ہیں کہ یہ اختلاف بجہت اضطراب رواۃ ہے جو روایت میں ہے حالاں کہ ایسا نہیں ۔

کوثر کا پینے والا پیاسا نہ ہوگا

حدیث پاک میں ہے کہ حوض کوثر کی چوڑائی اس کے طول کی مانند ہے اور اس کی گہرائی ستر ہزار فرسخ کی ہے۔ اور حدیث میں ہے جو اس کا پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، بعض کہتے ہیں کہ اس کلام کا ظاہری پہلو یہ ہے کہ اس میں سے پانی بعد از حساب اور بعد از نار ہوگا اس لیےء کہ جس کا یہ حال ہوگا کہ وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اس سے ظاہر ہے کہ اسے آگ کا عذاب نہ دیا جائے گا اس لیے کہ تشنگی اور حرارت وحرقت، دخول نار کے ساتھ لازم ہے، اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس پر اتنا ہی عذاب کیا جائے کہ اسے پیاس نہ لگے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو حوض ہیں۔

ایک موقف یعنی عرصات محشر میں۔

اور دوسرا جنت میں۔

اور ان دونوں کو کوثر کہتے ہیں اس بناء پر کہ اس سے مدد کی گئی ہے۔

کوثر حضور کے ساتھ مخصوص ہے

اور بعض کہتے ہیں کہ ہر نبی کے لیے اس کے فضل و مرتبہ کے مطابق ایک ایک حوض ہے اور اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وہ حوض مختص ہے جس کا پانی ان کے حوضوں میں بہتا ہوگا اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوض کی مانند کوئی اور حوض منقول نہیں ہے اور آپ پر سورۃ الکوثر میں اس کی احسان مندی واقع ہے کہ **انا اعطیناک الکوثر** (بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا) اور مشہور یہی ہے کہ حوض کوثر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور قرطبی سے منقول ہے کہ ہر مکلف پر اس کا علم اور اسکی تصدیق واجب ہے اس لیے کہ حق سبحانہ و

تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حوض کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے جو کہ احادیث صحیحہ اور مشہورہ میں ثابت شدہ ہے کیوں کہ ان تمام روایات سے علم قطعی حاصل ہوتا ہے اور تیس سے زیادہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے وہ مروی ہے اور ان میں سے بیس تو بخاری و مسلم میں مذکور ہیں اور بقیہ ان کے ماسوا مجموعۂ احادیث میں ہیں، اور اتنے ہی تابعین نے صحابہ سے یہ روایتیں لی ہیں اور تابعین سے تبع تابعین نے، یہاں تک کہ سلف وخلف کا اس پر اجماع واقع ہے۔

حوض سے روکنے کی توضیح

اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ میرے پاس میری امت میرے حوض پر مجتمع ہو کر آئے گی اور میں اوروں کو اس سے روکتا ہوں گا۔

اہل علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اپنے حوض سے روکنے کی حکمت میں کہتے ہیں کہ حضور والا کا ارشاد ہے کہ ہر امت کے لیے اپنے نبی کا حوض ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ روکنا از روئے انصاف اور اپنے بھائیوں یعنی نبیوں کی رعایت میں ہوگا نہ کہ جھڑکنے اور بخل سے روکنے کی وجہ سے اور بجائے خود وہ جگہ امن کی ہے اور حضور خود اجود الاجودین اور رحمۃ للعالمین ہیں، اور یہ امکان بھی ہے کہ آپ انھیں روکیں گے جو اس کے پینے کے مستحق نہ ہوں۔

کوثر کے چار کنارے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کے چار کنارے ہیں۔

ایک کنارہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہوگا۔

اور دوسرا حضرت فاروق عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

اور تیسرا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

اور چوتھا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے سپرد ہوگا۔

لہٰذا جو محب ابوبکر ہے اور حضرت عمر سے بغض رکھتا ہے وہ اسے پانی نہیں پلائیں گے اور جو محب علی ہے اور وہ حضرت عثمان وغیرہ سے بغض رکھتا ہے تو حضرت علی اسے پانی نہیں پلائیں گے۔

اسے ابوسعید نے شرف النبوۃ میں اور الغیلانی نے روایت کیا ہے، ایسا ہی مواہب میں منقول ہے اور مشہور یہ ہے کہ ساقی کوثر حضرت علی مرتضیٰ ہوں گے اور حضرت علی فرماتے ہیں کہ جو حضرت ابوبکر سے دشمنی رکھے گا میں اسے اس کا پانی ہرگز نہیں پلاؤں گا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

حوض کوثر کے اوصاف

حوض کوثر کے پانی اور اس کے اوصاف وفضائل سے متعلق امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

صحیحین میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حوضی مسیرۃ شھر ماؤہ ابیض من اللبن و ریحہ اطیب من المسک.

میرا حوض ایک مہینے کی راہ تک ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سپید، اور اس کی خوشبو مشک سے بہتر۔

اور دوسری روایت میں فرمایا

ابیض من الورق .

چاندی سے بڑھ کر اجلا۔ (فتاویٰ رضویہ ج۱، ص ۵۴۸، النور والنورق)

کوثر افضل ہے یا زم زم

زمزم افضل ہے یا کوثر، شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی شافعی نے فرمایا کہ زم زم افضل ہے کہ شب اسرا ملائکہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل مبارک اس سے دھویا حالاں کہ وہ آب کوثر لا سکتے تھے اور اللہ عزوجل نے ایسے مقام پر اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اختیار نہ فرمایا مگر افضل۔ شمس نے اس میں سراج کا اتباع کیا۔

فتاویٰ علامہ شمس الدین محمد رملی شافعی میں ہے۔

افضل المیاہ ما نبع من بین اصابعه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و قد قال البلقینی ان ماء زمزم افضل من الکوثر لان به غسل صدر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و لم یکن یغسل الا بافضل المیاہ . اھ .

سب پانیوں میں افضل وہ پانی ہے جو اس بحر بے پایاں کرم و نعم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے بارہا نکلا اور ہزاروں کو سیراب و طاہر کیا، اور علامہ سراج بلقینی نے فرمایا کہ زم زم افضل ہے کوثر سے اس لیے کہ زم زم شریف سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینۂ پر انوار دھویا گیا اور سینۂ مبارک افضل پانی ہی سے دھویا گیا۔ (مولف)

اس پر اعتراض ہوا کہ زمزم تو سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام کو عطا ہوا اور کوثر ہمارے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو لازم کہ کوثر ہی افضل ہو۔

امام ابن حجر مکی نے جواب دیا کہ کلام دنیا میں ہے آخرت میں بیشک کوثر افضل ہے۔

فتاویٰ فقہیہ کی عبارت یہ ہے:

(سئل) ایما افضل ماء زمزم او الکوثر (فاجاب) قال شیخ الاسلام البلقینی ماء

زمزم افضل لان الملائکة غسلوا به قلبه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم حین شقوہ لیة الاسراء مع قدرتھم علی ماء الکوثر فاختیارہ فی ھذا المقام دلیل علی افضلیته و لا یعارضه انه عطیة اللہ تعالیٰ لاسمٰعیل علیه الصلاۃ و السلام و الکوثر عطیة اللہ تعالیٰ لنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لان الکلام فی عالم الدنیا لا الآخرۃ و لامریة ان الکوثر فی الآخرۃ من اعظم مزایا نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و من ثم قال تعالیٰ انا اعطیناک الکوثر.

سوال ہوا کہ زم زم افضل ہے یا کوثر؟ تو شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی نے فرمایا کہ زم زم افضل ہے اس لیے کہ شب معراج کے موقع پر جب کہ شق صدر مبارک ہوا تو فرشتوں نے کوثر پر قدرت کے باوجود زمزم سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو دھویا، اس مقام پر زم زم شریف کو پسند کرنا اس کے افضل ہونے کی دلیل ہے اور اس میں کوئی معارضہ بھی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کو زمزم عطا فرمایا اور کوثر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، اس لیے کہ کلام دنیا میں ہے آخرت میں نہیں اور اس میں شک نہیں کہ کوثر آخرت میں ہے اور یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے عظیم و جلیل عطا ہے اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ (مولف)

اس کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے کوثر کی افضلیت ثابت فرمائی، جس کے دلائل یہ ہیں۔

افضلیت کوثر کے دلائل

(۱) آخرت میں وہی افضل ہے جو عند اللہ افضل ہے اور عند اللہ جو افضل ہے فی نفسہ افضل ہے اور جو فی نفسہ افضل ہے جہاں ہو افضل ہے تو جو آخرت میں افضل ہے وہی دنیا میں افضل ہے اور شک نہیں کہ آخرت میں کوثر افضل ہے تو اب بھی کوثر زمزم سے افضل ہے۔

(۲) زم زم دنیا کا پانی ہے اور کوثر آخرت کا اور اللہ عزوجل فرماتا ہے بیشک آخرت درجوں میں بڑی

ہے اور فضیلت میں زائد۔

(۳) کوثر کا پانی جنت سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوثر میں جنت سے دو نالے گرر ہے ہیں ایک سونے کا، ایک چاندی کا

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن لو اللہ کا مال بیش بہا ہے، سن لو اللہ کا مال جنت ہے۔

(۴) کوثر کا پانی امت مرحومہ کے لیے زیادہ نافع ہے ایک قطرہ جس کے حلق میں جائے گا ابدالآباد تک کبھی پیاسا نہ ہوگا نہ کبھی اس کے چہرے پر سیاہی آئے۔

(۵) اللہ عزوجل نے عطائے کوثر سے اپنے حبیب افضل الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم پر احسان عظیم رکھا کہ انا اعطیناک الکوثر ، بیشک ہم نے کہ عظمت والے ہیں تم کو کہ بے مثل و یکتا ہو کوثر عطا فرمایا، اسی طرف انا میں ضمیر جمع اور اعطیناک میں کاف مفرد کا اشارہ ہے، تو کوثر کی عظمت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اللہ عزوجل ہم فقرائے بے قید کو بھی اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کف کرم سے اس میں پینا نصیب فرمائے۔ آمین۔ (فتاوی رضویہ ج۱ ص۵۵۱، ۵۵۲۔ النور والنورق)

کوثر سے افضل پانی

دونوں جہاں کے سب پانیوں سے افضل، زمزم سے افضل، کوثر سے افضل وہ مبارک پانی ہے کہ بارہا براہ اعجاز حضور انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے دریا کی طرح بہا اور ہزاروں نے پیا اور وضو کیا۔

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ وہ پانی زمزم و کوثر سب سے افضل ہے، مگر اب وہ کہاں نصیب؟

(فتاوی رضویہ ج۱ ص۶۰۸، النور والنورق)

حضور کو کوثر عطا کیا گیا

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رب جل جلالہ نے فرمایا

ما اعطیتک خیر من ذلک اعطیتک الکوثر و جعلت اسمک مع اسمی ینادی به فی جوف السماء (الی ان قال) و خبأت شفاعتک و لم اخبأها لنبی غیرک .

یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ کیا کہ جوف آسمان میں اس کی ندا ہوتی ہے اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

کوثر و ساقی حوض کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں امام احمد رضا بریلوی یوں مدح سرا ہیں:

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل — ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ
جس کے تلووں کا دھون ہے آب حیات — ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ

•

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم — کوثر کے شاہ کثرہ اللہ لے خبر

•

یاالٰہی جب زبان باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہ جود و عطا کا ساتھ ہو

(حدائق بخشش)

عالم کی کنجیاں حضور کے سپرد ہیں

اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

لہ مقالید السموات والارض

اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں

(الشوریٰ/۱۲)

عالم کی کنجیاں حضور کے سپرد ہیں

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف گزشتہ کتابوں میں بکثرت ہے اور انبیاء و مرسلین کی مجلسوں میں حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہمیشہ رہتا تھا، چوں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو اس سے مطلع کیا ہے تو لامحالہ آپ کا ذکر شریف انھوں نے بطریق اولیٰ اپنی مجلسوں میں کیا ہوگا کیوں کہ من احب شینا اکثر ذکرہ جو چیز بہت محبوب ہو اس کا ذکر اکثر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ و الانجیل یأمرھم بالمعروف و ینھی عن المنکر.

جو لوگ اس رسول و نبی امی کی پیروی کرتے ہیں وہ اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھا پاتے ہیں کہ وہ انھیں نیکی کا حکم فرمائیں گے اور انھیں برائی سے بچنے کی تلقین فرمائیں گے۔

یہ آیہ کریمہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچائی پر دلیل ہے، اگر یہ خبر واقع کے مطابق نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی نفرت وتکذیب کا موجب ہوتا اور یہود ونصاریٰ سے زیادہ کوئی اور قوم حضور کے احوال اور صدق نبوت سے واقف اور شناسا نہ تھی، کیوں کہ یہود ونصاریٰ توریت وانجیل میں آپ کے اوصاف پڑھ چکے تھے اور مدینہ منورہ میں مدتوں سے آپ کے منتظر تھے کیوں کہ اس شہر میں آپ کے ظہور کی علامتیں اور نشانیاں پائی جاتی تھیں۔

اور یہی یہود ونصاریٰ تھے جب ان سے مقابلہ اور جنگ کی نوبت آتی تو یہ آپ کی بعثت کا واسطہ دے کر فتح ونصرت طلب کرتے اور کہتے کہ اب وہ وقت آگیا ہے جب ہم نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے سایۂ عاطفت میں تم سے پنپیں گے ان کے آباء اپنی موت کے وقت اپنی اولادوں ۔ کے لیے وصیت نامے چھوڑ جاتے اور کہتے کہ ہمارا اسلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا کر عرض کریں کہ ہم نے آپ کے انتظار میں جانیں دی ہیں اور اس جہان سے ایمان کے ساتھ گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعرفونه کما یعرفون ابناء هم

یہ آپ کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، مطلب یہ کہ یہ کافر لوگ آپ کو خوب پہچانتے ہیں۔

لیکن جب آپ کا ظہور قدسی ہوا تو ان کی سابقہ شقاوت ازلی عود کر آئی اور حسد وعناد سے آپ کو جھٹلانے لگے اور جان بوجھ کر راہ حق کو چھپانے کی خاطر اپنی کتابوں میں تحریف وتغیر کرنے لگے اور دنیا کی محبت اور حب ریاست نے ذلت وشقاوت اور خسران کے سبب سے پست درجے میں گرادیا، لیکن اس تحریف وتبدیلی کے باوجود ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل اور آپ کی شریعت کی نشانیاں ان کی کتابوں میں اب بھی روشن وتاباں ہیں۔

بیان کرتے ہیں کہ سریانی زبان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام "مشفح" ہے اور مشفح کے معنی محمد ہے اس لیے کہ ان کی زبان میں شفح بمعنی حمد ہے اور جب وہ خدا کی حمد کرتے ہیں تو شفحالا یعنی الحمد للہ کہتے ہیں اور جب شفح بمعنی حمد ہوا تو مشفح بمعنی محمد ہو گیا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

آپ کے احوال وصفات اور آپ کی نبوت کی علامات ونشانیاں صاف صاف اور آپ کی بعثت و ہجرت کی جگہ متعین تھی، جس روز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے اسی دن حضرت عبداللہ بن سلام جو احبار واشراف یہود اور اولاد حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام سے تھے حاضر ہوئے اور ایمان لائے اور جس دن سے مکہ مکرمہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر سنی تھی یہ

اسی دن سے آپ کے لقائے شریف کی سعادت حاصل کرنے کے منتظر تھے۔

مدتے بود کہ مشتاق لقائے بودم
لاجرم روئے ترا دیدم و از جا رفتم

جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوئے تو حضور نے فرمایا کیا تم ہی بن سلام یثرب کے عالم ہو؟ عرض کی ہاں، فرمایا میں تمھیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مجھے بھیجا کیا تم نے خدا کی کتاب توریت میں میری صفات کو پایا ہے؟ کہا ہاں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو مظفر و غالب فرمائے گا، وہ آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب کرے گا، یقیناً بلا شک وشبہ میں نے خدا کی کتاب میں آپ کی خوبیاں اور صفتیں پائی ہیں اور آپ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا.

اے نبی یقیناً ہم نے آپ کو بھیجا امت پر گواہی دینے والا یعنی ان کی تصدیق وتکذیب اور نجات و ہلاکت کی گواہی دینے والا اور فرماں برداروں کو ثواب واجر کی بشارت دینے والا اور نافرمانوں کو عذاب سے ڈرانے والا۔

حرزا للامیین .

امیوں یعنی اہل عرب کو جن کی اکثریت لکھنا پڑھنا نہیں جانتی پناہ دینے والا، اور آپ سارے جہان کے لیے پشت پناہ ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرب کی تخصیص، ان میں آپ کی بعثت اور آپ سے قریبی ہونے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ پہلے جہل و نادانی اور شقاوت قلبی میں مشہور و منہمک تھے اب آپ کی تعلیم وتربیت سے علم وہدایت کے بلند

مقام پر فائز ہو گئے۔

عبداللہ بن سلام کی حدیث کا تتمہ یہ ہے کہ فرمایا :

و انت عبدی و رسولی .

آپ میرے بندۂ خاص ہیں کوئی اس صفت میں آپ کا ہمسر نہیں، اورآپ میرے رسول ہیں جو ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہیں۔

وسمیتک المتوکل .

اور میں نے آپ کا نام متوکل رکھا کیوں کہ آپ نے اپنے تمام کام مجھ پر چھوڑ دیے ہیں اور آپ اپنی ذاتی قوت وطاقت سے باہر آ گئے ہیں کیوں کہ بندگی کے معنی کی حقیقت یہی ہے۔

لست بفظ و لا غلیظ .

اور آپ نہ درشت خو ہیں اور نہ سخت دل۔

و لا سخاب فی الاسواق .

اور بازاروں میں شوروشغب کرنے والے نہ تھے، جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے، یہ عقل مندی کی نشانی ہے کہ نرم خو ہو اور آواز بلند نہ کرے اور کج خلقی سے احتراز کرے، مجلس میں بھی گھر میں بھی اور بازاروں میں بھی۔

و لا یجزی بالسیئة السیئة و لکن یعفو و یغفر و لن یقبضه الله حتی یقیم به الملة العوجا بان یقول لا اله الا الله .

برائی کا بدلہ برائی سے نہ لے اور عفو ودرگزر اور پردہ پوشی سے کام لے اور اللہ تعالیٰ ہرگز دنیا سے

آپ کو نہ اٹھائے گا جب تک کہ کج رو لوگوں کی درستگی نہ فرما دے اور لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں اور توحید کا اقرار کر کے شرک کا ازالہ نہ کر لیں۔

ینفتح بہ اعیانا عمیا و اذانا صما و قلوبا غلفا۔

تو اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ ایسی آنکھوں کو کھولے گا جو راہ راست نہیں دیکھتیں اور ایسے کانوں کو کھولے گا جو حق بات نہیں سنتے اور ایسے دلوں کو کھولے گا جو نہیں سمجھتے اور حقیقت حال کو نہیں پاتے۔

ایک اور روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ بازار میں فریاد اور فحش کلامی نہ کریں گے اور جو فرمائیں گے جھوٹ نہ ہوگا اور ہر خوبی و کمال اور ہر صفت و جمال سے آراستہ و پیراستہ ہوں گے اور میں انھیں ہر خلق کریم عطا کروں گا اور اطمینان و سکون اور آرام و آہستگی کو ان کا لباس بناؤں گا اور تقویٰ و پرہیزگاری کو ان کا ضمیر کروں گا، حکمت ان کی عقل، صدق و وفا ان کی طبعیت، عفو و نیکی ان کی عادت، عدل ان کی سیرت، حق ان کی شریعت، ہدایت ان کا امام، اسلام ان کی ملت، اور احمد ان کا نام رکھوں گا، لوگ گمراہی کے بعد ان سے ہدایت پائیں گے اور آپ کے وسیلہ سے جہالت کے بعد لوگ عقلمند بنیں گے، اور گمنامی کے بعد ان کا نام چار دانگ عالم میں گونجے گا اور کمی کے بعد انھیں کثرت و زیادتی عطا کروں گا اور جدائی کے بعد انھیں ملاؤں گا اور مفلسی کے بعد انھیں تونگر کروں گا اور مخالف دلوں اور پراگندہ خواہشوں اور جدا جدا بکھری ہوئی جماعتوں میں الفت و محبت ڈالوں گا اور ان کی امت کو بہترین امت قرار دوں گا، کعب احبار سے بھی ایسے ہی مروی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کعب احبار سے دریافت فرمایا تم نے توریت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کیا کیا پائے؟ انھوں نے بیان کیا کہ توریت میں لکھا ہوا ہے کہ

محمد بن عبداللہ، عبدالمختار یعنی اللہ کے بندے، مکہ مکرمہ ان کی جائے پیدائش مدینہ منورہ ان کا مقام ہجرت اور ملک شام ان کے زیر قبضہ ہوگا۔ نہ وہ سخت گو ہوں گے نہ درشت خو، نہ بازاروں میں شور وغل کریں گے اور نہ برائی کا بدلہ لیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔ اس روایت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کی تعریف بھی آئی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کو خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔

اس کا ظاہر یہ ہے کہ ملک فارس وروم کے خزانے صحابہ کرام کے قبضہ میں آئے، اور اس کا باطن یہ ہے کہ خزائن سے مراد اجناس عالم ہیں کیوں کہ تمام رزق آپ کے دست اقتدار کے سپرد فرمایا، اور ظاہر و باطن کی تربیت وقوت آپ کو مرحمت ہوئی، جس طرح غیب کی کنجیاں در دست علم الٰہی ہیں اس کے سوا ذاتی علم غیب کوئی نہیں جانتا، اسی طرح ان کے رزق وقسمت کے خزانے حضور سید کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک میں عطا فرمائے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

انما انا قاسم و المعطی هو الله .

یعنی میں ہی تقسیم فرمانے والا ہوں اور وہی اللہ عطا فرمانے والا ہے۔ **(مولف)**

(مدارج النبوۃ جلد اول)

توریت میں حضور کا وصف

کتب سابقہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعدد اوصاف وفضائل ذکر کیے گئے ہیں۔

بعض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

بیہقی و ابونعیم دلائل النبوۃ میں حضرت ام الدرداء سے راوی میں نے کعب احبار سے پوچھا تم توریت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو کہا حضور کا وصف توریت مقدس میں یوں ہے :

محمد رسول الله اسمه المتوكل ليس بفظ و لا غليظ و لا سخاب في الاسواق و اعطى المفاتيح ليبصر الله به اعينا عورا و يسمع به اذانا صما و يقيم به السنة معوجة حتى يشهد وا ان لا اله الا الله وحده لا شريك له يعين المظلوم و يمنعه من ان يستضعف.

محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے نہ درشت خو ہیں نہ سخت گو نہ بازاروں میں چلانے والے وہ کنجیاں دیے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے پھوٹی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا کوئی ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

انجیل میں حضور کا وصف

حاکم بافادۂ تصحیح اور ابن سعد و بیہقی و ابونعیم روایت کرتے ہیں ام المومنین و محبوبۂ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علی بعلہا و ابیہا وعلیہا وسلم فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت وثنا انجیل پاک میں مکتوب ہے

لا فظ و لا غليظ و لا سخاب في الاسواق و اعطى المفاتيح الخ (مثل ما مر سواء بسواء)

نہ سخت دل ہیں نہ درشت خو نہ بازاروں میں شور کرتے انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں۔ (باقی عبارت مثل توریت مبارک ہے)

زمین کی کنجیاں حضور کو دی گئیں

بخاری ومسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بینا انا نائم اذ جیئ بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی .

میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

امام احمد وابوبکر بن ابی شیبہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی حضور مالک ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء قبلی نصرت بالرعب و اعطیت مفاتیح الارض الحدیث.

مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا رعب سے میری مدد کی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے) اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں، امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی۔

امام احمد اپنی مسند اور ابن حبان اپنی صحیح اور ضیائی مقدس صحیح مختارہ ابونعیم دلائل النبوۃ میں بسند صحیح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور مالک تمام دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اوتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاء نی به جبریل علیه قطیفة من سندس.

دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش ونگار پڑا تھا۔

ہر شی کی کنجیاں حضور کے حوالے کی گئیں

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پر نور ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اوتیت مفاتیح کل شئ الا الخمس.

مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے، یعنی غیوب خمسہ،

علامہ حفنی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں ثم اعلم بها بعد ذلک پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں ان کا علم بھی دے دیا گیا، اسی طرح امام جلال الدین سیوطی نے بھی خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا، علامہ مدابغی شرح فتح المبین، امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں یہی حق ہے، بعینہ یہی مضمون احمد و ابویعلی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

وقت ولادت کنجیاں عطا ہوئیں

ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور مالک غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں

لما خرج من بطني فنظرت اليه فاذا انابه ساجدا ثم رأيت سحابه بيضاء قد اقبلت من السماء حتى غشيته فغيب عن وجهي ثم تجلت فاذا انابه مدرج في ثوب صوف و بيض و تحته حريرة خضراء و قد قبض على ثلثة مفاتيح من اللولوء و الرطب

و اذ قائل یقول قبض محمد علی مفاتیح النصر و مفاتیح الریح و مفاتیح النبوة ثم اقبلت سحابة اخری حتی غشیته فغیب عنی ثم تجلت فاذا انابه قد قبض علی حریرة خضراء مطویة و اذ قائل یقول بخ بخ قبض محمد علی الدنیا کلها لم یبق خلق من اهلها الا دخل فی قبضته . هذا مختصر.

جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمیں بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں نفع کی کنجیاں نبوت کی کنجیاں سب پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا، پھر اور ابر نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ میری نظر سے چھپ گئے پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور کا رعب و دبدبہ

حافظ ابوزکریا یحیی بن عائذ اپنے مولد میں بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ زہریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رضوان خازن جنت علیہ الصلاۃ والسلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر گوش اقدس میں عرض کی

معک مفاتیح النصر قد البست الخوف و الرعب و لا یسمع احد بذکرک الا وجل فؤاده و خاف قلبه و ان لم یرک یا خلیفة الله .

حضور کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں رعب و دبدبہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے جو حضور کا چرچا سنے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو اے اللہ کے نائب۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک وسلم۔

روز قیامت حضور کے دست اقدس میں کنجیاں

امام دارمی اپنی سنن میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا قائدهم اذا وفدوا و انا خطيبهم اذا انصتوا و انا شفيعهم اذا حبسوا و انا مبشرهم اذا يئسوا الكرامة و المفاتيح يومئذ بيدى و لواء الحمد يومئذ بيدى . الحديث.

میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید ہوں گے۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج شریف میں فرماتے ہیں :

دراں روز ظاہر گردد کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نائب ملک یوم الدین ست روز روز اوست وحکم حکم او بحکم رب العالمین۔

یعنی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدس مختار کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت کے دن کے مالک کے نائب ہیں اور وہ دن انھیں کا دن اور حکم انھیں کا حکم ہوگا اور یہ سب خدائے ذوالجلال کے حکم سے ہے۔ (مولف)

جنت ودوزخ کی کنجیاں

ابن عبدربہ کتاب بہجۃ المجالس میں راوی کہ حضور پرنور افضل صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہ فرماتے ہیں:

ینصب لی یوم القیامة منبر علی الصراط (و ذکر الحدیث الی ان قال) ثم یاتی ملک فیقف علی اول مرقاة من منبری فینادی معاشر المسلمین من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا مالک خازن النار ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح جھنم الی محمد و ان محمدا امرنی ان ادفع الی ابی بکر اشھد و اھاہ اشھد و اثم یقف ملک آخر علی ثانی مرقاة من منبری فینادی معاشر المسلمین من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنان ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح الجنة الی محمد و ان محمدا امرنی ان ادفعھا الی ابی بکر ھاہ اشھد و اھاہ اشھدوا. الحدیث.

روز قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائے گا پھر ایک فرشتہ آ کر اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا اے گروہ مسلماناں جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغۂ دوزخ ہوں اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر کو سپرد کردوں ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہو کر پکارے گا اے گروہ مسلمین جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان داروغۂ جنت ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر کو سپرد کردوں ہاں ہاں گواہ

ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔

علامہ ابراہیم بن عبداللہ مدنی شافعی نے کتاب ''التحقیق فی فضل الصدیق'' کے ساتویں باب خلفاء اربعہ کے فضائل کے بیان میں اسے ذکر فرمایا ہے۔

حافظ ابوسعید عبدالملک بن عثمان کتاب شرف النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اذا کان یوم القیامة جمع الله الاولین و الآخرین و یوتی بمنبرین من نور فینصب احدهما عن یمین العرش و الاخر عن یساره و یعلوهما شخصان فینادی الذی عن یمین العرش معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنة ان الله امرنی ان اسلم مفاتیح الجنة الی محمد و ان محمدا امرنی ان اسلم الی ابی بکر و عمر لیدخلا محبیهما الجنة الا فاشهدوا ثم ینادی الذی عن یسار العرش معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا مالک خازن النار ان الله امرنی ان اسلم مفاتیح النار الی محمد و محمد امرنی ان اسلمها الی ابی بکر و عمر لیدخلا مبغضیهما النار الا فاشهدوا.

روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو منبر نور کے لا کر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص چڑھیں گے داہنے والا پکارے گا اے جماعات مخلوق جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغۂ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر و عمر کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں سنتے ہو گواہ ہو جاؤ پھر بائیں والا پکارے گا اے جماعات مخلوق

جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغۂ دوزخ ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر و عمر کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔

علامہ ابراہیم بن عبداللہ مدنی شافعی نے کتاب ''الاحادیث الغرر فی فضل الشیخین ابی بکر و عمر'' کے ساتویں باب میں اسے بیان فرمایا ہے۔ (الامن والعلی)

کونین کی بھلائی حضور کے دست رحمت میں

وہ حبیب جو غنی ہیں دوسروں کو غنی کرتے ہیں، سخی ہیں دوسروں کو دیتے ہیں ابوالقاسم ہیں دوسروں میں نعمتوں کی تمام قسمیں بانٹتے ہیں کیوں کہ آپ ہی بندوں کے لیے سب سے بڑے وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ و نائب ہیں، دنیا میں اور آخرت میں سب خزانوں کی کنجیاں آپ ہی کو عطا ہوئی ہیں، مولیٰ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانے آپ کے دست کرامت میں رکھ دیے ہیں، تو کوئی بھلائی کسی کی طرف نہیں جاتی مگر آپ کے پاس سے ہو کر، اور کوئی عطیہ نہیں پہنچتا مگر آپ سے نسبت پا کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ان اشعار کے قائل پر اللہ تعالیٰ رحمتیں اتارے اور اجر کامل بخشے۔

الا بابی من کان ملکا و سیدا

آدم بین الماء و الطین واقف

●

اذا رام امرا لایکون خلافہ

ولیس لذلک الامر فی الکون صارف

سنتے ہو میرے باپ قربان ہو ان پر جو اس وقت بھی بادشاہ اور سردار تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے، وہ جب کسی امر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا خلاف نہیں ہو سکتا سارے جہان میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو آپ کے ارادے کو بدل سکے۔

عارف باللہ سیدی ابو الحسن محمد البکری الصدیقی کیا خوب فرماتے ہیں:

ما ارسل الرحمن او یرسل
من رحمة تصعد او تنزل

●

فی ملکوت اللہ او ملکہ
من کل ما یختص او یشمل

●

الا وطہ المصطفی عبدہ
نبیہ مختارہ المرسل

●

واسطة فیھا واصل لھا
یعلم ھذا کل من یعقل

جتنی رحمتیں اللہ رحمان نے بھیجی ہیں یا بھیجے گا وہ چڑھتی ہوں یا اترتی ملکوت میں ہوں یا ملک میں، خاص ہوں یا عام سب میں واسطہ اور اصل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو طٰہٰ بھی ہیں اور مصطفیٰ بھی، اللہ کے بندے بھی ہیں اور نبی بھی، مختار بھی ہیں اور مرسل بھی، یہ ایسی حقیقت ہے جسے ہر عقلمند جانتا اور مانتا ہے۔

بالخصوص دین کی نعمتیں وہ روز اول سے روز آخر تک جتنی بھی ہیں سب حضور کے واسطے سے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (الاجازۃ المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ)

پناہ عالم و عالمیاں ﷺ

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شترانِ ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

•

آستین رحمتِ عالم الٹے کمرِ پاک پہ دامن باندھے
گرنے والوں کو چہِ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا

اے نبی ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا

پناہ عالم وعالمیاں ﷺ

آپ کے احوال وصفات اور آپ کی نبوت کی علامت ونشانیاں صاف صاف اور آپ کی بعثت وہجرت کی جگہ متعین تھی، جس روز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے اسی دن حضرت عبداللہ بن سلام جو احبار واشراف یہود اور اولاد حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام سے تھے حاضر ہوئے اور ایمان لائے اور جس دن سے مکہ مکرمہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر سنی تھی یہ اسی دن سے آپ کے لقائے شریف کی سعادت حاصل کرنے کے منتظر تھے۔

جب وہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے تو حضور نے فرمایا کیا تم ہی ابن سلام، یثرب کے عالم ہو؟ عرض کیا ہاں، فرمایا میں تمھیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مجھے بھیجا کیا تم نے خدا کی کتاب توریت میں میری صفات کو پایا؟ کہا ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو مظفر وغالب فرمائے گا، وہ آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب کرے گا، یقیناً بلا شک وشبہ میں نے خدا کی کتاب میں آپ کی خوبیاں اور صفتیں پائی ہیں، اور آپ کو خطاب کرتے ہوئے خدا نے فرمایا۔

یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا.

اے نبی یقیناً ہم نے آپ کو بھیجا امت پر گواہی دینے والا یعنی ان کی تصدیق وتکذیب اور نجات و ہلاکت کی گواہی دینے والا اور فرماں برداروں کو ثواب واجر کی بشارت دینے والا اور نافرمانوں کو عذاب سے ڈرانے والا۔

حرزا للامیین .

امیوں یعنی اہل عرب کو جن کی اکثریت لکھنا پڑھنا نہیں جانتی پناہ دینے والا، اور آپ سارے

جہان کے لیے پشت پناہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرب کی تخصیص، ان میں آپ کی بعثت، اور آپ سے قریبی ہونے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ پہلے جہل و نادانی اور شقاوت قلبی میں مشہور و منہمک تھے اب آپ کی تعلیم و تربیت سے علم و ہدایت کے بلند مقام پر فائز ہو گئے۔

حرز، اس محفوظ جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی آفت و تکلیف نہ پہنچے، اس سے مراد ان کی حفاظت و پناہ آفتوں سے ہے خواہ وہ آفت نفسانی ہو یا شیطانی وساوس وغیرہ جیسا کہ فرمایا :

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلل مبین .

اللہ وہ ہے جس نے امیوں میں رسول کو انھیں میں سے بھیجا جو ان پر خدا کی آیتیں تلاوت کرتا اور ان کا تزکیہ فرماتا اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اگر چہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

ممکن ہے کہ اس سے مراد دائمی عذاب و ہلاکت اور انھیں نیست و نابود ہونے سے محفوظ و پناہ میں رکھنا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا :

و ما کان الله لیعذبهم و انت فیهم .

اللہ تعالیٰ انھیں دائمی عذاب نہیں دے گا جب تک آپ ان میں تشریف فرما ہوں **(مولف)**

(مدارج النبوۃ جلد اول)

توریت میں حضور کا ذکر جمیل

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق کے لیے جائے پناہ ہیں کتب سابقہ میں بھی حضور کا یہ

وصف ذکر کیا گیا، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دارمی وطبرانی و یعقوب بن سفیان حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ توریت مقدس میں حضور پرنور رافع ابلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت یوں ہے۔

یا ایها النبی انا ارسلنک شاهدا و مبشرا و نذیرا و حرزا للامیین (الی قوله تعالیٰ) یعفو و یغفر .

اے نبی ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بے پڑھوں کے لئے پناہ، معاف کرتا ہے اور مغفرت فرماتا ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب شریفہ میں فرماتے ہیں **جعله نفسه حرزا مبالغة لحفظه لهم فی الدارین .**

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں مگر رب تبارک وتعالیٰ نے حضور کو بطور مبالغہ خود پناہ کہا جیسے عادل کو عدل یا عالم کو علم کہتے ہیں اور اس وصف کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں اپنی امت کے محافظ و نگہبان ہیں۔

حضرت اسود کی التجا

اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:

انت الرسول الذی ترجی فواضله

عند القحوط اذا ما اخطاء المطر

حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے جب قحط کے وقت مینہ خطا کرے، عمرو بن

شیبہ نے بطریق عامر شعبی اور حافظ ابن حجر نے اصابہ میں اسے بیان کیا ہے اور فرمایا کہ اسے ابن فتحون نے کتاب الذیل میں ذکر کیا ہے۔

ایک اعرابی کی فریاد اور بارش کے لیے حضور کی دعا

ایک اعرابی نے خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی:

اتیناک و العذرا أیدمی لبابها — و قد شغلت ام الصبی عن الطفل

و القت بکفیها الفتی لاستکانة — من الجوع ضعفا لا یمر و لا یحلی

و لیس لنا الا الیک فرارنا — و این فرار الخلق الا الی الرسل

ہم در دولت پر شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنھیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتی سے خون بہہ رہا ہے مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں صلی اللہ تعالیٰ علیہم وبارک وسلم۔

یہ فریاد سن کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً بنہایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دست مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا، ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پر نور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ امڈا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یا رسول اللہ ہم ڈوبے جاتے ہیں حضور نے فرمایا حوالینا لا علینا ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس، فوراً ابر مدینے پر سے کھل گیا آس پاس گھرا تھا اور مدینہ طیبہ پر سے کھلا ہوا یہ ملاحظہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے خندۂ دنداں نمایاں کیا اور فرمایا اللہ کے لیے ہے خوبی ابو طالب کی، اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی یارسول اللہ شاید حضور یہ اشعار سنا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعت اقدس میں عرض کیے تھے کہ

و ابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل

تلوذ به الهلاک من آل هاشم فهم عنده فی نعمة و فواضل

وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں ان کے پاس ان کی نعمت وفضل میں بسر کرتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اجل ذلک اردت ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔

بیہقی نے اسے دلائل النبوۃ میں سند صالح سے اور دیلمی نے مسند الفردوس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے افادہ فرمایا۔

حاصل یہ کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں خلق کے لیے جائے پناہ نہیں سوا بارگاہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے، وہ گورے رنگ والا پیارا جس کے چاند سے منہ کے صدقے میں مینہ اترتا ہے، وہ یتیموں کا حافظ وہ بیواؤں کا نگہبان وہ ملجا و ماوا کہ بڑے بڑے تباہی کے وقت اس کی پناہ میں آکر اس کی نعمت اس کے فضل سے چین کرتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم۔

حضور کی پناہ سچی ہوتی ہے

حارث بن عوف حرثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی:

ابعث معی من یدعوا الی دینک فقال له جار.

میرے ساتھ حضور کسی شخص کو ارسال فرمائیں جو میری قوم کو حضور کے دین کی طرف دعوت کرے اور وہ میری پناہ میں ہوگا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ کردیا حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنبے والوں نے عہد شکنی کرکے انھیں شہید کردیا، حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں اشعار کہے ازاں جملہ یہ شعر :

یا حارث من یغدر بذمة جاره

منکم فان محمدا لا یغدر

اے حارث جو کوئی تم میں اپنے پناہ دیے ہوئے کے عہد سے بے وفائی کرے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسے پناہ دیتے ہیں وہ سچی پناہ ہوتی ہے، **فجاء الحارث فاعتذر و ودی الانصاری و قال یا محمد انی عائذ بک من لسان حسان .**

حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہوکر عذر کیا اور انصاری شہید کی دیت دی اور حضور سے عرض کی یا رسول اللہ میں حضور کی پناہ مانگتا ہوں حسان کی زبان سے، زبیر بن بکار نے اسے مصعب سے روایت کیا کہ حارث بن عوف نے بارگاہ رسالت میں آکر یہ عرض کیا۔

حضور کی دہائی سے غلام آزاد ہوگیا

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے **انه کان یضرب غلامه فجعل یقول اعوذ باللہ قال فجعل یضربه فقال اعوذ برسول اللہ فترکه فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و اللہ اقدر علیک منک علیه قال فاعتقه .**

یعنی وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے غلام نے کہنا شروع کیا اللہ کی دہائی اللہ کی دہائی انھوں نے ہاتھ نہ روکا غلام نے کہا رسول اللہ کی دہائی فوراً چھوڑ دیا، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اللہ

تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنا تو اس غلام پر انھوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔

علماء فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی سن کر حضور کی عظمت دل پر چھائی ہاتھ روک لیا۔

اقول: یعنی پہلی بات ایک معمولی (معمول کے مطابق) ہو جانے سے ایسی موثر نہ ہوئی، انسان کا قاعدہ ہے کہ جس بات کا محاورہ کم ہوتا ہے اس کا اثر زیادہ پڑتا ہے ورنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی بعینہ اللہ عزوجل کی دہائی ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اللہ عزوجل ہی کی عظمت سے ناشی ہے۔

یہی مضمون عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

قال بینا رجل یضرب غلاما له و هو یقول اعوذ بالله اذ بصر برسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال اعوذ برسول الله فالقی ما کان فی یده و خلی عن العبد فقال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اما والله انه احق ان یعاذ من استعاذ به منی فقال الرجل یا رسول الله فهو حر لوجه الله .

یعنی ایک صاحب اپنے کسی غلام کو مار رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کی دہائی اتنے میں غلام نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا اب کہا رسول اللہ کی دہائی فوراً اس صاحب نے کوڑا ہاتھ سے ڈال دیا اور غلام کو چھوڑ دیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سنتا ہے خدا کی قسم بیشک اللہ عزوجل مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی دہائی دینے والے کو پناہ دی جائے ان صاحب نے عرض کی یارسول اللہ تو وہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔

اللہ و رسول کافی ہیں

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر مسیح کذاب میں فرمایا **ابشروا فان یخرج و انا بین**

اظھر کم فاللہ کافیکم و رسولہ .

خوش ہو کہ اگر وہ نکلا اور میں تم میں تشریف فرما ہوا تو اللہ تمھیں کافی ہے اور اللہ کا رسول۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ طبرانی نے کبیر میں اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

ایک پیر مرد کی التجا

حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل بعثت حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمن کو تاجرانہ جاتے تھے ایک پیر مرد عسکلان بن عواکن کے یہاں قیام فرماتے وہ ان سے مکہ معظمہ کا حال پوچھتے تم میں کوئی مشہور بلند چرچے والا پیدا ہوا؟ کسی نے تم پر تمھارے دین میں خلاف کیا؟ یہ انکار کرتے جب بعد بعثت اقدس گئے پیر مرد نے کہا میں تمھیں وہ بشارت دیتا ہوں کہ تمھارے لیے تجارت سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے تمھاری قوم سے نبی برگزیدہ مبعوث فرمایا ان پر اپنی کتاب اتاری وہ اصنام سے روکتے اور اسلام کی طرف بلاتے ہیں حق کا حکم دیتے اور اس کے فاعل ہیں باطل سے منع کرتے اور مبطل ہیں وہ ہاشمی ہیں اور تم اے عبدالرحمٰن ان کے ماموں، جلد پلٹو اور ان کی خدمت وتصدیق کرو اور یہ اشعار میری طرف سے ان کی بارگاہ والا میں پہنچاؤ، چند اشعار دربارۂ تصدیق رسالت واظہار شوق وعذر پیرانہ سالی واستعانت سرکار عالی صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ کہے ازاں جملہ یہ دو شعر:

اذ نای بالدیار بعدا فانت حرزی و معراجی

فکن شفیعی الی ملیک یدعو البرایا الیَ الفلاحی

جب کہ شہروں کو دوری فاصلہ نے بعید کر دیا تو حضور میری پناہ اور مجھے راحت ملنے کی جگہ ہیں، تو حضور میرے شفیع ہوں اس بادشاہ کے یہاں جو مخلوق کو نجات کی طرف بلاتا ہے۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آ کر یہ حال صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کیا

انھوں نے فرمایا یہ محمد بن عبداللہ ہیں جنھیں اللہ عزوجل نے اپنی تمام مخلوقات کی طرف رسول کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تم ان کے حضور حاضر ہو یہ حاضر ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا میں ایک سزاوار چہرہ دیکھتا ہوں جس کے لیے خیر کی امید ہے کہو کیا خبر ہے؟ انھوں نے عرض کی کیسی؟ فرمایا پیام بھیجنے والے نے جو پیام ہمارے حضور بھیجا ہے وہ امانت ادا کرو سنتے ہو وہ اہل جمیع خواص مومنین سے ہیں، عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سنتے ہی مسلمان ہوئے پھر وہ اشعار حضور میں عرض کیے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

رب مومن بی و لم یرنی و مصدق بی و ما شهدنی اولائک اخوانی.

یعنی مجھ پر بعض ایمان والے (ایسے ہیں) جنہوں نے مجھ کو دیکھا نہیں اور بعض لوگ میری تصدیق کرنے والے (ایسے ہیں) جن کو میرے پاس حضوری حاصل نہ ہو سکی یہ لوگ میرے بھائی ہیں۔ (کلمہ اخوت کو ان کے اعزاز کے لیے تواضعاً فرمایا) (الامن والعلی)

حضور عالم کی جان و زندگی ہیں

مطالع المسرات شریف میں ہے :

هو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم روح الاكوان و حياتها و سر وجودها و لولاه لذهبت و تلاشت كما قال سيدى عبد السلام رضى الله تعالىٰ عنه و نفعنا به لا شى الا و هو به منوط اذ لولا الواسطة لذهبت كما قيل الموسوط.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان و حیات و سبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست و نابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبدالسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لیے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطے سے تھا آپ

ہی فنا ہو جائے۔

اسی میں ہے :

اسمه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم محی حیوة جمیع الکون به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فهو روحه و حیاته و سبب وجوده وبقائه .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے، زندہ فرمانے والے اس لیے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اس کے وجود و بقاء کے سبب ہیں۔

ہمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا :

کل فضل فی العالمین من فضل
النبی استعارة الفضلاء

جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگے کو لی ہے۔ (صلاۃ الصفائی نور المصطفیٰ)

اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

و ما اتٰکم الرسول فخذوہ و ما نھٰکم عنہ فانتھوا

اور جو کچھ تمھیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

(الحشر/۷)

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

مذہب صحیح ومختار یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو احکام مفوض ہیں جس کو جو چاہیں، حکم فرمائیں، کسی فعل کو کسی پر حرام قرار دیں اور اسی فعل کو کسی پر مباح قرار دیں، اس کی بہت سی مثالیں ہیں جیسا کہ متبعین حق سے مخفی نہیں ہے حق تعالیٰ جل وعلا نے پیدا کر کے ایک شریعت لازم فرمائی اور وہ سب اپنے رسول، اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد فرمادی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حالاں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اتنا مال نہ تھا جن سے قلوب کو جھکایا جاتا اور لوگ اس کی طمع میں آپ کے گرویدہ ہو جاتے، اور نہ قوت وطاقت ہی اتنی تھی کہ ان لوگوں پر قہر وغلبہ حاصل کیا جاتا اور جس دین کو آپ نے ظاہر فرمایا اور جس کی طرف آپ نے ان کو دعوت دی اس کو غالب کرنے کے لیے آپ کے پاس نہ لاؤ لشکر تھا اور نہ مال وزر، وہ لوگ سب کے سب بت پرستی اور زمانۂ جاہلیت کی رسموں اور عادتوں پر مجتمع ومتفق تھے اور دین جاہلیت میں از حد تعصب وتباغض، فسق وفجور اور خوں ریزی میں انتہائی غلو اور انہماک تھا اور امر خیر میں اتفاق واتحاد مفقود تھا اور وہ اپنے ان افعال میں عاقبت کی طرف نظر ڈالتے ہی نہ تھے، نہ انھیں کسی عذاب وسزا کا خوف تھا اور نہ کسی ملامت وپشیمانی کا ڈر۔

ایسے لوگوں کے احوال وافعال کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصلاح فرمائی، اور ان کے دلوں میں باہمی محبت والفت کی لہر دوڑائی اور ان سب کو ایک کلمہ پر جمع فرمادیا، یہاں تک کہ ان کی آراء متفق اور ان کے دل مجتمع ہو گئے حتی کہ وہ سب مطیع وفرماں بردار بن گئے اور فطرت میں مختلف لوگ ایک دل ہو گئے اور آپ کے جمال جہاں آراء کی طلعت کے عاشق وفریفتہ ہو گئے اور آپ کی محبت میں اپنے شہروں، اپنے وطنوں اور اپنے گھروں کو چھوڑ دیا، اور اپنی قوم اور اپنے کنبوں سے منہ موڑ لیا اور آپ کی نصرت میں اپنے جان ومال کو قربان اور آپ کے اعزاز میں اپنی جانوں کو تلواروں کے مقابل کھڑا کر دیا اور اس پر طرفہ یہ

۔وہ بے ساز وسامان تھے نہ ان پر مال نچھاور کیا گیا اور نہ مال ومنال ہی تھا کہ دنیا میں جس کے حصول کی
ئے میں انھیں ڈالا جاتا اور ان ممالک و بلاد کا جن کے حاصل کرنے کے لیے اس جہان میں بھیجا گیا تھا،
ں ان کا مالک و متصرف نہ قرار دیا بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں تصرف فرماتے ،غنی کو فقیر
تے اور شریف کو برابر و متواضع کرتے تھے۔

کیا ایسی جملہ باتیں اور ایسے تمام احوال کسی ایسے شخص میں جمع ہو سکتے ہیں اور اسے ان کا اتفاق پڑ
ہے جو باعتبار عقلی اور بتدبیر فکری بہ تکلف ان سب کو انجام دے سکے اور ان کی کشود کار کر سکے؟ حالاں کہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود یتیم ، بے زور وزر اور بے مال ومنال اور بے معاون و مددگار اور تنہا تھے،لیکن
ں تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ایسی عزت ،قدرت ،تمکنت ،مدد ونصرت اور قوت وشوکت عطا فرمائی کہ آپ
ب پر غالب رہے اور آپ کو اختیارات کی مضبوط گرفت عطا فرمائی۔

لا واللہ قسم ہے خدائے عزوجل کی ان سب کو مسخر وگرویدہ بنالیا، یہ تمام وہ باتیں ہیں جن میں
کوئی عقل مند شک کبھی نہیں کرتا اور کامل یقین سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ امر الٰہی اور فیض سماوی ہے قوت
بشری کے ساتھ اتنی رسائی پانا ازروئے عادت عاجز ہیں اور خالق وقوی کے سوا بشر اس پر قادر نہیں۔

یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ حضور احکام میں جس کے لیے جو
چاہیں تخصیص فرمادیں،اس جگہ دو قول ہیں :

ایک یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف احکام مفوض ہوں گے **(یعنی تفویض احکام**
میں آپ مختار ہوں گے) جو چاہیں آپ حکم فرمادیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ کسی حکم کے لیے جدا وحی آتی ہوگی۔

چنانچہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تخصیص فرمائی کہ ان کی ایک شہادت دو

شہادتوں کا حکم رکھتی ہے۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام عطیہ جو فضلاء صحابیات میں سے ہیں انھیں نوحہ کی رخصت عطا فرمائی، چنانچہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آل فلاں یعنی فلاں قبیلہ زمانۂ جاہلیت میں نیاحت پر میری مدد کرتی تھیں اب مجھے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ موافقت کروں اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام عطیہ کو نیاحت میں رخصت دی۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ ام عطیہ کو رخصت عطا فرمانا اور نیاحت میں (خاص فلاں قبیلہ کے لیے) انھیں مخصوص کرنا ہے اور شارع کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جس کے لیے جو چاہے خاص فرمادے۔

اسی طرح حضرت اسماء بنت عمیس کو ان کے شوہر حضرت جعفر بن ابو طالب کے سوگ کو ترک کرنے پر انھیں رخصت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تین دن تک ماتمی لباس پہنو اور سوگ کرو اس کے بعد جو چاہو کرو۔

اسی طرح حضرت ابو بردہ بن نیار کو قربانی کے لیے جذعہ یعنی بکری کے اس بچہ کو جس پر سال پورا نہ ہوا اس کی قربانی دینے کو جائز قرار دیا۔

اسی طرح حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کا نکاح ایک مرد سے تعلیم قرآن کے عوض اس شرط پر کردیا کہ وہ عورت کو قرآن کی تعلیم دے دے اور اسی کو اس کا مہر قرار دیا۔

یعنی ایک عورت نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے آپ کو حضور پر ہبہ کردیا حالاں کہ وہ حضور کے لیے جائز تھی مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے قبول نہ فرمایا، پاس ہی ایک مرد مسکین کھڑا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ اگر یہ عورت آپ کے قابل نہیں ہے تو اس کا عقد میرے ساتھ کردیجیے، فرمایا مہر میں دینے کے لیے تمھارے پاس کچھ ہے؟ کہا میرے پاس اس پہنے

ہوئے تہبند کے سوا کچھ نہیں ہے فرمایا تلاش کرو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو، عرض کی قرآن مجید کی ان چند سورتوں کے سوا جو کہ یاد ہیں میرے پاس کچھ نہیں ہے، فرمایا قرآن کا جتنا حصہ تجھے یاد ہے اس کے عوض نکاح کرلو تم اسے تعلیم دے دینا اور اسی کو اپنا مہر قرار دے لو، حالاں کہ تمھارے بعد کسی کے لیے قرآن مہر نہ ہوگا۔ (مولف)
(مدارج النبوۃ جلد اول ودوم)

حضور کا اختیار

حضور سرور کونین مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب شرع ہیں۔ احکام شرع میں مالک و مختار ہیں جس کے لیے جو چاہیں حلال فرمادیں جس کے لیے جو چاہیں حرام فرمادیں اسی بات کو ثابت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا ہے :

ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کردیں جو چاہیں ناجائز کردیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کردیں۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضو میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں :

كان الامام ابو حنيفة رضي الله تعالىٰ عنه من اكثر الائمة ادبا مع الله تعالىٰ و لذلك لم يجعل النية فرضا و سمى الوتر واجبا لكونهما ثبتا بالسنة لابا لكتاب فقصد بذلك تمييز ما فرضه الله تعالىٰ و تمييز ما اوجبه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فان ما فرضه الله تعالىٰ اشد مما فرضه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من ذات نفسه حين خيره الله تعالىٰ ان يوجب ما شاء اولا يوجب.

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ

نسبت اور ائمہ کے زائد ہے اسی واسطے انھوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا کہ یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ قرآن عظیم سے۔ تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرض میں فرق وتمیز کر دیں اس لیے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ موکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا جب کہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔

اس میں بارگاہ وحی وتضرع کی تصویر دکھا کر فرمایا:

کان الحق تعالیٰ جعل له صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان یشرع من قبل نفسه ما شاء کما فی حدیث تحریم شجر مکة فان عمه العباس رضی الله تعالیٰ عنه لما قال له یا رسول الله الا الاذخر فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الا الاذخر و لو ان الله تعالیٰ لم یجعل له ان یشرع من قبل نفسه لم یتجراء صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان یستثنی شینا مما حرمه الله تعالیٰ.

یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ گیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجیے فرمایا اچھا نکال دی اس کا کاٹنا جائز کر دیا اگر اللہ سبحانہ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جرات نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔

اقول: یہ مضمون متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔

گیاہ اذخر کا استثناء

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیحین میں

فقال العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا الاذخر لصاغتنا و قبورنا فقال الا الاذخر.

یعنی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ مگر اذخر کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے فرمایا مگر اذخر۔

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز صحیحین میں قال رجل من قریش الا الاذخر یا رسول اللہ فانا نجعلہ فی بیوتنا و قبورنا فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا الاذخر الا الاذخر.

ایک مرد قریش نے عرض کی یارسول اللہ کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں صرف کرتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر مگر اذخر۔

حدیث صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سنن ابن ماجہ میں فقال العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا الاذخر فانہ للبیوت و القبور فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا الاذخر.

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی مگر اذخر کہ وہ گھروں اور قبروں کے لیے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر۔

نیز میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں کیں ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی

الشانی ما اباح الحق تعالیٰ لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسنہ علی رایہ

ھو کتحریم لبس الحریر علی الرجال و قولہ فی حدیث تحریم مکۃ الا الاذخر و لو لا ان اللہ تعالیٰ کان یحرم جمیع نبات الحرم لم یستثن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا الاذخر و نحو حدیث لولا ان اشق علی امتی لاخرت العشاء الی ثلث الیل و نحو حدیث لو قلت نعم لو جبت و لم تستطیعوا فی جواب من قال لہ فی فریضۃ الحج اکل عام یا رسول اللہ قال لا و لو قلت نعم لوجبت و قد کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخفف علی امتہ و ینھاھم عن کثرۃ السوال و یقول اترکونی ما ترکتم اھ باختصار.

یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمائیں۔ مردوں پر ریشم کا پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا، اور اسی طرح حرمت مکہ سے گیاہ اذخر کا استثنا فرمادیا اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشا کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی یارسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے فرمایا نہ اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہوجائے اور پھر تم سے نہ ہوسکے اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی امت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمھیں چھوڑوں۔

اقول: یہ مضمون بھی کہ میں نماز عشا کو موخر فرمادیتا متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔

نمازعشاء کو موخر فرمادینے کا اختیار

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما معجم کبیر طبرانی میں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لو لا ضعف الضعیف و سقم السقیم لاخرت صلاۃ العتمۃ .

اگر ضعیف کے ضعف مریض کے مرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نماز عشا کو پیچھے ہٹا دیتا۔

حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند احمد و سنن ابو داؤد و ابن ماجہ وغیرہ میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لو لا ضعف الضعيف و سقم السقيم و حاجة ذى الحاجة لاخرت هذه الصلاة الى شطر الليل .

اگر کمزور کی ناتوانی بیمار کے مرض کامی کے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک موخر فرما دیتا۔

ابن ابی حاتم کے لفظ یہ ہیں۔ **لو لا ان يثقل على امتى لاخرت صلاة العشاء الى ثلث الليل .**

اگر امت پر دشواری کا خوف نہ ہوتا تو میں نماز عشا کو تہائی رات تک موخر فرما دیتا۔ (مولف)

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمد و ابن ماجہ و محمد بن نصر کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لو لا ان اشق على امتى لاخرت العشاء الى ثلث الليل او نصف الليل.

اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں عشا کو تہائی یا آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

ابن جریر نے نصف شب تک کی روایت کی ہے۔ اور ان کے سوا احادیث صحیحہ عنقریب اسی معنی میں آتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حج ہر سال فرض کر دینے کا اختیار

حدیث امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **لا ولو**

قلت نعم لوجبت

ہر سال فرض نہیں اور میں ہاں کہہ دوں تو فرض ہو جائے۔

اسے احمد و مسلم نسائی اور ترمذی و ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **لو قلت نعم لوجبت ثم اذا لا تسمعون و لا تطیعون.**

میں ہاں فرمادوں تو فرض ہو جائے پھر تم نہ سنو نہ بجالاؤ۔ اسے احمد و دارمی اور نسائی نے روایت کیا۔

حدیث انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے **لو قلت نعم لوجبت و لو وجبت لم تقوموا بها و لو لم تقوموا بها لعذبتم .**

اگر میں ہاں فرمادوں تو واجب ہو جائے اور اگر واجب ہو جائے تو بجا نہ لاؤ اور اگر بجا نہ لاؤ تو عذاب کیے جاؤ۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور مضمون اخیر کہ مجھے چھوڑے رہو یہ بھی صحیح مسلم و سنن نسائی میں اسی حدیث ابو ہریرہ کے ساتھ ہے کہ فرمایا **لو قلت نعم لوجبت و لما استطعتم**

اگر میں فرماتا ہاں تو ہر سال واجب ہو جاتا اور بیشک تم نہ کر سکتے، پھر فرمایا

ذرونی ما ترکتکم فانما هلک من کان قبلکم بکثرة سوالهم و اختلافهم علی انبیائهم فاذا امرتکم بشی فاتو منه ما استطعتم و اذا نهیتکم عن شی فدعوه .

مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمھیں چھوڑوں کہ اگلی امتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء کے

خلاف مراد چلنے سے ہلاک ہوئیں تو جب میں تمھیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی ہو سکے بجالاؤ اور جب کسی بات سے منع فرماؤں تو اسے چھوڑ دو۔ ابن ماجہ نے مفرداً اس کی روایت کی ہے۔

یعنی جس بات میں میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب، حرام کا حکم فرمادوں تو تم پر تنگی ہو جائے، یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلاحرج ہے۔

زید بن حارثہ کا نکاح

آیت : **قاتلوا الذين لا يومنون بالله و لا باليوم الآخر و لا يحرمون ما حرم الله و رسوله .**

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ پچھلے دن پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کر دیا اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔

آیت : **ما كان لمومن و لا مومنة اذا قضى الله و رسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من انفسهم و من يعص الله و رسوله فقد ضل ضلالا مبينا.**

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب حکم کر دیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انھیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

یہاں سے ائمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبل طلوع آفتاب اسلام زید بن حارثہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبنیٰ بنایا تھا۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نکاح کا پیام دیا اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ

حضور اپنے لیے خواست گاری فرماتے ہیں جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یارسول اللہ میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بناء پر انکار کیا اس پر یہ آیہ کریمہ اتری اسے سن کر بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہو جائے خصوصاً جب کہ وہ اس کا کفو نہ ہو، خصوصاً جب کہ عورت کی شرافت خاندان کواکب ثریا سے بھی بلند و بالاتر ہو بایں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزت جل جلالہ نے بعینہ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض الہ کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمھیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا و لہذا ائمہ دین خدا اور رسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقویٰ ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے۔

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں **من خصائصه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه کان یخص من شاء بما شاء من الاحکام**

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے مستثنیٰ فرما دیتے،

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا (**من الاحکام وغیرھا**)

کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرمادیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ شریف میں ایک باب وضع فرمایا **باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام** باب اس بیان کا کہ خاص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقعے ذکر کیے اور امام سیوطی نے دس پانچ وہ اور پانچ فقیر نے ان زیاداتْ سے تین واقعے ترک کردیے اور پندرہ اور بڑھائے اور ان کی احادیث بتوفیق اللہ تعالیٰ جمع کیں کہ جملہ بائیس واقعے ہوئے۔ **وللہ الحمد** ان کی تفصیل اور ہر واقعے پر حدیث سے دلیل سنئے۔

ششماہہ بکری کے بچہ کی قربانی

صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان کے ماموں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کرلی تھی جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں عرض کی یارسول اللہ وہ تو میں کرچکا اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے فرمایا

اجعل مکانہ و لن یجزی عن احد بعدک

اس کی جگہ اسے کردو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمھارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے **خصوصیۃ لہ لا تکون لغیرہ اذ کان لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔**

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشی جس میں

دوسرے کا حصہ نہیں اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

نیز صحیحین میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قربانی کے لیے جانور عطا فرمائے ان کے حصے میں ششماہہ بکری آئی حضور سے حال عرض کیا فرمایا ضح بھا تم اسی کی قربانی کردو،

سنن بیہقی میں بسند صحیح اتنا اور زائد ہے و لا رخصة فيها لاحد بعدک تمہارے بعد اور کسی کے لیے اس میں رخصت نہیں۔

شیخ محقق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں

احکام مفوض بود بوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برقول صحیح

یعنی صحیح قول یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو احکام سپرد ہیں۔ (مولف)

حضور نے نوحہ کی اجازت دی

صحیح مسلم میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب بیعت زناں کی آیت اتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لا يعصينک فی معروف (اور کسی نیک بات میں تمھاری نافرمانی نہ کریں گی) اور مردے پر بیان کر کے رونا چیخنا بھی گناہ تھا میں نے عرض کی

یا رسول الله الا آل فلان فانهم كانوا اسعدونی فی الجاهلية فلا بد لی من اسعدهم .

یارسول اللہ فلاں گھر والوں کو استثنا فرمادیجیے کہ انھوں نے زمانۂ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضرور ہے

فقال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم الا آل فلان ۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنیٰ کر دیے،

اور سنن نسائی میں ارشاد فرمایا **اذهبی فاسعدیها** جاؤ ان کا ساتھ دے آ۔

یہ گئیں اور وہاں نوحہ کر کے پھر واپس آ کر بیعت کی۔

ترمذی کی روایت میں ہے **فاذن لها**

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں نوحہ کی اجازت دے دی۔

مسند احمد میں ہے فرمایا **اذهبی فکافیهم**

جاؤ ان کا بدلہ اتار آؤ۔

امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں یہ حضور نے خاص رخصت ام عطیہ کو دے دی تھی خاص آل فلاں کے بارے میں، **و للشارع ان یخص من العموم ما شاء** نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرمادیں۔

یہی مضمون حدیث ابن مردویہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے

انها قالت یا رسول الله کانا ابی و اخی ماتا فی الجاهلیة و ان فلانة اسعدتنی و قد مات اخوها. الحدیث.

انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ اور بھائی دونوں کا انتقال جاہلیت میں ہوا تھا تو فلاں نے نوحہ کیا تھا اور اب ان کا بھائی مر گیا ہے۔ (مولف)

ترمذی میں اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے انھوں نے بھی ایک جگہ نوحہ کا بدلہ اتارنے کی اجازت مانگی حضور نے انکار فرمایا

قالت فراجعته مرارا فاذن لی ثم لم انح بعد ذلک.

میں نے کئی بار حضور سے عرض کی آخر حضور نے اجازت دے دی پھر میں نے کہیں نوحہ نہ کیا۔

احمد طبرانی میں مصعب بن نوح سے ہے ایک بڑی بی نے وقت بیعت نوحے کا بدلہ اتارنے کا اذن چاہا فرمایا اذهبی فکافیئهم

جاؤ عوض کر آؤ۔

سوگ معاف کر دیا گیا

طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب ان کے شوہر اول جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا

تسلبی ثلثا ثم اصنعی ما شئت.

تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو،

یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اس حکم عام سے استثناء فرما دیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

تعلیم سورت کو مہر قرار دیا گیا

ابن السکن میں ابو النعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک شخص نے ایک عورت کو پیام نکاح

دیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مہر دو عرض کی میرے پاس کچھ نہیں فرمایا

اما تحسن سورة من القرآن فاصدقها السورة و لا یکون لاحد بعدک مهرا.

کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی وہ سورۃ سکھا نا ہی اس کا مہر کر اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔ اسے سعید بن منصور نے مختصراً روایت کیا ہے۔

خزیمہ کی شہادت دو کے برابر کردی گئی

ابوداؤد و نسائی و طحاوی و ابن ماجہ و خزیمہ میں عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری اور مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری و مسند ابی یعلی و صحیح ابن خزیمہ و معجم کبیر طبرانی میں حضرت خزیمہ اور حارث بن اسامہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ بیچ کر مکر گئے اور گواہ مانگا جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے گفتگو سن کر بولے انا اشهد انک قد بایعته میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم موجود تو تھے نہیں تم نے گواہی کیسے دی عرض کی

بتصدیقک یا رسول الله (و فی الثانی) صدقتک بما جئت به و علمت انک لا تقول الا حقا (و فی الثالث) انا اصدقک علی خبر السماء و الارض الا اصدقک علی الاعرابی.

یا رسول اللہ میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں میں حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے میں آسمان و زمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں

کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔

اس کے انعام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مردوں کی شہادت کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا

من شهد له خزيمة او شهد عليه فحسبه

خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک انھیں کی شہادت بس ہے۔

ان احادیث سے ثابت کہ حضور نے قرآن عظیم کے حکم عام و **اشهدوا ذوی عدل منكم** سے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

کفارۂ صوم صاحب کفارہ ہی کے لیے جائز فرمادیا

صحاح ستہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں ہلاک ہوگیا فرمایا کیا ہے؟ عرض کی میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی فرمایا غلام آزاد کرسکتا ہے عرض کی نہ، فرمایا لگا تار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے عرض کی نہ، فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے عرض کی نہ، اتنے میں خرمے خدمت اقدس میں لائے گئے حضور نے فرمایا انھیں خیرات کر دے عرض کی کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں

فضحک النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حتی بدت نواجذه و قال اذهب فاطعمه اهلک .

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی سنا ہوگا سوا دو من خرمے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو کفارہ ہوگیا، واللہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے، ہاں ہاں یہ بارگاہ بیکس پناہ اولئک الذین یبدل اللہ سیئاتھم حسنت کی خلافت کبریٰ ہے ان کی ایک نگاہ کرم کبائر کو حسنات کر دیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گناہ گاروں، خطا کاروں، تباہ کاروں کو ان کا دروازہ بتایا کہ و لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک الآیۃ گناہ گار تیرے دربار میں حاضر ہوکر معافی چاہیں اور تو شفاعت فرمائے تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ و الحمد للہ رب العالمین .

یہی مضمون مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور دارقطنی میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے ارشاد فرمایا

کلہ و انت و عیالک فقد کفر اللہ عنک .

تو اور تیرے اہل و عیال یہ خرمے کھالیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے کفارہ ادا فرمادیا۔

ہدایہ میں ہے فرمایا کل انت و عیالک تجزئک و لا تجزی احدا بعدک.

تو اور تیرے بال بچے کھالیں تجھے کفارے سے کفایت کرے گا اور تیرے بعد اور کسی کو کافی نہ ہوگا۔

سنن ابی داؤد میں امام ابن شہاب زہری تابعی سے ہے انما کان ھذہ رخصۃ لہ خاصۃ و لو ان رجلا فعل ذلک الیوم لم یکن لہ بد من التکفیر.

یہ خاص اسی شخص کے لیے رخصت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی وغیرہ علماء نے بھی اسے خصائص مذکورہ سے گنا۔ حدیث میں اور بھی

دوسری وجوہ ہیں۔

سالم کے لیے رضاعت ثابت فرمادی

صحیح مسلم وسنن نسائی وابن ماجہ ومسند امام احمد میں زینت بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ابوحذیفہ کی بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی یارسول اللہ سالم (غلام آزاد کردۂ ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے ابوحذیفہ کو یہ ناگوار ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ارضعیه حتی یدخل علیک

تم اسے دودھ پلادو کہ بے پردہ تمھارے پاس آنا جائز ہوجائے۔

ام المومنین ام سلمہ وغیرہا باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے فرمایا ما نری هذه الا رخصة ارخصها رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لسالم خاصة .

ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رخصت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص سالم کے لیے فرمادی تھی۔

ابن سعد وحاکم میں بطریق عمرہ بنت عبدالرحمٰن خود سہلہ زوجہ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مضمون مذکور مروی کہ انھوں نے جب حال سالم عرض کیا فامرها ان ترضعیه

حضور نے دودھ پلانے کا حکم فرمایا انھوں نے دودھ پلادیا اور سالم اس وقت مرد جوان تھے جنگ بدر شریف میں شریک ہوچکے تھے، جوان آدمی کو اول تو عورت کا دودھ پینا ہی کب حلال ہے اور پیے تو اس سے پسر رضاعی نہیں ہوسکتا مگر حضور نے ان حکموں سے سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

ریشم پہننے کی اجازت دی

صحاح ستہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رخص لعبد الرحمن بن عوف و الزبیر فی لبس الحریر لحکة کانت بھما.

یعنی عبد الرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔

حالت جنابت میں دخول مسجد کی اجازت

ترمذی وابو یعلی وبیہقی میں ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا

علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری و غیرک .

اے علی میرے اور تمھارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحال جنابت داخل ہو۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا علی کو تین باتیں وہ دی گئیں کہ ان میں سے میرے لیے ایک ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی (سرخ اونٹ عزیز ترین اموال عرب ہیں) کسی نے کہا یا امیر المومنین وہ کیا ہیں فرمایا دختر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شادی۔

وسکناہ المسجدمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحل لہ ما یحل لہ.

اور ان کا مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ انھیں مسجد میں روا تھا جو حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روا تھا۔ (یعنی بحالت جنابت رہنا اور روز خیبر کا نشان)

معجم کبیر طبرانی و سنن بیہقی و تاریخ ابن عساکر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الا ان هذا المسجد لا يحل لجنب و لا لحائض الا للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وازواجه و فاطمة بنت محمد و علی الا بينت لکم ان تضلوا.

سن لو یہ مسجد کسی جنب کو حلال نہیں ہے نہ کسی حائض کو مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی ازواج و حضرت بتول زہراء اور مولیٰ علی کو۔ صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب و علیہم وسلم۔ سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرمادیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ۔ یہ طبرانی کی روایت ہے۔

سونے کی انگشتری جائز فرمادی

صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نهانا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عن خاتم الذهب .

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا:

بایں ہمہ خود براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ انگشتری طلائی پہنتے،

ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابوالسفر سے روایت کی قال رایت علی البراء خاتما من الذهب.

میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔

اسی طرح امام بغوی نے جعدیات میں ابواسحاق سے اس کی روایت کی ہے۔

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں حدثنا ابو عبد الرحمن ثنا ابو رجاء ثنا محمد بن

مالک قال رایت علی البراء خاتما من ذھب و کان الناس یقولون له لم تختم بالذھب و قد نھی عنه النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال البراء رضی الله تعالیٰ عنه بینا نحن عند رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و بین یدیه غنیمة یقسمھا سی و خرثی قال فقسمھا حتی بقی ھذا الخاتم فرفع طرفه فنظر الی اصحابه ثم خفض ثم رفع طرفه فنظر الیھم ثم خفض ثم طرف فنظر الیھم ثم قال ای براء فجئته حتی قعدت بین یدیه فاخذ الخاتم فقبض علی کرسوعی ثم قال البس ما کساک الله و رسوله .

یعنی محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالاں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور کے سامنے اموال غنیمت غلام ومتاع حاضر تھے حضور تقسیم فرمار ہے تھے سب اونٹ بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہی حضور نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء میں حاضر ہوکر حضور کے سامنے بیٹھ گیا سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی پھر فرمایا لے پہن لے جو کچھ تجھے اللہ و رسول پہناتے ہیں ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تم لوگ کیوں کر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اتار ڈالوں جسے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے پہن لے جو کچھ اللہ و رسول نے پہنایا۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سراقہ کو کنگن پہننے کی بشارت

دلائل النبوۃ میں بطریق الحسن مروی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیف بک اذا لبست سواری کسریٰ .

وہ وقت تیرا کیسا ہوگا جب تجھے کسریٰ بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

جب ایران زمانہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن کمر بند تاج خدمت فاروقی میں حاضر کیے گئے امیر المومنین نے انہیں پہنائے اور فرمایا اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہو

اللہ اکبر الحمد للہ الذی سلبهما کسریٰ بن هرمز و البسهما سراقة الاعرابی.

اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دہقانی کو پہنائے۔

قال العلامة الزرقانی لیس فی هذا استعمال الذهب و هو حرام لانه انما فعله تحقیقا لمعجزة الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من غیر ان یقرهما فانه روی انه امره فنزعهما و جعلهما فی الغنیمة و مثل هذا لا یعد استعمالا . اهـ . اقول رحمک الله من فاضل کبیر الشان انما المعجزات اخباره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بانه یلبس سواری کسریٰ فانما تحقیقا بلبسه و انما حرم اللبس و لیس من شرط الحرمة اللبث فالواضح ماجنحت الیه من هذا ترخیص و تخصیص من النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لسراقة و لم یکن فی الحدیث ما یدل علی التملیک ففعل امیر المومنین ما ارشد الیه الحدیث ثم ردهما مردهما.

علامہ زرقانی نے فرمایا اس میں سونے کا استعمال ہے اور وہ حرام ہے وجہ یہ ہے کہ حضرت سراقہ نے یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزے کو ثابت کرنے کے لیے کیا یہ نہیں کہ وہ کنگن پہنے رہے

ہوں کیوں کہ مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے پر انھوں نے اتار دیے اور مال غنیمت میں شامل کر دیے گئے اور ایسا عمل شمار نہیں کیا جاتا، میں (امام احمد رضا بریلوی) کہتا ہوں اے عظیم الشان فاضل (علامہ زرقانی) اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے معجزہ تو یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضرت سراقہ شاہ ایران کے کنگن پہنیں گے، اس معجزہ کی تحقیق حضرت سراقہ کا کنگن پہننا ہے اور پہننا حرام ہے، حرمت کی شرط دیر تک پہنے رہنا نہیں (بلکہ فقط پہننا حرام ہے) لہٰذا واضح وہ بات ہے جو میں نے اختیار کی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت سراقہ کو رخصت اور خصوصیت عطا فرمانا ہے، حدیث شریف میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو انھیں مالک بنانے پر دلالت کرے۔ لہٰذا امیر المومنین نے حدیث شریف کی ہدایت پر عمل کیا پھر وہ کنگن مال غنیمت میں شامل کر دیے۔

نام وکنیت کی اجازت

طبقات ابن سعد میں منذر ثوری سے ہے امیر المومنین علی و حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں کچھ گفتگو ہوئی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ نے (اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ ابو القاسم کا) نام بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک رکھا اور کنیت بھی حضور کی کنیت حالاں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک جماعت قریش کو بلا کر گواہی دلوائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین سے ارشاد فرمایا تھا

سیولدلک بعدی غلام فقد نحلته اسمی و کنیتی و لا یحل لاحد من امتی بعده .

عنقریب میرے بعد تمھارے ایک لڑکا ہوگا میں نے اسے اپنے نام وکنیت دونوں عطا فرما دیے اور

اس کے بعد میرے کسی اور امتی کو حلال نہیں۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں قلت یا رسول اللہ ان ولد لی ولد بعدک اسمیه باسمک و اکنیه بکنیتک فقال نعم فکانت رخصة من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بعلی.

میں نے عرض کی یارسول اللہ حضور کے بعد اگر میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو میں حضور کا نام پاک اس کا نام رکھوں گا اور حضور کی کنیت اس کی کنیت فرمایا ہاں، یہ مولیٰ علی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رخصت تھی۔

اسے احمد و ابوداؤد اور ترمذی نے صحت کے ساتھ اور ابو یعلی وطحاوی اور حاکم نے کتاب الکنی و کتاب المستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

حضرت عثمان کو غنیمت بدر کا حصہ دار بنادیا

صحیح بخاری و ترمذی اور مسند احمد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے غزوۂ بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوجۂ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں مدینہ طیبہ میں شاہزادی کی تیمارداری کے لیے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا

ان لک اجر رجل ممن شهد بدرا و سهمه.

بیشک تمھارے لیے حاضران بدر کے برابر ثواب اور حاضری کے مثل غنیمت کا حصہ ہے۔

یہ خصوصیت حضرت عثمان کو عطا فرمادی حالاں کہ جو حاضر جہاد نہ ہو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں۔

سنن ابی داؤد میں انھیں سے ہے یضرب له رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و لم یضرب لاحد غاب غیره .

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان کے لیے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ نہ دیا۔

ہدایا حلال وطیب فرمادیے

کتاب الفتوح میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو یمن پر صوبہ کر کے بھیجا ان سے ارشاد فرمایا میں نے تمھارے لیے رعایا کے ہدایا طیب کر دیے اگر کوئی چیز تمھیں ہدیہ دی جائے قبول کرلو۔ عبید بن صحر کہتے ہیں جب معاذ رضی اللہ تعالی عنہ واپس آئے تمیں غلام لائے کہ انھیں ہدیہ دیے گئے حالاں کہ عاملوں کو رعایا سے ہدیہ لینا حرام ہے۔

مسند ابو یعلی میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں هدایا العمال حرام کلها.

عاملوں کے سب ہدیے حرام ہیں۔

مسند احمد وسنن بیہقی میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالی عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں : هدایا العمال غلول .

عاملوں کے ہدیے خیانت ہیں۔

ایک مقام پر وہی مضمون اس طرح ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو یمن بھیجتے وقت ان سے

ارشاد فرمایا

قد عرفت بلاء ک فی الدین والذی قد رکبک من الدین وقد طیبت لک الھدیۃ فان اھدی لک شئی فاقبل.

مجھے معلوم ہے جو تمھاری آزمائشیں دینِ متین میں ہو چکیں اور جو کچھ دیون تم پر ہو گئے ہیں۔ رعیت کے تحفے میں نے تمھارے لیے حلال، طیب کر دیے جو تمھیں کچھ تحفہ دے لے لو۔

سیف نے کتاب الفتوح میں عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

غبن کو باعث خیار ٹھہرایا

صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ایک شخص (یعنی حبان بن منقذ بن عمر انصاری یا ان کے والد منقذ رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں فریب کھا جاتا ہوں (یعنی لوگ مجھ سے زیادہ قیمت لے لیتے ہیں) فرمایا

من بایعت فقل لاخلابۃ زاد الحمیدی فی مسندہ ثم انت بالخیار ثلثا.

جس سے خریداری کرو یہ کہہ دیا کرو فریب کی نہیں ہے پھر تمھیں تین دن تک اختیار ہے (اگر ناموافق پاؤ بیع رد کر دو)

یہی مضمون حدیث سنن اربعہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے و ذکر قصۃ و لم یذکر الزیادۃ امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ وامام شافعی اور روایت اصح میں امام مالک وغیرہم ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک غبن باعث خیار نہیں کتنا ہی غبن کھائے بیع کو رد نہیں کر سکتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حکم سے خاص انھیں کو نوازا تھا اوروں کے لیے نہیں۔ یہی

قول صحیح ہے۔

بعد عصر دو رکعت کی رخصت

حدیث مشہور میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے ممانعت فرمائی۔

یہ حدیث بخاری و مسلم میں متعدد راویوں سے مروی ہے۔

خود ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ اسے ابو داؤد نے سنن میں روایت کیا، بایں ہمہ ام المومنین عصر کے بعد دو رکعت پڑھا کرتیں۔

رواہ الشیخان عن کریب عن ابن عباس و عبد الرحمن بن ازھر و المسور بن مخرمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم انھم ارسلوہ الی عائشۃ زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا اقرء علیھا السلام منا جمیعا و سلھا عن الرکعتین بعد العصر و قل لھا بلغنا انک قد تصلینھما وان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی عنھما.

بخاری و مسلم کریب سے راوی یعنی حضرت ابن عباس وعبد الرحمن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ نے حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان سے ہمارا سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعت کے بارے میں پوچھنا اور کہنا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ وہ دو رکعت نماز پابندی سے پڑھتی ہیں حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے۔

(مولف)

علماء فرماتے ہیں یہ ام المومنین کی خصوصیت تھی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے

جائز کر دیا تھا۔

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی نے "انموذج اللبیب" اور زرقانی نے شرح مواہب میں اسے بیان کیا ہے۔

حج میں شرط کی اجازت

صحیحین و مسند احمد و سنن نسائی و صحیح ابن حبان میں ام المومنین صدیقہ اور احمد و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس اور احمد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابونعیم و بیہقی میں ضباعۃ بنت زبیر اور بیہقی و ابن مندہ میں بطریق ہشام عن ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ اور احمد و ابن ماجہ و طبرانی میں جدۂ ابی بکر بن عبداللہ بن زبیر یعنی اسماء بنت صدیق یا سعدی بنت عوف اور طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چچا زاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا حج کا ارادہ ہے عرض کی یا رسول اللہ میں تو اپنے آپ کو بیمار ہی پاتی ہوں (یعنی گمان ہے کہ مرض کے باعث ارکان ادا نہ کر سکوں پھر احرام سے کیوں کر باہر آؤنگی) فرمایا

اھلی و اشترطی ان محلی حیث حبستنی.

احرام باندھ اور نیت حج میں یہ شرط لگا لے کہ جہاں تو مجھے روکے گا وہیں میں احرام سے باہر ہوں۔

نسائی نے زائد کیا **فان لک علی ربک ما استثنیت.**

تمھارا یہ استثناء تمھارے رب کے یہاں مقبول رہے گا۔

ضباعہ نے زائد کیا کہ فرمایا فان حبست او مرضت فقد حللت من ذلک بشرطک علی ربک عزوجل ۔

اب اگر تم حج سے روکی گئیں یا بیمار پڑیں تو اس شرط کے سبب جو تم نے اپنے رب عزوجل پر لگائی ہے احرام سے باہر ہو جاؤ گی۔

ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں یہ ایک اجازت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں عطا فرمادی ورنہ نیت میں ایسی شرط اصلاً مقبول و معتبر نہیں۔

تین نمازوں کی رخصت پر قبول اسلام

مسند امام احمد میں بسند ثقات رجال صحیح مسلم ہے حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن رجل منهم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فاسلم علی انه لا یصلی الا صلاتین فقبل ذلک منه ۔

یعنی ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔

حضور نے مدینہ کو حرم بنادیا

صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی اللھم ان ابراھیم حرم مکة و انی احرم ما بین لابتیھا

الٰہی بیشک ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں دونوں سنگستان مدینہ طیبہ کے درمیان جو کچھ ہے اسے حرم بناتا ہوں۔ بخاری و مسلم و احمد اور طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اسے

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مدینہ کی حرمت اور پیمانوں کے لیے دعائے برکت

نیز صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ابراھیم حرم مکۃ و دعا لاھلھا و انی حرمت المدینۃ کما حرم ابراھیم مکۃ و انی دعوت فی صاعھا و مدھا بمثلی ما دعا ابراھیم لاھل مکۃ.

بیشک ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے مکہ معظمہ کو حرم بنا دیا اور اس کے ساکنوں کے لیے دعا فرمائی اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا جس طرح انھوں نے مکے کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دونی برکت کی دعا کی جو دعا انھوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی، بخاری و مسلم و احمد نے عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔

مدینہ طیبہ کا احترام

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی الٰہی بیشک ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرم کیا

اللھم انا عبدک و نبیک و انا احرم ما بین لابتیھا.

الٰہی اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں میں مدینہ طیبہ کی دونوں حدوں کے اندر ساری زمین کو حرم بناتا ہوں۔

امام طحاوی نے اس کے قریب روایت کی اور یہ زائد کیا و نھی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یعضد شجرھا او یخبط او یوخذ طیرھا.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتے جھاڑیں یا اس کے پرندوں کو پکڑیں۔

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **انی احرم ما بین لابتی المدینة ان یقطع عضاھھا او یقتل صیدھا**

بیشک میں حرم بناتا ہوں دونوں سنگلاخ مدینہ کے درمیان کو کہ اس کی ببولیں نہ کاٹی جائیں اور اس کا شکار نہ مارا جائے، مسلم واحمد اور طحاوی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔

نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **ان ابراھیم حرم مکة و انی احرم ما بین لا بتیھا.**

بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کردیا اور میں مدینہ کے دونوں سنگلاخ کے درمیان کو حرم کرتا ہوں۔

مسلم اور طحاوی نے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

تحریم مدینہ منورہ

صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں کہ **اللھم ان ابراھیم حرم مکة فجعلھا حرما و انی حرمت المدینة حرما ما بین رمیھا ان لا یھراق فیھا دم و لا یحمل سلاح لقتال و لا یخبط فیھا شجرة الا بعلف.**

الٰہی بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرام کر کے حرم بنادیا اور بیشک میں نے مدینہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اسے حرم بنا کر حرام کردیا کہ اس میں کوئی خون نہ گرایا جائے نہ لڑائی کے لیے ہاتھ باندھیں نہ کسی پیڑ کے پتے جھاڑیں مگر جانور کو چارا دینے کے لیے۔

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں **اللھم انی قد حرمت ما بین لا بتیھا کما حرمت علی لسان ابراھیم الحرم .**

الٰہی بیشک میں نے تمام مدینہ کو حرم کردیا جس طرح تو نے زبان ابراہیم پر حرم محترم کو حرم بنایا۔ احمد واحمد اور رویانی نے ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **إن ابراھیم حرم بیت اللہ و امنہ و حرمت المدینۃ ما بین لابتیھا لا یقطع عضاھھا و لا یصاد صیدھا.**

بیشک ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنادیا اور امن والا کردیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے خاردار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور اس کے وحشی جانور شکار نہ کیے جائیں، مسلم وطحاوی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت فرمائی۔

مدینہ اور اس کے اطراف کی حرمت

صحیحین میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا **حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ما بین لا بتی المدینۃ و جعل اثنا عشر میلا حول المدینۃ حمی .**

تمام مدینہ طیبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم کردیا اور اس کے آس پاس بارہ بارہ میل تک سبزہ و درخت کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔ بخاری ومسلم واحمد اور عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں اسے روایت کیا۔

ابن جریر کی روایت یوں ہے فرمایا **حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شجرھا ان یعضد او یخبط .**

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے پیڑ کاٹنا یا ان کے پتے جھاڑنا حرام فرمادیا۔

یہ خبیب ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

صحیح مسلم ومعانی الآثار میں عاصم احول سے ہے قلت لانس بن مالک احرم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم المدینة قال نعم الحدیث ، زاد ابو جعفر فی روایة لا یعضد شجرها و لمسلم فی اخری نعم هی حرم لا یختلی خلاها فمن فعل ذلک فعلیه لعنة الله و الملائکة و الناس اجمعین.

یعنی میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم بنادیا فرمایا ہاں اس کا پیڑ نہ کاٹا جائے اس کی گھاس نہ چھیلی جائے جو ایسا کرے اس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔

مدینہ کے جانور کا شکار منع ہے

شرحبیل کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں کچھ جال لگا رہے تھے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے جال پھینک دیے اور فرمایا

الم تعلموا ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حرم صیدها .

تمہیں خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام قرار دیا ہے۔ امام ابو جعفر نے اسے روایت کیا۔

ابو بکر بن ابی شیبہ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حرم ما بین لا بتیها .

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینے کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرم کر دیا۔

مدینے کا درخت کاٹنا منع ہے

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم ما بین لا بتی المدینة ان یعضد شجرھا او یخبط.

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مدینے کو حرم بنا دیا ہے کہ اس کے پیڑ نہ کاٹے جائیں نہ پتے جھاڑیں۔

مدینے کا شکار حرام ہے

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں میں نے ایک چڑیا پکڑی تھی اسے لیے ہوئے باہر گیا میرے والد ماجد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے شدت سے میرا کان مل کر چڑیا کو چھوڑ دیا اور فرمایا

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صید ما بین لا بتیھا.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینے کا شکار حرام فرما دیا ہے۔

بقیع بھی حرم ہے

صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم البقیع و قال لا حمی الا للہ و رسولہ.

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقیع کو حرم بنا دیا اور فرمایا چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوا اللہ و رسول کے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بخاری و مسلم و احمد اور امام طحاوی نے یہ

حدیث روایت کی۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ یہ تمام احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

یہ سولہ حدیثیں ہیں پہلی آٹھ میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا اور پچھلی آٹھ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ حضور کے حرم کر دینے سے مدینہ طیبہ حرم ہو گیا، حالاں کہ یہ صفت خاص اللہ عزوجل کی ہے۔ پہلی آٹھ سے پانچ میں اپنے پدر کریم سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی طرف بھی یہی نسبت ارشاد ہوئی کہ مکہ معظمہ کی حرم محترم انھوں نے حرم کر دی، انھوں نے امن والی بنادی، مدینہ طیبہ کے جنگل کا حرم ہونا نہ فقط انھیں سولہ بلکہ ان کے سوا اور بہت احادیث کثیرہ میں وارد ہے۔ (یہاں پر صرف وہ حدیثیں پیش کی گئی ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو حرم فرمادیا اور مدینہ طیبہ کو وہی مقام عظمت بخشا ہے جو مکہ معظمہ کا ہے۔ یہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مالک ومختار ہونے کی واضح دلیل اور کھلا ثبوت ہے۔)

خاردار درخت کاٹنے کی ممانعت

عبدالرزاق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے **ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حرم کل دافة اقبلت علی المدینة من العضة . الحدیث.**

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر گروہ مردم کو کہ حاضر مدینہ ہو اس کے خاردار درختوں سے ممنوع فرمایا۔

مدینہ حضور کا حرم ہے

امام احمد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں لکل نبی حرم و حرمی المدینة .

ہر نبی کے لیے ایک حرم ہوتا ہے اور میرا حرم مدینہ ہے۔

امام طحاوی بطریق مالک عن یونس بن یوسف عن عطاء بن یسار کہ لڑکوں نے ایک روباہ کو ایک گوشے میں کر دیا تھا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکوں کو دور کر دیا۔ امام مالک فرماتے ہیں اور مجھے اپنے یقین سے یہی یاد ہے کہ فرمایا افی حرم رسول اللہ یصنع ھذا.

کیا رسول اللہ کے حرم میں ایسا کیا جاتا ہے؟

سنن ابوداؤد میں ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم ھذا الحرم

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حرم محترم کو حرم بنا دیا۔

مسح موزہ کی مدت

حدیث صحیح جلیل سنن ابی داء ود سنن ابن ماجه و مسند امام طحاوی و معجم طبرانی و معرفت بیهقی کلهم بطریق منصور عن ابراهیم التیمی عن عمرو بن میمون عن ابی عبد الله الجدلی عن خزیمة بن ثابت الا ابن ماجة فعن سفین عن ابیه عن ابراهیم التیمی عن عمرو بن میمون عن خزیمة کہ حضرت ذوالشہادتین خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

جعل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم للمسافر ثلثا و لو مضی السائل علی مسألته لجعلها خمسا.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے مسح موزہ کی مدت تین رات مقرر فرمائی اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کر دیتے۔ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

اور روایت ابی داؤد اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت بیہقی میں ہے فرمایا و لو استزدناه لزادنا.

اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے۔

دوسری روایت طحاوی میں ہے عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه جعل المسح علی الخفین للمسافر ثلثة أیام و لیالیهن و للمقیم یوما و لیلة و لو اطنب له السائل فی مسألته لزاده .

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسح موزہ کی مدت مسافر کے لیے تین رات دن اور مقیم کے لیے ایک رات دن کر دی اور اگر مانگنے والا مانگے جاتا تو حضور اور زیادہ مدت عطا فرماتے۔

بیہقی کی روایت آخری یوں ہے وایم الله لو مضی السائل فی مسألته لجعله خمسا.

خدا کی قسم اگر سائل عرض کیے جاتا تو حضور مدت کے پانچ کر دیتے۔ یہ حدیث بلاشبہ صحیح السند ہے اس کے سب رواۃ اجلہ ثقات ہیں لاجرم امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا ھذا حدیث حسن صحیح یہ حدیث حسن صحیح ہے نیز امام الشان یحییٰ بن معین سے نقل کیا کہ حدیث صحیح ہے۔

اقول: یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفویض و اختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا موکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کر دیتے اور حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار حضور سید الانام ہیں۔ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل الصلاۃ والسلام۔

اگر حضور چاہتے تو مسواک کرنا فرض کر دیتے

مالک واحمد و بخاری ومسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلاۃ .

اگر مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرما دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں۔علماء فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے تیسیر وغیرہ میں اسے بیان کیا گیا ہے۔

احمد ونسائی نے انھیں سے بسند صحیح یوں روایت کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم عند کل صلاۃ بوضوء و مع کل وضوء بسواک .

امت پر دشواری کا لحاظ نہ ہوتو میں ان پر فرض کر دوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔

اقول: امر دو قسم ہے، حتمی، جس کا حاصل ایجاب اور اس کی مخالفت معصیت۔ و ذلک قولہ تعالیٰ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ .

دوسرا ندبی، جس کا حاصل ترغیب اور اس کے ترک میں وسعت۔ و ذلک قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرت بالسواک حتی خشیت ان یکتب علی احمد نے اسے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔

امر ندبی تو یہاں قطعاً حاصل ہے تو ضرور نفی حتمی کی ہے۔

امر حتمی بھی دو قسم ہے، ظنی، جس کا مفاد وجود۔اور قطعی جس کا مقتضی فرضیت۔

ظنیت خواہ من جہۃ الرویۃ یا من جہۃ الدلالۃ ہمارے حق میں ہوتی ہے۔حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں جن کے سرا پردۂ عزت کے گرد ظنون کو اصلاً بار نہیں، تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں متحقق نہیں وہاں یا فرض ہے یا مندوب۔ **نص علیہ الامام المحقق حیث اطلق فی الفتح** اب واضح ہوگیا کہ ان ارشادات کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہیں کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے لیے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرما دیتا مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کیے، اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں؟

مالک و شافعی وبیہقی ان سے اور طبرانی اوسط میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک مع کل وضوء.

مشقت امت کا پاس ہے ورنہ میں ہر وضو کے ساتھ مسواک ان پر فرض کردوں۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ مسواک کرو مسواک منہ کو پاکیزہ اور رب عزوجل کو راضی کرتی ہے۔ جبریل جب میرے پاس حاضر ہوئے مجھے مسواک کی وصیت کی

حتی لقد خشیت ان یفرضہ علی و علی امتی و لو لا انی اخاف ان اشق علی امتی لفرضتہ علیھم.

یہاں تک کہ بیشک مجھے اندیشہ ہوا کہ جبریل مجھ پر اور میری امت پر مسواک فرض کردیں گے اور اگر مشقت امت کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر فرض کر دیتا، ابن ماجہ نے ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

طبرانی و بزار و دارقطنی و حاکم حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیھم السواک عند کل صلاۃ (زاد غیر الدار قطنی) کما فرضت علیھم الوضوء

مشقت امت کا لحاظ نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت مسواک ان پر فرض کردوں جس طرح میں نے وضوان پر فرض کردیا ہے۔ یہاں وضو کو بھی فرمایا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت پر فرض کردیا۔

مسواک اور خوشبو

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک و الطیب عند کل صلاۃ.

مشقت امت کا خیال نہ ہوتو اپنی امت پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا اور خوشبو لگانا فرض کردوں۔

ابونعیم نے کتاب السواک میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند حسن اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اسے مکحول سے مرسلاً روایت کیا، یہاں خوشبو کی فرضیت بھی زائد فرمادی۔

صبح کی مسواک

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یستاکو بالاسحار.

مشقت امت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرمادیتا کہ ہر سحر پچھلے پہر اٹھ کر مسواک کریں۔ ابو نعیم نے کتاب السواک میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث فرمائی۔

مسواک اور تاخیر عشاء

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلاۃ و لاخرت العشاء الی ثلث اللیل .**

مشقت امت کا خیال نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت ان پر مسواک فرض کردوں اور نماز عشا کو تہائی رات تک ہٹادیتا۔ احمد وترمذی اور ضیاء نے اسے زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ اور بزار نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا اور احمد وابوداؤد اور نسائی زید سے اور حاکم وبیہقی سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لفرضت علیھم السواک مع الوضوء و لاخرت صلاۃ العشاء الا اخرۃ الی نصف الیل .

یعنی میں وضو میں مسواک فرض کردیتا اور نماز عشا آدھی رات تک ہٹادیتا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نسائی کے لفظ یہ ہیں **لامرتھم بتاخیر العشاء و بالسواک عند کل صلاۃ .**

میں ان پر فرض کردیتا کہ عشا دیر کرکے پڑھیں اور نماز کے وقت مسواک کریں۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: **لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یصلوھا ھکذا یعنی العشاء نصف اللیل**

امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ان پر فرض کردیتا کہ عشا آدھی رات کو پڑھیں۔

احمد و بخاری و مسلم اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت فرمائی۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لولا ضعف الضعیف و سقم السقیم لامرت بھذہ الصلاۃ ان توخر الی شطر اللیل .

اگر ناتوانوں اور بیماروں کا لحاظ نہ ہوتا تو میں فرض کر دیتا کہ یہ نماز آدھی رات تک موخر کریں۔

نسائی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یوخروا العشاء الی ثلث اللیل او نصفہ .

مشقت امت کا اندیشہ نہ ہوتو میں ان پر فرض کردوں کہ عشا میں تہائی یا آدھی رات تک تاخیر کریں۔

احمد وابن ماجہ اور ترمذی نے صحت کے ساتھ اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

گھوڑے اور غلاموں کی زکوٰۃ

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد عفوت عن الخیل و الرقیق فھا تو اصدقہ الرقۃ من کل اربعین درھما درھم.

گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف فرمادی روپوں کی زکوٰۃ دو ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم، احمد وابوداؤد اور ترمذی نے امیر المومنین المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح یہ حدیث روایت کی۔

سواری کے گھوڑوں خدمت کے غلاموں میں زکوۃ جو واجب نہ ہوئی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ میں نے معاف فرمادی ہے۔ ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک رؤف ورحیم کے ہاتھ میں ہے بحکم رب العالمین جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

زنا کی حرمت ابدی ہے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا

ما تقولون فی الزنا زنا کو کیسا سمجھتے ہو **قالوا حرام حرمه الله و رسوله فهو حرام الی یوم القیامة .**

عرض کی حرام ہے اسے اللہ اور رسول نے حرام کردیا تو وہ قیامت تک حرام ہے۔
احمد نے بسند صحیح اور طبرانی نے اوسط وکبیر میں حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

یتیم وعورت کی حق تلفی

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **انی احرم علیکم حق الضعیفین الیتیم و المرأة .**

میں تم پر حرام کرتا ہوں دو کمزوروں کی حق تلفی، یتیم اور عورت۔
حاکم نے برشرط مسلم اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

شراب ومردار وغیرہ کی بیع

صحیحین میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے انہوں نے سال فتح مکہ معظمہ میں رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا

ان اللہ و رسولہ حرم بیع الخمر و المیتۃ و الخنزیر و الأصنام.

بیشک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کردیا شراب اور مردار اور سور اور بتوں کا بیچنا۔

منشیات کی حرمت

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **لا تشرب مسکرا فانی حرمت کل مسکر.**

نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بیشک نشہ کی ہر شئی میں نے حرام کردی ہے۔

نسائی نے بسند حسن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

رسول کے حرام کردہ کی حیثیت

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن لو مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث، دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لیے رہو جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اسے حرام مانو۔

وان ما حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثا . ما حرم اللہ

جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

احمد و دارمی و ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔

یہاں صراحۃً حرام کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ جسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا اور دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کیا اور فرمادیا کہ وہ دونوں برابر و یکساں ہیں۔ اقول، مراد واللہ اعلم، نفس حرمت میں برابری ہے تو اس ارشاد علماء کے منافی نہیں کہ خدا کا فرض رسول کے فرض سے اشد و اقوی ہے۔

حضور شارع ہیں

جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے باریاب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے قصیدہ عرض کیا، ازاں جملہ یہ اشعار ہیں :

الا یا رسول اللہ انت مصدق   فبورکت مھدیا و بورکت ھادیا

شرعت لنا دین الحنیفة بعدما   عبدنا کامثال الحمیر طواغیا

یارسول اللہ حضور تصدیق لیے گئے ہیں حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطا فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لیے دین اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

ابن مندہ نے اسے بطریق عمار بن عبدالجبار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

یہاں صراحۃً تشریع کی نسبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ شریعت اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے، ولہذا قدیم سے عرف علمائے کرام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں قد اشتھر اطلاقہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لانہ شرع الدین و الاحکام۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور و معروف ہے اس لیے کہ حضور نے دین متین و احکام دین کی شریعت نکالی اور خود قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا ما اٰتاکم الرسول فخذوہ و ما نھکم عنه فانتھوا.

جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو۔

قصیدہ بردہ شریف میں ہے

نبینا الآمر الناھی فلا احد

ابر فی قول لا منه و لا نعم

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب امر و نہی تو ان سے زیادہ ہاں اور نا کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض اس شعر کی شرح میں فرماتے ہیں

معنی نبینا الآمر الخ انه لا حاکم سواہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فھو حاکم غیر محکوم الخ.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکرہ فی فصل جودہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم (منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب۔ الامن والعلی)

زمین اور امتوں کے مالک

تحفہ میں زبور شریف سے منقول، یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک من اجل

ذلک ابارک علیک فتقلد السیف فان بھاء ک و حمدک الغالب (إلی قوله) الامة یخرون تحتک کتاب حق جاء الله به من الیمن و التقدیس من جبل فاران و امتلاء ت الارض من تحمید احمد و تقدیسه و ملک الارض و رقاب الأمم .

اے احمد رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر میں اس لیے تجھے برکت دیتا ہوں تو اپنی تلوار حمائل کر تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی۔ سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے احمد مالک ہو ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عہد ما بلب شیریں دہناں بست خدائے
باہمہ بندۂ و ایں قوم خداوندانند

●

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

ولہذا حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف پھر امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلا وتذکیرا پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض پھر علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً وتفسیراً فرماتے ہیں

من لم یرو لایة الرسول علیه فی جمیع احواله و لم یر نفسه فی ملکه لا یذوق حلاوة سنته .

جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنت

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

سورۃ یٰسین کی تلاوت

ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کی حدثنا ابن ابی عاصم ثنا عمر بن حفص الوصائی ثنا سعید بن موسیٰ ثنا رباح بن زید عن معمر عن الزھری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی فرضت علی امتی قراۃ یسن کل لیلۃ فمن داوم علی قراتھا کل لیلۃ ثم مات مات شھیدا.

یعنی اس سند سے آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی امت پر یٰس شریف کی ہر رات تلاوت فرض کی جو ہمیشہ ہر شب اسے پڑھے پھر مرے شہید مرے۔

ابن جمیل کو اللہ و رسول نے غنی کر دیا

• بخاری شریف میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب ابن جمیل نے زکوۃ دینے میں کمی کی سید عالم مغنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ما ینقم ابن جمیل الا انہ کان فقیرا فاغناہ اللہ و رسولہ .

ابن جمیل کو کیا برا لگا یہی نہ کہ وہ محتاج تھا اللہ و رسول نے اسے غنی کر دیا۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اللہ و رسول کے مال

دنیا کی ظاہری زینت وحلاوت اور مال حلال کما کر اچھی جگہ خرچ کرنے کی خوبی اور حرام کما کر بری جگہ اٹھانے کی برائی بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

و رب متخوض فیما شاءت نفسه من مال الله و رسوله لیس له یوم القیامة الا النار.

اور بہت اللہ اور رسول کے مال سے اپنے نفس کی خواہشوں میں ڈوبنے والے ہیں جن کے لیے قیامت میں نہیں مگر آگ۔ احمد و ترمذی نے اسے خولہ بنت قیس سے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

جان و مال کے مالک

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **ما نفعنی مال قط ما نفعنی مال ابی بکر** مجھے کسی مال نے وہ نفع نہ دیا جو ابو بکر کے مال نے دیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے اور عرض کی **هل انا و مالی الا لک یا رسول الله** میری جان و مال کا مالک حضور کے سوا کون ہے یا رسول اللہ۔

احمد نے بسند صحیح اسے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

آیت کریمہ **قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ** کے اسباب نزول میں مروی انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور عاجزی کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور عرض کی **اموالنا و ما فی ایدینا لله و رسوله**

ہمارے مال اور ہمارے ہاتھوں میں جو کچھ ہے سب اللہ و رسول کا ہے۔ ابن جریر و ابن ابی حاتم و مردویہ عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روز حنین زنان و صبیان بنی ہوازن کو اسیر فرمایا اور

اموال وغلام وکنیز مجاہدین پر تقسیم فرمادیے اب سرداران قبیلہ اپنے اہل وعیال و اموال حضور سے مانگنے کو حاضر ہوئے زہیر بن صرد جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

امنن علینا رسول اللہ فی کرم ــ فانک المرء ترجوہ و تدخر

امنن علی بیضۃ قد عاقہما قدر ــ مشتت شملہا فی دہر ھا غیر

ابقت لنا الدھر ھنا فا علی حزن ــ علی قلوبھم الغماء و الغمر

ان لم تدارکہم نعماء تنشرھا ــ یا ارجح الناس حلما حین یختبر

یارسول اللہ ہم پر احسان فرمایئے اپنے کرم سے حضور وہ مرد کامل و جامع فواضل ومحاسن وشمائل ہیں جس سے ہم امید کریں اور جسے وقت مصیبت کے لیے ذخیرہ بنائیں احسان فرمایئے اس خاندان پر کہ تقدیر جس کے آڑے آئے اس کی جماعت تتر بتر ہوگئی اس کے وقت کی حالتیں بدل گئیں یہ بدحالیاں ہمیشہ کے لیے ہم میں غم کے وہ مرثیہ خواں باقی رکھیں گی جن کے دلوں پر رنج وغیظ مستولی ہوگا اور حضور کی نعمتیں جنہیں حضور نے عام فرمادیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں اے آزمائش کے وقت تمام جہان سے زیادہ عقل والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قال سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھذا الشعر قال ما کان لی و لعبد المطلب فھو لکم و قالت قریش ما کان لنا فھو للہ و لرسولہ و قالت الانصار ما کان لنا فھو للہ و رسولہ .

یہ اشعار سن کر سید ارحم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آیا وہ میں نے تمھیں بخش دیا قریش نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ کے رسول کا ہے۔ انصار نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ کے رسول کا ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

طبرانی نے اسے معجم صغیر میں روایت کیا ہے۔

اللہ ورسول کا فضل بڑا ہے

جب جعرانہ کے اموال غنیمت حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش ودیگر اقوام عرب کو عطا فرمائے اور انصار کرام نے اس میں سے کوئی شی نہ پائی انھیں (اس خیال سے کہ شاید حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم پر اب وہ نظر توجہ وکرم نہ رہی شاید اپنی قوم قریش کی طرف زیادہ التفات فرمائیں بمقتضائے سنت عشاق کہ دوسروں پر لطف محبوب زائد دیکھ کر رنجیدہ وکبیدہ ہوتے ہیں) ملال گزرا یہاں تک کہ بعض کی زبان پر بعض کلمات شکایت آمیز آئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا خاطر انور پر ناگوار گزرا انھیں جمع کر کے ارشاد فرمایا

الم اجد کم ضلالا فھداکم اللہ الم اجد کم عالۃ فاغنکم اللہ .

کیا میں نے تمھیں نہ پایا گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمھیں راہ دکھائی میں نے تمھیں نہ پایا محتاج پس اللہ عزوجل نے تمھیں تونگری دی۔

اور صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد میں یوں ہے **یا معشر الانصار الم اجد کم ضلالا فھداکم اللہ بی و کنتم متفرقین فالفکم اللہ بی و کنتم عالۃ فاغناکم اللہ بی .**

اے گروہ انصار کیا میں نے نہ پایا تمھیں گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمھیں میرے ذریعے سے ہدایت کی اور تمھارے آپس میں پھوٹ تھی اللہ تعالیٰ نے میرے وسیلہ سے تم میں موافقت کردی اور تم محتاج تھے اللہ عزوجل نے میرے واسطے سے تمھیں تونگری بخشی۔

انصار کرام ہر کلمے پر عرض کرتے جاتے تھے **نعوذ باللہ من غضب اللہ و من غضب رسولہ .**

ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اللہ کے غضب اور رسول اللہ کے غضب سے ۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **الا تجیبون** جواب کیوں نہیں دیتے انصار نے عرض کی **اللہ و رسولہ امن و افضل** اللہ اور رسول کا احسان زائد ہے اللہ اور رسول کا فضل بڑا ہے، حضور نے فرمایا تم جواب چاہو تو جواب دے سکتے ہو، انصار کرام روئے اور بار بار عرض کرنے لگے **اللہ و رسولہ امن و افضل** اللہ و رسول کا احسان زائد ہے اللہ و رسول کا فضل بڑا ہے۔

اسے احمد نے انس سے اور عبد بن حمید وضیاء اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اللہ ورسول زمین کے مالک ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **موتان الارض للہ و رسولہ .**

جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی ہے۔

یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موصولاً روایت کی۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **عادی الارض من اللہ و رسولہ .**

قدیم زمینیں اللہ ورسول کی ملک ہیں۔ بیہقی نے طاؤس سے اس کو مرسلاً روایت کیا۔

اقول: بن جنگل پہاڑوں اور شہروں کی افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ ان پر ظاہری ملک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص ملک خدا و رسول ہیں ۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ ورنہ محلوں احاطوں، گھروں مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ ورسول کی ملک ہیں اگرچہ ظاہری نام من وتو کا لگا ہوا ہے۔

تو یہ تخصیص مکانی ایسی ہے جیسے آیہ کریمہ و الامر یومئذ لله میں تخصیص زمانی کہ حکم اس دن اللہ کے لیے ہے حالاں کہ ہمیشہ اللہ ہی کا حکم ہے مگر وہ دن روز ظہور حقیقت وانقطاع ادعا ہے۔ لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلا تخصیص اللہ ورسول کی ملک بتائی۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلموا ان الارض لله و لرسوله .

جان لو کہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بخاری کتاب الجہاد، باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے۔

حضور آدمیوں کے مالک ہیں

اعشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت اقدس میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتداء اس مصرع سے تھی۔

یا مالک الناس و دیان العرب

اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا وسزا دینے والے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر شکایت رفع فرمادی۔ اسے امام احمد نے روایت کیا اس کی سند کافی طویل ہے۔

یہ حدیث جلیل ائمہ کبار نے باسانید متعددہ روایت کی اور طریق اخیر میں یہ لفظ ہیں کہ اعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لی اور عرض کی اے مالک آدمیاں واے جزا وسزادہ عرب۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وبارک وسلم۔

عامر بن اکوع کے اشعار

غزوۂ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے ہوئے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں رجز پڑھتے چلے۔

اللھم لو لا انت ما اھتدینا و لا تصدقنا و لا صلینا
فاغفر فداء لک ابقینا و القین سکینة علینا
و ثبت الاقدام ان لا قینا و نحن عن فضلک ما استغنینا

خدا گواہ ہے یارسول اللہ اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوۃ دیتے نہ نماز پڑھتے تو بخش دیجیے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینہ اتاریں اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی ومسند امام احمد وغیرہا میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق عدیدہ ہے اور پچھلا مصرع زیادات صحیح مسلم وامام احمد سے ہے۔ امام احمد نے اسے بطریق ایاس بن سلمۃ عن ابیہ سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ہم حدیث صحیح بخاری مع شرح امام قسطلانی مسمّی بہ ارشاد الساری کے الفاظ کریمہ مختصراً ذکر کریں

(عن یزید بن ابی عبید عن سلمة بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنه قال خرجنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الی خیبر فسرنا لیلا فقال رجل من القوم) ھو اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنه (لعامر یا عامر الا تسمعنا من ھنیھاتک)

و عند ابن اسحق من حدیث نصر بن دھر ن الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنه انه سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول فی مسیرہ الی خیبر لعامر بن الاکوع

رضی اللہ تعالیٰ عنہ انزل یا ابن الاکوع فخذ لنا من ھنیأتک ففیه انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم والذی امره بذلک افکان عامر رضی اللہ تعالیٰ عنه رجلا شاعرا فنزل یحدوا بالقوم یقول :

اللھم لو لا انت ما اھتدینا

و لا تصدقنا و لا صلینا

(فاغفر فدالک) المخاطب بذلک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ای اغفر لنا تقصیرنا فی حقک و نصرک اذلا یتصور ان یقال مثل ھذا الکلام للباری تعالیٰ و قوله اللھم لم یقصد بھا الدعا و انما افتتح بھا الکلام (ما ابقینا) ای ما خلفنا و رعنا من الاثام (و القین) اوسل ربک ان یلقین (سکینة علینا و ثبت الاقدام) ای و ان یثبت الاقدام (لا قینا) العدو (فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من ھذا السائق قالوا عامر بن الاکوع قال یرحمه اللہ) و عند احمد من روایة ایاس بن سلمة فقال غفرلک ربک قال و ما استغفر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لانسان یخصه الا استشھد قال رجل من القوم ھو عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه کما فی مسلم (وجبت) له الشھادة بدعائک له (یا نبی اللہ لو لا امتعتنا به) ابقیته لنا لنتمتع به .

یعنی یزید بن عبید سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس خیبر کو چلے رات کا سفر تھا حاضرین سے ایک صاحب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے عامر ہمیں کچھ اشعار اپنے نہیں سناتے ۔

اور ابن اسحاق نے نصر بن دھر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کیا کہ میں نے سفر خیبر میں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عامر بن اکوع سے فرماتے سنا اے ابن اکوع اتر کر کچھ اپنے اشعار ہمارے لیے شروع کرو، اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں اس امر کا امر فرمایا، عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعر تھے اترے اور قوم کے سامنے یوں حدی خوانی کرتے چلے کہ یارب اگر حضور نہ ہوتے ہم راہ نہ پاتے، نہ زکوٰۃ و نماز بجالاتے ہم حضور پر بلا گرداں ہوں ہمارے جو گناہ باقی رہے ہیں بخش دیجیے، ان اشعار میں مخاطب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، یعنی حضور کے حقوق، حضور کی مدد میں جو قصور ہم سے ہوئے حضور معاف فرمادیں، حضور کے لیے خطاب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے ایسا خطاب کرنا معقول نہیں (ائمہ فرماتے ہیں کہ کسی پر فدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر اگر کوئی بلا یا تکلیف آتی ہو تو وہ اپنے اوپر لی جائے اس کی محافظت میں اپنی جان دے دی جائے تو اللہ عزوجل کو اس کلام کا مخاطب کیوں کر بنا سکتے ہیں) رہا یہ کہ ابتداء میں اللھم ہے اس سے مقصود حضرت عزت جل جلالہ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ عزوجل سے عرض قرار پائے) بلکہ اس کے نام سے ابتدائے کلام ہے اور حضور ہم پر سکینہ اتاریں مقابلہ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں یعنی اپنے رب جل وعلا سے ان مراعات کی دعا فرمادیں، یہ اشعار سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون اونٹوں کو رواں کرتا ہے صحابہ نے عرض کی عامر بن اکوع حضور نے فرمایا اللہ اس پر رحمت کرے۔

اور مسند احمد (وصحیح مسلم) میں بروایت ایاس بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) فرمایا تیرا رب تیری مغفرت فرمائے اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تھے وہ شہید ہو جاتا تھا (لہٰذا) حاضرین میں سے ایک صاحب یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کہ صحیح مسلم میں تصریح ہے عرض کی یارسول اللہ حضور کی دعا سے عامر کے لیے شہادت واجب ہوگئی حضور نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا یعنی حضور انھیں ابھی زندہ رکھتے کہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔

اسی میں ہے **فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجبت و اللہ یا رسول اللہ لو امتعتنا بہ فقتل یوم خیبر شہیدا.**

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی خدا کی قسم شہادت واجب ہوگئی یا رسول اللہ کاش حضور ہمیں ان کی زندگی سے بہرہ یاب رکھتے وہ روز خیبر شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امت کے مال

یمن کی ایک بی بی اور ان کی بیٹی بارگاہ بیکس پناہ محبوب الہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں دختر کے ہاتھ میں بھاری بھاری کنگن سونے کے تھے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **تعطین زکوۃ ھذا**

اس کی زکوٰۃ دے گی عرض کی نہ فرمایا **ایسرک ان یسورک اللہ بھما یوم القیامۃ سوارین من نار.**

کیا تجھے یہ بھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے،

ان بی بی نے فوراً وہ کنگن اتار کر ڈال دیے اور عرض کی **ھما للہ و رسولہ**

یا رسول اللہ یہ دونوں اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے ہیں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ احمد وابوداؤد ونسائی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث ایسی سند سے روایت کی جس میں کچھ کہنے کی گنجائش نہیں۔

جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی انھوں نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی

یا رسول اللہ انی اھجر دار قومی التی اصبت بھا الذنب و انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ و الی رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

یارسول اللہ میں اپنی قوم کا محلہ جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ و رسول کے نام پر تصدق کر کے باہر آتا ہوں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابولبابہ تہائی مال کافی ہے انھوں نے ثلث مال اللہ و رسول کے لیے صدقہ کر دیا، جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے بروایت شہاب زہری حسین بن سائب بن ابی لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

فاروق اعظم کا فرمان

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں برسر منبر فرمایا قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فکنت عبدہ و خادمہ.

میں حضور پرنور آقا و مولائے عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا پس میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتی تھا۔

اقول۔ یہ حدیث ابوحذیفہ نے فتوح الشام اور حسین بن بشران نے اپنے فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے نیز ابن بشران نے امالی ابواحمد دہقان نے حرز حدیثی ابن عساکر نے تاریخ، لالکائی نے کتاب السنۃ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

جب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں پر ان کی شدت و جلال سے عجب ہیبت

چھائی یہاں تک کہ لوگوں نے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا کہ جب تک امیر المومنین کا برتاؤ نہ معلوم ہو متفرق رہو۔ لوگ بولے کہ صدیق اکبر کی نرمی اس درجہ تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انھیں دیکھتے دوڑتے ہوئے باپ باپ کہتے ان کے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے، اور ان کی ہیبت کی یہ حالت ہے کہ مردوں نے اپنی مجالس چھوڑ دیں، جب امیر المومنین کو یہ خبر پہنچی حکم دیا کہ جماعت نماز کے لیے پکار دیں لوگ حاضر ہوئے امیر المومنین منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر اپنے قدم مبارک رکھتے تھے اور فرمایا کہ مجھے کافی ہے صدیق کے قدموں کی جگہ بیٹھوں، جب سب جمع ہو لیے امیر المومنین نے منبر اطہر سید ازہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا حمد وثنائے الٰہی ودرود رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کہا

ایها الناس انی قد علمت انکم کنتم تونسون منی شدة و غلظة و ذلک انی کنت مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و کنت عبده و خادمه .

لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی ودرشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمت گار تھا، حضور کی نرمی ورحمت وہ ہے جس کی نظیر نہیں اللہ عزوجل نے خود اپنے اسماء کریمہ سے دو نام حضور کو عطا فرمائے۔ روف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو میں حضور کے سامنے شمشیر برہنہ تھا وہ چاہتے مجھے نیام فرماتے چاہتے چلنے دیتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے، اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت پھر صدیق مسلمانوں کے کام کے والی ہوئے ان کی نرمی ورحمت وکرم کی حالت تم سب پر روشن ہے **فکنت خادمه و عونه** میں ان کا خادم اور ان کا سپاہی تھا، اپنی شدت ان کی نرمی کے ساتھ لاتا ان کا تیغ عریاں تھا وہ چاہتے نیام کرتے خواہ رواں فرماتے، میں اسی حال پر یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے۔

اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت اب کہ میں تمہارا والی ہوا جان لو کہ وہ شدت دوگنی ہوگئی درجوں بڑھ گئی مگر کس پر ہوگی ان پر جو مسلمانوں پر ظلم وتعدی کریں اور دینداروں کے لیے تو میں خود ان کے

آپس سے بھی زیادہ نرم و مہربان ہوں جسے ظلم و زیادتی کرتے پاؤں گا اسے نہ چھوڑوں گا اس کا ایک گال زمین پر رکھ کر دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا یہاں تک کہ حق کو قبول کر لے۔

سعید بن مسیب وابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے فرمایا **فوفی عمر واللہ بما قال و کان ابا العیال**

خدا کی قسم عمر نے جو فرمایا پورا کر دکھایا وہ رعیت کے لیے مہربان باپ تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دیکھو امیر المومنین فاروق اعظم اشد الناس فی امر اللہ برملا برسر منبر اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ بتا رہے ہیں اور مجمع عام صحابہ سنتا رہا اور برقرار رکھتا ہے۔

فاروقی اعتراف

ایک دن امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شہزادۂ گلگوں قبا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برسر منبر گود میں لے کر فرمایا

ھل انبت الشعر علی رؤسنا الا ابوک .

ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے ہیں تمہارے ہی باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگائے ہوئے ہیں یعنی جو کچھ عزت نعمت و دولت ہے سب حضور ہی کی عطا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن سعد نے طبقات میں اسے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

رسول رزق دیتے ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **من استعملناہ علی عمل فرزقناہ رزقا . الحدیث.**

جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے رزق دیا۔

ابوداؤد و حاکم نے بسند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

حضور کے بغیر کوئی نعمت نہیں ملتی

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانة السر و موضع نفوذ امر فلا ینفذ المر الا منه و لا ینقل خیر الاعنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

الا بابی من کان ملکا و سیدا
و آدم بین الماء و الطین واقف
اذا رام امرا لا یکون خلافه
و لیس لذلک الامر فی الکون صارف

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی و جائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خبردار ہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ و سردار ہیں اس وقت سے کہ آدم علیہ الصلاۃ و السلام ابھی آب و گل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا تمام جہان میں کوئی ان کا حکم پھیرنے والا نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اقول: اور ہاں کیوں کر کوئی ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا لا راد لقضائه و لا معقب لحکمه یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

ربیعہ کو جنت کا مژدہ

صحیح مسلم وسنن ابوداؤد وسنن ابن ماجہ ومعجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہ و حاجتہ فقال لی سل (و لفظ الطبرانی فقال یوما یا ربیعۃ سلنی فاعطیتک رجعنا الی لفظ سلم) قال فقلت اسئلک مرافقتک فی الجنۃ فقال او غیر ذلک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود.

میں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں میں نے عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں فرمایا کچھ اور میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے۔ کہ حیف باشد از وغیر او تمنائے

سائل ہوں تیرا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو
معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھ کو

(الامن والعلی، برکات الامداد)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں

حضور کے اختیار میں ہیں، جب تو بلا تقید ارشاد ہوا مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں :

از اطلاق سوال کہ فرمودش بخواہ تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر چہ خواہد وکرا خواہد باذن پروردگار خود دہد۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ربیعہ سے فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اور کسی خاص مقصود کی نہ فرمانا بتا رہا ہے کہ سوال مطلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست ہمت وکرامت میں رکھ دیا گیا ہے کہ حضور جو چاہیں جسے چاہیں اپنے رب عزوجل کے حکم سے عطا فرماتے ہیں۔ (مولف)

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدۂ نعتیہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کرتے ہیں :

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ خواہی تمنا کن

سیدی امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ قصیدہ بردہ شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں :

فان من جودک الدنیا و ضرتها
و من علومک علم اللوح و القلم

یارسول اللہ دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوان جود وکرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علوم جن میں ماکان ومایکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں **یوخذ من اطلاقه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الامر بالسوال ان الله تعالیٰ مکنه من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق.**

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

اعرابی کا سوال

طبرانی معجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کرتا اگر حضور کو منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے کسی چیز کو لا یعنی نہ نہ فرماتے۔

ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے پھر سوال کیا سکوت فرمایا پھر سوال کیا اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا **سل ما شئت یا اعرابی .**

اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں **فغبطناه فقلنا الان یسأل الجنة .**

یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہم کو اس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا، اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا۔ عرض کی حضور سے زادراہ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔

ایک پیرزن کو جنت میں موسیٰ کی رفاقت

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں۔ پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دریا اترنے کا حکم ہوا کنار دریا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی الٰہی یہ کیا حال ہے ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر معلوم ہے کہا ہاں، فرمایا تو مجھے بتادے عرض کی **لا واللہ حتی تعطینی ما اسئلک**۔

خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمادیں فرمایا **ذلک لک**۔ تیری عرض قبول ہے **قالت فانی اسئلک ان اکون معک فی الدرجۃ التی تکون فیھا فی الجنۃ**۔

پیرزن نے عرض کی تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں میں آپ کے ساتھ ہوں اس درجے میں جس میں آپ ہوں گے **قال سلی الجنۃ** موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جنت مانگ لے یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر **قالت لا واللہ الا ان اکون معک** پیرزن نے کہا خدا کی قسم

میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں

فجعل موسی یرددها فاوحی الله ان اعطها ذلک فانه لن ینقصک شیئا فاعطاها.

موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اس سے یہی رد و بدل کرتے رہے اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے وہی عطا کر دو کہ اس میں تمھارا کچھ نقصان نہیں، موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے جنت میں اسے اپنی رفاقت عطا فرمادی، اس نے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر بتادی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرما گئے۔

اقول:

اولاً: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ جو جی میں آئے مانگ لے۔ حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علمائے کرام نے عموم مستفاد کیا یہاں صراحۃً خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ثانیاً: یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد اکرام ہمیں نصیب ہوتا، حضور تو اسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔

معلوم ہوا کہ بحمد اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزائن رحمت دنیا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں۔

ثالثاً: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس وقت اس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے

اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگ بیٹھا، پیرزن اسرائیلیہ کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اسے عطا فرما دیتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ایک سائل اور زمانہ موسیٰ کی پیرزن

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوازن کی غنیمتیں حنین میں تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا ارشاد ہوا

صدقت فاحتکم ما شئت .

تو نے سچ کہا اچھا جو جی میں آئے حکم لگا دے۔ عرض کی اسی دنبے اور ان کا چرانے والا غلام عطا ہو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تجھے عطا ہوا اور تو نے بہت تھوڑی چیز مانگی

و لصاحبة موسیٰ الی دلته علی عظام یوسف کانت احلم منک حین حکمها موسیٰ فقالت حکمي ان تردني شابة و ادخل معک الجنة .

اور بیشک صاحبہ موسیٰ جس نے انھیں یوسف علیہما الصلاۃ والسلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانش مند تھی جب کہ اسے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اختیار دیا تھا کہ جو چاہے مانگ لے اس نے کہا میں قطعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس فرما دیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں۔

یوں ہی ہوا کہ وہ ضعیفہ فوراً نوجوان ہوگئی اس کا حسن و جمال واپس آیا اور جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا۔ ابن حبان اور حاکم نے مستدرک میں کچھ اختلاف کے ساتھ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی، حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے یہاں جوانی بھی موسیٰ علیہ الصلاۃ و السلام نے پھیر دی۔

حضور جنت کے ضامن ہیں

حضور مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا لک الجنة علی یا طلحة غدا.

کل تمہارے لیے جنت میرے ذمہ پر ہے اے طلحہ۔ ابونعیم نے فضائل الصحابہ میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

من یضمن لی ما بین لحییه و ما بین رجلیه اضمن له الجنة .

جو میرے لیے اپنی زبان وشرمگاہ کا ضامن ہو جائے (کہ اس سے میری نافرمانی نہ کرے) میں اس لیے جنت کا ضامن ہوں۔

حضورؐ حاجت روا ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بکر یوم السبت فی طلب حاجة فانا ضامن بقضاء ها.

جو شنبے کے دن تڑکے کسی حاجت کی تلاش کو جائے میں اس کی حاجت روائی کا ذمہ دار ہوں، ابو نعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔

اس بحث کے اختتام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

الحمدللہ اہل حق کے نزدیک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفاذ تصرف کی دونوں وجہیں حاصل،

حقیقت عطائیہ لیجیے تو وہ ﷺ مالک جناں بلکہ مالک جہاں ہیں اور ذاتیہ لیجیے تو مالک حقیقی کے ماذون مطلق و نائب کامل۔ (الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء)

ایک چور کے لیے حضور کا فرمان

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا خواہ حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر، لیکن اکثر احکام ظاہر ہی پر فرماتے اور بعض دفعہ باطن پر بھی حکم فرمایا۔

ایک شخص حاضر لایا گیا جس نے چوری کی تھی فرمایا **اقتلوہ** اس کو قتل کرو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے تو چوری کی ہے فرمایا **فاقطعوہ** اچھا ہاتھ کاٹا جائے، داہنا ہاتھ کاٹ لیا گیا، اس نے پھر چوری کی بایاں پیر کاٹ لیا اس نے پھر چوری کی بایاں ہاتھ کاٹ لیا، چوتھی بار پھر چوری کی اور داہنا پیر کاٹ لیا گیا، پانچویں مرتبہ اس نے منہ میں کوئی شئ چھپا کر رکھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا **اقتلوہ** یہ اسی کا نتیجہ تھا۔

خزانہ الٰہی کے مالک

علمائے کرام فرماتے ہیں **ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانۃ السر و موضع نفوذ الامر جعل خزائن کرمہ و موائد نعمہ طوع یدیہ یعطی من یشاء و یمنع من یشاء لا ینفذ امر الا منہ و لا ینقل خیر الا عنہ.**

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ سر الٰہی اور جائے نفاذ حکم خدا ہیں رب العزت جلالہ نے اپنے کرم کے خزانے، اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے قبضے میں کر دیے، جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے کوئی نعمت، کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار

سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یہی معنی ہیں انما انا قاسم و الله یعطی جز ایں نیست کہ میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بن ہے بن سے ہی بار ہے

(الملفوظ حصہ چہارم)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مالک ومختار ہونے کے سلسلے میں یہ اشعار نظم فرمائے ہیں :

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
آسماں خوان زمین خوان ، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
میری تقدیر بری ہو تو بھلی کردے
محو و اثبات کے دفتر پہ ہے کڑوڑا تیرا
تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

•

مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے
تم کو تو ہے اختیار آقا
ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کام گار آقا

•

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہوجائے ابھی کوہ محن پھول

باعطا تم شاہ تم مختار تم
بے نوا ہم زار ہم ناچار ہم

ایک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلادیے ہیں

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کردیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

لب زلال چشمہ کن میں گندھے وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے

•

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں درود

•

ملک خاص کبریا ہو
مالک ہر ما سوا ہو
کوئی کیا جانے کہ کیا ہو
عقل عالم سے ورا ہو

•

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

•

ان کی تملیک ملک الملک سے
مالک عالم کہا پھر تجھ کو کیا
یا عبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

•

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

ان کا حکم جہاں میں نافذ قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں
قادر کل کے نائب اکبر کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھوں میں ہر کنجی ہے مالک کل کہلاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکوثر ساری کثرت پاتے یہ ہیں
(حدائق بخشش)

قاسم نعمت ﷺ

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

اِنما انا قاسم

میں ہی قاسم نعمت ہوں

(الحدیث)

قاسم نعمت ﷺ

حضور اقدس سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمت اللہ ہیں ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کے دست رحمت میں دونوں جہان کی نعمتیں رکھ دی ہیں حضور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خزانۂ کرم سے جسے چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں قسمت والوں کو عطا فرماتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ خالق نعمت ہے اس نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مالک نعمت بنادیا ہے ۔ جو کچھ ملے گا وہ حضور کے دست فیض سے ملے گا ۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا وبخشش سے نعمتیں ملنے کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

جو نعمت ملی وہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باعث حاصل ہوئی ، بارگاہ الٰہی کا لینا دینا سارا کار خانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے ۔ تمام جہان اور اس کا قیام سب انھیں کے دم قدم سے ہے عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں ان کا محتاج تھا کہ **لولاک ما خلقت الدنیا** یوں ہی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی فنائے مطلق ہو جائے ۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اللہ ورسول نے دولت دی

آیت : **قال ربنا تبارک و تعالیٰ ما نقموا الا اغنہم و رسولہ من فضلہ ۔**

اور انھیں کیا برا لگا یہی نہ کہ انھیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔

اللہ فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے دولت مند کر دیا اپنے فضل سے۔ اے اللہ کے رسول مجھے اور سب اہل سنت کو دین و دنیا کا دولت مند فرما اپنے فضل سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

آیت: **و لو انهم رضوا ما اتاهم الله و رسوله و قالوا حسبنا الله سيوتنا الله من فضله و رسوله انا الى الله راغبون.**

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیے پر اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

یہاں رب العزت جل وعلا نے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ و رسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت: **انعم الله عليه و انعمت عليه.**

اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی۔

حضور نے اسامہ کو نعمت دی

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا وابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں

فرمایا احب اھلی من قد انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ

مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے پیارا وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور میں نے نعمت دی۔

امام ترمذی نے اسے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں :

لم یکن احد من الصحابۃ الا و قد انعم اللہ علیہ و انعم علیہ رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ان المراد المنصوص علیہ فی الکتاب و ھو قولہ تعالیٰ و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ و ھو زید لاخلاف فی ذلک و لا شک الخ.

یعنی صحابہ سب ایسے ہی تھے جنھیں اللہ نے نعمت بخشی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت بخشی، مگر یہاں مراد وہ ہے کہ جس کی تصریح قرآن عظیم میں ارشاد ہوئی کہ جب فرماتا تھا تو اس سے جسے اللہ تعالیٰ نے نعمت دی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی اور وہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس میں کسی کا خلاف نہ اصلاً شک۔ اور آیت اگرچہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اتری مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا مصداق اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹھہرایا کہ پسر تابع پدر ہے اسے مرقاۃ میں افادہ کیا گیا ہے۔

اقول: نہ صرف صحابہ بلکہ تمام اہل اسلام اولین و آخرین ایسے ہی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے نعمت دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی، پاک کر دینے سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی کہ و یزکیھم یہ نبی انھیں پاک اور ستھرا کر دیتا ہے بلکہ لا واللہ تمام جہان میں کوئی شی ایسی نہیں جس پر اللہ کا احسان نہ ہو اللہ کے رسول کا احسان نہ ہو فرماتا ہے وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت

سارے جہان کے لیے۔ جب وہ تمام عالَم کے لیے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہان پر ان کی نعمت ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اہل کفر و اہل کفران اگر نہ مانیں تو کیا نقصان۔

راست خواہی ہزار چشم چنان
کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

نعمت رزق

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من استعملنا علی عمل فرزقناہ رزقا الحدیث.

جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے رزق دیا، ابوداؤد و حاکم نے بسند صحیح بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

حضور نے برکت دی

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل مدینہ سے ارشاد فرمایا:

اصبروا و ابشروا فانی قد بارکت علی صاعکم و مدکم.

صبر کرو اور شاد ہو کہ بیشک میں نے تمھارے رزق کے پیانوں پر برکت کر دی ہے۔ احمد نے اپنی مسند میں اسے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

دولت و نعمت

کوئی دولت، کوئی نعمت، کوئی عزت جو حقیقۃً نعمت و عزت و دولت ہو ایسی نہیں کہ اللہ عزوجل نے کسی اور کو دی ہو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ کی ہو۔ جو کچھ جسے عطا ہوا ہے یا عطا ہوگا دنیا

میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے، حضور کے طفیل میں ہے، حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انما انا قاسم و الله المعطی .

دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۳۶)

امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

دین و دنیا و جسم و جان میں جو نعمت کسی کو ملی اور ملتی ہے اور ابد الآباد تک ملے گی سب حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے اور حضور کے مبارک ہاتھوں سے ملی اور ملتی ہے اور ابد الآباد تک ملے گی انما انا قاسم و الله المعطی .

دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بایں ہمہ جو نعمت ہے اللہ عزوجل کے محض فضل و کرم سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ و واسطہ و قاسم ہر نعمت ہونا محض فضل و کرم الٰہی جل وعلا ہے. فبما رحمة من الله لنت لهم .

اے محبوب اللہ کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ تم ان کے لیے نرم و رحیم و مہربان ہوئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۶۰)

ایک مقام پر اور فرماتے ہیں :

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں :

هو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خزانة السر و موضع نفوذ الامر فلا ينفذ امر الا منه و لا ينقل خير الا عنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم .

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانۂ راز الٰہی و جائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (الامن والعلیٰ)

نعمت ایجاد و نعمت امداد

شرح سیدی عثماوی میں ہے :

نعمتان ما خلا موجود عنهما نعمة الايجاد ، و نعمة الامداد ، هو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الواسطة فيهما اذ لو لا سبقت وجوده ما وجد موجود و لولا وجود نوره فى ضمائر الكون لتهدمت و دعائم الوجود فهو الذى وجد اولا وله تبع الوجود و صار مرتبطا به لا استغناء له عنه .

کوئی موجود دو نعمتوں سے خالی نہیں، نعمت ایجاد و نعمت امداد، اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھے جائیں تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور کا طفیل اور حضور سے وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں۔ (صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ)

ازل سے ابد تک کی نعمتیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

و ما ارسلناک إلا رحمة للعالمين .

اے محبوب ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء و ملائکہ سب داخل، تو لا جرم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب پر رحمت و نعمت رب الارباب ہوئے اور وہ سب حضور کی سرکار عالم مدار سے بہرہ مند و فیض یاب۔

اس لیے اولیائے کاملین و علمائے عاملین تصریح فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک، ارض و سماء میں، اولی و آخرت میں، دنیا و دین میں، روح و جسم میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ جہان پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

ایک دوسرے مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

نصوص متواترہ و اولیائے کرام و ائمہ عظام و علمائے اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی و دنیوی، ظاہری یا باطنی روز اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انھیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی، انھیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے، یہ سر الوجود و خلیفۃ اللہ الاعظم و ولی نعمت عالم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

انا ابو القاسم اللہ یعطی و انا اقسم .

میں ابوالقاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔

ان کا رب عزوجل فرماتا ہے :

و ما ارسلنک إلا رحمة للعالمین .

ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

دینی ودنیوی نعمتیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک موقع پر فرماتے ہیں :

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الاعظم ومحسن ومنعم تمام عالم ہیں، حضور کے احسانات کہ بے حد وغایات ہیں دو قسم ہیں۔

دینیہ : کہ اولین وآخرین حتی کہ انبیاو مرسلین وملائکہ مقربین علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین جس نے جو نعمت ایمان ودولت عرفان پائی حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ہاتھوں سے ملی، حضور ہی کی بدولت ہاتھ آئی، ولہٰذا تمام انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین علیہم الصلاۃ والسلام سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا۔ اور

دنیویہ: پھر یہ دو قسم ہیں :

اول عامہ باطنہ : کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم خلافت رب العالمین جل وعلا جملہ نعمت ہائے الٰہیہ کے قاسم ہیں۔

خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انما انا قاسم و الله المعطی .

بانٹنے والا میں ہوں اور دینے والا اللہ عزوجل۔

روز اول سے آج تک، آج سے روز قیامت تک، روز قیامت سے ابدالا باد تک جو نعمت جسے ملی، یا ملتی ہے، یا ملے گی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس سے بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی۔ جس طرح دین وملت و اسلام وسنت وصلاح وعبادت و زہد وطہارت وعلم ومعرفت یہ سب نعمتہائے دینیہ ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔

یوں ہی مال و دولت، شفاء وصحت، عزت و رفعت، امارت وسلطنت، فرزند وعشیرت یہ سب نعم و دنیویہ بھی انھیں کے دست اقدس سے ملی ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

اغناهم الله و رسوله من فضله .

انھیں غنی کر دیا اللہ ورسول نے اپنے فضل سے۔

اور فرماتا ہے :

و لو انهم رضوا ما اتهم الله و رسوله و قالوا حسبنا الله سيؤتنا الله من فضله و رسوله انا الى الله راغبون .

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اللہ ورسول کے دیے پر راضی ہوتے اور کہتے ہمیں خدا کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

دوم خاصہ ظاہرہ: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکمال رحمت ورافت ظاہر بشریت کی طرف

تنزل فرما کر اپنے غلاموں، کنیزوں سے حسب عرف و عادت باہمی معاملت فرماتے جیسے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم سرکار کی روٹی سرکار سے مقرر تھی۔ حالاں کہ واللہ تمام جہان کو روٹی سرکار ہی سے ملتی ہے لوگوں کو مانگے اور بے مانگے بیشمار نعمتیں عطا فرمادیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہلی دو قسم کی نعمتیں ہرگز اس قسم سے نہیں جن کا کوئی بدلہ دے سکے، نعم دینیہ کا معاوضہ نہ ہوسکنا تو ظاہر اور نعم عامہ باطنہ دنیویہ، بحکم خلافت رب العزت ہیں۔ اللہ عزوجل کو کون عوض دے؟ ہاں قسم سوم ہی کی نعمتیں کہ باہمی معاملات عرفیہ کے طور پر تھیں صالح عوض و مجازات ہیں۔ (ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعمت عطا فرمانے کے بارے میں یہ مدح سرائی کی ہے:

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

●

کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

●

آپ سلطان جہاں ہم بے نوا
یاد ہم کو وقت نعمت کیجیے

●

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

●

بے مانگے دینے والے کی نعمت میں غرق ہیں
مانگے سے جو ملے کسے فہم اس قدر کی ہے

●

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تو
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود
ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ
ایسوں کو ایسی غذا تم پہ کروروں درود

●

وہ عطا دے تم عطا لو
وہ وہی چاہے جو چاہو
بر تو او باشد تو برما
تا ابد یہ سلسلہ ہو

●

اصل ہر بود و بہبود تخم وجود
قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام

اس کی بخشش ان کا صدقہ　　دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
ان کے نام کے صدقے جس سے　　جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم　　رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں
(حدائق بخشش)

حضور ﷺ دافع البلاء ہیں

شافع روز جزا تم پہ کروروں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروروں درود

وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم

اور اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔

(انفال، ۳۳)

حضور ﷺ دافع البلاء ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

و ما کان الله لیعذبهم و انت فیهم .

اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما گئے اور وہاں بعض مسلمان پیچھے رہ گئے تو اللہ رب العزت نے ان کی تسلی کے لیے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

و ما کان معذبهم و هم یستغفرون .

اور اللہ انھیں عذاب کرنے والا نہیں، جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

یہ آیہ کریمہ اس ارشاد باری تعالیٰ کی مثل ہے۔

لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منهم عذابا الیما.

اگر وہ جدا ہو جاتے تو ضرور ہم ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

اور یہ فرمان خداوندی بھی اسی قبیل سے ہے۔

و لولا رجال مومنون و نساء مومنات لم تعلموهم ان تطوهم فتصیبکم منهم معرة بغیر علم .

اور اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں جن کی تمھیں خبر نہیں کہیں تم انھیں روند ڈالو تو تمھیں ان کی طرف انجانی میں کوئی مکروہ پہنچے۔

جب سارے مسلمان مکہ سے ہجرت کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

و ما لهم ان لا يعذبهم الله و هم يصدون عن المسجد الحرام و ما كانوا اولياء ه ان اولياء ه الا المتقون.

اور انھیں کیا ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ کرے وہ تو مسجد حرام سے روک رہے ہیں اور وہ اس کے اہل نہیں اس کے اولیاء تو پرہیز گار ہی ہیں۔

یہ آیت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم عظمت و برکت کو ظاہر کر رہی ہے اور اس سے یہ امر صاف واضح ہو رہا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کے وجود مسعود کو کفار کے لیے دافع عذاب بنایا تھا اور جب آپ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما گئے تو باری تعالیٰ نے غلامان مصطفیٰ کی برکت سے کافروں پر عذاب نہ بھیجا لیکن جب صحابہ کرام کا بھی مکہ مکرمہ میں وجود نہ رہا اور وہ سارے ہجرت فرما گئے تو اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ پر عذاب نازل فرمایا اور مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا نیز تلوار کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے والی مقرر کر کے مسلمانوں کو ان کی زمینوں گھروں اور مال و متاع کا وارث بنا دیا۔

متعدد طرق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے مجھ پر دو آیتیں امان والی نازل فرمائی ہیں۔

(۱) **و ما كان الله ليعذبهم و انت فيهم .**

(۲) **و ما كان الله معذبهم و هم يستغفرون.**

جب میں امت سے پوشیدہ ہو جاؤں گا تو ان کے لیے استغفار چھوڑ جاؤں گا۔

اور ایسا ہی مژدہ جاں فزا اس آیہ کریمہ نے سنایا ہے۔

و ما ارسلنک إلا رحمة للعالمین .

اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں، بعض کا قول ہے کہ اختلاف اور فتنوں سے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امان اعظم ہیں، وصال کے بعد آپ کے نقوش قدم یعنی سنت رسول اصلاح عالم کی ضامن ہے۔ (مولف)

(شفا شریف مترجم جلد اول)

آیات قرآنیہ سے دافع البلاء ہونے کا ثبوت

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دافع البلاء ہونے سے متعلق اسی مضمون کو امام احمد رضا بریلوی نے اس انداز میں پیش فرمایا ہے

آیت ۱ : قال اللہ عزوجل ، و ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم .

اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔

سبحان اللہ ہمارے حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفار پر سے بھی سبب دفع بلا ہیں پھر مسلمانوں پر تو خاص رؤف و رحیم ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آیت ۲ : و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین.

ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ پر ظاہر کہ رحمت سبب دفع بلا و زحمت۔

آیت ۳ : و لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما.

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی مانگیں ان کے لیے رسول تو بیشک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

آیت کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پرنور عفو وغفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سبب قبول توبہ ودفع بلائے عذاب ہے۔

آفتاب عالم وپناہ عالم

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا **کان من دلالة حمل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان كل دابة كانت لقريش نطقت تلك الليلة و قالت حمل رسول الله و رب الكعبة و هو امان الدنيا و سراج اهلها .**

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حمل مبارک کی نشانیوں سے تھا کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے سب نے اس رات کلام کیا اور کہا رب کعبہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمل میں تشریف فرما ہوئے وہ تمام دنیا کی پناہ اور اہل عالم کے سورج ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور آگ سے بچاتے ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری تمہاری کہاوت ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی پنکھیاں اور جھینگر اس میں گرنا شروع ہوئے وہ انھیں آگ سے ہٹا رہا ہے

و انا اخذ بحجزكم عن النار و انتم تفلتون من يدى . .

اور میں تمہاری کمریں پکڑے تمھیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہو، احمد ومسلم نے جابر سے واحمد نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔

فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس منکم رجل الا و انا ممسک لحجزته ان یقع فی النار.

تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روک نہ رہا ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے۔

طبرانی نے کبیر میں سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل نے جو حرمت حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم میں کوئی جھانکنے والا اسے ضرور جھانکے گا

الا وانی ممسک بحجزکم ان تتھافتوا فی النار کما یتھافت الفراش و الذباب.

سن لو اور میں تمھارے کمر بند پکڑے ہوں کہ کہیں پے در پے آگ میں پھاند نہ پڑو جیسے پروانے اور مکھیاں۔ اللہ اکبر اس سے زیادہ اور کیا دفع بلا ہوگا۔ احمد اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

توریت میں وصف دافع البلاء

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی

انی لاجد صفتک فی کتاب اللہ یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا الی قولہ لن یقبضه اللہ حتی یقیم به الملة العوجاء حتی یقولوا لا اله الا اللہ و یفتح به اعینا عمیا و اذا ناصما و قلوبا غلفا.

بیشک میں حضور کی صفت توریت میں پاتا ہوں اے نبی یقیناً ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال وافعال پر مطلع اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعہ سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں گے۔

طبرانی اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر نے محمد بن حمزۃ سے نیز ابن عساکر نے بطریق زید بن اسلم عبداللہ بن سلام سے اور دارمی وبیہقی نے بطریق عطاء بن یسار عبداللہ بن سلام سے اس کو روایت کیا۔

حضرت شعیا کو حضور کی بشارت

اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی، **انی باعث نبیا امیا افتح به اذانا صما و قلوبا غلفا و اعینا عمیا، الی ان قال، اهدی به من بعد الضلالة و اعلم به بعد الجهالة و ارفع به بعد الخمالة و اسمی به بعد النکرة و اکثر بعد القلة و اغنی به بعد العیلة و اجمع به بعد الفرقة و اولفه بین قلوب و اهواء متشتتة و امم مختلفة.**

بیشک میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعے سے بہرے کان اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور اس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا، اس کے ذریعہ سے جہل کے بعد علم دوں گا، اس کے وسیلے سے گمنامی کے بعد بلند نامی دوں گا اس کے ذریعے سے ناشناسی کے بعد شناخت دوں گا اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا اس کے سبب محتاجی کے بعد غنی کروں گا اس کے وسیلے سے پھوٹ کے بعد یکدلی دوں گا اس کے وسیلے سے پریشان دلوں مختلف خواہشوں متفرق امتوں میں میل کر دوں گا، ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے اس کو روایت کیا۔

توریت وانجیل میں وصف دافع البلاء

آیت: الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة و الانجیل یامرهم بالمعروف و ینههم عن المنکر و یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث و یضع عنهم اصرهم و الاغلل التی کانت علیهم ۔

وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے بے پڑھے کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت وانجیل میں وہ انھیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے اور حلال کرے گا ان کے لیے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں اور اتارے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جان جہاں و جہان جان اس جان جان و جان ایماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاک مبارک ہاتھوں پر قربان جس نے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لیے، ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے طوق کاٹ دیے، اور دافع البلاء کسے کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور کی دعا دلوں کا چین ہے

جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوۂ تبوک میں ہمراہ رکاب سعادت حاضر نہ ہوئے تھے اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والا صلوات اللہ وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے آیت اتری

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزکیهم بها وصل علیهم ان صلوتک سکن لهم ۔

اے نبی لے لو ان تو بہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو انھیں اور تم ستھرا کردو انھیں گناہوں سے اس صدقے کے سبب اور دعائے رحمت کرو ان کے حق میں کہ تمھاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

دیکھو حضور دافع البلاء ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں گناہوں سے پاک کیا اور حضور نے بلائے گناہ ان کے سروں سے ٹالی اور جب حضور کی دعا ان کے دلوں کا چین ہوا تو یہی دفع الم ہے صلی اللہ علی دافع البلاء والالم وعلی الہ وصحبہ و بارک وسلم۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بالذات دافع البلاء ہے اور انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام بعطائے خدا۔ (الامن والعلی)

حضور بلائیں دفع فرماتے ہیں

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک دافع ہر بلاء ہیں، ان کی شان عظیم تو ارفع و اعلیٰ ہے ان کے غلام دفع بلا فرماتے ہیں

ابن عدی و ابن عساکر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انما سمیت احید لانی احید عن امتی نار جهنم .

میرا نام احید اس لیے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔

دوزخ سے بدتر اور کیا بلا ہو گی جس کے دافع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

بیہقی دلائل النبوۃ اور ابو سعد شرف المصطفیٰ میں راوی خفاف بن نصلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر

بارگاہ ہو کر عرض کی حتی وردت الی المدینة جاهدا کی اراک فتفرج الکربات.

میں کوشش کرتا ہوا مدینہ میں حاضر ہوا کہ زیارت اقدس سے مشرف ہوں، تو حضور میری سب مشکلیں کھول دیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی عرض پسند کی اور تعریف فرمائی۔

منح المدح امام ابن سید الناس میں ہے حرب بن ریطہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

لقد بعث الله النبی محمدا

بحق و برهان الهدی یکشف الکربا

حق کی قسم! اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق اور قطعی دلیل ہدایت کے ساتھ ایسا بھیجا کہ حضور دفع بلا فرماتے ہیں۔

عمر بن شیبہ بطریق عامر شعبی راوی اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی :

انت الرسول الذی یرجی فواضله

عند القحوط اذا ما اخطأ المطر

یارسول اللہ حضور وہ رسول ہیں جن کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب مینہ خطا کرے۔

ابن شاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے پر فرمایا

یا حمزة یا کاشف الکربات یا حمزة یا ذاب عن وجه رسول الله.

اے حمزہ اے دافع البلاء اے حمزہ اے چہرۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنوں کے دفع کرنے والے۔

کتب سابقہ میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں ہے، ان کے دو نائب ہوں

کہ ایک سن رسیدہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے جوان یعنی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اما الفتی فخواض غمرات و دفاع معضلات.

وہ جو جوان ہیں وہ سختیوں میں گھس پڑنے والے اور بڑے دافع البلاء اور بڑے مشکل کشا ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۸۰)

اشعار

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دافع البلاء ہیں وہ اپنی امت سے بلائیں دفع فرماتے ہیں اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی نے جو اشعار نظم فرمائے وہ یہ ہیں :

شافع روز جزا تم پہ کروروں درود　　دافع جملہ بلا تم پہ کروروں درود
نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم　　تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروروں درود
شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم　　درد کو کردو دوا تم پہ کروروں درود

●

تمھیں حاکم برایا تمھیں قاسم عطایا
تمھیں دافع بلایا تمھیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا؟

●

شافع نافع رافع دافع　　کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں
دافع یعنی حافظ و حامی　　دفع بلا فرماتے یہ ہیں
(حدائق بخشش)

❁......❁......❁

شہنشاہ کون ومکاں ﷺ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

هذا سيد العلمين هذا رسول رب العلمين يبعثه الله رحمة للعلمين۔

یہ تمام جہان کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ انھیں تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ (الحدیث)

شہنشاہ کون ومکاں ﷺ

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب عزوجل کے نائب اکبر وخلیفہ اعظم ہیں اس نے اپنے محبوب کو کونین کی بادشاہت وسرداری عطا فرمائی ہے وہ شہنشاہ کون ومکاں ہیں۔

اس بحث میں امام احمد رضا قدس سرہ نے یہی ثابت فرمایا ہے کہ لفظ شہنشاہ کا اطلاق واستعمال جائز ودرست ہے۔اس سلسلہ میں امام احمد رضا بریلوی سے جو سوال ہوا اسے اور ان کے تحریر کردہ جواب ملاحظہ فرمائیں۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ سے اس مصرع ''حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو'' کے بارے میں سوال ہوا جس لفظ میں ''شہنشاہ'' حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے استعمال ہوا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں لفظ ''شہنشاہ'' کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

آپ نے جن دلائل وشواہد سے لفظ ''شہنشاہ'' کا حضور کے لیے استعمال جائز ومباح ہونا ثابت فرمایا اور جن سے عدم جواز کا پہلو نکلتا ہے انھیں اور ان کی وجہ ممانعت واطلاق کو جس انداز سے بیان فرمایا ہے وہ بعینہ یہ ہے۔

شہنشاہ کا معنی

لفظ ''شہنشاہ'' اولاً بمعنی سلطان عظیم السلطنۃ محاورت میں شائع وذائع ہے اور عرف ومحاورہ کو افادۂ مقاصد میں دخل تام ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وأمر بالعرف**.

غیر نبی کے لیے شہنشاہ کا استعمال

خود ہمارے فقہائے کرام میں امام اجل علاء الدین ابو العلاء لیثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب ''شاہان شہ'' ملک الملوک تھا، ائمہ وعلمائے مابعد جو ان کے فتوے نقل کرتے ہیں اسی لقب سے انھیں یاد

فرماتے ہیں اور وہ جناب فقاہت مآب خود اپنے دستخط انھیں الفاظ سے کرتے۔

امام رکن الدین ابو بکر محمد بن ابی المفاخر بن عبد الرشید کرمانی جواہر الفتاویٰ کتاب الاجارہ باب سادس میں فرماتے ہیں :

قال الامام القاضی ملک الملوک ابو العلاء الناصحی لما سئل عمن اجرار ضاموقوفة مائة سنة هل يجوز.

امام قاضی شاہوں کے شاہ ابوالعلاء ناصحی سے یہ استفتاء کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک موقوفہ زمین سال بھر کے لیے اجارہ میں دی تو کیا اس کا یہ فعل ازروئے شرع جائز ودرست ہے؟

افتى ببطلان الاجارة معشر   من زمرة الفقهاء قطعا لازما
و بذلک افتى المتدين حسبه   كيلا اكون بما احرز ظالما
ملک الملوک ابو العلاء مجيبه   لمعز دين الله يدعو دائما

فقہاء کی ایک جماعت نے فتویٰ دیا کہ یہ اجارہ قطعی اور لازمی طور پر باطل ہے۔ میرا عدم جواز کا یہ فتویٰ دینا دین داروں کے لیے کافی ہے تاکہ میں اپنی جمع کردہ چیزوں کی وجہ سے ظالم نہ ہو جاؤں، شاہوں کے شاہ ابوالعلاء اس کا مجیب ہے، دین الٰہی کے غلبہ کے لیے ہمیشہ دعا گو ہے۔

اسی کتاب القضاء میں ایک اور مسئلہ اس جناب نے بایں عنوان نقل فرمایا :

قال القاضی الامام ملک الملوک ابو العلاء الناصحی .

قاضی امام شاہوں کے شاہ ابوالعلاء ناصحی نے کہا۔

پھر تیسرے مسئلے میں فرمایا

قال القاضی الامام ملک الملوک هذا لما عرض علیه محضر.

قاضی امام شاہوں کے شاہ نے یہ کہا جب کہ ان کے پاس دستاویز پیش کیا گیا۔

اس میں ان کا منظوم فتویٰ نقل کیا جس کے آخر میں فرمایا۔

شاهان شه ملک الملوک ابو العلاء

نظم الجواب منظما و مفصلا

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء نے اس جواب کو نظم ترتیب اور تفصیل سے بیان کیا ہے۔

پھر فرمایا: **قال ملک الملوک.**

اور ان کا چوتھا فتویٰ نقل کیا جس کے آخر میں فرمایا۔

شاهان شه ملک الملوک ابو العلاء

نظم الجواب لکل من هو قد عرف

شہنشاہ وقت ابوالعلاء نے اس جواب کو ہر جانکار شخص کے لیے مرتب کیا۔

پھر ان کا پانچواں فتویٰ نقل کیا جس کے دستخط یوں فرمائے ہیں:

شاهان شه ملک الملوک ابو العلاء

نظم الجواب مبینا لمناره

شہنشاہ وقت ابوالعلاء نے اس جواب کو یوں مرتب کیا کہ اس کے ہر پہلو کو واشگاف کر دیا۔

پھر ان کا چھٹا فتویٰ نقل کیا جس کے دستخط ہیں

شاهان شه ملک الملوک ابو العلاء

هادی امیر المومنین لقد نظم

شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابوالعلاء مسلمانوں کے امیر و رہبر نے اس جواب کو مرتب کیا۔

یوں ہی کتاب الوقف میں ان کے متعدد فتاوے نقل فرمائے ازاں جملہ ایک کا ختم یہ ہے۔

ملک الملوک ابو العلاء مجیبه

لمعز دین الله لیشکر داعیا

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء اس کا مجیب ہے، جو دین الٰہی کے غلبہ کے لیے لشکر کے ساتھ دعا کرتا۔

ایک کے آخر میں ہے

شاهان شه ملک الملوک ابو العلاء

نظم الجواب لمن تعفی باله

شہنشاہ ملک الملوک بوالعلاء نے یہ جواب اس شخص کے لیے مرتب کیا جو اللہ عزوجل کی پناہ کا طالب ہے۔

یوں ہی صفحہ ۱۲؍ تا ۱۵؍ کتاب البیوع میں ان کے چار فتوے نقل فرمائے ہر ایک کی ابتداء انھیں لفظوں سے کی۔

قال القاضی الامام ملک الملوک .

غرض کتاب مستطاب ان کے فتاوائے صواب اور ان کے ان گرامی القاب سے مشحون ہے۔

علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار رحمہما اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ خیریہ کتاب الاجارہ میں نوازل سے نقل فرمایا۔

قال سئل ملک الملوک ابو العلاء فیمن اجر دارا موقوفة مائة سنة الخ.

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء سے اس شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا جس نے ایک وقف کی ہوئی زمین کو سال بھر کے لیے اجرت میں دی تو کیا حکم ہے؟

اسی کتاب القضا باب خلل المحاضر والسجلات میں دوبارہ ساعی فرمایا۔

فحول المتاخرين افتوا بجواز قتله حتى قال ملك الملوك الناصحى رحمه الله تعالىٰ .

متاخرین میں معتمد ومستند علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ ایسے شخص کو قتل کرنا جائز ہے حتی کہ شاہوں کے شاہ ناصحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

پھر ان کا منظوم فتویٰ نقل فرمایا :

القتل مشروع عليه و واجب   زجرا له و القتل فيه مقنع

شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء   نظم الجواب لكل من هو يبرع

ایسے شخص کو قتل کرنا مشروع بلکہ اس کے زجر وتوبیخ کے لیے واجب ہے اور اس میں قتل عین عدل ہے۔شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابوالعلاء نے ہر فضیلت وعلم رکھنے والوں کے لیے اس جواب کو مرتب کیا۔

غیر نبی کو شہنشاہ کہنے پر مزید شہادتیں

حضرت عمدۃ العلماء والاتقیاء زبدۃ العرفا والاولیاء مولوی معنوی سیدی محمد جلال الدین رومی بلخی قدس سرہ الشریف مثنوی شریف میں ایک بادشاہ کی حکایت میں فرماتے ہیں :

گفت شاہنشاہ جزاء ش کم کنید

ور بجنگد نامش از خط بر زنید

بادشاہ نے کہا اس کی اجرت کم کردی جائے اور اگر وہ آمادۂ جنگ ہو تو روزنامچہ سے اس کا نام نکال دو۔

نیز ابتدائے مثنوی مبارک میں فرماتے ہیں :

تا سمرقند آمدند آں دو امیر
پیش آں زرگر ز شاہنشہ بشیر

بادشاہ کے دونوں امیر (ایلچی) شہر سمرقند آئے اور اس مرد زرگر کو بادشاہ کی جانب سے خوش خبری دی۔

وہیں فرماتے ہیں :

پیش شاہنشاہ بردش خوش بناز
تا بسوزد بر سر شمع طراز

اس خوش نصیب مرد زرگر کو بادشاہ کے پاس لے آئے تا کہ اس شمع طراز معشوقہ پر اسے قربان کردے۔

اسی میں فرمایا :

ہم ز انواع اوانی بے عدد
کانچناں در بزم شاہنشاہ سزد

اور بہت سے مختلف قسم کے برتن بھی بنا جو بادشاہوں کی بزم مسرت کی زیب وزینت بنیں۔

حضرت عارف باللہ داعی الی اللہ سیدی مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :

جمال الانام مفخر الاسلام سعد بن الاتابک الاعظم شاھنشاہ المعظم مالک رقاب الامم مولیٰ ملوک العرب و العجم۔

مخلوق کے جمال، اسلام کے لیے قابل فخر، سعد بن اتا بک اعظم، قابل عظمت شہنشاہ، لوگوں کی گردنوں کے مالک، عرب وعجم کے بادشاہ کے مولیٰ وآقا۔

نیز فرماتے ہیں :

بارعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشیں
زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر است

رعایا کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آ اور پھر دشمن کی جانب سے لڑائی سے بے خوف رہ، کیوں کہ عادل بادشاہ کے لیے رعایا ہی لشکر ہے۔

نیز فرماتے ہیں :

شہنشہ بر آشفت کاینک وزیر
تعلل میندیش و حجت مگیر

بادشاہ نے غصے سے کہا اے وزیر بہانہ مت بنا اور حجت مت لا۔

نیز فرماتے ہیں :

سر پر غرور از تحمل تہی
حرامش بود تاج شاہنشہی

جو سر صبر وتحمل سے خالی اور کبر ونخوت سے پر ہو وہ بادشاہی کے تاج سے محروم ہوتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں :

دواں آمدش گلہ بانے زپیش
شہنشہ بر آورد تعلق ز کیش

بادشاہ کے پاس سامنے سے ایک چرواہا دوڑتا آیا بادشاہ نے اسی وقت تیر ترکش سے نکال لیا۔

محبوب محبوب الٰہی حضرت عارف باللہ سیدی خسرو قدس سرہ اواخر قران السعدین صفت تخت شاہی میں فرماتے ہیں:

کیست جز از وے کہ نہد پائے راست
پیش شکوہ کہ شہنشاہ راست

اس کے سوا کون ہے جو بادشاہ کی شان وشوکت کے سامنے سیدھا پاؤں رکھے۔

عارف باللہ امام العلماء حضرت مولانا نورالدین جامی قدس سرہ السامی تحفۃ الاحرار میں فرماتے ہیں۔

زد بجہان نوبت شاہنشہی
کوکبہ فخر عبید اللہی

حضرت عبیداللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ستارۂ افتخار نے دنیا میں اپنی شہنشاہی کا نقارہ بجادیا۔

حضرت خواجہ شمس الدین حافظ قدس سرہ فرماتے ہیں

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نژاد
آں کہ می زیبد اگر جان جہانش خوانی

خان بن خان خاندانی شاہوں کے شاہ جسے جان جہاں کا خطاب زیب دیتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

ہم نسل شہنشہ زمان است
ہم نقد خلیفۂ زمین است

زمانہ کے بادشاہوں کا ہم رتبہ خلیفۂ زمین کا ہم جنس ہے۔

حضرت مولانا نظام الدین نظامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں :

گزارندۂ شرح شاہنشہی

چنیں داد پرسندہ را آگہی

احکام شاہی کی تفصیل سنانے والے نے سائل کو یوں آگاہ کیا۔

مخدوم قاضی شیخ شہاب الدین تفسیر بحر مواج میں فرماتے ہیں۔

سلطان السلاطین خداوند باعز و تمکین بادشاہ سلیماں فر...الخ۔

غیر نبی کے لیے لفظ شہنشاہ کے جواز و اطلاق کے ان دلائل کو پیش کرنے کے بعد امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

غرض کلمات اکابر میں اس کے صدہا نظائر ملیں گے ہمیں کیا لائق کہ ان تمام ائمہ وفقہاء وعلماء وعرفاء رحمہم اللہ تعالٰی قدسیت اسرارہم پر طعن کریں۔ وہ ہم سے ہر طرح اعرف واعلم تھے۔ لہٰذا واجب کہ بتوفیق الٰہی نظر فقہی سے کام لیں اور اس لفظ (شہنشاہ) کے منع و جواز میں مناط کریں کہ مسئلہ قطعاً معقول المعنی ہے نہ کہ محض تعبدی۔

شہنشاہ کہنے کا حکم

پھر لفظ شہنشاہ کا حکم واضح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

فاقول و باللہ التوفیق ظاہر ہے کہ اصل منشائے منع اس لفظ کا استغراق حقیقی پر حمل ہے یعنی موصوف کا استثناء تو عقلی ہے کہ خود اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں۔ اس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت،

اور یہ معنی قطعاً مختص، بحضرت عزت عز جلالہ ہیں۔ اور اس معنی کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃً کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب عزوجل بھی داخل ہوگا۔ یعنی معاذ اللہ موصوف کو اس پر بھی سلطنت ہے یہ ہر کفر سے بدتر کفر ہے۔ مگر حاشا نہ ہرگز کوئی مسلمان اس کا ارادہ کرسکتا ہے نہ زنہار کلام مسلم میں یہ لفظ سن کر کسی کا اس طرف ذہن جاسکتا ہے۔ بلکہ قطعاً قطعاً عہد یا استغراق عرفی ہی مراد، اور وہی مفہوم و مستفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینہ قاطعہ ہے جیسا کہ علماء نے موحد کی انبت الربیع البقل (موسم ربیع نے سبزہ اگایا) کہنے میں تصریح فرمائی۔

اب رہا یہ کہ استغراق حقیقی اگرچہ نہ مراد نہ مفہوم، مگر مجرد احتمال ہی موجب منع ہے یہ قطعاً باطل ہے۔ یوں تو ہزاروں الفاظ کہ تمام عالم میں دائر و سائر ہیں، منع ہو جائیں گے۔

لفظ شہنشاہ کے ہم معنی الفاظ

پہلے خود اسی لفظ شاہنشاہ کی وضع و ترکیب لیجیے، مثلاً قاضی القضاۃ، امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، عالم العلماء، صدر الصدور، امیر الامراء، خاں خاناں، بگا بگ وغیرہا کہ علماء و مشائخ و عامہ سب میں رائج ہے۔ شیخ المشائخ سلطان الاولیاء، محبوب الٰہی، اور شیخ الشیوخ حضرت سیدنا شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا لقب ہے۔ جواہر الفتاویٰ، کتاب اصول الدین و کتاب اصول فقہ و کتاب الایمان و کتاب الغصب و کتاب الدعویٰ و کتاب الکراہیت وغیرہا سب کے باب سادس میں امام علاء الدین سمرقندی کو عالم العلماء فرمایا۔ امام اجل عبدالرحمٰن اوزاعی امام اہل الشام کہ امام اعظم ابوحنیفہ و امام مالک کے زمانے میں تھے اور تبع تابعین کے اعلیٰ طبقے میں ہیں، امام مالک کو عالم العلماء فرمایا کرتے۔ امام الائمہ امام محمد بن خزیمہ حافظ الحدیث کا لقب ہے۔ قاضی القضاۃ اسلامی سلطنتوں کا معروف عہدہ ہے عامہ کتب فقہ میں اس کا اطلاق موجود، اور ائمہ کی زبانوں پر شائع۔

امیر الامراء، خان خاناں، بگا بگ، عربی فارسی ترکی تین مختلف زبانوں کے لفظ ہیں اور معنی ایک یعنی سرور سروراں، سردار سرداراں، سید الاسیاد، اور اگر امیر کو امر بمعنی حکم سے لیجیے تو امیر الامراء بمعنی احکم الحاکمین، شک نہیں کہ ان لفظوں کو عموم واستغراق حقیقی پر رکھیں تو قاضی القضاۃ وحاکم الحاکمین و عالم العلماء و سید الاسیاد قطعاً حضرت رب العزت عزوجل ہی کے لیے خاص ہیں۔ اور دوسرے پر ان کا اطلاق صریح کفر۔ بلکہ بنظر حقیقت اصلیہ صرف قاضی وحاکم وسید و عالم بھی اسی کے ساتھ خاص۔

وفد بنی عامر نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی انت سیدنا حضور ہمارے سید ہیں فرمایا السید اللہ سید تو خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسے احمد وابوداؤد نے عبداللہ بن الشخیر العامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

یوں ہی نہ ملک الملوک، بلکہ صرف ملک ہی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

له الملک و له الحمد .

اسی کے لیے ملک اور اسی کے لیے تعریف ہے۔

اور فرماتا ہے **لمن الملک الیوم .**

آج کس کی بادشاہی ہے۔

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی حدیث، ملک الملوک کی تعلیل میں فرمایا۔

لا ملک الا اللہ .

بادشاہ کوئی نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے۔ اسے مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

متعدد الفاظ کی توضیح واطلاق

اور امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ اپنے استغراق حقیقی پر یقیناً حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص، اور دوسرے پر اطلاق قطعاً کفر، کہ اس کے عموم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی داخل ہوں گے اور معنی یہ ٹھہریں گے کہ فلاں شخص معاذ اللہ حضور سید عالم امام العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی شیخ و امام ہے اور یہ صراحۃً کفر ہے۔ مگر حاشا ان تمام الفاظ میں نہ ہرگز یہ معنی قائلین کی مراد، نہ ان کے اطلاق سے مفہوم و مفاد، اور اس پر دلیل ظاہر و باہر یہ ہے کہ متکبر مغرور و جبار سلاطین کہ اپنے آپ کو مابدولت و اقبال اور اپنے بڑے عہدہ داروں امراء وزراء کو بندۂ حضور و فدوی خاص لکھتے ہیں۔ جن کے تکبر کی یہ حالت کہ اللہ و رسول کی توہین پر شاید چشم پوشی بھی کر جائیں مگر ہرگز اپنی ادنیٰ سی توہین پر درگزر نہ کریں گے۔ یہی جبار انھیں امراء کو قاضی القضاۃ و امیر الامراء و خان خاناں و بگا بگ خطاب دیتے ہیں اور خود لکھتے اور اوروں سے لکھواتے اور لوگوں کو کہتے لکھتے دیکھتے، سنتے اور پسند و مقرر رکھتے ہیں۔ بلکہ جو ان کے اس خطاب پر اعتراض کرے عتاب پائے۔ اگر ان میں استغراق حقیقی کا ادنیٰ ایہام بھی ہوتا جس سے متوہم ہوتا کہ یہ امراء خود ان سلاطین پر بھی حاکم و افسر و بالا و برتر و سردار و سرور ہیں۔ تو کیا امکان تھا کہ اسے ایک آن کے لیے بھی روا رکھتے۔

تو ثابت ہوا عرف عام میں امثال الفاظ میں استغراق حقیقی ارادۃ و افادۃ ہر طرح قطعاً یقیناً متروک و مہجور ہے جس کی طرف اصلاً خیال بھی نہیں جاتا۔ بعینہ بداہۃ یہی حال شہنشاہ کا ہے۔ کیا پکے مجنون کے سوا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ امام اجل ابو العلاء ناصحی، امام اجل ابو بکر رکن الدین کرمانی، علامہ اجل خیر الملۃ و الدین رملی، عارف باللہ شیخ مصلح الدین، عارف باللہ حضرت امیر، عارف باللہ حضرت حافظ، عارف باللہ حضرت مولوی معنوی، حضرت مولانا نظامی، عارف باللہ حضرت مولانا جامی، فاضل جلیل مخدوم شہاب الدین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقدست اسرارہم کے کلام میں یہ ناپاک معنی مراد ہونا در کنار، اسے سن کر کسی مسلمان کا وہم بھی اس طرف جا سکتا ہے تو بے ارادہ و بے افادہ اگر مجرد احتمال منع کے لیے کافی ہوتا وہ تمام الفاظ بھی حرام ہوتے۔ حالاں کہ خواص و عوام سب میں شائع و ذائع ہیں۔ خصوصاً قاضی القضاۃ کہ انھیں

فقہائے کرام کا لفظ اور قدیماوحدیثاان کے عامہ کتب میں موجود ہے۔اس میں اور شہنشاہ میں کیا فرق ہے۔

لاجرم امام قاضی عیاض مالکی المذہب نے فرمایا۔

و منهم قولهم شاه ملوک وكذا ما يقولون قاضي القضاة .

اسی کی مانند امام ابن حجر شافعی المذہب نے زواجر میں اپنے یہاں کے بعض ائمہ سے نقل کیا مگر جانتے ہو کہ یہ قاضی القضاۃ کس کا لقب ہے اور کب سے رائج ہے؟ سب میں پہلے یہ لقب ہمارے امام مذہب سیدنا امام ابو یوسف تلمیذ اکبر سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہوا اور اس زمانہ خیر کے ائمہ کرام تبع تابعین واتباع اعلام نے اسے مقبول ومقرر رکھا اور جب سے آج تک تمام علمائے حنفیہ اور بہت دیگر علمائے مذاہب ثلاثہ میں رائج وجاری وساری ہے۔

اب ثابت ہوا کہ وہ طعن نہ فقط انھیں ائمہ وفقہاء واولیاء پر ہوگا جن سے لفظ شہنشاہ کی سندیں گزریں، بلکہ ائمہ تبع تابعین اوران کے اتباع اور امام مذہب حنفی ابو یوسف اور اس وقت سے آج تک کے تمام علمائے حنفیہ اور بکثرت علمائے بقیہ مذاہب سب پر طعن لازم آئے گا اور اس پر جرأت ظلم شدید وجہل مدید ہوگی۔لاجرم بات وہی ہے کہ لفظ ارادۃ وافادۃ ہر طرح سے شناعت سے پاک ہے تو صرف احتمال باطل اسے ممنوع نہ کردے گا۔ورنہ سب سے بڑھ کر نماز میں تعالیٰ جدک حرام ہو کہ دوسرے معنی کس قدر شنیع وفظیع رکھتا ہے۔

سیدوحکم وغیرہ کا اطلاق ممنوع ہونے کی وجہ

ہاں صدر اسلام میں کہ شرک کی گھٹائیں عالمگیر چھائی ہوئی تھیں نقیر وقطمیر کے ساتھ نہایت تدقیق فرمائی جاتی کہ توحید بروجہ اتم اذہان میں متمکن ہو۔ولہذا نہ فقط شہنشاہ بلکہ انت سیدنا کے جواب میں ارشاد ہوا السید اللہ سید اللہ ہی ہے۔ابوالحکم کنیت پر فرمایا۔

ان اللہ ھو الحکم فلم تکنی بہ الحکم .

بیشک اللہ ہی حکم ہے اور حکم کا اختیار اسی کو ہے تو تیری کنیت ابوالحکم کیوں ہے۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے ابی شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

غلاموں کو ارشاد ہوا تھا۔

لا یقول العبد لعبدہ مولای فان مولاکم اللہ .

غلام اپنے آقا کو مولیٰ نہ کہے کیوں کہ تمھارا مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اسے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

ایک حدیث شریف میں آیا۔

لا تسموا ابناء کم حکیما و لا ابا الحکم فان اللہ ھو الحکیم العلیم.

اپنے بیٹوں کا نام حکیم یا ابوالحکم نہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی حکیم وعلیم ہے۔

ایک حدیث شریف میں آیا۔

ابغض الاسماء الی اللہ خالد و مالک و ذلک ان احدا لیس یخلد و المالک ھو اللہ .

اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ دشمن نام خالد و مالک ہیں اس لیے کہ کوئی ہمیشہ نہ رہے گا۔ اور مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

یوں ہی عزیز وحکم ناموں کو تبدیل فرمادیا۔

سنن ابی داؤد میں ہے۔

غیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسم عزیز و الحکم .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عزیز و حکم نام تبدیل فرمادیے۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

لا تسمه عزیزا.

اس کا نام عزیز نہ رکھ۔

نیز حدیث شریف میں ہے۔

نهی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ان یسمی الرجل حربا و ولیدا او مرة او الحکم او ابا الحکم.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ حرب یا ولید یا مرہ یا حکم یا ابوالحکم نام رکھا جائے۔

حالاں کہ یہ الفاظ و اوصاف غیر خدا کے لیے خود قرآن عظیم و احادیث و اقوال علماء میں بکثرت وارد۔

سید و حکم وغیرہ کہنے کا جواز

و قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انا سید ولد آدم .

میں تمام اولاد آدم کا سید و سردار ہوں۔

اسے مسلم و ابوداؤد نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ابنی ھذا سید.

بیشک یہ میرا بیٹا سید ہے یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسے بخاری نے ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا۔

و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ و رسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ .

اللہ اور اس کا رسول ہر بے مولیٰ کے مولیٰ ہیں۔

ترمذی و ابن ماجہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

لقد حکمت فیھم بحکم اللہ .

بیشک تم نے ان یہود کے بارے میں وہ حکم دیا جو خدائے تعالیٰ کا حکم تھا۔

امام مسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث روایت فرمائی۔

اسی حدیث شریف میں ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے حکم کے لیے فرمایا انھوں نے عرض کی۔

اللہ و رسولہ احق بالحکم .

حکم دینا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حق ہے۔

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکیم امتی عویم .

میری امت کے حکیم ابودرداء ہیں۔

انصار کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔

یا رسول الله انت و الله الاعز العزیز.

یارسول اللہ! خدائے تعالیٰ کی قسم حضور ہی سب سے زیادہ عزت والے ہیں، صرف حضور ہی کے لیے عزت ہے۔

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عبداللہ بن ابی منافق نے اپنے باپ سے فرمایا :

انک الذلیل و رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم العزیز.

بیشک تو ہی ذلیل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی عزیز و صاحب عزت ہیں۔

ترمذی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔

صحابۂ کرام میں بیس سے زائد کا نام حکم ہے۔ تقریباً دس کا نام حکیم اور ساٹھ سے زیادہ کا خالد اور ایک سو دس سے زیادہ کا مالک۔ ان وقائع اور ان کے امثال کثیرہ پر نظر سے ظاہر ہے کہ ایسی نہی میں شرع مطہر کا مقصود کیا ہے اور اس پر قرینہ واضحہ یہ ہے کہ خود حدیث شریف میں اس کی تعلیل یوں ارشاد ہوئی۔

لا ملک الا الله.

خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ ہی نہیں۔

ظاہر ہے کہ حصر اسی، السید هو الله و مولاکم الله کے قبیل سے ہے ورنہ خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا۔

و قال الملک انی اری (اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا)

و قال الملک ائتونی به (اور بادشاہ بولا کہ انھیں میرے پاس لاؤ)

اس مقصد کی شرح میں نکتہ واقعہ تحریم خمر ہے کہ ابتدا میں نقیر ومزفت، دبا وحنتم یعنی مضبوط برتنوں میں نبیذ ڈالنے سے منع فرمایا تھا کہ تساہل نہ واقع ہو۔ جب اس کی حرمت اور اس سے نفرت مسلمانوں کے دلوں میں جم گئی اور اس سے کامل تحفظ واحتیاط نے قلوب میں جگہ پائی، فرمایا۔

ان ظرفا لا یحل شینا و لا یحرمه .

برتن کسی چیز کو حلال وحرام نہیں کرتا۔

بالجملہ ان اکابر ائمہ وعلماء واولیاء نے مقصود پر نظر فرما کر لفظ شاہنشاہ کا اطلاق فرمایا اور جن کی نظر لفظ پر گئی منع بتایا۔ دونوں فریق کے لیے ایک وجہ موجہ ہے۔

بنی قریظہ میں نماز کی نظیر

اس کی نظیر واقعہ نماز ظہر یا عصر ہے کہ جب یہود بنی قریظہ پر لشکر کشی فرمائی عسکر ظفر میں اس منادی کا حکم فرمایا کہ

من کان سامعا مطیعا فلا یصلین العصر الا فی بنی قریظة .

جو بات سنتا اور حکم مانتا ہو وہ ہرگز عصر نہ پڑھے مگر آبادی بنی قریظہ میں۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم رواں ہوئے، راہ میں وقت عصر ہوا، اس پر دو فرقے ہو گئے بعض نے کہا لا نصلی حتی نأتیها ہم تو جب تک اس آبادی میں نہ پہنچ جائیں نماز نہ پڑھیں گے۔ کہ ہمیں ارشاد فرمادیا ہے کہ نماز وہیں پہنچ کر پڑھنا، بعض نے کہا، بل نصلی لم یرد منا ذلک بلکہ ہم نماز راہ ہی میں پڑھ لیں گے ارشاد سے مقصود جلدی تھی نہ یہ کہ نماز قضا کر دی جائے۔ غرض کچھ نے نماز راہ میں پڑھ لی اور جا ملے۔ کچھ نے نہ پڑھی یہاں تک کہ عشا کے وقت وہاں پہنچے۔ دونوں فریق کا حال بارگاہ اقدس میں معروض

ہوا۔ و لم یعنف واحدا منھم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی پر اعتراض نہ فرمایا۔

ائمہ ستہ اور امام بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔

علماء فرماتے ہیں کہ ایک فریق نے مقصود پر نظر کی اور دوسرے نے لفظ کو دیکھا۔

اقول: یعنی اور اس پر عمل خلاف مقصود نہ تھا، بخلاف جمود ظاہر یہ کہ مقصود سے یکسر دور پڑتا۔ اور احکام شرعیہ کو معاذ اللہ محض بے معنی ٹھہراتا ہے لہٰذا فریقین میں کسی پر ملامت نہ فرمائی۔ یہی حال یہاں ہے۔

ثانیاً: اسے یوں بھی تقریر کر سکتے ہیں کہ مانعین نے ظاہر نہی پر نظر کی کہ اس میں اصل تحریم ہے اور اطلاق کرنے والوں نے دیکھا کہ لفظ ارادہ وافادہ ہر طرح شناعت سے پاک ہے تو نہی صرف تنزیہی ہے کہ منافی جواز و اباحت نہیں۔ جس طرح حدیث میں ارشاد ہوا۔

لا یقل العبد ربی .

غلام اپنے آقا کو رب نہ کہے۔

اور فرمایا

لا یقل احدکم اسق ربک اطعم ربک و ضیء ربک و لا یقل احدکم ربی .

تم میں سے کوئی نہ کہے اپنے رب کو پانی پلا، اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، اور نہ کوئی کسی کو اپنا رب کہے۔

اور علماء نے تصریح فرمائی کہ یہ نہی صرف تنزیہی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں اس حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں:

النهی للادب و کراهة التنزیه لا للتحریم.

ممانعت بطور ادب ہے اور کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔

لفظ شہنشاہ کے ہم معنی الفاظ کا جواز

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ثالثاً : مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور مقدس میں فرماتا ہے :

امتلأت الارض من تحمید احمد و تقدیسه و ملک الارض و رقاب الامم.

زمین بھر گئی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد اور اس کی پاکی کے بیان سے، احمد مالک ہوا تمام زمین اور سب امتوں کی گردنوں کا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام احمد مسند، اور عبد اللہ بن احمد زوائد مسند، اور امام طحاوی شرح معانی الآثار، اور امام بغوی و ابن السکن و ابن ابی عاصم و ابن شاہین و ابن ابی خیثمہ و ابو یعلی بطریق عدیدہ حضرت اعشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

کہ وہ خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فریادی آئے اور اپنی عرضی حضور میں گزاری جس کی ابتداء یہ تھی۔

یا مالک الناس و دیان العرب

اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا و سزا دینے والے۔

مسند احمد و شرح معانی الآثار میں مالک الناس ہے۔ اور زوائد مسند نیز ثلثہ متصلہ کی روایت

؎ بعض نسخ میں۔

یا ملک الناس و دیانٌ العرب.

یعنی اے تمام آدمیوں کے بادشاہ اور عرب کے جزاء دہندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد کو سن کر حاجت روائی فرمائی۔ پر ظاہر کہ آدمیوں اور امتوں میں سلاطین وغیر سلاطین سب داخل ہیں۔ جب حضور تمام آدمیوں کے مالک، تمام آدمیوں کے بادشاہ، تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں تو بلا شبہ تمام بادشاہوں کے بھی مالک، تمام سلاطین کے بھی بادشاہ، تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہوئے۔

ملک الناس کا نسخہ تو عین مدعا ہے اور مالک الناس اس سے بھی اعظم واعلیٰ ہے کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتا ہے، ان کی گردنوں کا مالک نہیں ہوتا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم آیت وحدیث جلیل تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہیں و للہ الحمد.

زمخشری معتزلی نے کشاف سورۂ ہود میں زیر قولہ تعالیٰ و انت احکم الحاکمین اقضی القضاۃ پر اعتراض کیا۔ امام ابن المنیر سنی نے انتصاف میں اس کا رد فرمایا کہ حدیث میں ارشاد ہوا اقضاکم علی اس سے جواز ثابت ہوتا ہے یعنی جب اقضی کی اضافت سب کی طرف ہے اور اس میں قضاۃ بھی داخل تو، اقضاکم سے اقضی القضاۃ بھی حاصل۔ ظاہر ہے کہ اقضاکم عموم میں مالک الناس و ملک الناس، و مالک رقاب الامم کے برابر نہیں کہ وہ بظاہر صرف مخاطبین سے خاص ہے۔ تو ان الفاظ کریمہ سے مالک الملوک، و ملک الملوک، و مالک رقاب الملوک و شہنشاہ بدرجہ اولیٰ ثابت پس آیت و حدیث میں ان ارشادات عالیہ کا آنا دلیل روشن ہے کہ نہی صرف اسی طور پر ہے جیسے مولیٰ و سید کہنے سے منع فرمایا حالاں کہ قرآن وحدیث خود ان کا اطلاق فرما رہے ہیں۔ و للہ الحمد.

دلیل ممانعت کی تاویل

امام احمد رضا بریلوی ممانعت والی روایات کی تاویل میں مزید ارشاد فرماتے ہیں :

رابعاً : اگر یہاں کوئی حدیث دربارۂ نہی ثابت بھی ہو تو کلام مذکور اس کے لیے کافی ووافی ہے۔نظر وقت میں یہاں ایک حدیث ابن النجار ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمع رجلا یقول شاھان شاہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ ملک الملوک .

یعنی ایک شخص نے دوسرے کو پکارا، اے شاہان شاہ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا شاہان شاہ اللہ ہے۔اس کی تو صحت بھی ثابت نہیں۔

رہی حدیث جلیل صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ صحیحین وسنن ابی داؤد وجامع ترمذی میں مروی۔

اخنع الاسماء عند اللہ یوم القیامۃ رجل تسمی ملک الملوک .

روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب ناموں میں زیادہ ذلیل وخوار وہ شخص ہے جس نے اپنا نام ملک الاملاک رکھا۔

یہ بداہۃ طالب تاویل ہے کہ وہ شخص خود نام نہیں اور اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ وہ شخص سب سے برا نام ہے۔علماء نے اس میں دو تاویلیں فرمائیں۔

ایک یہ کہ مجازاً نام سے ذات مراد ہے یعنی روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب آدمیوں سے بدتر وہ شخص ہے جس نے اپنا یہ نام رکھا۔

دوسری یہ کہ خبر میں حذف مضاف ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز قیامت سب ناموں سے بدتر

یہ نام ہے۔

مصابیح واشعۃ اللمعات وسراج المنیر شرح جامع صغیر میں تاویل ثانی ذکر کی۔امام قرطبی نے مفہم اورامام نووی نے منہاج اور علامہ مفتی نے حواشی جامع صغیر میں اول پر جزم واختصار کیا۔

بلکہ تاویل دوم پر افعل التفضیل اس کے غیر پر صادق آئے گا کہ بلاشبہ ملک الاملاک نام رکھنے سے اللہ یارحمٰن نام رکھنا بدر جہابدتر وخبیث تر ہے۔

ابوالعتاہیہ شاعر کی نسبت منقول ہوا کہ اس کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمٰن (والعیاذ باللہ تعالیٰ) ذکر کیا جاتا ہے کہ پھر اس نے اس سے توبہ کر لی تھی۔

اور قاطع ہر کلام یہ کہ حدیث کی تفسیر کرنے والا خود حدیث سے بہتر کون ہوگا یہی حدیث صحیح مسلم شریف کی دوسری روایت میں ان لفظوں سے ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اغیظ رجل علی اللہ یوم القیامۃ و اخبثہ و اغیظہ رجل کان یسمی ملک الاملاک لا ملک الا اللہ .

قیامت کے دن سب سے زیادہ خدا کے غضب میں اور سب سے بڑھ کر خبیث اور سب سے زیادہ خدا کا مبغوض وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک کہا جاتا ہے، بادشاہ کوئی نہیں خدا تعالیٰ کے سوا۔

بالجملہ حدیث حکم فرما رہی ہے کہ اس نام والا روز قیامت تمام جہان سے زیادہ خدا تعالیٰ کے غضب وعذاب میں ہے۔امام قاضی عیاض نے فرمایا، سب سے بڑھ کر جس پر غضب الٰہی ہوگا۔علامہ طیبی نے کہا، اللہ تعالیٰ اسے سخت تر عذاب فرمائے گا، اور شک نہیں کہ سخت تر عذاب وغضب نہ ہوگا مگر کافر پر۔اور ملک الاملاک نام رکھنا بالاجماع کفر نہیں ہوسکتا جب تک استغراق حقیقی مراد نہ لے۔تو حاصل حدیث یہ نکلا کہ جس شخص نے بدعویٰ الوہیت وخدائی اپنا نام ملک الاملاک رکھا اس پر سب سے زیادہ سخت عذاب وغضب رب

الارباب ہے اور یہ قطعاً حق ہے اور اسے ما نحن فیه سے علاقہ نہیں۔

ممانعت کی وجہ

خامساً: اس معنی حق حقیقت سے جس میں وہ نام رکھنے والا ضرور صفت خاص رب العزت بلکہ الوہیت سے بھی بڑھ کر منزلت کا مدعی قطعاً مستحق اشد العذاب الابدی ہے۔ تنزل لیجیے تو علماء نے سبب نہی یہ بتایا ہے کہ اس نام سے اس کا متکبر ہونا پیدا ہے۔

مرقاۃ میں ہے:

الملک الحقیقی لیس الا هو و ملکیة غیره مستعارة فمن سمی بهذا الاسم نازع الله بردائه و کبریائه و لما استنکف ان یکون عبد الله جعل له الخزی علی رؤس الاشهاد.

مالک حقیقی تو وہی ذات ہے اور دوسروں کی ملکیت عارضی، لہٰذا جس نے اس نام (ملک الملوک) سے اپنا نام رکھا اس نے ردائے الٰہی اور اس کی کبریائی سے منازعت کی۔ اور جب اس نے بندۂ خدا ہونے سے تکبر کیا تو علی الاعلان ذلت و رسوائی اس کے لیے مقرر کر دی گئی۔

حاصل یہ کہ علت نہی یہ ہے کہ اس نے تکبر کیا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے سے نفرت کی۔ ان کلمات کو اگر ان کی حقیقت پر رکھئے جب تو وہی وجہ سابق ہے کہ حدیث اسی کی نسبت ہے جو حقیقی اصلی شاہنشاہی یعنی الوہیت کا مدعی اور عبدیت سے منکر ہو۔ ورنہ کم از کم اس قدر ضرور کہ علت منع تکبر بتاتے ہیں تو ممانعت خود اپنے آپ شہنشاہ کہنے سے ہوئی کہ اپنی تعظیم کی اور اپنے آپ کو بڑا جانا دوسرے نے اگر معظم دینی کی تعظیم کی، اسے خدا تعالیٰ کے بڑا کیے سے بڑا جانا تو اسے تکبر سے کیا علاقہ۔

اب یہ حدیث اس طریق کی طرف راجع ہوئی کہ آقا کو منع فرمایا کہ اپنے غلام کو اپنا بندہ نہ کہے۔

حالاں کہ قرآں وحدیث واقوال جمیع علمائے امت میں واقع ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

و الصالحین من عبادکم . اوراپنے لائق بندوں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لیس علی المسلم فی عبدہ و لا فرسہ صدقة .

مسلمان کے (عبد) غلام اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔

اس مسئلے کی تحقیق فتاوائے فقیر (امام احمد رضا) میں بحمد اللہ تعالیٰ بروجہ اتم ہے۔

حاصل یہ کہ یہ ساری ممانعتیں تکبر سے بچنے کے لیے ہیں اور یہ کہ تکبر خود اپنے کہنے میں ہوسکتا ہے دوسروں کو کہنے میں تکبر کا کیا محل۔ پھر اپنے آپ کو کہنے میں بھی حقیقۃً حکم نیت پر دائر ہوگا اگر بوجہ تکبر وتعلّی ہے قطعاً حرام ورنہ نہیں۔اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے کیا۔

اس کی نظیر یہی کہ اپنے غلام کو اے میرے بندے کہنا یہ بہ نیت تکبر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔

دوسری نظیر اپنے آپ کو عالم کہنا ہے کہ بر سبیل تفاخر حرام ورنہ جائز۔ حدیث شریف میں ہے، جو شخص یہ کہے کہ میں عالم ہوں وہ جاہل ہے۔

حالاں کہ نبی اللہ سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

انی حفیظ علیم.

بیشک میں حفاظت کرنے والا ہوں، عالم ہوں۔

تیسری نظیر اسبال ازار ہے یعنی تہبند یا پائچے ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچتے رکھنا کہ اس کے بارے میں کیا کیا سخت وعیدیں وارد، یہاں تک فرمایا کہ

تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت ان سے بات نہ کرے گا اور ان کی طرف نظر نہ فرمائے گا اور انھیں پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ تہبند لٹکانے والا اور دے کر احسان رکھنے والا، اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال چلتا کرنے والا۔

پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! بیشک میرا تہبند ضرور لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی خاص احتیاط اور خیال رکھوں، فرمایا تم ان میں سے نہیں ہو جو براہ تکبر و ناز ایسا کریں۔

امام بخاری ومسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت فرمایا۔

نام اور وصف میں فرق ہے

سادساً: حدیث میں ممانعت ہے تو نام رکھنے کی، کسی کے وصف میں کوئی بات بیان کرنے اور نام رکھنے میں بڑا بل ہے۔ آخر نہ دیکھا کہ حدیثوں میں عزیز وحکم وحکیم نام رکھنے کی ممانعت آئی اور عزت و حکم وحکمت سے قرآن وحدیث میں بندوں کا وصف فرمایا گیا، جن کی سندیں اوپر گزریں۔ نیز اس کی نظیر حابس الفیل و سائق البقرات ہے کہ رب عزوجل کے یہ نام رکھنا حرام اور وصف وارد۔

جب واقعہ حدیبیہ میں ناقہ قصوا شریف بیٹھ گئی اور لوگوں نے کہا ناقہ نے سرکشی کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہ اس نے سرکشی کی نہ اس کی یہ عادت۔

لکن حبسها حابس الفیل .

بلکہ اسے حابس فیل نے روک دیا یعنی جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو بٹھا دیا اور کعبہ معظمہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا۔ عز جلالہ۔

اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کے واقعہ میں حضرت بجیرہ طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

تبارک سائق البقات انی

رایت اللہ یھدی کل ھاد

جانوروں کا چلانے والا بابرکت ہے، میں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ ہر ہدایت چاہنے والے کو ہدایت دیتا ہے۔ (مولف)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا کلام پسند کیا اور فرمایا، اللہ تیرا منھ بے دندان نہ کرے۔ نوے برس جیے کسی دانت کو جنبش نہ ہوئی۔

حاصل بحث

اس بحث کے آخر میں امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

حاصل بحث یہ ہے تمام وہ کلام کہ ان اکابر متقدمین ومتاخرین ائمہ دین وفقہائے معتمدین و عرفائے کاملین کی طرف سے فقیر نے حاضر کیا اور ممکن کہ خود ان کے پاس اس سے بھی بہتر جواب ہو، و **فوق کل ذی علم علیم**.

سابعاً: اس سب سے قطع نظر کر کے یہی فرض کر لیجیے کہ معاذ اللہ ان تمام اکابر پر طعن ثابت ہو اور جواب معدوم تو انصافاً فقیر (امام احمد رضا) کا مصرع "حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو" اب بھی اس روش پر نہیں کہ ان ائمہ وعلماء نے قطعاً غیر خدا کو شہنشاہ وقاضی القضاۃ کہا ہے حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں بلکہ کسی عالم یا ولی یا نرے حکام دنیوی کو اور وہ مصرع اس معنی میں ہرگز متعین نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں لفظ شہنشاہ حضرت عزت جل جلالہ سے مخصوص ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو سرے سے منشاء شبہ زائل، اور اگر ہے تو جو لفظ اللہ عزوجل کے لیے خاص تھا اسے غیر اللہ پر کیوں حمل کیجیے؟ شہنشاہ سے اللہ ہی کیوں نہ مراد لیجیے کہ روضہ بمعنی قبر نہیں بلکہ خیاباں اور کیاری کو کہتے ہیں قال اللہ تعالیٰ فی روضۃ یحبرون قبر پر اس کا

اطلاق تشبیہ بلیغ ہے جیسے رایت اسدا یرمی حدیث شریف میں قبر مومن کو روضة من ریاض الجنة فرمایا۔ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری، تو روضۂ شہنشاہ کے معنی ہوئے الٰہی خیاباں، خدا کی کیاری۔ اس میں کیا حرج ہے۔

جب قرآن عظیم نے مدینہ طیبہ کی ساری زمین کی اضافت اللہ عزوجل کی طرف فرمایا۔

الم تکن ارض الله واسعة فتها جروا فیها

کیا خدا کی زمین یعنی مدینہ کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔

تو خاص روضۂ انور کو الٰہی روضہ، شاہنشاہی خیاباں، ربانی کیاری کہنے میں کیا حرج ہے۔

بایں ہمہ جب فقیر بعون القدیر آیت و حدیث سے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مالک الناس ، ملک الناس ، مالک الارض ، مالک رقاب الامم ہونا ثابت کر چکا تو لفظ پر اصرار یا خلاف دلالت پر انکار کی حاجت نہیں، یہ بھی ہمارے علماء سے بعض متاخرین کا قول ہے اس کے لحاظ سے بجائے شہنشاہ، شہ طیبہ کہیئے کہ وہ شاہ طیبہ بھی ہیں اور شاہ تمام روئے زمین بھی اور شاہ تمام اولین وآخرین بھی، جن میں ملوک وسلاطین سب داخل، بادشاہ ہو یا رعیت وہ کون ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائرہ غلامی سے باہر سر نکال سکتا ہے۔

محمد عربی کا بروئے ہر دوسرا ست
کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سراو

محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں جہاں کی عزت وآبرو ہیں، جو ان کے در کی خاک نہیں تو اس کے سر پر مٹی ہے۔ (فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ)

❁……❁……❁

مالک کونین ﷺ

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

النبی أولی بالمومنین من انفسہم

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

(الاحزاب/٦)

مالک کونین ﷺ

رب عزوجل جملہ مخلوقات کا خالق ہے اس نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کائنات اور پوری مخلوقات کا مالک بنادیا ہے اللہ تعالیٰ جس چیز کا خالق ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے مالک ہیں۔ حضور ہر چیز کے مالک ہیں یہاں تک کہ مومنین کے جان و مال کے بھی مالک ہیں بلکہ حضور مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں۔ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے کو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملکیت و ولایت میں سمجھے ورنہ وہ سنت و ایمان کی حلاوت و لذت سے محروم رہے گا۔

اس سلسلہ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے جو روح افزا اقوال وارشادات نقل فرمائے ہیں انھیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف، پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف نقلا و تذکیرا پھر علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض پھر علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحا و تفسیرا فرماتے ہیں

من لم یر ولایة الرسول علیه السلام فی جمیع احواله و لم یر نفسه فی ملکه لا یذوق حلاوة سنته.

جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کا مملوک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں نقل فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ زبور شریف

میں فرماتا ہے:

یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک من اجل ذلک بارک علیک فتقلد السیف فان بهاءک و حمدک الغالب (الی قوله) الامم یخرون تحتک کتاب حق جاء الله به من الیمن و التقدیس من جبل فاران و امتلاء ت الارض من تحمید احمد و تقدیسه و ملک الارض و رقاب الامم .

اے احمد تیرے لبوں پر رحمت نے جوش مارا میں اسی لیے تجھے برکت دیتا ہوں تو اپنی تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف ہی غالب ہے، سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی۔ سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے، بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام احمد مسند میں بطریق ابی معشر البراء ثنی صدقة بن طیسلة ثنی معن بن ثعلبة المازنی و الحی بعد ثنی الاعشی المازنی رضی الله تعالیٰ عنه اور عبداللہ بن احمد زوائد مسند میں بطریق عوف بن کهمس بن الحسن عن صدقة بن طیسلة الخ. اور امام ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں بطریق ابی معشر المذکور نحو روایة احمد سند او متنا اور ابن خیثمة و ابن شاهین بهذا الطریق و بغیره اور بغوی و ابن السکن و ابن ابی عاصم بطریق الجنید بن امین بن ذروة بن نضلة بن بهصل الحرمازی عن ابیه عن جده نضلة حضرت اعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

کہ یہ خدمت حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرض مسامع قدسیہ میں عرض کی جس کی ابتداء اس مصرع سے تھی :

یـا مـالک الـنـاس و دیـان الـعـرب

اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا وسزا دینے والے، حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر شکایت رفع فرمادی۔

یہ مالکیت حقہ صادقہ محیط شاملہ تامہ کاملہ حضور پرنور مالک الناس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخلافت کبریٰ حضرت کبریا عز وعلا تمام جہان پر حاصل ہے

قال اللہ تعالیٰ النبی اولی بالمومنین من انفسھم

نبی زیادہ والی ومالک ومختار ہے تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے۔

و قال تبارک و تعالیٰ ما کان لمومن و لا مومنة اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من انفسھم و من یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالا مبینا.

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کردیں اللہ اور اس کے رسول کسی بات کا کہ انھیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ اور رسول کا تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اولی بالمومنین من انفسھم .

میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔ (مولف)

اسے احمد اور بخاری ومسلم اور نسائی وابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(النور والضیاء فی احکام بعض الاسماء)

فاروق اعظم کا فرمان

امام ابوحذیفہ اسحاق بن بشر فتوح الشام اور حسن بن بشران اپنے فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ

ائمہ تابعین سے راوی کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں برسر منبر فرمایا

قد کنت مع رسول الله صلی الله تعالیٰ عنیه وسلم فکنت عبده و خادمه .

میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا تو میں حضور کا عبد تھا حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتی تھا۔

نیز ابن بشران امالی اور ابو احمد دہقان جزء حدیثی اور ابن عساکر تاریخ دمشق اور لالکائی کتاب السنۃ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جب امیر المومنین حضرت عمر خلیفہ ہوئے منبر اطہر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا حمد و درود کے بعد فرمایا

ایها الناس انی قد علمت انکم کنتم تونسون منی شدة و غلظة و ذلک انی کنت مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و کنت عبده و خادمه .

لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا عبد حضور کا بندہ اور حضور کا خدمت گزار تھا۔ الحدیث

(النور والضیاء فی احکام بعض الاسماء)

نبی مومنوں کے والی ہیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی و والی ہیں

اللہ عزوجل فرماتا ہے **النبی اولی بالمومنین من انفسهم**

نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اولی بالمومنین من انفسھم ۔
میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔ احمد و بخاری و مسلم اور نسائی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے یہ حدیث روایت کی۔

مد ۔ مناوی شرح میں فرماتے ہیں :

لانی الخلیفة الاکبر الممد لکل موجود

اس لیے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم اور تمام مخلوق الٰہی کا مدد رساں ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ما من مومن الا و انا اولی به فی الدنیا و الآخرۃ اقرؤا ان شئتم النبی اولی بالمومنین من انفسھم فایما مومن مات و ترک مالا فلیرثه عصبة من کانوا و من ترک دینا او ضیاعا فلیاتنی فانا مولاہ .**

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اس کا والی نہ ہوں تمھارے جی میں آئے تو یہ آیہ کریمہ پڑھو کہ نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے تو جو مسلمان مرے اور ترکہ چھوڑے اس کے وارث اس کے عصبہ ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دین یا بیکس بے زر بچے چھوڑے وہ میری پناہ میں آئے کہ اس کا مولیٰ میں ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک و بارک وسلم ۔ بخاری و مسلم اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے اور ابو داؤد و ترمذی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ حدیث روایت کی۔

امام عینی عمدۃ القاری میں زیر حدیث مذکور میں فرماتے ہیں المولیٰ الناصر یہاں مولیٰ بہ معنی مددگار ہے۔ (الامن والعلی)

اللہ ورسول نگہبان ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **اللہ و رسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ**

جس کا کوئی نگہبان نہ ہو اللہ ورسول اس کے نگہبان ہیں۔ ترمذی نے بافادۂ تحسین اور ابن ماجہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

علامہ مناوی تیسیر میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

ای حافظ من لا حافظ لہ

یعنی ارشاد حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا کوئی حافظ نہیں اللہ ورسول اس کے حافظ ہیں۔

حضور ولی وکارساز ہیں

جب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یتیم بچوں کو خدمت اقدس میں یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسے بیان کر کے فرماتے ہیں

فجاء ت امنا فذکرت یتیمنا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العیلۃ تخافین علیھم و انا ولیھم فی الدنیا و الآخرۃ .

میری ماں نے حاضر ہو کر حضور پناہ بے کساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہماری یتیمی کی شکایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالاں کہ میں ان کا ولی و کارساز ہوں دنیا وآخرت میں (الامن والعلی)

عیسیٰ علیہ السلام کے ولی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اولی الناس بعیسیٰ بن مریم فی الدنیا و الآخرۃ لیس بینی و بینہ نبی .

دنیا وآخرت میں سب سے زیادہ عیسیٰ بن مریم کا ولی میں ہوں، مجھ میں اور ان (کے بیچ) میں کوئی نبی نہیں۔ احمد و بخاری و مسلم اور ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۳۷)

نبوت وولایت

نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اس کی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اس کی اپنی ولایت اس کی نبوت سے، اور اس اختلاف میں خوض کی کوئی حاجت نہیں۔ پہلی بات ضروریات دین سے ہے اس کا اعتقاد مدار ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتی کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہمسر ہی کہے کافر۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۷۰)

حضور مالک جنت ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک مقام پر فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کی عطا سے مالک جنت ہیں، معطی جنت ہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں۔

امام حجۃ الاسلام غزالی پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ پھر علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

ان اللہ تعالیٰ ملکه الارض کلها و انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان یقطع ارض الجنة ما شاء منها لمن شاء فارض الدنیا اولی .

اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام زمینوں کا حضور کو مالک کر دیا ہے حضور جنت کی زمین میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں جاگیر بخشیں تو دنیا کی زمین کا کیا ذکر۔ (فتاویٰ رضویہ ج۶،ص۱۴۶)

زمین کے مالک

صحراؤں، جنگلوں کی افتادہ زمینیں بادشاہ کی ملک نہیں ہوتیں وہ اصل ملک خدا اور رسول پر ہیں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حدیث میں ہے۔

عادی الارض للہ و رسوله

افتادہ زمینیں اللہ ورسول کی ملک ہیں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج۳،ص۸۰۶)

اسے امام بیہقی نے شعب الایمان میں طاؤس اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے موقوفاً روایت کیا

مسلمان اور ان کا مال حضور کی ملکیت ہیں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے جان و مال کے مالک ہیں اگر وہ کسی مسلمان سے کچھ طلب فرمائیں وہ معاذ اللہ سوال نہیں بلکہ یقیناً ایسا ہے جیسے مولیٰ اپنے غلام سے اس کی کمائی کا کچھ لے

کہ غلام اور اس کی کمائی سب مولیٰ کی ملک ہے۔ اسی لیے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

ھل انا و ما لی الا لک یا رسول الله .

میں اور [illegible] [illegible] [illegible] حضوری کے [illegible] یارسول اللہ!

(فتاویٰ رضویہ ج۱ ص ۷۵۵ ۔ قوانین العلماء)

خزانہ کرم حضور کے دست رحمت میں

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں :

یوخذ من اطلاقه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الامر بالسوال ان الله تعالیٰ مکنه من عطاء کل ما اراد من خزائن الحق.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا (یعنی حضور نے ربیعہ سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے) اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔

پھر لکھا :

و ذکر ابن سبع فی خصائصه وغیره ان الله تعالیٰ اقطعه ارض الجنة یعطی منها ما شا لمن یشاء .

یعنی ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کردی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔

امام اجل ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں :

انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خلیفة الله الذی جعل خزائن کرمه و موائد

نعمہ طوع یدیہ و تحت ارادتہ یعطی منہا من یشاء و یمنع من یشاء .

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست وقدرت کے فرماں بردار اور حضور کے زیر حکم ارادہ واختیار کر دیے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔ (فتاویٰ افریقہ ۱۱۹)

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتکریم

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

لتومنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃ و أصیلا۔

تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔
(الفتح/ ۹)

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتکریم

امت پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے حقوق میں ایک نہایت ہی اہم اور بہت ہی بڑا حق یہ بھی ہے کہ ہر امتی پر فرض عین ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ سے نسبت وتعلق رکھنے والی تمام چیزوں کی تعظیم وتوقیر اور ان کا ادب واحترام کرے اور ہرگز ہرگز کبھی ان کی شان میں کوئی بے ادبی نہ کرے احکم الحاکمین کا فرمان والا شان ہے کہ :

انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا لتومنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃ و أصیلا .

بیشک ہم نے تمھیں (اے رسول) بھیجا حاضر و ناظر اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

حضور کی توہین کرنے والا کافر ہے

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس بات پر تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ :

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا، یا ان کی ذات، ان کے خاندان، ان کے دین، ان کی کسی خصلت میں نقص بتانے والا یا اس کی طرف اشارہ کنایہ کرنے والا، یا حضور کو بدگوئی کے طریقے پر کسی چیز سے تشبیہ دینے والا، یا آپ کو عیب لگانے والا، یا آپ کی شان کو چھوٹی بتانے والا، یا آپ کی تحقیر کرنے والا بادشاہ اسلام کے حکم سے قتل کردیا جائے گا۔

اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لعنت کرنے والا، یا آپ کے لیے بددعا کرنے والا، یا

آپ کی طرف کسی ایسی بات کی نسبت کرنے والا جو آپ کے منصب کے لائق نہ ہو، یا آپ کے لیے کسی مضرت کی تمنا کرنے والا، یا آپ کی مقدس جناب میں کوئی ایسا کلام بولنے والا جس سے آپ کی شان میں استخفاف ہوتا ہو، یا کسی آزمائش یا امتحان کی باتوں سے آپ کو عار دلانے والا بھی سلطان اسلام کے حکم سے قتل کر دیا جائے گا، اور وہ مرتد قرار دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور اس مسئلہ میں علماء امصار اور سلف صالحین کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسا شخص کافر قرار دے کر قتل کر دیا جائے گا۔

محمد بن سحنون علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والا اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور توہین رسالت کرنے والے کی دنیا میں یہ سزا ہے کہ وہ قتل کر دیا جائے گا۔

اسی طرح علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلقین یعنی آپ کے اصحاب، آپ کے اہل بیت، آپ کی ازواج مطہرات وغیرہ کو گالی دینے والے کے بارے میں فرمایا کہ

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اہل بیت اور آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کے اصحاب کو گالی دینا، یا ان کی شان میں تنقیص کرنا حرام ہے اور ایسا کرنے والا ملعون ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس قدر ادب و احترام کرتے تھے اور آپ کی مقدس بارگاہ میں اتنی تعظیم و تکریم کا مظاہرہ کرتے تھے کہ عروہ بن مسعود ثقفی جب کہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کفار مکہ کے نمائندہ بن کر میدان حدیبیہ میں گئے تھے تو وہاں سے واپس آکر انھوں نے کفار کے مجمع میں علی الاعلان یہ کہا تھا کہ:

اے میری قوم! میں نے بادشاہ روم قیصر اور بادشاہ فارس کسریٰ اور بادشاہ حبشہ نجاشی، سب کا دربار دیکھا ہے مگر خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے نہیں دیکھا

جتنی تعظیم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کبار اپنے آقائے نامدار کے دربار میں تعظیم وتکریم کے جذبات سے سرشار رہتے تھے۔

سر پر چڑیاں

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرین مجلس کے ساتھ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سیرت مقدسہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

جس وقت آپ کلام فرماتے تھے تو آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے صحابہ کرام اس طرح سر جھکا کر خاموش اور سکون کے ساتھ بیٹھے رہا کرتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں، جس وقت آپ خاموش ہو جاتے تو صحابہ کرام گفتگو کرتے اور کبھی آپ کے سامنے کلام میں تنازعہ نہیں کرتے اور جو آپ کے سامنے کلام کرتا آپ توجہ کے ساتھ اس کے کلام کو سنتے رہتے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو جاتا۔

عمرو بن العاص کے تین دور

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بستر موت پر اپنے صاحبزادے سے اپنی زندگی کے تین دور کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پہلی حالت یہ تھی کہ میں کفر کی حالت میں سب سے زیادہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو یقیناً میں دوزخی ہوتا۔

دوسری حالت مسلمان ہونے کے بعد تھی کہ کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا اور میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ عظمت وجلالت والا کوئی بھی نہ تھا اور میں

آپ کی ہیبت کی وجہ سے آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر مجھ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیہ دریافت کیا جائے تو میں اچھی طرح بیان نہیں کر سکتا، اگر میں اس حال پر مر گیا تو مجھے امید ہے کہ میں اہل جنت میں سے ہوتا۔

تیسری حالت میری گورنری اور حکومت کی تھی جس میں مجھے اپنا حال معلوم نہیں۔

کون بڑا

امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قباث بن اشیم سے پوچھا کہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ؟ انھوں نے کہا کہ بڑے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں مگر میری پیدائش حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ہوئی ہے۔

حضرت براء کا ادب

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ دریافت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر کمال ادب اور آپ کی ہیبت سے برسوں دریافت نہیں کر سکتا تھا۔ (مولف) (سیرت مصطفیٰ)

تعظیم رسول کے بغیر عبادت مقبول نہیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور اس کے بغیر عبادت قبول نہ ہونے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا :

لتومنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃ و اصیلا۔

تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ و رسول پر اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو۔

تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیم رسول مقبول نہیں، اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں۔ یوں تو عبداللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبد مصطفیٰ ہے ورنہ عبد شیطان ہوگا۔ (الملفوظ حصہ اول)

عبدالمصطفیٰ ہی درحقیقت مومن ہے

عبداللہ بمعنی خلق خدا و ملک خدا تو ہر مومن و کافر ہے، مومن وہی ہے جو عبدالمصطفیٰ ہے۔

امام الاولیاء و مرجع العلماء سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

من لم یر نفسه فی ملک النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا یذوق حلاوة الایمان.

جو اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک نہ جانے ایمان کا مزہ نہ چکھے گا۔

آخر نہ دیکھا جب اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور اسی نور کی تعظیم کے لیے تمام ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کو سجدہ کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا ابلیس لعین نے نہ کیا، کیا وہ اس وقت عبداللہ ہونے سے نکل گیا؟ اللہ کا مخلوق، اللہ کا مملوک نہ رہا؟ حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفیٰ کی تعظیم کو سر نہ جھکا، عبدالمصطفیٰ نہ بنا لہٰذا مردود ابدی وملعون سرمدی ہوا۔ آدمی کو اختیار ہے چاہے عبدالمصطفیٰ بنے اور ملائکہ مقربین کا ساتھی ہو یا اس سے انکار کرے اور ابلیس لعین کا ساتھ دے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

و انکحوا الایامی منکم و الصالحین من عبادکم و امائکم.

تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انھیں بیاہ دو اور تمھارے بندوں اور تمھاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کر دو۔ کہ ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لیس علی المسلم فی عبدہ و لا فرسہ صدقۃ.**

مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوۃ نہیں۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ بر سر منبر فرمایا

کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کنت عبدہ و خادمہ.

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ میں حضور کا بندہ تھا اور حضور کا خدمت گار تھا۔

مثنوی شریف میں قصہ خریدار بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔

گفت ما دو بندگان کوئے تو
کردمش آزاد ہم بر روئے تو

اللہ عزوجل فرماتا ہے **قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ**

اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انک ھو الغفور الرحیم.

اے محبوب تم اپنی تمام امت سے یوں خطاب فرماؤ کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے وہی ہے بخشنے والا مہربان۔

بندۂ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم را بخواں قل یاعباد
یاعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

یہ سب دلائل اس بات پر ہیں کہ عبدالمصطفیٰ ہی درحقیقت عبداللہ ہے۔ (احکام شریعت دوم)

ذکر اقدس کے وقت قیام

جو لوگ ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کو بدعت وناجائز کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ پورا بیان تو بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے اور آخر میں قیام کیا جاتا ہے یا تو پورا بیان حالت قیام میں پڑھا جائے یا اگر ایسا نہیں تو آخر میں بھی قیام نہ کیا جائے کہ ایسا کرنا بدعت ہے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ اس بات کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تعظیم ذات باختلاف حالات مختلف ہوتی ہے معظم کے قدوم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت باادب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے۔ ذکر شریف میں بھی ذکر قدوم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم باادب قعود سے۔

(احکام شریعت حصہ دوم)

اصل ایمان

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم ومحبت اصل ایمان ومدار ایمان ہے، جس کے بغیر عبادت مقبول نہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے

لتومنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ .

یعنی یہ رسول کا بھیجنا کس لیے ہے خود فرماتا ہے، اس لیے کہ تم اللہ ورسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

معلوم ہوا کہ دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل وبیکار کیا چاہتا ہے۔

بارگاہ رسالت کا ادب

قرآن عظیم میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون.

اے ایمان والو نہ بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اور اس کے حضور چلا کر نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روضۂ انور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا فرمایا کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے اور یہی آیت تلاوت کی۔ (الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ)

محبت رسول مدار ایمان ہے

اہل سنت و جماعت کا مدار ایمان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہے جب تک اپنے ماں باپ اولاد وتمام جہان سے زیادہ حضور کی محبت نہ رکھے مسلمان نہیں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین.

تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اس کے ماں باپ اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔ (اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند وبیان الشہادۃ)

تعظیم رسول مدار ایمان ہے

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مدار ایمان ہے جو ان کی تعظیم نہ کرے کافر ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے جسے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے نہ ہوں مسلمان نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی تصدیق میں ہے، معاذ اللہ تکذیب سے بڑھ کر اور کیا توہین ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اِتباع حق میں ہے معاذ اللہ ان پر افترا کرنا گویا دشمنی ہے۔

حکم تعظیم

افعال تعظیم ومحبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لیے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو، جیسے سجدہ۔ وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل نے مطلق بلاتقیید وتحدید انبیاء واولیاء علیہم افضل

الصلاۃ والثناء کا حکم فرمایا:

قال اللہ تعالیٰ : و تعزروہ و توقروہ .

رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

و قال تعالیٰ فالذین آمنوا بہ و عزروہ و نصروہ و اتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون.

جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم ومدد اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے۔

و قال تعالیٰ لئن اقمتم الصلاۃ و اتیتم الزکوۃ و امنتم برسلی و عزرتموھم و اقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاتکم و لادخلنکم جنت تجری من تحتھا الانھر.

اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کے لیے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹا دوں گا اور ضرور تمھیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ (فتاویٰ افریقہ)

ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا تعظیم ہے

قیام، وقت ذکر ولادت خیر الانام علیہ وعلی آلہ وافضل الصلاۃ والسلام صدہا سال سے بلاد دار الاسلام میں رائج ومعمول اور اکابر ائمہ وعلماء میں مقرر ومقبول۔ شرع میں اس سے منع مفقود اور بے منع شرعی، منع مردود۔ علی الخصوص حرمین طیبین کہ معظمہ ومدینہ منورہ صلی اللہ علی منورہما وبارک وسلم کہ مبدء ومرجع دین

وایمان ہیں وہاں کے اکابر علماء ومفتیان مذاہب اربعہ مدتہامدت سے اس فعل کے فاعل و عامل وقائل وقابل ہیں۔ائمہ معتمدین نے اسے حرام نہ فرمایا بلکہ بلاشبہ مستحب و مستحسن ٹھہرایا۔

علامہ جلیل الشان علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرت مبارکہ انسان العیون میں تصریح فرمائی کہ یہ قیام بدعت حسنہ ہے اور ارشاد فرماتے ہیں۔

و قد وجد القيام عند ذكر اسمه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من عالم الامة و اقتداء الائمة دينا و ورعا تقى الدين سبكى رحمة الله تعالىٰ عليه و تابعه على ذلك مشايخ الاسلام فى عصره ، فقد حكى بعضهم ان الامام السبكى اجتمع عنده جمع كثير من علماء عصره فانشد فيه قول الصرصرى فى مدحه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.

قليل لمدح المصطفىٰ الخط بالذهب　　　على فضة من خط احسن من كتب

و ان ينهض الاشراف عند سماعه　　　قياما صفوفا او جثيا على الركب

فعند ذلك قام الامام السبكى و جميع من فى المجلس فحصل انس كثير بذلك المجلس و كفى ذلك فى الاقتداء.

بیشک وقت ذکر نام پاک حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام قیام کرنا امام تقی الملۃ والدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پایا گیا جو اس امت مرحومہ کے عالم اور دین وتقوی میں اماموں کے امام ہیں اور اس قیام پر ان کے معاصرین ائمہ کرام مشائخ الاسلام نے ان کی متابعت کی ،بعض علماء یعنی انھیں امام اجل کے صاحبزادے امام شیخ الاسلام ابونصر عبدالوہاب بن ابی الحسن تقی الملۃ والدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں نقل فرمایا کہ امام سبکی کے حضور ایک جماعت کثیر اس زمانہ کے علماء کی مجتمع ہوئی۔اس مجلس میں کسی نے امام صرصری کے یہ اشعار نعت حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

مدح مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے یہ تھوڑا ہے کہ سب سے اچھا خوش نویس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھی جائے۔ اور جو لوگ شرف دینی رکھتے ہیں وہ ان کی نعت سن کر صف باندھ کر سرو قد یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں۔

ان اشعار کے سنتے ہی حضرت امام سبکی و جملہ علماء کرام حاضرین مجلس مبارک نے قیام فرمایا اور اس کی وجہ سے اس مجلس میں نہایت انس حاصل ہوا۔ علامہ جلیل حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس قدر پیروی کے لیے کفایت کرتا ہے۔

عارف باللہ مولانا سید جعفر برزنجی قدس سرہ العزیز ''عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر'' میں فرماتے ہیں:

قد استحسن القیام عند ذکر ولادۃ الشریفۃ ائمۃ روایۃ و درایۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایۃ مرامہ و مرماہ.

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحب روایت و درایت تھے تو شادمانی اس کے لیے جس کی نہایت مراد و مقصود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۶۰، ۶۱۔ اقامۃ القیامۃ)

فاضل اجل سیدی جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین علوی مدنی نے اس کی شرح الکوکب الازہر علی عقد الجوہر میں اس مضمون پر تقریر فرمائی۔

فقیہ محدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطی اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں:

القیام عند ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر لا شک فی استحبابہ و استحسانہ و ندبہ یحصل لفاعلہ من الثواب الاوفر و الخیر

الاکبر لانہ تعظیم ای تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللہ بہ من ظلمات الکفر الی الایمان و خلصنا اللہ بہ من نار الجھل الی جنات المعارف و الایقان فتعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہ مسارعة الی رضاء رب العالمین و اظھار اقوی شعائر الدین و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب و من یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ .

قرأت مولود شریف میں ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو قیام کرنا بے شک مستحب و مستحسن ہے جس کے فاعل کو ثواب کثیر و فضل کبیر حاصل ہوگا کہ وہ تعظیم ہے اور کیسی ہے تعظیم ان نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی جن کی برکت سے اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں ظلمات کفر سے نور ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں دوزخ جہل سے بچا کر بہشت معرفت ویقین میں داخل فرمایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں خوشنودی رب العالمین کی طرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعائر دین کا آشکار ہونا اور جو تعظیم کرے شعائر خدا کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔

پھر بعد نقل دلائل فرمایا ہے۔

فاستفید من مجموع ما ذکرنا استخباب القیام لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند ذکر ولادتہ لما فی ذلک من التعظیم لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقال القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدعة لا نا نقول لیس کل بدعة مذمومة کما اجاب بذلک الامام المحقق الولی ابو ذرعة العراقی حین سئل عن فعل المولد استحب او مکروہ و ھل ورد فیہ شی او فعل بہ من یقتدی بہ فاجاب بقولہ الولیمة و اطعام الطعام مستحب کل وقت فکیف اذا انضم الی ذلک السرور بظھور نور النبوة

فی ھذا الشھر الشریف و لا تعلیم ذلک عن السلف و لا یلزم من کونہ بدعة مکروھةفکم من بدعة مستحبة بل واجبة اذا لم تنضم بذلک مفسد و اللہ الموفق.

یعنی ان سب دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر ولادت شریف کے وقت قیام مستحب ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے کوئی یہ نہ کہے کہ قیام تو بدعت ہے اس لیے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی جیسا کہ یہی جواب دیا امام محقق ولی ابوزرعہ عراقی نے جب ان سے میلاد کو پوچھا تھا کہ مستحب ہے یا مکروہ اور اس میں کچھ وارد ہوا ہے یا کسی پیشوانے کی ہے تو جواب میں فرمایا ولیمہ اور کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے پھر اس صورت کا کیا پوچھنا جب اس کے ساتھ اس ماہ مبارک میں ظہور نبوت کی خوشی مل جائے اور ہمیں یہ امر سلف سے معلوم نہیں نہ بدعت ہونے سے کراہت لازم کہ بہتیری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ کوئی خرابی مضموم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں :

قد اجتمعت الامة المحمدیة من اھل السنة و الجماعت علی استحسان القیام المذکور و قد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالة .

بیشک امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہل سنت وجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

امام علامہ مدالقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

جرت عادة القوم بقیام الناس اذا انتھی المداح الی ذکر مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ھی بدعة مستحبة لما فیہ من اظھار السرور و التعظیم الخ نقلہ المولیٰ الدمیاطی .

یعنی عادت قوم کی جاری ہے کہ جب مدح خواں ذکر میلاد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ بدعت مستحبہ ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش پر خوشی اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے۔

علامہ ابو زید اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں۔

استحسن القیام عند ذکر الولادۃ.

ذکر ولادت کے وقت قیام مستحسن ہے۔

خاتمۃ المحدثین زین الحرم عین الکرم مولانا سید احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی اپنی کتاب مستطاب الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیہ میں فرماتے ہیں :

من تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفرح بلیلۃ و لادۃ قراء ۃ المولد و القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اطعام الطعام و غیر ذلک مما یعتاد الناس فعلہ من انواع البر فان ذلک کلہ من تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قد افردت مسئلۃ المولد و ما یتعلق بھا بالتالیف و اعتنی بذلک کثیر من العلماء فالفوا فی ذلک مصنفات مشحونۃ بالادلۃ و البراھین فلا حاجۃ لنا الیٰ اطالتہ بذلک .

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے حضور کی شب ولادت کی خوشی کرنا اور مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور مجلس شریف میں حاضرین کو کھانا دینا اور ان کے سوا اور نیکی کی باتیں کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ یہ سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں اور یہ مسئلہ مجلس میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں اور بکثرت علماء دین نے اسکا اہتمام فرمایا اور دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں اس میں تالیف فرمائیں تو ہمیں اس مسئلہ میں تطویل کلام کی

حاجت نہیں۔

شیخ مشائخنا خاتمة المحققین امام العلماء سید المدرسین مفتی الحنفیة بمکة المحمیه سیدنا برکتنا علامه جمال بن عبد الله بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں :

القیام عند ذکر مولده الا عطر صلی الله تعالیٰ علیه وسلم استحسنه جمع من السلف فهو بدعة حسنة .

ذکر مولد اعطر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کو ایک جماعت سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعت حسنہ ہے۔

پھر علامہ انباری کی موردالظمآن سے نقل فرماتے ہیں :

قال الامام السبکی و جمیع من بالمجلس و کفی بمثل ذلک فی الاقتداء آه ملخصا .

امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس نے قیام کیا اور اس قدر اقتدا کے لیے بس ہے۔

مولانا جمال عمر قدس سرہ کے اس فتویٰ پر موافقت فرمائی مولانا صدیق بن عبدالرحمٰن کمال مدرس مسجد حرام اور حضرت علامۃ الوریٰ علم الہدیٰ مولانا وشیخنا وبرکتنا السید احمد زین دحلان شافعی اور مولانا محمد بن محمد کتبی مکی اور مولانا حسین بن ابراہیم مکی مالکی مفتی مالکیہ وغیرہم اکابر علماء نے نفعنا اللہ تعالیٰ بعلومھم آمین۔

یہی مولانا حسین دوسری جگہ فرماتے ہیں استحسنه کثیر من العلماء و هو حسن لما یجب علینا تعظیمه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم .

اسے بہت علماء نے مستحسن رکھا۔ اور وہ حسن ہے کہ ہم پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے

مولانا محمد بن یحیی حنبلی مفتی حنابلہ فرماتے ہیں **نعم یجب القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذ یحضر روحانیته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فعند ذلک یجب التعظیم و القیام**

ہاں ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام ضرور ہے کہ روح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم وقیام ضرور ہوا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ'' **یجب القیام** '' سے مراد تاکید ہے محل ادب میں ایسا بولا جاتا ہے جیسے عرف ومحاورہ میں خاص دوست کے لیے کہا جاتا ہے **حقک واجب علی** یعنی مجھ پر تمھارا حق واجب ہے۔

مولانا عبداللہ بن محمد مفتی حنفیہ فرماتے ہیں **استحسنه کثیرون**

اسے بہت علمائے مستحسن رکھا ہے۔

شیخ مشائخنا مولانا الامام الاجل الفقیہ المحدث سراج العلماء عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ فرماتے ہیں **توارثه الائمة الاعلام و اقره الائمة و الحکام من غیر نکیر منکرورر درادو لهذا کان حسنا و من یستحق التعظیم غیره صلی اللہ تعالیٰ علیه و سلم و یکفی اثر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه ما راه المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن.**

یہ قیام مشہور بڑے بڑے اماموں میں متوارث چلا آتا ہے اور اسے ائمہ وحکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد وانکار نہ کیا لہٰذا یہ مستحب ٹھہرا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اور کون مستحق تعظیم ہے اور سیدنا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جس چیز کو اہل اسلام نیک سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک ہے۔

اسی طرح مفتی عمر بن ابی بکر شافعی نے اس کے استحباب واستحسان پر تصریح فرمائی۔

فتوائے علماء حرمین محترمین جس پر مفتی مکہ معظمہ مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی اور رئیس العلماء شیخ المدرسین مولانا جمال حنفی اور مفتی مالکیہ مولانا حسین ابراہیم کمی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی اور مدرس مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولانا محمد بن محمد غرب شافعی اور مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی اور فقیہ جلیل مولانا عبدالجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ منورہ اور مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی کی مہریں ہیں اور اصل فتویٰ مزین بخطوط ومشاہیر علماء ممدوحین فقیر نے بچشم خود دیکھا اور مدتوں فقیر کے پاس رہا جس میں اکثر مسائل متنازع فیہا پر بحث فرمائی ہے۔ اور بدلائل باہرہ مذہب وہابیت کو سراسر باطل ومردود ٹھہرایا ہے۔ اس میں دربارۂ قیام مذکور

و اما قيام اهل الاسلام عند ذكر ولادته عليه الصلاة و السلام فى ذلك المحفل اشاعة للتعظيم و اظهارا للاحترام فقد صرح فى انسان العيون المشهور بالسيرة الحلبية باستحسانه كذلك و قال العلامة البرزنجى فى رسالة المولد قداستحسن القيام عند ذكر مولده الشريف ائمة ذو دراية و رواية فطوبى لمن كان تعظيمه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم غاية مرامه و مرماه انتهى بلفظه امام الحكم بحرمت ذلك التعظيم و ممانعة بدليل عدم ذكره بالخصوص فى السنة فهو فاسد عند جمهور المحققين قال فى عين العلم و الاسرار بالمساعدة فيما لم ينه عنه و صار مضاوا بعد عصرهم حسن و ان كان بدعة الخ اقول والدليل على هذا ما روى ابن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه مرفوعا و موقوفا ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن و قوله عليه

الصلاة و السلام خالقوا الناس باخلاقهم رواه الحاكم و قال صحيح على شرط الشيخين و قال الامام حجة الاسلام فى الاحياء الادب الخامس موافقة القوم فى القيام اذا قام واحد منهم فى وجد صادق غير رياء او تكلف او قام باختيار من غير وجد فلا بد من الموافقه و ذلک من ادب الصحبة و لكل قوم رسم و لا بد من مخالفة الناس باخلاقهم كما ورد فى الخبر لا سيما اذا كانت اخلاقا فيها حسن العشرة و طيب القلب و قول القائل ان ذلک بدعة لم يكن فى الصحابة فليس كلما يحكم باباحة منقولا عن الصحابة وانما المخدور بدعة تراخم منه مامورا بها و لم ينقل النهى عن شى من هذا و كذلک سائر انواع المساعدات اذا قصد بها تطيب القلب و اصطلح عليهما جماعة فالاحسن المساعدة عليها الا فيما ورد نهى لا يقبل التاويل انتهى كلام الامام حجة الاسلام باختصار المرام .

یعنی ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت اس محفل میں اہل اسلام کا اشاعت تعظیم واظہار احترام کے لیے قیام کرنا بتصریح انسان العیون مشہور بہ سیرت حلبیہ مستحسن ہے۔ اور علامہ برزنجی رسالہ مولد میں فرماتے ہیں قیام وقت ذکر مولد شریف ائمہ ذو درایت وروایت کے نزدیک مستحب ہے تو خوشی ہوا سے جس کی غایت مراد ومرام تعظیم حضور سید الانام علیہ الصلاۃ والسلام ہے انتہی اور اس تعظیم کو بدیں وجہ کہ اس خصوصیت کے ساتھ حدیث میں مذکور نہیں حرام وممنوع کہنا جمہور محققین کے نزدیک فاسد ہے عین العلم میں فرماتے ہیں جس چیز سے شروع میں نہی نہ آئی اور بعد زمانہ سلف کے لوگوں میں جاری ہوئی اس میں موافقت کر کے مسلمانوں کا دل خوش کرنا بہتر ہے اگر چہ وہ چیز بدعت ہی ہو الخ میں کہتا ہوں اور اس پر دلیل وہ حدیث جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد اور خود ان کے قول سے مروی ہوئی کہ اہل اسلام جس چیز کو نیک جانیں وہ خدا کے نزدیک بھی نیک

ہے اور وہ حدیث کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرو حاکم نے اسے روایت کیا اور کہا کہ بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام حجۃ الاسلام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں پانچواں ادب قوم کی موافقت کرنا ہے قیام میں جب کوئی ان میں سے سچے وجد میں بے نمائش وتکلف یا بلا وجد اپنے اختیار سے کھڑا ہو تو ضرور ہے کہ سب حاضرین اس کی موافقت کریں اور کھڑے ہو جائیں کہ یہ آداب صحبت سے ہے اور ہر قوم کی ایک رسم ہوتی ہے اور لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا اور خصوصاً جب ان عادتوں میں اچھا برتاؤ اور دلوں کی خوشنودی ہو اور کہنے والے کا یہ کہنا کہ یہ بدعت ہے صحابہ سے ثابت نہیں تو یہ کب ہے کہ جس چیز کے جواز کا حکم دیا جائے وہ صحابہ سے منقول ہو بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت مامور بہا کا کاٹ کرے اور ان باتوں سے نہی کہیں نہ آئی اور ایسے ہی سب مساعدتیں جب ان کے دل خوش کرنا مقصود ہوا اور ایک جماعت نے اس پر اتفاق کر لیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ ان کی موافقت کی جائے مگر ان باتوں میں جن سے ایسی صریح نہی وارد ہوئی کہ لائق تاویل بھی نہیں یہاں تک امام حجۃ الاسلام غزالی کا ارشاد تھا کہ باختصار منقول ہوا۔ انتہی۔

ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا مستحب ومستحسن ہے

آخر روضۃ النعیم میں جو فتوائے علماء کرام مطبوع ہوئے ان میں فتوائے ۸؍حضرات علماء مدینہ منورہ میں بعد اثبات حسن وخوبی محفل میلاد شریف مذکور

و الحاصل ان ما یضع من الولائم فی المولد الشریف و قراءته بحضرة المسلمین و انفاق المبرات و القیام عند ذکر ولادت الرسول الامین صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و رش ماء الورد و ایقاد البخور و تزیین المکان و قراة شی من القران و الصلاة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و اظهار الفرح و السرور فلا شبهة فی انه

بدعة حسنة مستحبة و فضيلة شريفة مستحسنة اذ ليس كل بدعة حراما بل قد تكون واجبة كنصب الادلة للرد على الفرق الضالة و تعليم النحو و سائر العلوم المعينية على فهم الكتاب و السنة كما ينبغي و مندوبة كبناء الربط و المدارس و مباحة كالتوسع في الماكل و المشارب اللذيذة و الثياب كما في شرح المناوى على جامع الصغير عن تهذيب النووى فلا ينكرها الا مبتدع و للااستماع لقوله بل على حاكم الاسلام ان يعزره و الله تعالىٰ اعلم .

یعنی خلاصہ مقصود یہ ہے کہ میلاد شریف میں ولیمے کرنا اور حال ولادت مسلمانوں کو سنانا اور خیرات ومبرات بجالانا اور ذکر ولادت رسول امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور گلاب چھڑکنا اور خوشبوئیں سلگانا اور مکان آراستہ کرنا اور کچھ قرآن پڑھنا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور فرحت وسرور کا ظاہر کرنا بیشک بدعت حسنہ مستحبہ اور فضیلت شریفہ مستحسنہ ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں کے رد کے لیے دلائل قائم کرنا اور نحو وغیرہ وہ علوم سیکھنا جن کی مدد سے قرآن وحدیث بخوبی سمجھ میں آسکیں اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے سرائیں اور مدرسے بنانا کبھی مباح جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑوں میں وسعت کرنا جیسا کہ علامہ مناوی نے شرح جامع صغیر میں تہذیب امام علامہ نووی سے نقل کیا تو ان امور کا انکار وہی کرے گا جو بدعتی ہوگا۔ اس کی بات سننا نہ چاہیے بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے کہ اسے سزا دے واللہ تعالیٰ اعلم۔ انتہی۔

اس فتویٰ پر مولانا عبدالباری وابراہیم بن خیار وغیرہما تیں علماء کی مہریں ہیں اور فتوائے علماء مکہ معظمہ میلاد وقیام کا استحباب علمائے سلف سے نقل کر کے فرماتے ہیں :

فالمنكر لهذا مبتدع بدعة سيئة مذمومة لانكاره على شى حسن عند الله و المسلمين كما جاء في حديث ابن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه قال ما راه المسلمون

حسنا فهو عند الله حسن و المراد من المسلمين ههنا الذين كملو الاسلام كالعلماء العالمين و علماء العرب و المصر و الشام و الروم و الاندلس كلهم رواه حسنا من زمان السلف الى الآن فصار الاجماع و الامر الذى ثبت به اجماع الامة فهو حق ليس بضلال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لا تجتمع امتى على الضلالة فعلى حاكم الشرع تعزيز المنكر و الله تعالىٰ اعلم .

پس مجلس و قیام کا منکر بدعتی ہے اور اس منکر کی بدعت سیۂ و مذمومہ کہ اس نے ایسی چیز پر انکار کیا جو خدا و اہل اسلام کے نزدیک نیک تھی جیسا کہ حدیث بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آیا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اعتقاد کریں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور یہاں مسلمانوں سے کامل مسلمان مراد ہیں جیسے علمائے باعمل اور اس مجلس و قیام کو عرب و مصر و شام و روم و اندلس کے تمام علمائے سلف نے آج تک مستحسن جانا تو اجماع ہو گیا اور جو امر اجماع امت سے ثابت ہو وہ حق ہے گمراہی نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر اجتماع نہیں کرتی پس حاکم شرع پر لازم ہے کہ منکر کو سزا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ انتہی

اس فتویٰ پر حضرت سید العلماء احمد دحلان مفتی شافعیہ و جناب مستطاب شیخنا و برکتنا سراج الفضلاء مولانا عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ و مولانا حسن مفتی حنابلہ و مولانا محمد شرقی مفتی مالکیہ وغیرہم پینتالیس علماء کی مہریں ہیں اور فتوائے علمائے جدہ میں مجیب اول مولانا ناصر بن علی بن احمد۔ مجلس میلاد اور اس میں قیام و تعیین یوم و تزئین مکان و استعمال خوشبو و قرات قرآن و اظہار سرور و اطعام طعام کی نسبت فرماتے ہیں :

بهذه الصورة المجموعة من الاشياء المذكورة بدعة خسنة مستحبة شرعا لا ينكر ها الا من فى قلبه شعبة من شعب النفاق و البغض له صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و كيف يسوغ له ذلك مع قوله تعالىٰ و من يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب .

جس مجلس میں یہ سب باتیں کی جائیں وہ شرعاً بدعت حسنہ ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق کی شاخوں سے ایک شاخ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت ہے اور یہ انکار اسے کیوں کر روا ہوگا۔ حالاں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔

مولانا عباس بن جعفر بن صدیق فرماتے ہیں

ما اجاب به الشيخ العلامة فهو الصواب لا يخالفه الا اهل النفاق و ما فی السوال فهو حسن كيف و قد قصد بذلک تعظيم المصطفیٰ صلی الله تعالیٰ عليه وسلم لا حرمنا الله تعالیٰ من زيارة فی الدنيا و لا من شفاعة فی الاخرى و من انكر من ذلک فهو محروم .

شیخ علامہ ناصر بن احمد بن علی نے جواب دیا وہی حق ہے اس کے خلاف نہ کریں گے مگر منافقین اور جو کچھ سوال میں مذکور ہے سب حسن ہے اور کیوں نہ حسن ہو کہ اس سے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں محروم نہ کرے ان کی زیارت سے دنیا میں اور نہ ان کی شفاعت سے آخرت میں اور جو اس سے انکار کرے گا وہ ان دونوں سے محروم ہے

مولانا احمد فتاح لکھتے ہیں:

اعلم ان ذكر ولادة النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم ما وقع من المعجزات و الحضور لسماعه سنة بلا شک و ريب لكن من هذه الصورة المجموعة من الاشياء المذكورة كما هو المعمول فی الحرمين الشريفين و جمع ديار العرب بدعة حسنة مستحبة يثاب فاعلها و يعاقب منكرو ما نعها .

جان تو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ومعجزات کا ذکر اور اس کے سننے کو حاضر ہونا بیشک سنت ہے مگر یہ ہیئت مجموعی جس میں قیام وغیرہ اشیائے مذکورہ ہوتی ہیں جیسا کہ حرمین شریفین اور تمام دیار عرب کا معمول ہے اور یہ بدعت حسنہ مستحبہ ہے جس کے کرنے والے کو ثواب اور منکر ومانع پر عذاب۔

مولانا محمد بن سلیمان لکھتے ہیں :

نعم اصل ذکر المولد الشریف و سماعه سنة و بهذه الکیفیة المجموعة بدعة حسنة مستحبة و فضیلة عظیمة مقبولة عند الله تعالیٰ کما جاء فی اثر عبد الله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن و المسلمون من زمان السّلف الی الآن من اهل العلم و العرفان کلهم راه حسنا بلا نقصان فلا ینکر و لا یمنع من ذلک الا مانع الخیر و الاحسان و ذلک عمل الشیطان .

ہاں اصل ذکر مولد شریف اور اس کا سننا سنت ہے اور اس کیفیت مجموعی کے ساتھ جس میں قیام وغیرہ ہوتا ہے۔ بدعت حسنہ مستحبہ اور بڑی فضیلت پسندیدۂ خدا ہے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وارد جسے مسلمان نیک سمجھیں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور مسلمان سلف سے آج تک علماء اولیاء سب اسے مستحسن بلانقصان سمجھتے آئے تو اس سے منع وانکار نہ کرے گا مگر وہ کہ خیر اور بھلائی سے روکنے والا ہوگا اور یہ کام شیطان کا ہے۔

مولانا احمد جلیس لکھتے ہیں :

الحمد لله و کفی و الصلاة و السلام علی المصطفیٰ نعم ذکر ولادة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و معجزة و حلیة و الحضور لسماعه و تزئین المکان و رش ماء الورد و البخور بالعود وتعیین الیوم والقیام عند ذکر ولادته صلی الله تعالیٰ علیه

وسلم و اطعام الطعام و تقسیم التمر و قراء ۃ شی من القران کلها مستحبة بلا شک و ریب و الله تعالیٰ اعلم بالغیب .

خدا کو حمد ہے اور وہ کافی ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود۔ ہاں ولادت ومعجزات وحلیہ شریفہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنا اور اس کے سننے کو حاضر ہونا اور مکان سجانا اور گلاب چھڑکنا اور اگر بتی سلگانا اور دن مقرر کرنا اور ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور کھانا کھلانا اور خرمے بانٹنا اور قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھنا سب بلا شک وشبہ مستحب ہے۔

مولانا محمد صالح لکھتے ہیں :

امة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من العرب و المصر و الشام و الروم و الاندلس و جمیع بلاد الاسلام مجتمع علی استحبابه و استحسانه .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت عرب ومصر شام وروم واندلس وتمام بلاد الاسلام سے اس کے استحباب واستحسان پر اجماع واتفاق کیے ہوئے ہیں اور اسی طرح احمد بن عثمان واحمد بن عجلان ومحمد صدقہ وعبد الرحیم بن محمد زبیدی نے لکھا اور تصدیق کیا تھا۔

فتاوائے علماء جدہ میں مولانا یحییٰ بن اکرم فرماتے ہیں :

الف فی ذلک العلماء و حثوا علی فعله فقالوا لا ینکر ها الا مبتدع فعلی حاکم الشریعة ان یعزره .

علماء نے اس بارے میں کتابیں تالیف فرمائیں اور اس کے فعل پر رغبت دی اور فرمایا اس کا انکار نہ کرے مگر بدعتی تو حاکم شرع پر اس کی تعزیر لازم۔

مولانا شامی فرماتے ہیں :

لا ینکر هذا الا من طبع الله علی قلبه و قد نص علماء السنة علی ان هذا من المستحسن المثاب علیه وردوا رد الحسن علی منکره الخ.

اس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل پر خدا نے مہر کردی اور بیشک علمائے اہل سنت نے تصریح فرمائی کہ یہ مستحسن وکار ثواب ہے اور منکر کا خوب رد فرمایا۔

مولانا علی بن عبداللہ لکھتے ہیں :

لا یشک فیه الا مبتدع یلیق به التعزیر.

اس میں شک وہی کرے گا جو بدعتی قابل سزا ہوگا۔

مولانا علی طحان لکھتے ہیں :

قراءة المولد الشریف و القیام فیه مستحب و من انکر ذلک فهو جحود لا یعرف مراتب الرسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

مولد شریف پڑھنا اور اس میں قیام کرنا مستحب ہے اور منکر ہٹ دھرم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر معلوم نہیں۔

مولانا محمد بن داؤد بن عبدالرحمٰن لکھتے ہیں :

مستحب یثاب فاعله و لا ینکره الا مبتدع

مستحب کرنے والا ثواب پائے گا اور منکر بدعتی ہوگا۔

مولانا محمد بن عبداللہ لکھتے ہیں:

قرأة المولد الشریف و القیام عند ذکر ولادة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

و کل شی فی السوال حسن بتعظیم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و من یستحق التعظم غیرہ .

مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت نبی علیہ السلام کے وقت قیام کرنا اور جتنی باتیں سوال میں مذکور ہیں سب بہ سبب تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن ہیں اور حضور کے سوا تعظیم کا مستحق کون ہے۔

مولانا احمد بن خلیل لکھتے ہیں:

ھو الصواب اللایق بتعظیم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلیٰ حاکم الشریعة المطھرہ زجر من انکر و تعزیرہ .

یہی حق ہے اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناسب پس حاکم شریعت مطہرہ پر لازم کہ منکر کو جھڑکے اور سزا دے۔

مولانا عبدالرحمٰن بن علی حضرمی لکھتے ہیں :

استحسنوا القیام تعظیما له اذا جاء ذکر مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ما صار تعظیما له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوجب علینا اداؤہ و القیام به و لا ینکر ما ذکرنا الا مبتدع مخالف عن طریق اھل السنة و الجماعة لا استماع و اصغاء لکلامه و علی حاکم الاسلام تعزیرہ .

علماء نے وقت ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کی تعظیم کے لیے قیام مستحسن سمجھا اور جو چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ٹھہری تو اس کا ادا کرنا اور بجالانا ہم پر واجب ہو گیا اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی مخالف طریقہ اہل سنت و جماعت جس کی بات نہ سننے کے قابل نہ توجہ کے لائق اور

حاکم اسلام پر اس کی تعزیر واجب ہے۔

بالجملہ سر دست اس قدر کتب وفتاوے وافعال واقوال علماء ائمہ سے اس قیام مبارک کے استحسان و استحباب کی سند صریح حاضر ہے جس میں سو سے زائد ائمہ وعلماء کی تحقیق وتصدیق روشن وظاہر اور رسالہ غایۃ المرام میں علمائے ہند کے بھی فتوے چھپے ہیں پچاس سے زیادہ مہریں ودستخط ہیں۔

(فتاوی رضویہ ج ۱۲، ص ۶۲ تا ۶۷۔ اقامۃ القیامۃ)

تعظیم ذکر تعظیم ذات

ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور صور تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت قدوم معظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت شریف حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۲، ص ۷۳۔ اقامۃ القیامۃ)

بتول زہرا کا قیام تعظیم

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکریم حضرت بتول زہرا کے لیے قیام فرماتے اور حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قیام کرتیں۔

صحابہ کا قیام تعظیم

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس انور سے اٹھتے

قمنا قیاما حتی نراہ دخل بعض بیوت ازواجہ .

ہم سب کھڑے ہوجاتے اور کھڑے رہتے جب تک کہ حضور حجرات شریفہ میں سے کسی میں

تشریف نہ لے جاتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۹۲)

حکم تعظیم اور سجدۂ تحیت کی تحریم

عبد بن حمید اپنی مسند میں سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا

بلغنی ان رجلا قال یا رسول اللہ نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لا و لکن اکرموا نبیکم و اعرفوا الحق لاھلہ فانہ لا ینبغی ان یسجد لاحد من دون اللہ تعالیٰ فانزل اللہ تعالیٰ ما کان لبشر الی قولہ بعد اذ انتم مسلمون.

مجھے حدیث پہنچی کہ ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ ہم حضور کو بھی ایسا ہی سلام کرتے ہیں جیسا آپس میں، کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں؟ فرمایا نہ بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو اور سجدہ خاص حق خدا ہے اسے اسی کے لیے رکھو اس لیے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ سزاوار نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری :

بیہقی و ابونعیم دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

بینما نحن قعود مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتاہ آت فقال یا رسول اللہ ناضح آل فلان قد ابق علیھم فنھض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (فذکرت القصۃ و فیہ سجود البعیر لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قال فقال اصحابہ یا رسول اللہ بھیمۃ من البھائم تسجد لک لتعظیم حقک فنحن احق ان نسجد لک قال لا لو کنت امرا احدا من امتی ان یسجد بعضھم لبعض لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن.

ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے کسی نے آکر عرض کی فلاں گھر

کا شتر آبق بے قابو ہو گیا حضور اٹھے اور ہم ہمراہ رکاب اٹھے ہم نے عرض کی حضور اس کے پاس نہ جائیں حضور تشریف لے گئے، اونٹ کی نظر جمال انور پر پڑنا اور اس کا سجدہ میں گرنا، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ایک چوپایہ تو حضور کی تعظیم حق کے لیے حضور کو سجدہ کرے ہم زیادہ اس کے لائق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا نہیں۔ اگر میں اپنی امت میں ایک دوسرے کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو فرماتا کہ شوہروں کو سجدہ کریں۔

سجدہ خاص حق خدا ہے

امام احمد وابن ماجہ وابن حبان وبیہقی عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

و اللفظ لابن ماجة قال لما قدم معاذ من الشام سجد للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال ما هذا یا معاذ قال اتیت الشام فوافقتهم یسجدون لاساقفتهم و بطارقهم فوردت فی نفسی ان نفعل ذلک بک فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فلا تفعلوا فانی لو کنت آمرا احدا ان یسجد لغیر اللہ لامرت امراء ة ان تسجد لزوجها.

جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سے آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا حضور نے فرمایا معاذ یہ کیا؟ عرض کی میں ملک شام گیا تھا وہاں نصاریٰ کو دیکھا کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میرا دل چاہا کہ ہم حضور کو سجدہ کریں فرمایا نہ کرو۔ میں اگر سجدۂ غیر خدا کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا۔

اقول : یہ حدیث حسن ہے اس کی سند میں کوئی ضعیف نہیں ابن ابی حبان نے اسے صحیح میں روایت کیا اور منذری نے اس کے صالح ہونے کا اشارہ کیا۔

حاکم صحیح مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

انہ اتی الشام فرای النصاریٰ یسجدون لاساقفتھم و رھبانھم و رأی الیھود یسجدون لاحبارھم و رھبانھم فقال لای شی تفعلون ھذا قالوا ھذا تحیۃ الانبیاء قلت فنحن احق ان نصنع نبینا فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھم کذبوا علی انبیائھم کما حرفوا کتابھم لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا من عظم حقہ علیھا.

وہ شام کو گئے دیکھا نصاریٰ اپنے پادریوں اور فقیروں کو سجدہ کرتے ہیں اور یہودا پنے عالموں اور عابدوں کو، ان سے پوچھا یہ کیوں کرتے ہو بولے یہ انبیاء کی تحیت ہے۔ معاذ فرماتے ہیں میں نے کہا تو ہمیں زیادہ سزاوار ہے کہ ہم اپنے نبی کو کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنے انبیاء پر بہتان کرتے ہیں جیسے انھوں نے اپنی کتاب بدل دی ہے۔ میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم فرماتا تو شوہر کے عظیم حق کے سبب عورت کو۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

امام احمد مسند اور ابو بکر بن ابی شیبہ مصنف اور طبرانی کبیر میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روی۔

انہ لما رجع من الیمن قال یا رسول اللہ رایت رجالا بالیمن یسجد بعضھم لبعض افلا نسجد لک قال لو کنت آمرا بشرا یسجد لبشر لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا.

وہ جب یمن سے واپس آئے عرض کی یا رسول اللہ میں نے یمن میں لوگوں کو دیکھا ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں فرمایا اگر میں کسی بشر کو بشر کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

اقول : یہ حدیث صحیح ہے اس کے سب راوی رجال بخاری و مسلم ہیں اور جب دونوں حدیثیں صحیح رہیں لا جرم دو واقعے ہیں۔ اول بار شام میں یہود و نصاریٰ کو دیکھ کر آئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا جس پر ممانعت فرمائی۔ دوبارہ اہل یمن کو دیکھ کر آئے اب اپنے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کے کمال شوق میں یا تو پہلا واقعہ ذہن سے اتر گیا یا اس میں بوجہ مخالفت یہود و نصاریٰ کہ آخر میں عمل نبوی اسی پر تھا نہی ارشاد کو محتمل سمجھا اور بسبب احتمال نہی حتی اس بار پہلے کی طرح سجدہ کیا نہیں صرف اذن چاہا اور ممانعت فرمائی گئی۔

ابوداؤد سنن اور طبرانی کبیر میں اور حاکم و بیہقی قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال اتيت الحيرة فرأيتهم يسجدون لمرزبان لهم فقلت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم احق ان يسجد له قال فاتيت النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقلت انى اتيت الحيرة فرأيتهم يسجدون لمرزبان لهم فانت يا رسول الله احق ان نسجد لک ا رايت لو مررت بقبرى ا كنت تسجد له قلت لا قال فلا تفعلوا لو كنت آمرا احدا ان يسجد لاحد لامرت النساء ان يسجدن لازواجهن لما جعل الله لهم عليهن من الحق.

میں شہر حیرہ میں (کہ قریب کوفہ ہے) گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا اپنے شہر یار کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ مستحق سجدہ ہیں۔ خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر یہ حال و خیال عرض کیا فرمایا بھلا اگر تم ہمارے مزار کریم پر گزرو تو کیا مزار کو سجدہ کرو گے میں نے عرض کی نہ، فرمایا تو نہ کرو۔ میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو شوہروں کے سجدے کا حکم فرماتا اس

حق کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے ان کا ان پر رکھا ہے۔

ابوداؤد نے سکوتا اس حدیث کو حسن بتایا اور حاکم نے تصریحا کہا ہے حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے تلخیص میں اسے مقرر رکھا۔ جیسا کہ اتحاف السادۃ المتقین میں ہے۔

مدارک شریف میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا **لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ تعالیٰ**۔

مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ (مولف)

تفسیر کبیر میں بروایت امام سفین ثوری سماک بن ہانی سے وہ ہے :

قال دخل الجاثلیق علی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاراد ان یسجد لہ فقال لہ علی اسجد للہ و لا تسجد لی.

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی بارگاہ میں سلطنت نصاریٰ کا سفیر حاضر ہوا۔ حضرت کو سجدہ کرنا چاہا فرمایا مجھے سجدہ نہ کر اللہ عزوجل کو سجدہ کر۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۷۸، ۴۸۱، ۴۸۴۔ زبدۃ الزکیۃ)

نام اقدس معظم ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

نام اقدس تعظیم کے ساتھ لینا فرض ہے خالی "رسول رسول" کہنا اگر بقصد ترک تعظیم ہے تو کفر ہے، ورنہ بلا ضرورت ہو تو برکات سے محرومی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۱۷۳)

ذکر ولادت کے وقت قیام

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر رقم طراز ہیں۔

قیام وقت ذکر ولادت حضور سید الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم جس طرح حرمین طیبین و مصر وشام وسائر بلاد اسلام میں رائج ومعمول ہے ضرور مستحسن ومقبول ہے۔

علامہ سید جعفر برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ جن کا رسالہ میلاد مبارک حرمین طیبین و دیگر بلاد عرب وعجم میں پڑھا جاتا ہے اس رسالہ میں فرماتے ہیں :

قد استحسن القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ائمة ذو روایة و درایة فطوبی لمن کان تعظیمه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم غایة مرامه و مرماہ .

بیشک ذکر ولادت اقدس کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن جانا جو اصحاب روایت و ارباب درایت تھے تو خوشی اور شادمانی ہو اس کے لیے جس کی نہایت مراد وغایت مقصود محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو۔ **(فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۲۲۳)**

سروں پر پرندے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خشوع و خضوع اور تعظیم بجالانے کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ مزید تحریر فرماتے ہیں۔

ابوداؤد ونسائی وترمذی وابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

قال اتیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و اصحابه حوله کان علی رؤسهم الطیر.

میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یعنی سر جھکائے، گردنیں خم کیے، بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آ بیٹھیں، اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا۔

ہند بنت ابی ہالہ اوصاف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث حلیۂ اقدس میں ہے۔

اذا تکلم اطرق جلساء ہ کأن علی رؤسهم الطير.

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضران مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔

عجب ست باوجودت کہ وجود من بماند
تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند

یہ بات کتنی بھی ہے کہ آپ کے وجود میں میرا وجود گم ہوگیا، جب آپ تکلم میں آئے تو مجھے مجال سخن نہ رہی۔ (مولف)

ذکر رسول کے وقت وقار و خشوع

امام ابو ابراہیم تجیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

واجب علی کل مومن متی ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم او ذکر عندہ ان یخضع و یخشع و یتوقر و یسکن من حرکته و یاخذ فی هیبته و اجلاله بما کان یاخذ به نفسه لو کان بین یدیه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و یتأدب بما ادبنا اللہ تعالیٰ به .

ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرے یا اس کے سامنے حضور کا ذکر آئے خشوع و خضوع بجالائے اور باوقار ہو جائے اور اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور حضور کے لیے اس ہیبت و تعظیم پر ہو جائے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو اس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں ان کا ادب سکھایا ہے۔

امام علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں اس قول کے نیچے لکھتے ہیں :

یفرض ذلک و یلاحظہ و یتمثلہ فکانہ عندہ .

یعنی یادِ حضور کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہوں اور حضور کا خیال کرے اور صورت اقدس کا تصور باندھے گویا حضور کے سامنے حاضر ہے۔

امام اجل سیدی قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں امام تجیبی کا ارشاد نقل کر کے فرماتے ہیں :

و ھذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح و ائمتنا الماضین رضی اللہ تعالیٰ عنھم.

ہمارے سلف صالح وائمہ سابقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی داب وطریقہ تھا۔

اور فرماتے ہیں :

کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتغیر لونہ و ینحنی .

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے رنگ ان کا بدل جاتا اور جھک جاتے۔

نسیم میں ہے :

لشدة خشوعه .

یہ جھک جانا بسبب شدت خشوع تھا۔

شفا شریف وغیرہ تصانیف علماء میں اس قسم کی بہت روایات مذکور۔

شاہ ولی اللہ قصیدۂ ہمزیہ میں لکھتے ہیں :

ینادی ضارعا بخضوع قلب و ذل و ابتهال و التجاء

رسول الله یا خیر البرایا نوالک ابتغی یوم القضاء

دیکھو صاف بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا اور حضور سے عرض حاجت کرے تو تضرع و خضوع قلب و تذلل و الحاح و زاری سب کچھ بجالائے۔

یعنی گڑگڑاتے ہوئے حضور قلب اور تذلل و الحاح و زاری کے ساتھ ندا کرے کہ اے اللہ کے رسول، اے مخلوق کے بہتر، ہم قیامت کے دن آپ کی بخشش چاہتے ہیں۔ (مولف)

(فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۵۳۴، ۵۳۵۔ انہار الانوار)

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم

حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور والا کو ندا کر کے عرض کرتے ہیں بابی انت و امی یا رسول الله..

میرے ماں باپ حضور پر قربان یا رسول اللہ، اللہ عزوجل کے نزدیک حضور کا مرتبہ اس حد کو پہنچا کہ حضور کے خاک پا کی قسم یاد فرمائی۔ لا اقسم بهذ البلد.

نسیم کی دلکشا عبارت یہ ہے۔

قد قالوا ان هذا القسم ادخل فی تعظیمه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من القسم بذاته و بحیاته کما اشار الیه عمر رضی الله تعالیٰ عنه بقوله بابی انت وَ امی یا رسول الله قد بلغت من الفضیلة عنده ان اقسم بتراب قدمیک فقال لا اقسم بهذا البلد.

علماء نے فرمایا ہے کہ ذات وحیات مصطفیٰ کی قسم سے زیادہ شہر مصطفیٰ کی قسم میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے جیسا کہ اس کی طرف امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قول میں اشارہ فرمایا کہ میرے ماں باپ حضور پر قربان یا رسول اللہ، اللہ عزوجل کے نزدیک حضور کا مرتبہ اس حد کو پہنچا کہ حضور کے خاک پا کی قسم یاد فرمائی اور فرمایا **لا اقسم بهذا البلد.**

مواہب میں ہے :

علی کل حال فهذا متضمن للقسم ببلد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و لا یخفی ما فیه من زیادة التعظیم، و قد روی ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه قال للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بابی انت و امی یا رسول الله لقد بلغ من فضیلتک عند الله ان اقسم بحیاتک دون سائر الانبیاء و لقد بلغک من فضیلتک عنده ان اقسم بتراب قدمیک فقال لا اقسم بهذا البلد.

یعنی ہر حال میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر مکرم کی قسم کو شامل ہے اور اس میں جو تعظیم کی زیادتی ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اور مروی ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کر کے فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ، آپ کی فضیلت و بزرگی اللہ عزوجل کے نزدیک اس حد کو پہنچی ہے کہ اس نے آپ کی حیات اقدس کی قسم یاد فرمائی انبیاء سابقین میں سے کسی کی قسم یاد نہیں کی اور آپ کی فضیلت اللہ عزوجل کے نزدیک اس مرتبہ کو پہنچی ہے کہ

اس نے حضور کے خاک پا کی قسم یاد فرمائی اور فرمایا **لا اقسم بھذا البلد** قسم ہے مجھے اس شہر مکرم کی۔

(مولف)

مدارج میں اسے نقل کر کے فرمایا :

یعنی سوگند خوردن بلد کہ عبارت است از زمینے کہ پے سپر میکند آنرا سوگند بخاک پائے خوردن است و ایں لفظ در ظاہر نظر سخت می در آید نسبت بجناب عزت چوں گویند کہ سوگند میخورد بخاکپائے حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نظر بحقیقت معنی صاف و پاک ست کہ غبارے برآن نہ و تحقیق ایں سخن آنست کہ سوگند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ بچیزے غیر ذات وصفات خود برائے اظہار شرف و فضیلت و تمیز آں چیز ست نزد مردم و نسبت بایشاں تابدانند کہ آں امرے عظیم و شریف است نہ آں کہ اعظم است نسبت بوے تعالیٰ الخ۔ (فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۰۶ ۔ منیر العین)

یعنی اس شہر کی زمین کی قسم یاد فرماتا ہے جو آپ کے قدموں کے نیچے پامال ہوتی ہے گویا کہ آپ کے خاک پا کی قسم یاد فرمائی ہے، ظاہر نظر میں یہ لفظ جناب باری عز اسمہ کی نظر میں سخت معلوم ہوتا ہے چوں کہ انھوں نے، رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاک پا کی قسم یاد فرماتا ہے۔ لیکن نظر بحقیقت ہر غبار سے یہ معنی پاک وصاف ہیں اس کی تحقیق یہ ہے کہ رب العزت جل جلالہ کا اپنی ذات وصفات کے سوا کسی غیر چیز کی قسم یاد فرمانا اظہار شرف وفضیلت و دیگر اشیاء کے مقابلے میں اس چیز کو ممتاز کرنے کے لیے ہے جو لوگوں میں موجود ہے تا کہ لوگ جان سکیں کہ یہ چیز نہایت عظمت و شرافت والی ہے۔ تفصیل کلام یہ ہے کہ رب العزت جلا جلالہ نے کئی مرتبہ متعدد چیزوں پر قسم یاد فرمائی ہے، کبھی اپنی ذات وصفات کے ساتھ قسم یاد فرمائی اور کبھی ان بعض مخلوقات کی قسم یاد کی جو ذات وصفات باری تعالیٰ کی عظمت پر دلیل ونشان کے قبیل سے ہیں جیسے آسمان، زمین، دن اور رات وغیرہ کہ یہ اس کی آیات عظیمہ اور دلائل قدرت خارجہ میں ہیں۔

نجوم، کواکب، شمس وقمر یہ مطالع انوار، مظاہر اسرار اور عالم کو روشن کرنے ،نسل انسانی کی مصلحتوں کو منضبط کرنے اور راہ معلوم کرنے کے اسباب وعلل اور شیاطین کو مار بھگانے کے موجب ہیں۔

بعض چیزیں ایسی ہیں جن کے اسرار کے ادراک سے کوتاہ بینوں کی نظریں عاجز وقاصر ہیں، پروردگار عالم جل جلالہ نے ان کی قسم یاد فرمائی ہے مثلاً و التین و الزیتون قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی۔کون جان سکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان میں کتنی حکمتیں ودیعت فرمائی ہیں اور کتنے اسرار پنہاں فرمائے ہیں یہ سب اظہار فضیلت اور بہ نسبت دیگر اشیاء کے انھیں ممتاز فرمانے کے لیے ہے۔یہی حال آدمیوں کی قسم کا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات کے ساتھ قسم یاد فرمائی۔

(ترجمہ مع اضافہ از مدارج النبوۃ مترجم جلد اول)

تعظیم کے سب طریقے محبوب ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں :

بحمد اللہ مسلمانوں کے ایمان میں تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ایمان، ایمان کی جان ہے اور علی الاطلاق مطلوب شرع تو جو کچھ بھی، جس طرح بھی، جس وقت بھی، جس جگہ بھی تعظیم اقدس کے لیے بجالائے خواہ وہ بعینہ منقول ہو یا نہ ہو سب جائز ومندوب ومستحب ومرغوب ومطلوب وپسندیدہ وخوب ہے جب تک اس خاص سے نہی نہ آئی ہو، جب تک اس خاص میں کوئی حرج شرعی نہ ہو وہ سب اس اطلاق ارشاد الٰہی و تعزروہ و توقروہ میں داخل اور امتثال حکم الٰہی کا فضل جلیل اسے شامل ہے۔

ولہٰذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ جو کچھ جس قدر ادب وتعظیم حبیب رب العالمین جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں زیادہ مداخلت رکھے اسی قدر زیادہ خوب ہے۔

فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق ومنسک متوسط وفتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے۔

ما کان ادخل من الادب والاجلال کان حسنا۔

جو بات ادب و تعظیم میں زیادہ مداخلت رکھے وہ بہتر ہے۔ (مولف)

امام ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں :

تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیھا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الالوھیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارھم۔

حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بجالانا تعظیم کے تمام اقسام وانواع کے ساتھ جن میں کوئی بات الوہیت میں اللہ تعالیٰ کے شریک نہ ہو تو ان کے نزدیک امر مستحسن ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے نور بصیرت عطا فرمایا ہے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۶۵ ۔ نہج السلامۃ)

ایمان وعبادت اور نبی کی تعظیم

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک موقع پر فرماتے ہیں :

ایمان صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت وعظمت کا نام ہے تو جس کے دل میں جس قدر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت وعظمت زائد اسی قدر اس کا ایمان اکمل اور جس قدر کم اتنا ہی ایمان ناقص، اور جس کے دل میں بالکل نہیں وہ مطلقاً کافر ہے۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ و الناس اجمعین۔

قطعاً اپنے ظاہر پر محمول ہے بیشک جب تک محبت دینی، ایمانی، اختیاری، ایقانی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان اور خود اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے ہرگز مومن نہیں۔

انزال کتب وارسال رسل بلکہ تخلیق آدم وعالم سب اظہار عظمت عظیمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے لیے ہے۔

ابن عساکر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت جل جلالہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی بھیجی اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا تمھیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت وکرامت والا کوئی نہ بنایا۔

و لقد خلقت الدنیا و اھلھا لا عرفھم کرامتک و منزلتک عندی و لو لاک لما خلقت الدنیا.

میں نے دنیا ومخلوقات دنیا اسی لیے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت وعزت تمھاری ہے ان پر ظاہر فرمادوں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا نہ بناتا۔

یعنی دنیا وآخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دار الجزا ہے اور دار الجزا کو دار العمل پر تقدم ضروری ہے جب دار العمل بلکہ عالمین ہی نہ ہوتے دار الجزاء کہاں سے آتی؟

حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی حضرت عزوعلا نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی۔

لو لا محمد ما خلقتک و لا ارضا و لا سماء.

اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے نہ میں تمھیں پیدا کرتا نہ آسمان وزمین بناتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و ما جعلنا القبلة التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه.

ہم نے نہ کیا وہ قبلہ جس پر تم تھے مگر اس لیے کہ علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون براہ غلامی تمھارا اتباع

کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھرتا ہے۔

دیکھو! آیہ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ فرضیت قبلہ صرف اس لیے ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واطاعت کرنے والوں کی پہچان سب کو معلوم ہو جائے۔

آیہ کریمہ، و ما خلقت الجن و الانس لا لیعبدون (میں نے جن وانسان اسی لیے بنائے کہ میری عبادت کریں) حدیث مذکور سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منافی نہیں۔ تخلیق جن وانس عبادت کے لیے اور عبادت سے حضرت عزت جل جلالہ کو نہ کوئی نفع نہ اس کے ترک سے کوئی ضرر، وہ غنی حمید ہے احکام عبادت کی تشریع اسی لیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامان، مطیع وفرمانبردار، ان کے حکم سے الٹے پاؤں پھر جانے والے نابکار، سب پر ظاہر ہو جائے کہ عبادت الٰہی و تعظیم ومحبت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متلازمین ہیں۔ متلازمین میں ایک کا ذکر دوسرے کا موکد ہوتا ہے نہ کہ نافی ومنافی۔

ایمان کے دو رکن ہیں۔

لا الہ الا اللہ .

محمد رسول اللہ

آیہ کریمہ رکن اول کو بتاتی ہے۔ الا لیعبدون اسی لیے بنایا کہ میری پرستش کریں یعنی لا الہ الا اللہ ۔

اور حدیث شریف رکن دوم کا اشعار فرما رہی ہے۔ لا عرفھم کرامتک اسی لیے بنایا کہ تمہارا مرتبہ پہچانیں یعنی محمد رسول اللہ۔

ولہٰذا اہل ادب وایمان کے نزدیک تعظیم ومحبت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل کار واہم

فرائض ومناط قبول جملہ افعال حسنہ ہے اہم فرائض ارکان ہیں اور اہم ارکان اربعہ نماز، اور تعظیم ومحبت حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً نماز سے اہم واعظم۔

علی کی نماز اور تعظیم رسول

غزوۂ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی جب وقت تنگ ہونے پر آیا مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب راحت میں خلل آتا ہے۔ معہذا کیا معلوم کہ حضور کو خواب میں کیا وحی ہو رہی ہے اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے آخر وہی تعظیم ومحبت کا پلہ غلب آیا۔ اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگا دینے پر نماز جانے کو گوارا کیا۔

حتی توارت بالحجاب .

یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔

اب کہ وقت مغرب ہوا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم حق بیں کھلی مولیٰ علی کو مضطرب پایا سبب دریافت کیا عرض کی یارسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مشکل کشائی بلند فرمائے اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی۔

الٰہی! علی تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے حکم باندھا ہوا کھنچا چلا آیا وقت عصر ہو گیا امیر المومنین نے نماز ادا فرمائی پھر ڈوب گیا۔ امام اجل ابو جعفر طحاوی وغیرہ ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔ (ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

بارگاہ اقدس کا ادب

امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ خدا کا پیغام یہ ہے کہ :

ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل حبط ہو جاتے ہیں، انھیں نام لے کر پکارنے والے سخت سزائیں پاتے ہیں، اپنے جان ودل کا انھیں مالک جانو، ان کے حضور زندہ بدست مردہ ہو جاؤ، ہمارا ذکر ان کی یاد کے ساتھ ہے، ان کا ہاتھ بعینہ ہمارا ہاتھ ہے، ان کی رحمت ہماری مہر، ان کا غضب ہمارا قہر، جس قدر ملازمت زیادہ ہوتی حضور کی عظمت ومحبت ترقی پاتی اور وہ حال مذکور یعنی خشوع وخضوع ورعب وہیبت روز افزوں کرتی اور ایمان حضور کی تعظیم ومحبت کا نام ہے۔ (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تعظیم رسول کے سلسلے میں یوں رقم طراز ہیں :

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم ویوسف کو سجدہ ہو
مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

اے شوق دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجیے کہ سر کو خبر نہ ہو

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(حدائق بخشش)

درود وسلام کے فضائل واحکام

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے

ان پر درود جن کو کس بے کساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (الاحزاب/۵۶)

درودوسلام کے فضائل واحکام

واضح ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درودوسلام عرض کرنے کے ضمن میں یہ آیہ کریمہ اس کی اصل وبنیاد ہے ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلو علیہ و سلموا تسلیما.

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر خوب درودو سلام بھیجو۔

اس آیہ کریمہ میں حق تعالیٰ نے صلوٰۃ علی النبی کی نسبت اپنی ذات کریم اور اپنے فرشتوں کی طرف فرمائی ہے اور مسلمانوں کو حضور پر صلاۃ وسلام عرض کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ صلاۃ کے معنی میں علماء کرام کے مختلف اور متعدد اقوال ہیں۔ چنانچہ ابوالعالیہ جو کہ تابعین میں سے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ کا صلوٰۃ بھیجنے کے یہ معنی لیے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فرشتوں کے سامنے اپنے نبی کی ثنا کرنا اور اس کی بزرگی بیان کرنا ہے۔ اور حضور پر فرشتوں کا صلاۃ بھیجنا تو اس کے معنی فرشتوں کا دعا کرنا اور بارگاہ الٰہی میں عزت و عظمت کے اضافہ کی درخواست کرنا ہے، اور یہی معنی مسلمانوں سے ہیں کہ انھیں اس کا حکم فرمایا گیا، اس سے مراد زیادتی و برکت کو طلب کرنا ہے۔

اور مقاتل کہتے ہیں کہ صلوٰۃ اللہ کے معنی اس کی مغفرت، اور صلوٰۃ ملائکہ کے معنی استغفار ہیں،۔ اور ضحاک کہتے ہیں کہ صلاۃ اللہ کے معنی اس کی رحمت، اور ان کی ایک روایت میں مغفرت کے ہیں، اور صلاۃ ملائکہ کے معنی دعا یعنی دعائے رحمت ومغفرت کے ہیں۔ اور فرشتوں کا اپنا کام ہی مسلمانوں کے لیے استغفار کرنا ہے۔

شیخ عزالدین عبدالسلام اپنی کتاب مسمی بہ ''شجرۃ المعارف'' میں فرماتے ہیں کہ ہماری طرف سے

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلاۃ وسلام عرض کرنا بارگاہ رب العزت میں ہماری سفارش و شفاعت کرنا نہیں ہے اس لیے کہ ہم جیسے امتی کی سفارش آپ جیسے نبیوں کے لیے نہیں ہوتی، لیکن حق تعالیٰ نے ہمیں حقوق بجالانے اور شکرگزاری کرنے کا حکم ہر اس شخص کے لیے دیا ہے جو احسان کرے۔ بالخصوص اس عظیم احسان وعطا کی بنا پر جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم پر فرمایا ہے، چوں کہ ہم کما حقہ، اس کا بدل ادا کرنے سے عاجز تھے اس بنا پر حق تعالیٰ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ چوں کہ ہم بدل کرنے سے عاجز ہیں لہٰذا بارگاہ عزت میں ہی دعا کرتے ہیں کہ وہی حضور کی عظمت وکبریائی کے لائق اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس عزت وکرامت کے مطابق جو اس کی بارگاہ میں ہے رحمت و برکت اور تعظیم نازل فرمائے۔

قاضی ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام بھیجنے کا فائدہ دراصل صلاۃ وسلام بھیجنے والے کے لیے ہی ہے۔ بایں سبب کہ صلاۃ وسلام عرض کرنا مضبوطی عقیدت، خلوص نیت، اظہار محبت، مداومت بر طاعت، معرفت حق، وساطت، اور اس واسطہ کے احترام پر دلالت کرتا ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دعا کرنا اور حضور کے لیے فیض اور خیر و برکت کی استدعا کرنا درحقیقت مخلوق کے لیے دعا کرنا ہے اور یہ اس پانی کے حکم میں ہے جو پرنالہ سے بہا جاتا ہے اور زمین میں سما جاتا ہے پھر وہ بخارات بن کر اوپر چڑھتا ہے اور بارش بن کر سب کو فیض پہنچاتا ہے، لہٰذا یہ دعا ساری مخلوق کو شامل ہے۔

فائدہ: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا یہ فرض ہے یا مستحب؟ مذہب مختار یہ ہے کہ یہ فرض ہے اس لیے کہ ظاہر امر وحکم وجوب کے لیے ہے لیکن فی الجملہ اگرچہ عمر میں ایک ہی مرتبہ ہو، جیسے کہ آپ کی نبوت ورسالت کی شہادت دینا۔

اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ صلاۃ وسلام کی کثرت کرنا بغیر کسی تخصیص وتقلید اور کسی گنتی وشمار کے

واجب ہے۔ اس لیے کہ حق تعالیٰ نے ہر مسلمان پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا فرض قرار دیا ہے اور اس کے لیے کسی خاص دعا کا تعین کرنا نہیں فرمایا ہے، لہٰذا واجب یہ ہے کہ بکثرت صلاۃ و سلام بھیجا جائے اور کسی وقت اس سے غافل نہ رہے۔

تیسرا مذہب یہ ہے کہ جب بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لیا جائے اور آپ کا تذکرہ کیا جائے ہر بار صلاۃ وسالم عرض کرنا واجب ہے، علماء فرماتے ہیں کہ مختار یہی مذہب ہے۔ اور مواہب لدنیہ میں کہا گیا ہے کہ اسی مذہب کے قائل امام طحاوی، جماعت حنفیہ، حلیمی اور جماعت شافعیہ ہیں اور قاضی ابوبکر بن العربی مالکی فرماتے ہیں کہ اسی میں زیادہ احتیاط ہے اور ایسا ہی زمخشری نے بھی کہا ہے ۔ یہ تمام حضرات اور تمام جماعتیں اس حدیث سے استدلال کرتی ہیں کہ فرمایا۔

من ذکرت عندہ فلم یصل علی فمات دخل النار .

جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر صلاۃ وسلام نہ بھیجے اور اسی حال میں مر جائے تو اسے جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ اسے ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنا زیادہ ہے کہ

رغم انف من ذکرت عندہ فلم یصل علی .

یعنی ناک کے بل گھسیٹا جائے گا وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود وسلام نہ بھیجے۔ اسے حاکم نے صحیح کہا ہے۔

اور انھوں نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ فرمایا :

شقی عبد ذکرت عندہ فلم یصل علی .

یعنی وہ بندہ بدنصیب ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود وسلام نہ بھیجے۔ طبرانی نے اسے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

یہ استدلال اس لیے ہے کہ ترک پر وعید فرمانا وجوب کی علامتوں میں سے ہے۔

نیز رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کے حکم کا فائدہ آپ کے احسان کے بدلے اور اس کے مکافات میں ہے اور حضور کا احسان مستمر اور دائمی ہے لہٰذا جب بھی ذکر کیا جائے تو یہ حکم اس پر موکد ولازم ہوگا۔

نیز ان حضرات کا استدلال اس آیہ کریمہ سے بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا:

لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعا بعضكم بعضا.

رسول کے پکارنے کو آپس کے ایک دوسرے کے پکارے کی مانند نہ بناؤ۔

لہٰذا اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا جائے یا آپ کا ذکر کیا جائے اور آپ پر صلاۃ و سلام نہ بھیجا جائے تو لوگوں کے ساتھ پکارنے اور یاد کرنے میں برابری ہو جاتی ہے۔

انتباہ

مناسب ہے بلکہ افضل ہے کہ سلام کے بھیجتے یا لکھتے وقت صلاۃ بھی ساتھ ملالی جائے۔ اور امام نووی صلاۃ کو بغیر سلام کے ملائے مکروہ بتاتے ہیں اس لیے کہ حق تعالیٰ نے دونوں کا حکم فرمایا ہے۔

فتح الباری میں کہا گیا ہے کہ تنہا صلاۃ بھیجنا اور سلام بالکل نہ بھیجنا مکروہ ہے لیکن اگر ایک مرتبہ سلام بھیجے اور دوسری مرتبہ صلاۃ بھیجے بغیر کسی وقفہ یا خلل کے تو مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ مواہب لدنیہ میں ہے

اور تنہا صیغۂ غائب کے ساتھ غیر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے نہ استعمال کیا جائے مطلب یہ

ہے کہ کسی غیر نبی کو ''علیہ السلام'' نہ کہا جائے۔لیکن حاضر ومخاطب کے لیے استعمال کیا جائے اور اس طرح کہا جائے سلام علیک یا السلام علیک

اور رموز وکنایہ یا مخفف جیسا کہ عام لوگوں میں رائج ہے اس پر راضی نہ ہو کیوں کہ یہ بہت ہی شنیع اور قبیح فعل ہے، جیسا کہ عام طور پر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ''صلعم'' یا صلل یاؐ اور علیہ السلام کے لیے ؑ یا عم اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ؓ وغیرہ مہمل الفاظ بولتے اور لکھتے ہیں بلا شبہ یہ درود شریف کی اہانت اور استخفاف ہے اس سے بچنا فرض ہے۔

ایک درود دس رحمتیں

حدیث شریف میں ہے :

من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا.

جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے، وہ کتنا خوش نصیب اور عظیم المرتبت ہے جس پر حق تعالیٰ رحمت اور برکت نازل فرمائے۔

اس جگہ ایک اعتراض یہ لاتے ہیں کہ یہ کیسے جائز ہوگا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو بندہ ایک مرتبہ صلاۃ بھیجے اور اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک کا عدد جو حدیث میں آیا ہے وہ بندے کا فعل ہے اس حکم کے تحت کہ من جاء بالحسنة فله عشرا مثالها. (جو ایک نیکی لائے اس کا بدلہ دس گنا ہے) حق تعالیٰ ایک کا بدلہ دس گنا عطا فرماتا ہے۔اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ حق تعالیٰ جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ بھیجتا ہے وہ بھی ایک ہی ہو۔وہ مالک ہے جتنی مقدار میں چاہے حضور پر صلاۃ بھیجے۔چوں کہ بندہ صلاۃ وسلام اور دعا کرنے پر مامور ہے اور وہ کہتا ہے کہ اے خدا! میں تیرے اس حکم کو بجالانے میں عاجز ومجبور ہوں تو ہی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ نازل فرما جیسا

کہ تیرے جلال اور حضور کے جمال کے لائق ہے۔

لہٰذا حق تعالیٰ اپنے کمال رحمت ومہربانی سے جو لائق ہے بھیجتا ہے اور اس کے نزدیک اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جیسی عزت اور درجہ ہے اسی کی مناسبت سے بھیجتا ہے، یہ بات بالکل ظاہر ہے، نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ایک درود اس دس کے مقابلہ میں جو بندہ پر نازل فرمائے یہ سو ہزار درجہ کامل تر ہو اس لیے کہ مقدار کی کمی، کیفیت کی زیادتی کے منافی نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک گوہر سو ہزار پیسوں کے مقابلے میں ہوتا ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ کی آنکھوں سے خوشی ومسرت نمایاں تھی اور آپ کا چہرۂ منور پر مسرت تھا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ کے رخ انور میں خوشی ومسرت کی لہر تاباں ہے کیا سبب ہے؟ فرمایا جبریل علیہ السلام آئے اور انھوں نے کہا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ کو یہ پر مسرت نہیں بناتا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو بندہ بھی آپ کی امت کا آپ پر ایک مرتبہ بھی درود بھیجتا ہے میں اس پر دس مرتبہ صلاۃ وسلام بھیجتا ہوں۔ اور ایک روایت میں مطلق آیا ہے جو بندہ صلاۃ وسلام آپ پر بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر صلاۃ وسلام بھیجتا ہے۔ گویا مقصود اس جگہ بیان مطلق ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ مجھ پر صلاۃ وسلام بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پر اس وقت تک صلاۃ وسلام بھیجتا ہے جب تک وہ مجھ پر بھیجتا رہے۔ لہٰذا بندے کو اختیار ہے کہ کم بھیجے یا زیادہ بھیجے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر گنا صلاۃ بھیجتے ہیں لہٰذا بندہ کم کرے یا زیادہ۔

ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں

نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ مٹا کر اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔ یہ دس گناہوں کا مٹانا اور دس درجہ بلند کرنا عمل درود کے اجر وثواب کے ساتھ مخصوص ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کے دھونے اور اس سے پاک کرنے میں آگ کو سرد پانی سے بجھانے سے زیادہ موثر وکارآمد ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

اس جگہ ایک نکتہ یہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا، درود بھیجنے والے پر رحمت کے نزول کو واجب کرنے کا حکم رکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں جتنی بھی کمیت اور مقدار اور کیفیت میں مبالغہ کیا جائے گا اتنا ہی اس پر رب العزت کی بارگاہ سے فیضان ونزول رحمت زیادہ ہوگا لیکن اس نوعیت کے مطابق ہوگا جتنا اس کے حال کے لائق ومناسب ہے۔ غرضیکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا منبع انوار وبرکات اور مفتاح تمام ابواب خیرات وسعادات ہے اور اہل سلوک اس باب میں بہت زیادہ شغف رکھنے کی بنا پر فتح عظیم کے مستوجب اور مواہب ربانیہ کے مستحق ہوئے ہیں۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

درود پڑھنا فرض ہے یا واجب؟

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کے حکم کے متعلق امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود عمر میں ایک بار تو بالاجماع فرض قطعی ہے۔ اور امام شافعی ہر نماز میں فرض، اور ہر بار کہ ذکر شریف آئے علماء کو وجوب واستحباب میں اختلاف، امام طحاوی کا مذہب ہر مرتبہ وجوب ہے ذاکر وسامع پر، باقانی وحلبی وصاحب بحر الرائق وتنویر الابصار وغیرہم علماء نے اسی کو صحیح و

راجح ومختار ومعتمد فرمایا اور دلیل اسی کو مقتضی و ھو الذی ندبن اللہ بہ البتہ درصورت اتحاد مجلس دفعا للحرج تداخل مسلم۔ (النیرۃ الوضیۃ شرح الجوہرۃ المضیۃ)

ایک مقام پر اور فرماتے ہیں:

بالاجماع امت مرحومہ عمر میں ایک بار ہر مسلمان پر درود پڑھنا فرض قطعی اور عند المحققین ہر بارکہ ذکر شریف حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے واجب ہے۔ (ذیل المدعا لاحسن الوعا)

نام اقدس کے بعد عم یا صلعم وغیرہ لکھنا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بعد بعض لوگ یا عم اور صلعم وغیرہ لکھتے ہیں، اس کی ممانعت کو واضح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کریم کے ساتھ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اللھم صل و سلم و بارک علیہ و علی الہ و صحبہ ابدا درود شریف کی جگہ فقط صاد یا عم یا صلعم یا صلسلم کہنا ہرگز کافی نہیں بلکہ وہ الفاظ بے معنی ہیں اور فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم میں داخل، کہ ظالموں نے وہ بات جس کا انھیں حکم تھا ایک اور لفظ سے بدل ڈالی، فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا۔

یوں تحریر میں القلم احدی اللسانین بلکہ فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول کہ اس میں اس پر نہایت سخت حکم فرمایا اور اسے معاذ اللہ تخفیف شان نبوت بتایا۔ طحطاوی علی الدر المختار میں ہے۔

یحافظ علی کتب علیہ الصلاۃ و السلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و لا یسام من تکرارہ و ان لم یکن فی الاصل و یصلی بلسانہ ایضا و یکرہ الرمز

بالصلاۃ و الترضی بالکتابۃ بل یکتب ذلک کلہ بکمالہ . و فی المواضع عن التتارخانیۃ من کتب علیہ السلام بالھمزۃ و المیم یکفر لانہ تخفیف و تخفیف الانبیاء علیھم الصلاۃ و السلام کفر بلا شک ، و لعلہ ان صح النقل مقیدہ بقصدہ و الا فالظاھر انہ لیس بکفر نعم الاحتراز فی الاحتیاط عن الایھام و الشبھۃ . اھ مختصراً

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام لکھنے کی محافظت کی جائے اور اس کی تکرار سے تنگ دل نہ ہو اگر چہ اصل میں نہ ہو اور اپنی زبان سے بھی درود پڑھے ۔ درود یا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھنے میں اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ پورا لکھنا چاہیئے ۔ تاتارخانیہ کے بعض مقامات پر ہے کہ جس نے علیہ السلام ہمزہ اور میم سے لکھا کافر ہو گیا ۔ کیوں کہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کی تخفیف بغیر کسی شک کے کفر ہے، اگر یہ نقل صحیح ہے تو اس میں قصد کی قید ضرور ہوگی ورنہ بظاہر یہ کفر نہیں ہے ہاں احتیاط ، ایہام اور شبہ سے بچنے میں ہے ۔ (مولف) (صلات الصفانی نور المصطفیٰ)

درود میں تخفیف سخت منع ہے

درود میں تخفیف یا اسے کم کر کے لکھنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر فرماتے ہیں:

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ مہمل بے معنی صلعم یا صللم یا فقط یا علیہ الصلاۃ والسلام کے بدلے عم یا ؑم لکھنا ایسا ہے کہ نام اقدس کے ساتھ درود شریف کے بدلے یوں ہی کچھ الم غلم بکنا ۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا ۔ علامہ سید طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول ہے من کتب علیہ السلام بالھمزۃ و المیم یکفر لانہ تخفیف و تخفیف الانبیاء کفر .

یعنی کسی نبی پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کہ یہ ہلکا کرنا ہوا،

اور معاملہ شان انبیاء سے متعلق ہے اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شان ہلکا کرنا ضرور کفر ہے۔

شک نہیں کہ اگر معاذ اللہ قصد استخفاف شان ہو تو قطعاً کفر ہے حکم مذکور اسی صورت کے لیے یہ ہے لوگ صرف کسل، کاہلی، نادانی، جاہلی سے ایسا کرتے ہیں تو اس حکم کے مستحق نہیں مگر بے برکتی، بے دولتی، کم بختی، زبور قسمتی میں شک نہیں۔

اقول : ظاہر ہے کہ القلم احد اللسانین قلم بھی ایک زبان ہے۔ (فتاویٰ افریقہ)

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

حرف (ص) لکھنا جائز نہیں نہ لوگوں کے نام پر نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم کریم پر۔ لوگوں کے نام پر تو یوں نہیں کہ وہ اشارہ درود کا ہے اور غیر انبیاء وملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام پر بالاستقلال درود جائز نہیں۔ اور نام اقدس پر یوں نہیں کہ وہاں پورے درود شریف کا حکم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھے۔ فقط ؐ یا عم یا صلعم جو لوگ لکھتے ہیں سخت شنیع وممنوع ہے یہاں تک کہ تاتارخانیہ میں اس کو تخفیف شان اقدس ٹھہرایا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۴۱)

ایک سائل کو تنبیہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی آغاز جواب میں فرماتے ہیں :

سائل کو جواب مسئلہ سے زیادہ نافع یہ بات ہے کہ درود شریف کی جگہ جو عوام وجہال صلعم یا ع یا م یا ص یا صلعم لکھا کرتے ہیں محض مہمل وجہالت ہے القلم احد اللسانین جیسے زبان سے درود شریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا یوں ہی ان مہملات کا لکھنا درود لکھنے کا کام نہ دے گا۔ ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں ایسے لوگ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم میں نہ داخل ہوں نام پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا درود لکھا جائے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۴)

ایک اور سائل کو تنبیہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

جواب مسئلہ سے پہلے ایک بہت ضروری مسئلہ معلوم کیجیے سوال میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بجائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صلعم لکھا ہے یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے کوئی صلعم لکھتا ہے، کوئی عم، کوئی ؐ اور یہ سب بیہودہ ومکروہ وسخت ناپسند وموجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہیئے اگر تحریر میں ہزار جگہ نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے ہر جگہ پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا جائے ہرگز ہرگز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو علماء نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھ دیا ہے۔

علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں :

و یکره الرمز بالصلاة و الترضی بالكتابة بل يكتب ذلک كله بكماله ، و فی بعض المواضع من التتارخانية من كتب عليه السلام بالهمزة و الميم يكفر لانه تخفيف و تخفيف الانبياء كفر بلا شک .

لکھنے میں درود اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میم یا ہمزہ وغیرہ سے اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا جائے۔ اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ جو علیہ السلام کو ہمزہ اور میم ساتھ لکھے وہ کافر ہے اس لیے کہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کرام کی شان میں توہین وتخفیف بلاشبہ کفر ہے۔ علیہم الصلاۃ والسلام۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۱)

زیارت اقدس حاصل ہونے کا طریقہ

حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ حاصل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ درود شریف کی کثرت شب میں اور سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت تکثیر رکھے بالخصوص اس درود شریف کو بعد عشا سو بار یا

جتنی بار پڑھ سکے پڑھے

اللھم صل علی سیدنا محمد کما امرتنا ان نصلی علیه اللھم صل علی سیدنا محمد کما ھو اھله اللھم صل علی سیدنا محمد کما تحب و ترضی له اللھم صل علی روح سیدنا محمد فی الارواح اللھم صل علی جسد سیدنا محمد فی الاجساد اللھم صل علی قبر سیدنا محمد فی القبور صلی الله علی سیدنا محمد و مولانا محمد.

حصول زیارت اقدس کے لیے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم اقدس کے لیے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم بے حد و بے انتہا۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائی

(الملفوظ حصہ اول)

جدائی اور ملاقات سے کیا مطلب دوست کی رضا و خوشی طلب کرو، اس کے علاوہ کسی اور کی تمنا کرنا باعث افسوس ہے۔

درود وسلام کا جواب

حدیث : جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے میں اسے جواب دیتا ہوں۔ **السلام علیک ایھا النبی و رحمة الله وبركاته** اسے امام احمد وابوداؤد نے روایت کیا۔

حدیث : جو مجھ پر میری قبر کے پاس سلام عرض کرے اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے (دربارشاہی کا داب ہے کہ حاضرین کی عرض بھی عرض بیگی کے ذریعہ سے ہوتی ہے ورنہ حضور پر دلوں کے ارادے تک روشن ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ اس کا سلام مجھے پہنچائے اور اس کے دنیا و

آخرت کے کاموں کی کفایت فرمائے اورروز قیامت میں اس کا شفیع وگواہ ہوں۔ اسے جوہر منظم وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔

حدیث : اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے اٹھائی کہ وہ اور جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی ہتھیلی کو۔ اسے طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث : میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسا میری زندگی میں۔ اسے اصبہانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث : میری حیات ووفات دونوں تمھارے لیے بہتر ہیں تمھارے اعمال میرے حضور پیش کیے جاتے ہیں میں نیکیوں پر شکر کرتا اور برائیوں پر تمھارے لیے استغفار فرماتا ہوں۔ اسے حارث نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ (النیرۃ الوضیۃ فی الجوھرۃ المضیۃ)

تشہد میں حضور پر سلام پیش کرنا

احیاء العلوم میں ہے احضر فی قلبک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و شخصہ الکریم و قل سلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ .

التحیات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر اور حضور کی صورت پاک کا تصور باندھ اور عرض کر السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ .

میزان امام شعرانی میں ہے سمعت سیدی علیا الخواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یقول انما امر الشارع المصلی بالصلاۃ و السلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی التشہد لینبہ الغافلین فی جلوسھم بین یدی اللہ عزوجل علی شھود بینھم فی تلک الحضرۃ فانہ لا یفارق حضرۃ اللہ ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافھۃ .

میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا کہ شارع نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لیے حکم دیا کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انھیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھیں اس لیے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے پس بالمشافہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کریں۔

حجۃ اللہ البالغہ میں ہے ثم اختاره بعده السلام على النبى تنويها بذكره و اثباتا للاقرار برسالته و اداء لبعض حقوقه.

پھر اس کے بعد التحیات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام اختیار کیا ان کا ذکر پاک بلند کرنے کو اور ان کی رسالت کا اقرار ثابت اور ان کے حقوق سے ایک ذرہ ادا کرنے کے لیے۔

(الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ)

درود سے دعا قبول ہوتی ہے

بیہقی وابوالشیخ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الدعاء محجوب عن الله حتى يصلى على محمد و اهل بيته .

دعا اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت پر درود نہ بھیجی جائے۔

کثرت درود کے فوائد

امام احمد وترمذی وحاکم باسانید صحیحہ جیدہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

ہیں۔

جب چہارم شب گزرتی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوکر فرماتے اے لوگو! خدا کی یاد کرو، خدا کی یاد کرو، آئی راجفہ اس کے بعد آتی ہے رادفہ۔ آئی موت ان چیزوں کے ساتھ جوان میں ہیں، میں نے عرض کی یارسول اللہ میں دعا بہت کیا کرتا ہوں اس میں سے حضور کے لیے کس قدر مقرر کروں فرمایا جتنی چاہے، میں نے عرض کی چہارم، فرمایا جس قدر چاہے اور زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی نصف، فرمایا جتنی چاہے اور زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی اپنی کل دعا حضور کے لیے کردوں یعنی اپنی کل دعا کے عوض حضور پر درود بھیجا کروں، فرمایا ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیری سب مہمات کفایت کرے گا اور تیرے سب گناہ بخش دے گا۔

احمد وطبرانی باسناد حسن راوی اور یہ طبرانی کی حدیث ہے۔

کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ میں اپنی تہائی دعا حضور کے لیے کروں فرمایا اگر تو چاہے۔ عرض کی دو تہائی فرمایا ہاں، عرض کی کل دعا کے عوض درود مقرر کروں فرمایا ایسا کرے گا تو خدا تیرے دنیا و آخرت کے سب کام بنادے گا۔

اور بیشک درود سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دعا ہے اور جس قدر اس کے فوائد و برکات مصلی پر عائد ہوتے ہیں ہرگز ہرگز اپنے لیے دعا میں نہیں۔ بلکہ ان کے لیے دعا تمام امت مرحومہ کے لیے دعا ہے کہ سب انھیں کے دامن دولت سے وابستہ ہیں۔

سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست

(ذیل المدعا لاحسن الوعاء)

پوری دنیا کی سلامتی آپ کی سلامتی میں ہے۔

روضہ انور پر فرشتوں کا درود و سلام

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

مزار انور حضور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو ثابت ہے کہ روزانہ صبح کو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور مزار اطہر کے گرد حلقہ باندھے صلاۃ وسلام عرض کرتے ہیں، شام کو وہ بدل دیے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور آتے ہیں کہ صبح تک ماہ رسالت پر ہالہ ہو کر عرض صلاۃ وسلام کرتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۴۵)

اور فرماتے ہیں :

امام اجل ابن المبارک و ابن ابی الدنیا و ابوالشیخ اور ابن النجار کی کتاب ''الدرر الثمینۃ فی تاریخ المدینۃ'' میں کعب احبار سے مروی ہے کہ انھوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابو عبداللہ محمد قرطبی کے لفظ یہ ہیں کہ

روی ابن المبارک عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها انها قالت ذکروا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و کعب الاحبار حاضر فقال کعب الاحبار .

یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب احبار نے کہا۔

ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلاۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں، جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یوں ہی طواف کرتے اور صلاۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں، یوں ہی ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں۔

حتی اذا انشقت عنه الارض خرج فی سبعین الفا من الملائکة یزفونه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے، ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور کو بارگاہ عزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دلھن کو کمال اعزاز و اکرام وفرحت وسرور وراحت وآرام وتزک واحتشام کے ساتھ دولھا کی طرف لے جاتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۰۱)

زیارت جمال انور کی تعلیم

حدیث میں ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں جمال جہاں آراء کی زیارت سے مشرف ہونے کے لیے تعلیم فرمائی۔

در منظم امام ابوالقاسم محمد لولوی بستی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من صلی علی روح محمد فی الارواح و علی جسده فی الاجساد و علی قبره فی القبور رأنی فی منامه و من رأنی فی منامه رأنی یوم القیامة و من رأنی یوم القیامة شفعت له و من شفعت له شرب من حوضی و حرم الله جسده علی النار.

جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس پر اروح میں اور جسم اطہر پر اجسام میں اور قبر انور پر قبور میں درود بھیجے وہ مجھے خواب میں دیکھے اور جو خواب میں دیکھے مجھے قیامت میں دیکھے گا اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا اور جس کی میں شفاعت فرماؤں گا وہ میرے حوض کریم سے پیئے گا اور اللہ عزوجل اس کے بدن پر دوزخ کو حرام فرمائے گا۔ اللهم ارزقنا بجاهه عندک آمین.

علماء فرماتے ہیں یعنی یوں درود شریف پڑھو، **اللھم صل علی روح سیدنا محمد فی الارواح اللھم صل علی جسد سیدنا محمد فی الاجساد اللھم صل علی قبر سیدنا محمد فی القبور.**

قبر کریم پر درود بھیجنے کا حکم ہوا اور درود وہ تعظیم ہے کہ بالاستقلال انبیاء و ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۵۹۔ بریق المنار)

فرشتہ کے ذریعہ درود کی پیشی

امام بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی و عقیلی اور ابن النجار و ابن عساکر و ابو القاسم اصبہانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔

ان للہ تعالیٰ ملکا اعطاہ اسماع الخلائق (زاد الطبرانی کلھا) قائم علی قبری (زاد الی یوم القیامۃ) فما من احد یصلی علی صلاۃ الا ابلغنیھا.

بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے خدا نے تمام جہان کی بات سن لینے کی قوت عطا کی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر حاضر ہے جو مجھ پر درود بھیجتا ہے یہ مجھ سے عرض کرتا ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ عبدالرؤف شرح جامع صغیر میں **اعطاہ اسماع الخلائق** کی شرح میں یوں فرماتے ہیں۔

ای قوۃ یقتدر بھا علی سماع ما ینطق بہ کل مخلوق من انس و جن وغیرھما (زاد المناوی فی ای موضع کان).

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو ایسی قوت دی ہے کہ انسان جن وغیرہما تمام مخلوق الٰہی کی زبان

سے جو کچھ نکلے اسے سب کے سننے کی طاقت ہے چاہے کہیں کی آواز ہو۔

اور دیلمی نے مسند الفردوس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اکثروا الصلاة علی فان الله تعالیٰ و کل لی ملکا عند قبری فاذا صلی علی رجل من امتی قال لی ذلک الملک یا محمد ان فلان بن فلان یصلی علیک الساعة .

مجھ پر درود بہت بھیجو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مزار پر ایک فرشتہ متعین فرمایا ہے جب کوئی امتی میرا مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ سے عرض کرتا ہے یارسول اللہ فلاں بن فلاں نے ابھی ابھی حضور پر درود بھیجا ہے

اللھم صل و بارک علی ھذا الحبیب المجتبی و الشفیع المرتجی و علی اله و اصحابه و اولیاء امته و علماء ملته اجمعین صلاة تدوم بدوامک و تبقی ببقاء ک کما ھو اھل له و کما انت اھل له آمین آمین اله الحق آمین .

جاں میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو

در مجلس آں نازنین حرفے گر از ما میرود

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۴۰۔ حیات الموات)

ہم اس امید وآرزو میں جان دیتے ہیں کہ اس محبوب کی بارگاہ میں ہماری کوئی ایک بات پہنچ جائے اے قاصد تو میرا پیغام دوبارہ پہنچا دے۔

دعا کے بدلے درود

حاجی کو افعال حج میں جن مقامات پر دعا کرنے کا حکم ہے اگر وہ دعائیں حاجی کو یاد نہ ہوں تو ان کی جگہ پر درود پڑھنا کافی ہے اسی بات کو امام احمد رضا بریلوی اس طرح تحریر فرماتے ہیں :

ملتزم، رکن عراقی، میزاب رحمت پھر رکن شامی یہ سب دعا کے مواقع ہیں ان کے لیے خاص خاص دعائیں کہ جو جواہر البیان شریف (تصنیف خاتم المحققین حضرت مولانا نقی علی رضا خاں صاحب بریلوی والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی) میں مذکور ہیں سب کا یاد کرنا دشوار ہے اس سے وہ اختیار کرو جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے وعدے سے تمام دعاؤں سے بہتر وافضل ہے یعنی یہاں اور تمام مواقع میں اپنے لیے دعا کے بدلے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **اذا یکفیک ھمک و یغفر لک ذنبک**۔

ایسا کرے گا تو اللہ تیرے سب کام بنادے گا اور تیرے گناہ معاف فرمادے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۷۰۱۔ انوار البشارۃ)

کثرت درود اور گناہ کی معافی

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی بیان فرماتے ہیں :

سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو سب اعمال سے افضل یعنی نماز میں مقرر کیا گیا ہے۔ درود شریف راہ چلتے بھی پڑھنے کی اجازت ہے، جہاں نجاست پڑی ہو وہاں رک جائے اور بہتر یہ ہے کہ ایک وقت معین کر کے ایک عدد مقرر کر لے کہ اس قدر باوضو دوزانو ادب کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے روزانہ عرض کیا کرے جس کی مقدار سو بار سے کم نہ ہو زیادہ جس قدر نباہ سکے بہتر ہے۔ علاوہ اس کے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں درود جاری رکھے اور اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ ایک صیغہ خاص کا پابند نہ ہو بلکہ وقتاً فوقتاً مختلف صیغوں سے عرض کرتا رہے تاکہ حضور قلب میں فرق نہ ہو۔

درود شریف اور کلمۂ طیبہ اور استغفار ان سب کی کثرت نہایت محبوب مطلوب ہے۔ کلمۂ طیبہ کو افضل الذکر فرمایا اور یہ کہ اللہ عزوجل تک اس کے پہنچنے میں کوئی روک نہیں اور استغفار کے لیے فرمایا شادمانی

ہے اسے جو اپنے نامۂ اعمال میں استغفار بکثرت پائے۔ اور اپنے تمام اوقات کو درود شریف میں صرف کر دینے کو فرمایا کہ ایسا کرے گا تو اللہ تیرے سب کام بنا دے گا اور تیرے گناہ معاف فرما دے گا۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۳ ص ۶۲)

نام پاک بار بار سننے سے درود پڑھنے کا حکم

نام پاک حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنی بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت سخت وعیدوں میں گرفتار۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی، اور ہر بار مستحب ہے؟

بہت علماء قول اول کی طرف گئے ہیں ان کے نزدیک تو ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا گنہگار ہوا۔ مجتبیٰ و درمختار وغیرھما میں اسی قول کو مختار و اصح کہا۔

فی الدر المختار اختلف فی وجوبھا علی السامع و الذاکر کلما ذکر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و المختار تکرار الوجوب کلما ذکر و لو اتحد المجلس فی الاصح . اہ بتلخیص.

درمختار میں ہے کہ جب جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کیا جائے تو ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود کی تکرار واجب ہونے میں اختلاف ہے اور مذہب مختار یہ ہے کہ جب بھی حضور کا ذکر اقدس کیا جائے تو درود پڑھنا واجب ہے اگر چہ مجلس متحد ہو، یہی صحیح ہے۔ (مولف)

دیگر علماء نے بنظر آسانی امت قول دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود

ادائے واجب کے لیے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثواب عظیم وفضل جسیم سے بیشک محروم رہا۔ کافی وقنیہ وغیرہا میں اسی قول کی تصحیح کی۔

فی رد المحتار صححه الزاهدی فی المجتبیٰ لکن صحح فی الکافی وجوب الصلاة مرة فی کل مجلس کسجود التلاوة للحرج الا انه يندب تكرار الصلاة فی المجلس الواحد بخلاف السجود.

و فی القنية قيل يكفی فی المجلس مرة كسجدة التلاوة و به يفتی و قد جزم بهذا القول المحقق ابن الهمام فی زاد الفقير . اه ملتقطا .

ردالمحتار میں ہے کہ زاہدی نے مجتبیٰ میں اس کی تصحیح کی لیکن کافی میں جو تصحیح ہے وہ یہ ہے کہ ایک بار ایک مجلس میں درود پڑھنا واجب ہے تاکہ حرج نہ ہو جیسے سجدۂ تلاوت کہ ایک مجلس میں ایک ہی واجب ہوتا ہے ہاں مجلس ایک ہونے کی صورت میں درود پاک کی تکرار مستحب ہے بخلاف سجدۂ تلاوت کے کہ وہ ایک مجلس میں مکرر ہونے سے مستحب نہیں۔

اور قنیہ میں کہا گیا کہ سجدۂ تلاوت کی طرح ایک مجلس میں ایک بار پڑھنا ہی کافی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور محقق ابن ہمام نے ''زاد الفقیر'' میں اسی قول پر جزم کیا ہے۔ (مولف)

بہرحال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں ہیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ ومعصیت، عاقل کا کام نہیں کہ اسے ترک کرے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۱)

نام پاک سن کر درود کا حکم

امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں رقمطراز ہیں :

اللہ عزوجل کا نام پاک سن کر حکم ہے کہ عزوجل یا جل جلالہ یا اس کے مثل کلمات تعظیمی کہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر واجب ہے کہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا علیہ افضل الصلاۃ و السلام یا اس کے مثل کلمات درود کہے۔ مگر یہ دونوں وجوب بیرون نماز میں ہیں، نماز میں سوا ان کلمات کے جو شارع علیہ السلام نے مقرر فرما دیے ہیں اور کی اجازت نہیں خصوصاً جہریہ نماز میں وقت قرأت امام مقتدی کا سننا اور خاموش رہنا واجب ہے یونہی امام کے خطبہ پڑھتے میں جب اللہ عزوجل اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ آئیں سامعین دل میں کلمات تقدیس و درود کہیں زبان سے کہنے کی وہاں بھی اجازت نہیں، نماز میں نام الٰہی سن کر جلا وعلا یا نام مبارک سن کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا اگر بقصد جواب ہے تو نماز جاتی رہے گی سہواً ہو یا قصداً اور اگر بلا قصد جواب ہو تو قصداً ممنوع اور سہواً پر مواخذہ نہیں۔

درمختار میں ہے:

سمع اسم الله تعالىٰ فقال جل جلاله او النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فصلى عليه او قراء الامام فقال صدق الله و رسوله لفسد ان قصد جوابه .

یعنی نماز میں اللہ عزوجل کا نام پاک سنا اور جل جلالہ کہا یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنا اور حضور پر درود پڑھا یا امام نے قرات کی اور صدق الله و رسوله، کہا تو اگر جواب کا قصد ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۴۹)

درود سے نفاق دور ہوتا ہے

کشف الغمہ عن جمیع الامہ میں ارشاد فرمایا:

كان صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول من صلى على طهر قلبه من النفاق كما يطهر الثوب بالماء ، و كان صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول من قال صلى الله على

محمد فقد فتح علی نفسه سبعین بابا من الرحمة و القی الله محبته فی قلوب الناس فلا یبغضه الا من فی قلبه نفاق.

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مجھ پر درود بھیجے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہوجائے جیسے کپڑا پانی سے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کہے صلی اللہ علی محمد اس نے ستر دروازے رحمت کے اپنے اوپر کھول لیے، اللہ عزوجل اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ اس سے بغض نہ رکھے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۶۰ ۔ منیر العین)

خوشبو سونگھ کر درود پڑھنا

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

اما من استیقظ عند اخذ الطیب او شمه الی ما کان علیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من محبته للطیب و اکثاره منه فتذکر ذلک الخلق العظیم فصلی علیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حینئذ لما وقر فی قلبه من جلالته و استحقاقه علی کل امته ان یلحظوه بعین نهایة الاجلال عند رؤیة شیٔ من آثاره او ما یدل علیها فهذا لا کراهة فی حقه فضلا عن الحرمة بل هو آت بما فیه اکمل الثواب الجزیل و الفضل الجمیل و قد استحبه العلماء لمن رأی شیئا من آثاره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و لا شک ان من استحضر ما ذکرته عند شمه الطیب یکون کالرائی لشیٔ من آثاره الشریفة فی المعنی فلیس له الاکثار من الصلاة و السلام علیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

ہاں خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت متنبہ ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے دوست رکھتے اور

بکثرت استعمال فرماتے تھے اس خلق عظیم کو یاد کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے یہ حضور کی عظمت اور تمام امت پر حضور کا یہ حق ہونا اس کے دل میں جما کہ جب حضور کے آثار شریفہ یا ان پر دلالت کرنے والی کوئی چیز دیکھیں تو نہایت تعظیم کی آنکھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور کریں تو ایسے کے حق میں حرمت چھوڑ کراہت کیسی اس نے تو وہ کام کیا جس پر ثواب کثیر و فضل جمیل پائے گا کہ زیارت آثار شریفہ کے وقت درود پڑھنا علماء نے مستحب رکھا ہے اور شک نہیں کہ جس نے خوشبو سونگھتے وقت یہ تصور کیا وہ گویا معنی بعض آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے تو اسے تو اس وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام کی کثرت سنت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۶ منیر العین)

درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ

طبرانی معجم اور ابونعیم عوالی سعید بن منصور میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی جس میں فرماتے ہیں:

اجعل شرائف صلاتک و نوامی برکاتک و رافة تحیتک علی محمد عبدک و رسولک الخاتم لما سبق و الفاتح لما اغلق.

الٰہی اپنی بزرگ درودیں اور بڑھتی برکتیں اور رحمت کی مہر نازل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں گزروں کے خاتم اور مشکلوں کے کھولنے والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

درود سے رسول کی قربت نصیب ہوگی

امام بخاری تاریخ میں اور ترمذی و ابن حبان بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے راوی : ۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی صلاۃ ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ مجھ سے قریب وہ ہوگا جو سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا۔ ۔

فاضل شارح نے فرمایا یعنی قیامت میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب اور سب سے زیادہ میری شفاعت کا حقدار وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا تھا اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت سچی محبت اور کمال ربط پر دلالت کرتی ہے تو لوگوں کے مدارج حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرب میں اس امر میں لوگوں کے تفاوت کے حساب سے ہوں گے۔

محدثین کرام نے اس حدیث سے علماء حدیث کی فضیلت پر استدلال کیا اور اس پر دلیل پکڑی کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قریب ہیں اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر درود بھیجتے ہیں۔ جب کوئی حدیث ذکر کرتے ہیں تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دس مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا دو مرتبہ یا کم از کم ایک مرتبہ درود پڑھتے ہیں جیسا کہ معلوم ہے اور اس کا مشاہدہ ہے۔

بیہقی بروایت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثقہ راویوں سے حدیث بیان کرتے ہیں :

عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اکثروا علی من الصلاۃ فی کل یوم جمعۃ فـان صلاۃ امتی تعرض علی فی کل یوم جمعہ فمن کان اکثرھم علی صلاۃ کان اقربھم منی منزلۃ ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر جمعہ کے دن بکثرت درود بھیجو اس لیے کہ تمھارا

درود جمعہ کے دن میرے اوپر پیش ہوتا ہے تو سب سے زیادہ جو میرے اوپر درود بھیجے گا وہ درجے میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب ہوگا۔ (الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی)

اشعار

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ رحمت میں درود وسلام کا ذکر امام احمد رضا بریلوی اس انداز میں فرماتے ہیں:

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام — ان پر سلام جنکو تحیت شجر کی ہے
ان پر درود جن کو کس بے کساں کہیں — ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے
جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام — یہ بارگاہ مالک جن و بشر کی ہے
شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام — خوبی انھیں کی جوت سے شمس وقمر کی ہے
سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام — تملیک انھیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے
سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام — کلمے سے تر زباں درخت و حجر کی ہے
عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام — ملجا یہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے
شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام — راحت انھیں کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے
خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام — مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے
سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام — یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک و تر کی ہے
سب کر و فر سلام کو حاضر ہیں السلام — ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کر و فر کی ہے
اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السلام — یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہل نظر کی ہے

●

چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے درود — بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش درر کی ہے

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے

جو ایک بار آئے دو بارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے

اے وائے بے کسی تمنا کہ اب امید
دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے

یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروروں کی آس جائے
اور بارگاہ مرحمت عام تر کی ہے

●

ہر چراغ مزار پر قدسی
کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر
لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں

●

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروروں سلام
تم پہ کروروں ثنا تم پہ کروروں درود

●

حق درودیں تم پہ بھیجے
تم مدام اس کو سراہو

●

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

عصمت انبیاء کرام

علیہم الصلاۃ والسلام

ما ضل صاحبکم و ما غوی

تمھارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے

(النجم/۲)

عصمت انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام

بارگاہ قدس جل اسمہ کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو اتم نعمت اور اکمل کمال جاہ وجلال وکرامت اور برکات ومرتبت وارد وفائز ہیں سورہ فتح ان سب پر مشتمل ہے کیوں کہ حق تعالیٰ نے رسول پاک کی مدح وثنا کا اس میں خطبہ پڑھا ہے

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر و یتم نعمتہ علیک و یھدیک صراطا مستقیما و ینصرک اللہ نصرا عزیزا.

بیشک ہم نے تمھارے لیے روشن فتح فرما دی تا کہ اللہ تمھارے سبب سے گناہ بخشے تمھارے اگلوں کے اور تمھارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمھیں سیدھی راہ دکھادے اور اللہ تمھاری زبردست مدد فرمائے۔

واضح رہنا چاہیئے کہ اللہ سبحانہ وعز اسمہ کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فتوحات و فیوضات صوریہ اور معنویہ اور کرامات وبرکات ظاہرہ وباطنہ جو فائز وصادر ہیں وہ غیر متناہی اور حدود وشمار سے باہر ہیں۔ ان میں سے ایک تو شہروں کی فتوحات، بندگان خدا کی تسخیر، حصول غنائم، تقویت دین، کثرت امت اور احکام اسلام کی اشاعت ہے اور سب سے بڑی مکہ مکرمہ کی فتح ہے۔ کیوں کہ فتح مکہ کے بعد تمام عرب قبائل اور لوگوں کی جماعتیں فوج درفوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم قدس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس سورت میں اس کے فتح ہونے کا وعدہ فرمایا گیا اور یہ فتح یقینی طور پر واقع ہونے کا تذکرہ ماضی کے صیغہ اور فتح مبین کے ساتھ کیا گیا۔ چوں کہ یہ فتح ظاہر وباہر اور دین میں عزت وشوکت اور حصول یقین میں اضافہ کا موجب ہے۔ فتح مبین کے معنی عزت وشوکت کو ظاہر کرنے

والی اور دین اسلام کو غلبہ مرحمت فرمانے والی فتح بھی مروی ہے۔

اور آیہ کریمہ **لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر** کی تفسیر و تشریح میں بکثرت اقوال ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ چیز ہے جو آپ کی بعثت نبوت سے پہلے زمانہ جاہلیت میں واقع ہوئی۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ یہ قول مردود ہے اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جاہلیت کی ہوا تک نہ لگی اور یہ کہ آپ قبل از نبوت اور بعد از نبوت معصوم ہیں۔

اور مجاہد نے کہا کہ **ما تقدم** قضیۂ ماریہ میں اور **ما تأخر** حضرت زید کی زوجہ سے عقد کا ارادہ فرمانے کے بارے میں ہے۔ امام سبکی فرماتے ہیں یہ قول باطل ہے اس لیے کہ قضیہ ماریہ اور حضرت زید کی زوجہ کے بارے میں اصلاً ذنب ہے ہی نہیں جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے وہ غلطی کرتا ہے۔ زمخشری نے کشاف میں اور تبعیت میں بیضاوی نے بھی اس کو نقل فرما دیا کہ اس سے مراد وہ تمام لغزشیں ہیں جو محل عتاب ہیں۔ امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قول بھی مردود ہے اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی عصمت ثابت ہے۔ البتہ ایسے صغائر جو ان کے مرتبہ اور شان کو کم نہ کرنے والے ہوں اس میں اختلاف ہے۔

معتزلہ اور بہت سے غیر معتزلہ اس کے جواز کی طرف گئے ہیں اور بعض کے نزدیک مسلک مختار ممانعت ہے اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے قول و فعل کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا ان سے ایسا فعل کیسے ہو سکتا ہے جو ناشائستہ اور ناسزا ہے۔

اور حشویہ، حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر جرأت و جسارت کرتے ہیں اور وہ ان پر مطلقاً

تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے (سبب سے) اگلے پچھلے گناہ بخشے یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی پچھلی حیات میں بھی اور اگلی حیات میں بھی اپنی عصمت و پناہ میں رکھے۔ یہ قول انتہائی حسن قبول میں ہے۔

بلاشبہ بلغاء نے قرآن کے اسلوب کو بلاغت میں شمار کیا ہے کہ تخفیف و کمی کے مقامات کو لفظ مغفرت، عفو اور توبہ سے قرآن میں کنایہ کیا گیا ہے۔

مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جس جگہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی توبہ و مغفرت کا ذکر فرمایا ہے وہاں ان کی ان لغزش و خطا کا بھی ذکر فرمایا ہے جو ان سے صادر ہوئیں جیسے کہ

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں فرمایا

و عصی آدم ربه .

اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

اور حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں فرمایا :

انی اعظک ان تکون من الجاهلین .

میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن۔

اور حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام کے قصہ میں فرمایا :

فظن ان لن نقدر علیه.

تو انھوں نے گمان کیا کہ ہم ان پر قابو نہ پاسکیں گے۔

اور حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا :

فلا تتبع الھوی .

تو تم اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو۔

اور حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے قصہ میں فرمایا:

فو کزہ موسیٰ .

تو موسیٰ نے اس (قبطی) کے گھونسا مارا۔

لیکن سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین کی شان میں فتح کو مقدم رکھا اور اس کے بعد گزشتہ وآئندہ کے غفران ذنوب کا ذکر فرمایا اور ذنب کو پوشیدہ رکھا۔

شیخ عزیز الدین عبد السلام اپنی کتاب المسمی بہ ''نہایت السئول فیما سخ من تفضل الرسول'' میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام نبیوں پر بکثرت وجوہ فضیلت بخشی ہے۔ پھر انھوں نے ان وجوہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بتائی کہ :

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے ہی اگلے پچھلے ذنوب کی مغفرت کی خبر دے دی ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو اس جیسی خبر نہیں دی، بلکہ ظاہر یہ ہے کہ انھیں سرے سے اس سے باخبر کیا ہی نہیں گیا، اسی بنا پر جب عرصات محشر میں امتیں ان سے شفاعت کی درخواست کریں گی تو وہ اپنی لغزشوں کو بیان کریں گے اور اس مقام کی ہیبت سے شفاعت میں پہل کا اظہار نہیں فرمائیں گے۔ اور جب وہ تمام مخلوق اس مقام میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کریں گی تو حضور فرمائیں گے ہاں یہ میرا ہی کام ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفصیل یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کے لیے پہلے فتح مبین کا اثبات فرمایا

اس کے بعد مغفرت ذنوب کا ذکر فرمایا، بعد ازاں اتمام نعمت، اثبات ہدایت صراط مستقیم اور نصر عزیز یعنی غالب مدد کا ذکر فرمایا، لہٰذا ثابت اور متعین ہوا کہ مقصود اثبات ذنوب نہیں ہے بلکہ اس کی نفی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و یتم نعمته علیک .

اور تم پر اپنی نعمتیں تمام و کمال فرمائیں۔

واضح ہو کہ ہر قسم کے فضائل و کمالات اور کرامات و برکات اس کلمہ میں داخل ہیں اور خاص و عام نعمتوں میں سے جتنا کچھ ذکر کیا جائے یا تصور و خیال میں آئے وہ سب اندیشہ و خیال اور عدد و شمار کے محاسبہ سے عاجز و قاصر ہے، اس کے ذکر و بیان سے حال و قال کی زبان گونگی ہے، حیطۂ اظہار و بیان میں جو کچھ ہے وہ سب اجمال ہے اور اس کی تفصیل امکانی قدرت سے باہر ہے۔

فان فضل رسول الله لیس له
حد فیعرب عنه ناطق بفم

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل و کمال کی کوئی حد نہیں ہے کہ بولتے وقت منہ سے اس کا اظہار کیا جائے۔

اور تعمیم نعمت اور دنیوی و اخروی نعمتوں کی شمولیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ دو نعمتوں کا ذکر فرمایا۔

ایک ہدایت صراط مستقیم ہے جو کہ اصل اصول نعیم اور مشر فوز و فلاح اور لوگوں کی ہدایت ہے کیوں کہ بعثت و رسالت کا یہی مقصد اصلی ہے۔

دوسرا دنیوی ہے جس کا مقصد بھی دین ہے جس طرح کہ پہلا ہے اور جو صلاح عالم اور کارخانہ موجودات کے نظام پر منتج ہے۔ چنانچہ فرمایا:

و یھدیک صراطا مستقیما و ینصرک اللہ نصرا عزیزا.

اور تمھیں سیدھی راہ دکھائے اور اللہ تمھاری زبردست مدد فرمائے۔

ابن عطا فرماتے ہیں کہ اس صورت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے متعدد عظیم نعمتیں جمع فرمائی ہیں۔

ایک کھلی فتح جو اجابت اور قبول کی نشانیوں میں سے ہے۔

دوم مغفرت جو محبت کی علامتوں میں سے ہے۔

سوم اتمام نعمت جو اختصاص کی نشانیوں میں سے ہے۔

چہارم ہدایت جو ولایت کی علامتوں میں سے ہے۔

چنانچہ مغفرت تمام نقائص وعیوب سے تبری وتنزیہہ یعنی ہر آلائش سے پاکی وصفائی سے کنایہ ہے اور اتمام نعمت بدرجۂ کامل آپ کی تبلیغ ورسالت ہے۔ اور ہدایت، مشاہدہ کی طرف دعوت ہے اور آپ کی شان اتنی بلند فرمائی کہ کوئی چیز قرب حق میں اس مرتبہ سے اونچی وفائق متصور نہیں ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

ہر قسم کے گناہ سے انبیاء معصوم ہیں

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی عصمت وعفت ثابت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں:

جملہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والتسلیم قبل بعثت و بعد بعثت بہر حال عمداً و سہواً کفر و ضلالت سے باجماع اہل سنت معصوم ہیں۔ اسی طرح منفرات ذنوب و محقرات امور سے باجماع، نہ صرف ذنوب بلکہ ہر اس امر سے جو باعث نفرت خلق و ننگ و عار و بدنامی ہو اگرچہ اپنا گناہ نہ ہو جیسے جنون و جذام و برص و دناءت نسب و زنائے امہات و ازواج۔

بعد بعثت تمام کبائر سے باجماع اہل سنت معصوم ہیں اور مذہب صحیح و حق و معتمد میں صغائر سے بھی۔ اور خلاف ضعیف ایسے درجہ سقوط میں ہے کہ قابل اعتداد نہیں بلکہ انصافا سیرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے خلاف پر اجماع صحابہ بتا رہی ہے۔ مجوز نے اس نکتہ سے غفلت کی لہٰذا اس کا قول نادانستہ مصادم اجماع واقع ہوا۔

حق یہ ہے کہ بعد بعثت صدور کبیرہ سہواً سے بھی معصوم ہیں اور سہواً صغیرہ و غیر منفرہ میں اکثر اہل ظاہر جانب تجویز ہیں اور اجماع اہل قلب جانب منع۔ اسے امام ابن حجر مکی وغیرہ نے اختیار فرمایا ہے اور حق یہ ہے کہ نزاع صورت صغیرہ میں ہے ورنہ بحال سہو معنی وحقیقۃ نافرمانی خود ہی مرتفع ہے۔

کفر و ضلال و منفرات سے قبل بعثت بھی معصوم ہیں باقی میں اختلاف ہے اور اس قدر میں شک نہیں کہ وہ ہر عیب و ریب سے ہمیشہ منزہ ہیں یہ عصمت مصطلحہ اس وقت ثابت ہو یا نہ ہو۔

(امور تبلیغیہ میں اعتقاد یہ ہے کہ) تبلیغ قولا ہو یا فعلا اس میں تعمد مخالفت سے بالارادہ معصوم ہیں اور اقوال تبلیغیہ میں سہو و خطا سے بھی۔ افعال تبلیغیہ میں اختلاف ہے ظاہر ادلہ جواز ہے مگر اس پر تقریر ممکن نہیں بلکہ انتباہ واجب ہے اور ایک جماعت صوفیہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مطلقاً سہو ناجائز مانتے ہیں۔ اس قول کی تفصیل و تاویل فقیر کے الفیوض المکیۃ (حاشیۃ الدولۃ المکیۃ) میں ہے۔

(احکام شریعت حصہ سوم)

علامہ بغوی نے بعض لوگوں کا قول نقل کیا کہ جو کچھ حضرت یوسف علیہ السلام سے (زلیخا کے تعلق سے) سرزد ہو گیا، گناہ صغیرہ ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے صغائر کا صدور جائز ہے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں یہ بات (یعنی گناہ صغیرہ کی انبیاء کی طرف نسبت) اسی وقت صحیح ہے جب کہ محض صغیرہ کا قرب مراد ہو ارتکاب نہیں۔

فائدہ

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے گناہ صغیرہ کے سرزد ہونے کے بارے میں جو لوگ جواز کے قائل ہیں ان کی تردید میں قاضی عیاض **فصل فی الرد علی من اجاز علیھم الصغائر** کے تحت لکھتے ہیں -

جن فقہا و محدثین نے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے گناہ صغیرہ جائز قرار دیا ہے اور جن متکلمین نے ان کی آواز پر لبیک کہی، انھوں نے قرآن پاک کی کئی آیات اور بہت سی احادیث کے ظاہر کو دلیل بنایا۔ لیکن ظاہر کو دلیل بنانے سے کبائر کا جواز اور اجماع کا خلاف لازم آتا ہے اور اس (کبائر) کا کوئی مسلمان بھی قائل نہیں مزید برآں صغائر کے جواز کا قول کس طرح کیا جا سکتا ہے کیوں کہ جن آیات کو دلیل بنایا گیا ہے ان کے معانی میں مفسرین کا اختلاف ہے اور اس کے مقتضی میں کئی احتمالات باہم مقابل ہیں۔ نیز اسلاف کے اقوال بھی ان دلائل کے خلاف ہیں پس ان (مجوزین) کا مذہب اجماع بھی نہیں۔ اور ان آیات مستدلہ کے معانی میں زمانہ قدیم سے اختلاف بھی چلا آرہا ہے۔ نیز ان کی بات کے غلط ہونے اور اس کے غیر کی صحت پر دلیل قائم ہے تو اس کا ترک اور صحیح قول کی طرف رجوع واجب ہے۔

یوسف علیہ السلام بری ہیں

آیت کریمہ و لقد همت به و هم بها کے تحت امام بغوی نے صیغۂ مجہول (راوی) کے ساتھ ایک روایت نقل فرمائی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے سے باہر تشریف لاکر بادشاہ کے پاس پہنچے اور حضرت زلیخا نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ بات (یعنی قید خانہ سے باہر آنے کے لیے استفسار کیا کہ اب ان عورتوں کا کیا خیال ہے؟) اس لیے کہی تاکہ بادشاہ کو پتہ چل جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں ارتکاب خیانت نہیں کیا۔ اس بات پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا اے یوسف (علیہ السلام) کیا اس وقت بھی نہیں جب آپ نے قصد فرمایا؟ آپ نے فرمایا میں اپنے نفس کو بے عیب نہیں بتاتا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ یہ اس قول کے مطابق ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت زلیخا کا قصد فرمایا حالاں کہ صحیح بات اس کے خلاف ہے۔ (یعنی آپ نے قصد نہیں فرمائی تھا) اور شفا شریف میں اس مسئلہ کی تحقیق ملاحظہ کی جائے۔

ذنوب کا مطلب

امام بغوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل کیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے گناہوں کا ذکر عار دلانے کے لیے نہیں بلکہ اپنے انعامات کے اظہار کے لیے فرمایا نیز یہ بتانے کے لیے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ ذنوب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے مراد صورت گناہ ہے ورنہ حقیقۃً گناہ سے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام نہایت دور اور منزہ ومبرا ہیں۔

ارادہ کی دو قسم

و لقد همت به و هم بها الآية کے تحت علامہ بغوی نے بعض محققین کا قول نقل فرمایا کہ ارادہ کی دو قسمیں ہیں :

(۱) ارادۂ ثابتہ، یعنی جس میں عزم، رضا وغیرہ پائے جائیں اور اس پر مواخذہ ہے۔

(۲) اختیار وعزم کے بغیر نفس کی خواہش اور اس پر مواخذہ نہیں جب تک کہ عمل نہ ہو یا زبان پر نہ آئے۔

اس ضمن میں علامہ بغوی نے ایک روایت نقل فرمائی جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا بندہ نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اگر عمل نہ کرے، ایک نیکی کا ثواب لکھتا ہوں اور اگر اسے عملی جامہ پہنائے تو دس نیکیوں کا ثواب۔ اور اگر برائی کا ارادہ کرے تو جب تک عمل نہ کرے معاف ہے۔ عمل کی صورت میں اسی کے مثل گناہ لکھا جاتا ہے (یعنی ایک گناہ)

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں و هم بها لو لا ان رأى برهان ربه الآية میں ارادۂ یوسف علیہ السلام کے بارے میں منقول جملہ اقوال میں سے یہ قول نہایت عمدہ ہے۔ (تعلیقات رضا)

نبوت کے بارے میں اعتقاد

شفا شریف میں ہے من دان بالوحدانية و صحة النبوة و نبوة نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم و لكن جوز على الانبياء الكذب فيما اتوا به ادعى فى ذلك المصلحة بزعمه او لم يدعها فهو كافر باجماع .

جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبوت کی حقانیت، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء کا کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا، اللہ عزوجل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا۔ (الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ)

۞......۞......۞

پناہ بے کساں ﷺ

سے توسل واستمداد

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ
(المائدہ/۳۵)

پناہ بے کساں ﷺ سے توسل واستمداد

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنا کر دعا مانگنا جائز بلکہ مستحب ہے اسی کو توسل واستغاثہ وتشفع وغیرہ مختلف الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو خدا کے دربار میں وسیلہ بنانا یہ حضرات انبیاء مرسلین کی سنت اور سلف صالحین کا مقدس طریقہ ہے اور یہ توسل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سے پہلے آپ کی ظاہری حیات میں اور آپ کی وفات اقدس کے بعد تینوں حالتوں میں ثابت ہے۔

ولادت سے قبل توسل

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے دنیا میں آکر باری تعالیٰ سے یوں دعا مانگی کہ:

یا رب اسئلک بحق محمد ان تغفر لی.

اے پروردگار میں تجھ سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف فرمادے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تم نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کس طرح پہچانا حالاں کہ میں نے ابھی تک ان کو پیدا بھی نہیں فرمایا۔ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار! جب تو نے مجھے پیدا فرما کر میرے بدن میں روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ عرش مجید کے پایوں پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا ہے۔ اس سے میں نے سمجھ لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر عرش پر تحریر کرایا ہے وہ یقیناً تیرا سب سے بڑا محبوب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم (علیہ الصلاۃ والسلام) بیشک تم نے سچ کہا وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں چوں کہ

تم نے ان کو میرے دربار میں وسیلہ بنایا ہے اس لیے میں نے تم کو معاف کر دیا اور سن لو کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت فرمایا ہے۔

ظاہری حیات اقدس میں توسل

حضرات صحابہ کرام آپ کی مقدس مجالس میں حاضر ہو کر جس طرح اپنی دین و دنیا کی تمام حاجتیں طلب فرماتے ہیں اسی طرح اپنی دعاؤں میں آپ کو وسیلہ بھی بنایا کرتے تھے بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کو یہ تعلیم دی کہ وہ اپنی دعاؤں میں رسول کی مقدس ذات کو خداوند تعالیٰ کے دربار میں وسیلہ بنائیں۔

ایک نابینا بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیں کہ وہ مجھے عافیت بخشے آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کر، صبر تیرے حق میں اچھا ہے جب اس نے دعا کے لیے اصرار کیا تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا مانگو

اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی.

یا اللہ میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی، نبی رحمت کا وسیلہ پیش کرتا ہوں یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے، اپنی اس ضرورت میں تا کہ وہ پوری ہو جائے یا اللہ تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

اس حدیث کو ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ **ھذا حدیث حسن صحیح غریب** اور امام بیہقی و طبرانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے مگر امام بیہقی نے اتنا اور کہا ہے کہ اس

نابینا نے ایسا کیا اور اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔

دعا نبوی میں وسیلہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب انتقال ہوا اور ان کی قبر تیار ہو گئی تو خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی قبر کی لحد کھودی پھر اس قبر میں لیٹ کر آپ نے یوں دعا فرمائی کہ

یا اللہ میری ماں (چچی) فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کشادہ فرما دے بوسیلہ اپنے نبی اور ان نبیوں کے وسیلے سے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں کیوں کہ تو ارحم الراحمین ہے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچپن میں ابو طالب کی کفالت میں تھے تو حضور کی یہ چچی یعنی ابو طالب کی بیوی فاطمہ بنت اسد آپ کا بڑا خاص خیال رکھتی تھیں یہ اسی احسان کا بدلہ تھا کہ آپ نے ان کو اپنی چادر مبارک کا کفن پہنایا اور خود اپنے دست رحمت سے ان کی قبر کی لحد کھودی اور ان کی قبر میں کچھ دیر لیٹ کر دعا فرمائی۔

واللہ! اس قبر میں قیامت تک رحمت کے پھولوں کی بارش ہوتی رہے گی جس قبر والے پر رحمۃ للعالمین کی رحمت کا اتنا بڑا اکرم ہوا۔

وفات اقدس کے بعد توسل

وفات اقدس کے بعد بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی حاجتوں اور مصیبتوں کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی دعاؤں میں وسیلہ بنایا کرتے تھے بلکہ آپ کو پکار کر آپ سے استغاثہ کیا کرتے تھے۔

بارش کے لیے استغاثہ

حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑ گیا تو حضرت بلال بن حارث صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمائیں، وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں ان سے ارشاد فرمایا کہ تم حضرت عمر کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور بشارت دے دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہہ دو کہ وہ نرمی اختیار کریں۔ اس شخص نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خبر دی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رو پڑے پھر کہا اے رب میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اسی چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔

فتح کے لیے آپ کا وسیلہ

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اپنا خط امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ''مقام یرموک'' میں بھیجا اور سلامتی کی دعا مانگی۔ حضرت عبد اللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد نبوی سے باہر آئے تو ان کو خیال آیا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ میں نے روضۂ اقدس پر سلام نہیں عرض کیا۔ چنانچہ واپس جا کر جب قبر انور کے پاس حاضر ہوئے تو وہاں حضرت عائشہ، حضرت عباس و حضرت علی و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر تھے۔ حضرت عبد اللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات سے جنگ یرموک میں اسلام کی فتح کے لیے دعا کی درخواست کی تو حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگی کہ

یا اللہ! ہم اس نبی مصطفیٰ و رسول مجتبیٰ کہ جن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا

قبول ہوئی اور خدا نے ان کو معاف فرما دیا۔ ان ہی کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن قرط پر ان کا راستہ آسان کر دے اور دور کو نزدیک کر دے اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فرما کر ان کو فتح عطا فرما دے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اب آپ جائیے، اللہ تعالیٰ حضرت عمر و عباس و علی و حسن و حسین و ازواج نبی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی دعا کو رد نہیں فرمائے گا جب کہ ان لوگوں نے اس کی بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت عمر کا دعا میں وسیلہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان کے دور خلافت میں قحط پڑ جاتا تھا تو وہ بارش کے لیے اس طرح دعا مانگا کرتے تھے کہ

یا اللہ! ہم تیرے نبی کو وسیلہ بنا کر دعا مانگا کرتے تھے تو اس وقت تو ہم کو بارش دیا کرتا تھا اب ہم تیرے دربار میں تیرے نبی کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں لہٰذا تو ہم کو بارش عطا فرما۔

الغرض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بعد تابعین و تبع تابعین اور دوسرے سلف صالحین نے ہمیشہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے توسل واستغاثہ کا سلسلہ جاری رکھا اور بحمدہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت میں آج تک اس کا سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا۔ (مولف) (سیرت مصطفیٰ)

استعانت حقیقیہ وغیر حقیقیہ

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ استعانت حقیقیہ وغیر حقیقیہ میں تفریق کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

استعانت حقیقیہ یہ ہے کہ اسے قادر بالذات و مالک مستقل وغنی بے نیاز جانے کہ بے عطائے الٰہی وہ خود اپنی ذات سے اس کام کی قدرت رکھتا ہے اس معنی کا غیر خدا کے ساتھ اعتقاد ہر مسلمان کے نزدیک شرک ہے نہ ہرگز کوئی مسلمان غیر کے ساتھ اس معنی کا قصد کرتا ہے بلکہ واسطہ وصول فیض وذریعہ ووسیلہ قضائے حاجات جانتے ہیں اور یہ قطعاً حق ہے خود رب العزت تبارک وتعالیٰ نے قرآن عظیم میں حکم فرمایا و ابتغوا الیہ الوسیلۃ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

امام علامہ خاتم المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب مستطاب شفاء السقام میں استمداد و اعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کرکے ارشاد فرماتے ہیں

لیس المراد نسبۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الخلق و الاستقلال بالافعال ھذا لا یقصدہ مسلم فصرف الکلام الیہ و منعہ من باب التلبیس فی الدین و التشویش علی عوام الموحدین .

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی کتاب افادات نصاب جوہر منظم میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں

فالتوجه و الاستغاثة به صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و بغيره ليس لهما معنى فى قلوب المسلمين غير ذلك و لا يقصد بهما احد منهم سواه فمن لم ينشرح صدره لذلك فليبك على نفسه نسأل الله العافية و المستغاث به فى الحقيقة هو الله و النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم واسطة بينه و بين المستغيث فهو سبحنه مستغاث به و الغوث منه خلقا و ايجادا و النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مستغاث به و الغوث منه سببا و كسبا .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضور کے سوا انبیاء واولیاء علیہم الصلاۃ والثناء کی طرف توجہ اوران سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں۔اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں ۔حقیقۃً فریاد اللہ عز وجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں۔تو اللہ عز وجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریادرسی یوں ہے کہ مراد کو خلق وایجاد کرے۔اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریادرسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔ (برکات الامداد لاہل الاستمداد)

حضور نے چند قبائل کی مدد فرمائی

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن نسائی میں ہے چند قبائل عرب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کی حضور والا نے مدد عطا فرمائی

عن انس رضى الله تعالىٰ عنه ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اتاه رعل و ذكوان و عصية و بنو لحيان فزعموا انهم قد اسلموا و استمدوه على قومهم فامدهم

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم . الحدیث.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چند قبائل یعنی رعل وذکوان، عصیہ اور بنولحیان آئے اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا اور اپنی قوم پر حضور سے مدد طلب کی تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی مدد فرمائی۔ (مولف) (برکات الامداد)

وفد ہوازن کی استعانت

جب وفد ہوازن خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اپنے اموال واہل وعیال کہ مسلمان غنیمت میں لائے تھے حضور سے مانگے اور طالب احسان والا ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا صلیتم الظھر فقولوا انا نستعین برسول اللہ علی المومنین او المسلمین فی نسائنا و ابنائنا.

جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اور یوں کہنا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے باب میں۔

نسائی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔

حدیث فرماتی ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں۔

ایک نابینا نے دعا مانگی

حدیث صحیح وجلیل وعظیم جسے نسائی وترمذی وابن ماجہ وابن خزیمۃ وطبرانی وحاکم وبیہقی نے سیدنا عثمان

بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور امام ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم صحیح کہا اور امام حافظ الحدیث زکی الدین عبد العظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد وتنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلم وبرقرار رکھا جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے

اللھم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه لیقضی لی اللھم فشفعه فی .

الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تا کہ میری حاجت روائی ہو الٰہی انھیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ (نابینا نے ابھی یہ دعا ختم نہیں کی تھی کہ ان کی آنکھیں آ گئیں)

حصن حصین شریف کی بعض روایات میں لتقضی لی بصیغۂ معروف ہے یعنی یا رسول اللہ حضور میری حاجت روا فرما دیں۔

مولانا فاضل علی قاری علیہ رحمۃ الباری حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں و فی نسخة بصیغة الفاعل ای لتقضی الحاجة و المعنی تکون سببا لحصول حاجتی و وصول مرادی فالاستناد مجازی .

مطلب یہ ہے کہ آپ میرے حصول حاجت کے سبب اور میری مراد برآری کے ولی ہو جائیں میرا اعتماد ووثوق آپ ہی پر ہے۔

ایک حاجت مند کی حاجت برآری

سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانۂ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں یہی دعا ایک صاحب حاجتمند کو تعلیم فرمائی۔

معجم کبیر امام طبرانی میں یہ حدیث یوں ہے کہ ایک شخص امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اپنی کسی حاجت کے لیے حاضر ہوا کرتے امیر المومنین ان کی طرف التفات نہ فرماتے نہ ان کی حاجت پر غور کرتے ایک دن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے ان سے شکایت کی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ایت المیضاۃ فتوضا ثم آت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فیقضی حاجتی و تذکر حاجتک و راح الی حتی اروح معک.

وضو کی جگہ جا کر وضو کر پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو پھر یوں دعا کرو کہ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی رحمت کے ذریعے سے متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمایئے اور اپنی حاجت کا ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تمھارے ساتھ چلوں۔

صاحب حاجت نے جا کر ایسا ہی کیا پھر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوئے دربان آیا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ بٹھا لیا اور فرمایا کیسے آئے انھوں نے اپنی حاجت عرض کی امیر المومنین نے فوراً روا فرمائی پھر ارشاد فرمایا کیا اتنے دنوں میں تم نے اس وقت ہم سے اپنی حاجت کہی اور فرمایا جب کبھی تمھیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آنا۔

اب یہ صاحب امیر المومنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے امیر المومنین نہ میری حاجت میں غور فرماتے تھے نہ میری طرف التفات لاتے یہاں تک کہ آپ نے میری سفارش ان سے کی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

و اللہ ما کلمتہ و لکن شھدت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اتاہ رجل ضریر تشکی الیہ ذھاب بصرۃ فقال لہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایت المیضاۃ فتوضا ثم صل رکعتین ثم ادع بھذہ الدعوات فقال عثمان بن حنیف فو اللہ ما تفرقنا و طال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضر قط۔

خدا کی قسم میں نے تو تمھارے بارے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کی شکایت حضور سے عرض کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا موضع وضو پر جا کر وضو کر کے دو رکعت نماز پھر یہ دعائیں پڑھ، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس انکھیارے ہو کر آئے گویا کبھی ان کی آنکھوں میں کچھ نقصان نہ تھا۔ امام طبرانی اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کر کے فرماتے ہیں و الحدیث صحیح یہ حدیث صحیح ہے۔

ماشاء اللہ کہنے کی بحث

احمد وابی داؤد نے یوں مختصراً اور ابن ماجہ نے بسند حسن اس طرح مطولاً روایت کی

حدثنا ھشام بن عمار ثنا سفین بن عیینۃ عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان رجلا من المسلمین رای فی

النوم انہ لقی رجلا من اھل الکتاب فقال نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون تقولون ما شاء اللہ و شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ذکر ذلک للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اما و اللہ ان کنت لا عرفھا لکم قولوا ما شاء اللہ ثم ما شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

یعنی اہل اسلام سے کسی صاحب کو خواب میں ایک کتابی ملا وہ بولا تم بہت خوب لوگ ہوا گر شرک نہ کرتے تم کہتے ہو جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان مسلم نے یہ خواب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی فرمایا سنتے ہو خدا کی قسم تمھاری اس بات پر مجھے بھی خیال گزرتا تھا یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ وطبرانی وبیہقی وغیرہم نے بھی روایت کی۔

ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا حلف احدکم فلا یقل ما شاء اللہ و شئت و لکن لیقل ما شاء اللہ ثم شئت.

جب تم میں کوئی شخص قسم کھائے تو یوں نہ کہے کہ جو چاہیں اللہ اور میں چاہوں ہاں یوں کہے کہ جو چاہے اللہ پھر میں چاہوں۔

نیز ابن ماجہ واحمد وبغوی وابن قانع وغیرہم نے یہی مضمون طفیل بن سنجرہ برادر مادری ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ اور مسند امام احمد میں بسند حسن صحیح یوں ہے کہ انھیں خواب میں کچھ یہودی ملے انھوں نے ابنیت عزیر علیہ الصلاۃ والسلام ماننے کا ان پر اعتراض کیا انھوں نے کہا تم خاص کامل لوگ ہوا گر یوں نہ کہو کہ جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر کچھ نصاریٰ ملے ان سے بھی

ابنیت مسیح کے جواب میں یہی سنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خواب عرض کیا حضور نے خطبے میں بعد حمد وثنائے الٰہی فرمایا

انکم کنتم تقولون کلمة کان یمنعنی الحیاء منکم ان انهاکم انها لا تقولوا ما شاء الله و ما شاء محمد.

تم لوگ ایک بات کہا کرتے تھے مجھے تمھارا لحاظ روکتا تھا کہ تمھیں اس سے منع کردوں یوں نہ کہو جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سنن نسائی میں بسند صحیح بطریق مسعر عن معبد بن خالد عن عبداللہ بن یسار قتیلہ بنت صیفی جہنیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے

ان یهودیا اتی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال انکم تند دون و انکم تشرکون تقولون ما شاء الله و شئت و تقولون و الکعبة فامرهم النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا ارادوا ان یحلفوا ان یقولوا و رب الکعبة و یقول احد ما شاء الله ثم شئت.

یعنی ایک یہودی نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی بیشک تم لوگ اللہ کا برابر والا ٹھہراتے ہو بیشک تم لوگ شرک کرتے ہو یوں کہتے ہو جو چاہے اللہ اور چاہو تم۔ اور کعبے کی قسم کھاتے ہو اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ قسم کھانا چاہیں تو یوں کہیں رب کعبہ کی قسم اور کہنے والا یوں کہے جو چاہے اللہ اور پھر جو چاہو تم۔ یہ حدیث سنن بیہقی میں بھی ہے۔

نیز ابن سعد نے طبقات اور طبرانی معجم کبیر میں بطریق مسعر اور ابن مندہ نے بطریق

المسعودی عن معبد الجدلی عن ابن یسار الجهنی عن قتیلة الجهنیة رضی الله تعالیٰ عنها روایت کی اورامام احمد نے مسند میں اس طریق مسعودی سے بسند صحیح یوں روایت فرمائی

حدثنا یحیی بن سعید ثنا یحیی المسعودی ثنی معبد بن خالد عن عبد الله بن یسار عن قتیلة بنت صیفی الجهنیة قالت اتی حبر من الاحبار رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال یا محمد نعم القوم انتم لو لا انکم تشرکون قال سبحان الله و ما ذاک قال تقولون اذا حلفتم و الکعبة قالت فامهل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم شیئا ثم قال انه قد قال فمن حلف فلیحلف برب الکعبة قال یا محمد نعم القوم انتم لو لا انکم تجعلون لله ندا قال سبحان الله و ما ذاک قال تقولون ما شاء الله و شئت قالت فامهل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم شیئا قال انه قد قال ما شاء الله فلیفصل بینهما ثم شئت.

یعنی یہود کے ایک عالم نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی اے محمد آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر شرک نہ کیجیے فرمایا سبحان اللہ یہ کیا؟ کہا آپ کعبہ کی قسم کھاتے ہیں اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ مہلت دی یعنی ایک مدت تک کچھ ممانعت نہ فرمائی پھر فرمایا یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو قسم کھائے وہ رب کعبہ کی قسم کھائے... یہودی نے عرض کی اے محمد آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر اللہ کا برابر والا نہ ٹھہرائیے فرمایا سبحان اللہ یہ کیا؟ کہا آپ کہتے ہیں جو چاہے اللہ اور چاہو تم ۔ اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہلت تک کچھ نہ فرمایا بعد میں فرمادیا اس یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو کہے کہ جو چاہے اللہ تو دوسرے کے چاہنے کو جدا کر کے کہے کہ پھر چاہو تم ۔

مشیت ذاتیہ وعطائیہ

اس مشیت مبارکہ عطائیہ کے باعث صحابہ کرام نام الٰہی عزّ جلالہ کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ملا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ ورسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا مگر ازاں جا کہ طریق ادب سے اقرب وانسب یہ ہے کہ مشیت ذاتیہ ومشیت عطائیہ میں فرق مراتب نفس کلام سے واضح ہو کہ کسی کو توہم مساوات نہ گزرے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کلمے پر خیال گزرتا تھا پھر ملاحظہ فرماتے کہ یہ اہل توحید ہیں معنی حق وصدق انھیں ملحوظ ہیں محبت خدا اور رسول اور نام پاک خلیفۃ اللہ الاعظم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک وتوسل انھیں اس قول پر باعث ہے اور بات فی نفسہ شرعاً ممنوع نہیں کہ واؤ مطلق جمع کے لیے ہے نہ مساوات، نہ معیت کے واسطے لہٰذا منع نہ فرماتے تھے جب اس یہودی نے معاذ اللہ شرک کا الزام دیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رائے کریمہ کا زیادہ رجحان اسی طرف ہوا کہ ایسے لفظ کو جس میں احمق بدعقل مخالف جائے طعن جانے دوسرے سہل لفظ سے بدل دیا جائے کہ صحابہ کرام کا مطلب تبرک وتوسل برقرار رہے اور مخالف کج فہم کو گنجائش نہ ملے۔ مگر یہ بات طرز عبارت کے ایک گونہ آداب سے تھی معناً تو قطعاً صحیح تھی لہٰذا اس کافر کے بکنے کے بعد بھی چنداں لحاظ نہ فرمایا گیا یہاں تک کہ طفیل بن سنجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خواب دیکھا اور رؤیائے صادقہ القائے ملک ہوتا ہے اب اس خیال کی زیادہ تقویت ہوئی اور ظاہر ہوا کہ بارگاہ عزت میں یہی ٹھہرا ہے کہ یہ لفظ مخالفوں کا جائے پناہ ٹھہرا ہے بدل دیا جائے جس طرح رب العزت جلا جلالہ نے راعنا کہنے سے منع فرمایا تھا کہ یہود عنود اسے اپنے مقصد مردود کا ذریعہ کرتے ہیں اور اس کی جگہ انظرنا کہنے کا ارشاد ہوا تھا لہٰذا خواب میں کسی بندۂ صالح کو اعتراض کرتے نہ دیکھا کہ یوں تو بات فی نفسہ محل اعتراض نہ ٹھہرتی بلکہ خواب بھی دیکھا تو انھیں یہود ونصاریٰ کو معترض دیکھا تا کہ ظاہر ہو کہ صرف دہن دوزی مخالفان کی مصلحت داعی تبدیل لفظ ہے۔ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یوں نہ کہو کہ اللہ ورسول چاہیں تو کام ہوگا بلکہ یوں کہو کہ اللہ

پھر اس کا رسول چاہے تو کام ہوگا (پھر) کا لفظ کہنے سے وہ توہم مساوات کہ ان یہود ونصاریٰ کو گزرتا ہے باقی نہ رہے گا۔

شیخ محقق قدس سرہ نے یہاں یہ نکتہ ذکر فرمایا۔

دریںجا غایت بندگی وتواضع وتوحیدست زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درغیر خود اسناد مشیت اگرچہ بطریق تاخر وتبعیت باشد تجویز کردامادرحق خود بآں نیز راضی نہ شد بلکہ امر کرد باسناد مشیت بہ پروردگار تعالیٰ انتہائے بےتوہم شرکت۔

یعنی اس جگہ انتہائے بندگی اور تواضع اور توحید ہے کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات کریم کے علاوہ مشیت کی نسبت کو جائز قرار دیا اگرچہ یہ تاخر وتبعیت کے طریقے پر ہو مگر اپنے لیے اس پر بھی راضی نہ ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے مشیت کی نسبت اس طرح کرنے کا حکم فرمایا جس میں شرکت کا وہم وشائبہ نہ ہو۔ (مولف)

علامہ طیبی نے ایک اور توجیہ لطیف ودقیق کی طرف اشارہ کیا کہ

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راس الموحدین و مشیتہ معمورۃ فی مشیئۃ اللہ تعالیٰ و مضمحلۃ فیھا.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سردار موحدین ہیں اور حضور کی مشیت اللہ عزوجل کی مشیت میں مستغرق وگم ہے۔

اقول: تقریر اس اشارۂ لطیفہ کی یہ ہے کہ عطف واو سے ہو خواہ ثم خواہ کسی حرف سے، معطوف و معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے بلکہ ثم بوجہ افادۂ فصل وتراخی زیادہ مفید مغایرت ہے اور سید الموحدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لیے کوئی مشیت جداگانہ اپنے رب عزوجل کی مشیت سے رکھی ہی نہیں۔

ان کی مشیت بعینہ خدا کی مشیت ہے اور مشیت خدا بعینہ ان کی مشیت، اور عطف کر کے کہیئے تو دوئی سمجھی جائے گی کہ اللہ کی مشیت اور ہے اور رسول کی مشیت اور۔ لہٰذا یہاں عطف کے لیے ارشاد نہ فرمایا فقط مشیت اللہ وحدہ کا ذکر بتایا کہ اس میں خود ہی مشیۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آ جائے گا۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عام الرمادہ

خلافت فاروقی میں ایک سال مدینہ میں قحط عظیم پڑا! اس سال کا عام الرمادہ نام رکھا گیا یعنی ہلاک وتباہی جان ومال کا سال۔ امیر المومنین عمرو بن عاص کو مصر میں فرمان بھیجا یہ شقہ ہے بندۂ خدا عمر امیر المومنین کی طرف سے ابن عاص کے نام

سلم اما بعد فلعمری یا عمر و ما تبالی اذا شبعت انت و من معک ان اهلک انا و من معی فیاغوثاه ثم یا غوثاه و یردد قوله .

سلام کے بعد واضح ہو مجھے اپنی جان کی قسم اے عمرو جب تم اور تمھارے ملک والے سیر ہوں تو تمھیں کچھ پرواہ نہیں کہ میں اور میرے ملک والے ہلاک ہو جائیں ارے فریاد کو پہنچ ارے فریاد کو پہنچ اور اس کلمہ کو بار بار تحریر فرمایا۔

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب حاضر کیا یہ عرضی بندۂ خدا امیر المومنین عمر کو عمرو بن عاص کی طرف سے

اما بعد فیا لبیک ثم یا لبیک و قد بعثت الیک بعیرا اولها عندک و آخرها عندی و السلام علیکم و رحمة الله و برکاته .

بعد سلام معروض حضور میں بار بار خدمت کو حاضر ہوں پھر بار بار خدمت کو حاضر ہوں میں نے

حضور میں وہ کارواں روانہ کیا ہے جس کا اول حضور کے پاس ہوگا اور آخر میرے پاس، اور حضور پر سلام اور اللہ عزوجل کی رحمت اور برکتیں۔

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کارواں حاضر کیا کہ مدینہ طیبہ سے مصر تک یہ تمام منزلہائے دور دراز اونٹوں سے بھری ہوئی تھیں، یہاں سے وہاں تک ایک قطار تھی جس کا پہلا اونٹ مدینہ طیبہ میں تھا اور پچھلا مصر میں سب پر اناج تھا امیر المومنین نے وہ تمام اونٹ تقسیم فرمادیے ہر گھر کو ایک ایک اونٹ مع اپنے بار کے عطا ہوا کہ اناج کھاؤ اور اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت کھاؤ چربی کھاؤ کھال کے جوتے بناؤ جس کپڑے میں اناج بھرا تھا اس کا لحاف وغیرہ بناؤ۔ یوں اللہ عزوجل نے لوگوں کی مشکل دفع کی امیر المومنین حمد بجالائے۔

اسے ابن خزیمہ نے صحیح میں، حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں اسلم مولیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عبد الحکم نے لیث بن سعد سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

محبوبانِ خدا کی مشکل کشائی

انبیاء واولیاء وصلحاء کی مشکل کشائی سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ عہود محمدیہ میں فرماتے ہیں **كل من كان متعلقا بنبی او رسول او ولی فلا بد ان يحضر و ياخذ بيده فی الشدائد.**

جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی وولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے۔ (فتاویٰ افریقہ)

حضرت عمر کا توسل

صحیح بخاری میں ہے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی انا نتوسل الیک بعم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاسقنا.

الٰہی ہم تیری طرف توسل کرتے ہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ باران رحمت بھیج۔ (ذیل المدعا لاحسن الوعاء)

حضور سے مسلمان کا توسل

ہر صاحب ایمان کا عقیدہ ہے کہ حضور اپنی امت کی دست گیری اور حاجت مند کی حاجت روائی فرماتے ہیں اور اہل ایمان وقت حاجت حضور کو پکارتے اور وسیلہ بناتے ہیں، امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

مسلمان کے دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل رچا ہوا ہے اس کی کوئی دعا توسل سے خالی نہیں ہوتی اگر چہ بعض وقت زبان سے نہ کہے۔

مولانا قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں :

اے لبا نا وردہ استثنا بگفت
جان او با جان استثنا ست حقت

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۶۰)

امام احمد رضا بریلوی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

حق جل وعلا عز مجدہ کی طرف اس کے محبوبوں سے توسل محمود و مقصود و سنت ماثورہ وطریقہ مامورہ

اور ہنگام توسل ان کی جانب توجہ درکار یہاں تک کہ جب خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزار مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف فرمایا۔

و لم تصرف وجهک عنه و هو وسیلتک و وسیلة ابیک آدم علیه الصلاة و السلام الی الله تعالیٰ یوم القیامه بل استقبله و استشفع به فیشفعک الله تعالیٰ .

کیوں اپنا منہ ان سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں بلکہ انھیں کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔

امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں اس کو بیان فرمایا ہے۔

اور سوال حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم مناسب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے استعینوا بالصبر و الصلاۃ (صبر اور نماز سے مدد طلب کرو) پھر کامل اکسیر یہ ہے کہ کسی محبوب خدا کے قریب جایئے اسی طرف حق جل وعلا نے قرآن عظیم میں ہدایت فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے۔

و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما.

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کے لیے استغفار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

سبحان اللہ! خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں ہوتا ہے کہ گناہ گار بندے تیری خدمت میں حاضر ہو کر ہم سے دعائے بخشش کریں اور قدیما وحدیثا علماء وصلحا اس آیہ کریمہ کو

زمانۂ حیات و وفات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس اقدس کی مثل سمجھا کیے اور اوقات زیارت میں یہی آیہ کریمہ تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہے۔

اس مضمون کی بہت روایات وحکایات مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ ومدارج النبوۃ وجذب القلوب الی دیار المحبوب وخلاصۃ الوفا فی اخبار المصطفیٰ وغیرہا تصانیف علماء میں مذکور ومشہور بعض ان سے حضرت مقدام المحققین خدمت والد قدس سرہ الماجد (حضرت علامہ نقی علی رضا خان بریلوی والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی) نے سرور القلوب فی ذکر المحبوب میں ذکر کر کے اس مسئلے کا اثبات فرمایا **من شاء فلیتشرف بمطالعته .**

اسی طرح بہت علماء مصنفان مناسک باب زیارت شریفہ مدینہ طیبہ میں وقت حاضری اس آیت کو پڑھ کر استغفار کا حکم دیتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۳۸۔ انہار الانوار)

حضور عالم کی مدد فرماتے ہیں

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

امام ابن حجر مکی افضل القریٰ میں فرماتے ہیں

لانه الممد لهم اذ هو الوارث للحضرة الالهية و المستمد منها بلا واسطة دون غيره فانه لا يستمد منها الا بواسطته و لا يصل لكامل منها شي الا و هو من بعض مدده و على يديه .

تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ حضور ہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الٰہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس

کامل کو جو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔

ہمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا:

کل فضل فی العالمین فمن فضل

النبی استعارة الفضلاء

جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگے کو لی ہے۔

شرح سیدی عثماوی میں ہے

نعمتان ماخلا موجود عنهما ، نعمة الا يجاد و نعمة الامداد ، هو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الواسطة فيهما اذ لولا سبقت وجوده ما وجد موجود و لولا وجود نوره في ضمائر الكون لتهدمت دعائم الوجود فهو الذى وجد اولا و له تبع الوجود و صار مرتبطا به لا استغناء له عنه .

کوئی موجود دو نعمتوں سے خالی نہیں، نعمت ایجاد و نعمت امداد، اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھے جائیں، تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور کا طفیلی اور حضور سے وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں۔ (صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ)

حضور کے توسل سے دشمن پر فتح

ابن عساکر سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

لم یزل اللہ یتقدم فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی آدم فمن بعدہ و لم تزل الامم تتبا شربہ و تستفتح بہ حتی اخرجہ اللہ فی خیر امتہ و فی خیر قرون و فی خیر اصحاب و فی خیر بلد.

ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اوران کے بعد کے سب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے پیشین گوئی فرماتا رہا اور قدیم سے سب امتیں تشریف آوری حضور کی خوشیاں مناتیں اور حضور کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم و بہترین قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اوراس کی تصدیق قرآن عظیم میں ہے :

و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاء ھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین .

یعنی اس نبی کے ظہور سے پہلے کافروں پراس کے وسیلہ سے فتح چاہتے پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو خدا کی پھٹکار منکروں پر۔

علماء فرماتے ہیں جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے۔

اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد صفتہ فی التوراۃ .

الٰہی ہمیں مدد دے ان پر صدقہ اس نبی آخر الزماں کا جس کی نعت ہم توریت میں پاتے ہیں۔

اس دعا کی برکت سے انھیں فتح دے جاتی۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

وسیلہ حضور سے آدم کی توبہ قبول ہوئی

حاکم بیہقی طبرانی آجری ابونعیم ابن عساکر امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب سے عرض کی اے رب میرے صدقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما رب العالمین نے فرمایا تو نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کیوں کر پہچانا عرض کی جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا، جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے، اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں اور اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تیری مغفرت نہ کرتا نہ تجھے بناتا۔

بیہقی وطبرانی کی روایت میں ہے آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی :

رایت فی کل موضع من الجنة مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انه اکرم خلقک علیک .

میں نے جنت میں ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا تو جانا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔ **(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)**

مواہب میں مروی ہے :

جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنت سے باہر آئے ساق عرش اور ہر مقام بہشت میں نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام الٰہی سے ملا ہوا لکھا دیکھا عرض کی الٰہی یہ محمد کون ہے؟ فرمایا :

هذا ولدک الذی لولاه ما خلقتک .

یہ تیرا بیٹا ہے یہ اگر نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا عرض کی الٰہی اسی بیٹے کی حرمت سے اس باپ پر رحم فرما، ارشاد ہوا اے آدم اگر تو محمد کے وسیلہ سے تمام اہل آسمان وزمین کی شفاعت کرتا ہم قبول فرماتے۔ (تجلی الیقین)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے

طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادۂ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لغزش واقع ہوئی عرض کی

یا رب اسئلک بحق محمد ان غفرت لی .

الٰہی میں تجھے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔

ارشاد ہوا اے آدم تو نے محمد کو کیوں کر پہچانا حالاں کہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا عرض کی الٰہی جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا پایا لا اله الا الله محمد رسول الله تو میں نے جانا تو نے اسی کا نام اپنے نام پاک کے ساتھ ملایا ہوگا جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے فرمایا :

صدقت یا آدم انه لا حب الخلق الی و اذ سألتنی بحقه فقد غفرت لک و لولا محمد ما خلقتک (زاد الطبرانی) وهو آخر الانبیاء من ذریتک .

اے آدم تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لیے مغفرت فرمائی اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

حضور کے توسل سے معافی چاہنا

بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کریں، اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔

و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما.

اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا اب حضور مزار پر انوار ہے اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پرنور کی طرف توجہ حضور سے توسل، فریاد، استغاثہ، طلب شفاعت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں :

روح النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حاضرة فی بیوت اهل الاسلام .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔ (جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ)

وسیلہ، جنت کی ایک منزل ہے

احمد مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سلوا الله لی الوسيلة فانها منزلة فی الجنة لا تنبغی الا لعبد من عباد الله و ارجوا ان اكون انا هو فمن سأل لی الوسيلة حلت عليه الشفاعة .

اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو وہ جنت کی ایک منزل ہے کہ ایک بندے کے سوا کسی کے شایاں نہیں میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، تو جو میرے لیے وسیلہ مانگے گا اس پر میری شفاعت اترے گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مختصر میں ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وسیلہ کیا ہے فرمایا:

اعلیٰ درجة فی الجنة لا ينالها الا رجل واحد ارجوا ان اكون هو .

(وسیلہ) بلندترین درجات جنت ہے جسے نہ پائے گا مگر ایک مرد، امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں ہوں۔

علماء فرماتے ہیں خدا اور رسول جس بات کو بکلمہ امید و ترجی بیان فرمائیں وہ یقینی الوقوع ہے۔

(تجلی الیقین)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں استمداد و استغاثہ کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

بگڑا جاتا ہے کھیل میرا آقا آقا سنوار آقا
منجدھار پہ آکے ناؤ ٹوٹی دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا
ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری للہ یہ بوجھ اتار آقا

میں دور ہوں تم تو ہو میرے پاس　　سن لو میری پکار آقا
مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہوگا　　تم سا نہیں غم گسار آقا
گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی　　ڈوبا ڈوبا اتار آقا
اتنی رحمت رضا پہ کر لو　　لا یقربہ البوار آقا

•

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا
تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بجرا تر گیا

•

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

•

میرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

•

صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد　　کیسے توڑیں یہ بت پندار ہم
دم قدم کی خیر اے جان مسیح　　در پہ لائے ہیں دل بیمار ہم
اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور　　جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم

•

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

•

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پر ارماں پھر کر ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں
اپنے دل کا ہے انھیں سے آرام سونپے ہیں اپنے انھیں کو سب کام
لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام چارۂ درد رضا کرتے ہیں

•

پریشانی میں نام ان کا دل صد چاک سے نکلا
اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسل کو
وفور شان رحمت کے سبب جرأت ہے اے پیارے
نہ رکھ بہر خدا شرمندہ عرض بے تامل کو

•

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

•

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

عاصیو. تھام لو دامن ان کا وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے
سنیو ان سے مدد مانگے جاؤ پڑے بکتے رہیں بکنے والے

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں نا ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے

نہ کیوں کر کہوں یاحبیبی اغثنی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے
التجا و استعانت کیجیے

شر خیر شور سور شرر دور نار نور
بشری کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے
مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہوں کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

ہے ان کے واسطے کہ خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

●

جالوں پہ جال پڑ گئے للّٰہ وقت ہے
مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں

●

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود
آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمھاری ہے آس
بس ہے یہی آسرا تم پہ کروروں درود

●

بہر خدا مرہم بنہ از کار من بکشا گرہ — فریاد رس دادے بدہ دستے بما افتادگاں
مولا ز پا افتادہ ام دارم شہا چشم کرم — مہر عرب ماہ عجم رحمے بحال بندگاں

●

یا خدا بہر جناب مصطفیٰ امداد کن
یا رسول اللہ از بہر خدا امداد کن
یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین
یا امان الخائفین یا ملتجیٰ امداد کن

●

تم سے غم کو کیا تعلق بے کسوں کے غم زدا ہو

تھے وسیلے سب نبی تم اصل مقصود ہدیٰ ہو

●

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

❁……❁……❁

ندائے یارسول اللہ ﷺ

نعرہ کیجیے یا رسول اللہ کا
مفلسو سامان دولت کیجیے

امن یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء

یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی

(القرآن)

ندائے یارسول اللہ ﷺ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو قدر و منزلت اور اعزاز و اکرام ہے اس کا اثر ہے یہ کہ حق تعالیٰ ندا کے وقت آپ کو وصف نبوت و رسالت کے ساتھ مخاطب فرماتا ہے چنانچہ یا ایھا النبی ، یا ایھا الرسول (اے نبی، اے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور دیگر تمام نبیوں کو ان کے ناموں کے ساتھ یاد فرمایا ہے چنانچہ فرمایا یا آدم ، یا نوح ، یا موسیٰ ، یا عیسیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا ایھا المزمل (اے جھرمٹ مارنے والے) یا ایھا المدثر (اے چادر اوڑھنے والے) جیسے محبت آمیز الفاظ سے مخاطب فرمانا یہ ارباب ذوق اور اہل محبت پر ظاہر ہے کہ اس میں کتنی محبت پیار اور مہربانی جلوہ گر ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ اول)

مقربین کو وسیلہ بنانا

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ یارسول اللہ یا ولی اللہ یا علی مشکل کشا کہنا اور انبیاء و اولیاء سے مدد طلب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

آپ نے فرمایا :

جائز ہے جب کہ انھیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انھیں باذن الٰہی والمدبرات امرا سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں ہل سکتا۔ اور اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک حبہ نہیں دے سکتا، ایک حرف نہیں سن سکتا، پلک نہیں ہلا سکتا، اور بیشک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی و حرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کرنا بلا شبہ جائز ہے۔

(احکام شریعت حصہ اول)

نام پاک سے ندا کا حکم

حضور اقدس انیس بے کساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک لے کر ندا کرنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے۔ بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے **یا محمد انی توجهت بک الی ربی** تاہم اس کی جگہ یارسول اللہ یا نبی اللہ کہنا چاہیئے۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین۔ الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے :

نص العلماء ان الرواية ان جاء ت فی دعاء مثلا کدعاء التوجة الذی لقنه ضریرا فابصر بندائه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم باسمه فلیبد له بنحو یا رسول الله ، فان دعاء ه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم باسمه الکریم حرام .

اقول و قد نص فقهاء نا بمنع الولد من دعاء والدیه و المراء ة من نداء زوجها بالاسماء فرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم احق .

علماء فرماتے ہیں کہ اگر کسی دعا میں (یا محمد) مروی ہو جیسے ایک نابینا صحابی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائے توجہ (یعنی یا محمد انی توجهت بک الخ) کی تعلیم دی تو وہ صحابی حضور کو ندا کرنے کے سبب سے انکھیارے ہو گئے یعنی انھیں آنکھیں عطا ہو گئیں تو اس کی جگہ یارسول اللہ، یا نبی اللہ، کہنا چاہیئے اس

لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ فقہاء کرام اولاد کو والدین کا نام اور عورت کو شوہر کا نام لے کر پکارنے کو منع فرماتے ہیں تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادب وتکریم کے زیادہ مستحق ہیں یعنی حضور کا اسم گرامی لے کر پکارنا بدرجہا اولیٰ منع ہے۔(مولف) (المعتمد المستند ۱۳۹)

یا کے ذریعہ ندا کا ثبوت

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ

نماز کے بعد یا اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرنا اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ جو لوگ اس سے منع کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا:

کلمات مذکورہ بیشک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ جاہل یا ضال مضل (گمراہ، گمراہ گر) جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل درکار ہو وہ شفاء السقام، امام علامہ بقیۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی سبکی۔ والمواہب اللدنیہ، امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری، وشرح مواہب علامہ زرقانی، ومطالع المسرات علامہ فاسی ومرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ قاری، ولمعات، اشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ وجذب القلوب الی دیار المحبوب ومدارج النبوۃ تصانیف شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔ وافضل القریٰ شرح ام القریٰ، امام ابن حجر مکی وغیرہا کتب کلام علماء کرام وفضلائے عظام علیہم رحمۃ العزیز العلام رجوع لائے یا فقیر (امام احمد رضا) کا رسالہ "الاہلال بفیض الاولیاء بعد الوصال" مطالعہ کرے۔ یہاں فقیہ بقدر ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے۔

حدیث مذکور بطرز دیگر بسند صحیح جسے امام نسائی وامام ترمذی وابن ماجہ وحاکم وبیہقی وامام الائمہ ابن

خزیمہ وابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم صحیح کہا اور امام عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد وتنقیح نے ان کی تصحیح کو مسلم ومقرر رکھا جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے

اللھم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه لیقضی لی اللھم فشفعه فی .

الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں، تیرے رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

عثمان غنی کی حاجت روائی

امام طبرانی کی معجم میں یوں ہے :

ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه فی حاجة له و کان عثمان لا یلتفت الیه و لا ینظر فی حاجته فلقی عثمان بن حنیف رضی الله تعالیٰ عنه فشکی ذلک الیه فقال له عثمان بن حنیف رضی الله تعالیٰ عنه ایت المیضاة فتوضا ثم ایت المسجد فصل فیه رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبینا محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی لیقضی حاجتی و تذکر حاجتک و رح الی حتی اروح معک فانطلق الرجل صنع ما قال قاله .

ثم اتی باب عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجاء البواب حتی اخذہ بیدہ فادخلہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاجلسہ معہ علی الطنفسۃ و قال لہ ما حاجتک فذکر حاجتہ فقضاھا ثم قال ما ذکرت حاجتک حتی کانت ھذہ الساعۃ و قال ما کان لک من حاجۃ فاتنا ثم ان الرجل خرج من عندہ فلقی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لہ جزاک اللہ خیرا ما کان ینظر فی حاجتی و لا یلتفت الی حتی کلمتہ فی فقال عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ ما کلمتہ.

ولکن شھدت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اتاہ رجل ضریر فشکی الیہ ذھاب بصرہ فقال لہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایت المیضاۃ فتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بھذہ الدعوات فقال عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فواللہ ما فرقنا و طال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضر قط.

یعنی ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لیے امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انھوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ، الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائیے اور اپنی حاجت ذکر کر کے پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں حاجت مند نے کہ (وہ بھی صحابی یا لااقل کبار تابعین سے تھے) یوں ہی کیا۔

پھر آستان خلافت پر حاضر ہوئے دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیا مطلب پوچھا عرض کی فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا کہ اتنے دنوں میں تم نے

اپنا مطلب آج بیان کیا، پھر فرمایا جو حاجت تمھیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کہا اللہ تمھیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تمھارے معاملہ میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا تھا۔

مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یوں ہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آ گیا گویا وہ کبھی اندھا نہ تھا۔

ابن عمر کا پاؤں کھل گیا

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں **والحدیث صحیح** امام بخاری کتاب الادب المفرد اور امام ابن السنی اور امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں

ان ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما خدرت رجله فقیل له اذکر احب الناس الیک فصاح یا محمداه فانتشرت .

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا کسی نے کہا انھیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں حضرت ابن عمر نے بآواز بلند کہا **یا محمداہ** فوراً پاؤں کھل گیا۔

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الاذکار میں اس کا مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ ان کا بھی پاؤں سو یا تو **یا محمداہ** کہا اچھا ہو گیا۔ اور یہ امر دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا اہل مدینہ میں قدیم سے اس **یا محمداہ** کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں **هذا مما تعاهده اهل المدينة**

اہل مدینہ نے اس عہد کی تجدید کی ہے۔

بلال بن حارث کو بشارت

حضرت بلال بن حارث مزنی سے قحط عام الرمادہ میں کہ بعد خلافت فاروق ۱۸ھ میں واقع ہوا ان کی قوم بنی مزنیہ نے درخواست کی کہ مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجیے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔ انھوں نے اصرار کیا آخر ذبح کی کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی **یا محمداه** پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی اسے کامل میں ذکر کیا گیا ہے۔

عبدالرحمٰن ہذلی کی ٹوپی

امام مجتہد فقیہ کامل عبدالرحمٰن ہذلی کوفی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین اور اکابر تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں۔ سر پر ٹوپی رکھتے جس میں لکھا ہوا تھا **محمد یا منصور** اور ظاہر ہے کہ **القلم احد اللسانين** قلم دوزبانوں میں سے ایک ہے۔

ہشیم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں انھیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں

ورأيته على راسه قلنسوة اطول من ذراع مكتوب فيها محمد يا منصور.

میں نے انھیں اس حال میں دیکھا کہ ان کے سر پر گز بھر کی ٹوپی تھی جس میں لکھا تھا **محمد یا منصور** اسے تہذیب التہذیب وغیرہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

تین اولیاء کی حکایت

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایت میں تین اولیاء عظام کا عظیم الشان واقعہ بسند مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلاور ساکنان شام تھے کہ ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتے تھے

فاسرھم الروم مرۃ فقال لھم الملک انی اجعل فیکم الملک و ازوجکم بناتی و تدخلون فی نصرانیۃ فابوا و قالوا یا محمداہ .

یعنی ایک بار نصارائے روم انھیں قید کر کے لے گئے بادشاہ نے کہا کہ میں تمھیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ انھوں نے نہ مانا اور ندا کی **یا محمداہ** .

بادشاہ نے تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچالیا (یعنی جب تیسرے کو دیگ کے قریب لایا گیا تو بادشاہ کے ایک درباری کو رحم آ گیا اور اس نے کہا اے بادشاہ اس کو چالیس دنوں کی مہلت دیجیے میں اس کو بہلا پھسلا کر نصرانی بنالوں گا، درباری اس مجاہد کو اپنے گھر لایا اور خوبصورت جوان لڑکی کو اس کے پاس رکھ دیا تا کہ وہ لڑکی اس مجاہد کو اپنے حسن پر فریفتہ کر کے اس کو نصرانی بنالے۔ مگر یہ متقی مجاہد دن بھر روزہ رکھتا اور ساری رات نوافل پڑھتا۔ درباری کی لڑکی اس مجاہد کے تقوی اور عبادت سے اس قدر متاثر ہوگئی کہ وہ اس مجاہد پر خود عاشق ہوگئی اور کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگئی، اور رات کو دو گھوڑے لا کر مجاہد سے کہا کہ چلو ہم دونوں اس شہر سے دور نکل جائیں اور وہاں ہم نکاح کر کے ایک ساتھ رہیں۔ (مولف) (نورانی تقریریں۔ علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی)

وہ دونوں (شہید) چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمھاری شادی میں شریک ہونے کے لیے بھیجا ہے۔ انھوں نے حال پوچھا فرمایا

ما کانت الا الغصۃ (الغوطۃ) التی رأیت حتی خرجنا فی الفردوس.

بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنت الفردوس میں تھے۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

کانوا مشھورین بذلک معروفین بالشام فی الزمن الاول .

یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں مشہور تھے اوران کا یہ واقعہ معروف ہے۔

پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے ازاں جملہ یہ بیت ہے۔

سیعطی الصدقین بفضل صدق
نجات فی الحیات و فی الممات

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے حیات وموت میں نجات بخشے گا۔

یہ واقعہ عجیب نفیس روح پرور ہے میں اسے بخیال تطویل مختصر کر گیا تمام وکمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے۔ جو چاہے اس کا مطالعہ کرے۔ یہ واقعہ طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے۔ جیسا کہ روایت میں خود اس کا ذکر موجود ہے۔ اور طرطوس میں ایک شہر ہے یعنی دار السلام کی سرحد کا شہر، جسے خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آباد کیا۔ جیسا کہ امام سیوطی نے اسے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لا اقل تبع تابعین سے تھے۔

یا کے ذریعہ استمداد

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں :

و صلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ویا خیر ما مول و یاخیر واھب

و یا خیر من یرجی لکشف رزیۃ و من جودہ قد فاق جود السحائب
و انت بخیر من ھجوم مصیبۃ اذا انشبت فی القلب شر المخاطب

اور خود اس کی شرح اور ترجمہ میں کہتے ہیں :

فصل یازدہم در ابتہال بجناب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین خلق خداوندی بہترین کسیکہ امید داشتہ باشد اے بہترین عطا کنندہ و اے بہترین کسیکہ امید داشتہ باشد از وازالہ مصیبتے واے بہترین کسیکہ سخاوت اور زیادہ دست از باراں ابر ہا گواہی میدہم کہ تو پناہ دہندہ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتیکہ بخالاند در دل بدترین چنگال ہا۔ اھ ملخصا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں گڑگڑا کر دعا کرتا ہوں کہ اے مخلوق خدا میں سب سے افضل وبہترین تجھ پر رحمت خداوندی نازل ہو۔ اے افضل واکمل جو شخص تجھ سے کسی چیز کی امید رکھتا ہے تو تو عطا کرتا ہے۔ اے مخلوق میں سب سے اعلیٰ وبالا جو شخص تجھ سے (مصیبتوں سے) نجات کی امید رکھتا ہے تو اس کی مصیبتوں کا ازالہ کرتا ہے۔ اے مخلوق میں سب سے برتر جو شخص کہ تجھ سے سخاوت کی امید رکھتا ہے تو سخاوت کے بادل گواہی دیتے ہیں تو مصیبتوں کے ہجوم سے نجات دیتا جس وقت کہ بدترین لوگ دل میں مصیبتوں کے کانٹے چبھوتے ہیں۔

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں :

ذکر بعض حوادث زماں کہ دراں حوادث لابدست از استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کچھ ایسے زمانے کے حوادث ہیں کہ اس میں حادثات ضروری ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح سے استمداد سے رفع ہو جاتے ہیں۔

یہی شاہ صاحب مدحیہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں

ینادی ضارعا بخضوع قلب و ذل و ابتہال والتجاء
رسول اللہ یا خیر البرایا نوالک ابتغی یوم القضایا
اذا ما حل خطب مدلھم فانت الحصن من کل البلاء
الیک توجھی وبک استنادی و فیک مطامعی و بک ارتجائی

اور خود ہی اس کی شرح وترجمہ میں لکھتے ہیں :

فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات والتسلیمات ندا کند زار وخوار شدہ بشکستگی دل و اظہار بیقدری خود بہ باخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسول خدا اے بہترین مخلوق عطائے ترا می خواہم روز فیصل کردن وقتیکہ فرود آید وکار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست روآوردن من بہ تست پناہ گرفتن من و درتست امید داشتن من ۔اھ ملخصا۔

تضرع وانکساری، التجاء واخلاص اور خشوع وخضوع سے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ واکمل التحیات والتسلیمات کو پکارے کہ اے رسول خدا اے بہترین مخلوقات ہم قیامت کے دن تیری عطا چاہتے ہیں جس وقت مشکلات اور بلائیں گھیرے ہوں تیری پناہ میں رہوں ۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور تجھ ہی سے امیدیں وابستہ رکھتا ہوں۔

اس بحث کے اختتام پر امام احمد رضا بریلوی نے ندا کا جواز التحیات سے ثابت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

التحیات سے ندا کا ثبوت

حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ندا کرنے کے عمدہ دلائل سے، التحیات ہے جسے ہر نمازی

نماز کے دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اگر ندا معاذ اللہ شرک ہے تو یہ عجیب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے۔اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانۂ اقدس سے ویسی ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ندا، حاشا وکلا شریعت مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے۔جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے التحیات للہ و الصلوات و الطیبات سے حمد الٰہی کا قصد رکھے اور السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں ۔سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے :

لا بد ان یقصد بالفاظ التشھد معانیھا التی وضعت لھا من عندہ کما قد یحی اللہ و یسلم علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی نفسہ و علی اولیاء اللہ۔

الفاظ تشہد کے معنی موضوع لہا کا قصد ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ذات اقدس اور اولیاء اللہ پر تحیت وسلام نازل فرماتا ہے۔

تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے:

و یقصد بالفاظ التشھد معانیھا مرادۃ لہ (علی وجہ الانشاء) کانہ یحی اللہ تعالیٰ و یسلم علی نبیہ و علی نفسہ و علی اولیائہ (لا الاخبار) عن ذلک ذکرہ فی المجتبیٰ۔

الفاظ تشہد سے اس کے مرادی معنی کا قصد کرے (بطور انشاء نہ بطور خبر) گویا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی وذات اقدس اور اولیاء اللہ پر تحیت وسلام نازل فرماتا ہے اسی کا مجتبیٰ میں ذکر ہے۔

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں فرماتے ہیں:

یقصد معانیه مرادة علی انه ینشاء ها تحیة و سلاما منه .

اس معنی مراد کا اس طرح قصد کرے کہ اس ذات نبی پر تحیت وسلام کا انشاء ہو۔ اسی طرح بہت علماء نے تصریح کی۔

اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گڑھتے ہیں، صلاۃ وسلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں ندا جائز اور ان کے ماوراء میں ناجائز، حالاں کہ یہ سخت جہالت بے مزہ ہے قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں ان ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود وسلام ہی نہیں بلکہ امت کے تمام افعال واعمال روزانہ دو وقت سرکار عرش وقار حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیے جاتے ہیں۔ احادیث کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمال حسنہ وسیئہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور یوں ہی تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور والدین واعزہ واحباب سب پر عرض اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ ("سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" میں وہ سب حدیثیں جمع کی تھیں یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام جلال عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

لیس من یوم الا و تعرض علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اعمال امته غداة و عشیا فیعرفهم بسیماهم و اعمالهم.

یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمال امت ہر صبح وشام پیش نہ

کیے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے امتیوں کو پہچاننا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں وجہ سے ہے۔

(انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ)

عمر فاروق کی ندا

یا کے ذریعہ ندا کرنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر نے فرمایا ہے :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور والا کو ندا کر کے **بابی انت و امی یا رسول الله** میرے ماں باپ حضور پر قربان یارسول اللہ، کہہ کر حضور کے فضائل جلیلہ وشمائل جمیلہ عرض کرنا، کہ اللہ عزوجل کے نزدیک حضور کا مرتبہ اس حد کو پہنچا کہ حضور کے خاک پا کی قسم یاد فرمائی **لا اقسم بهذا البلد**.

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۰ ـ منیر العین)

نام پاک لے کر خطاب کی ممانعت

امت مرحومہ پر نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا حرام ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا.

رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

کہ اے زید، اے عمرو، بلکہ یوں عرض کرو **یا رسول الله ، یا نبی الله ، یا سید المرسلین، یا خاتم النبیین یا شفیع المذنبین . صلی الله تعالیٰ علیک و سلم .**

ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی :

قال کانوا یقولون یا محمد یا ابا القاسم فنهاهم الله عن ذلک اعظاما لنبیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقالوا یا نبی الله یا رسول الله .

یعنی پہلے حضور کو یا محمد یا ابا القاسم کہا جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہا کرتے۔

بیہقی امام علقمہ وامام اسود اور ابونعیم امام حسن بصری وامام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی :

لا تقولوا یا محمد و لکن قولوا یا رسول الله ، یا نبی الله .

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہو۔

والہذا علماء تصریح فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے۔

بلکہ امام زین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا، اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے **یا محمد انی توجهت بک الی ربی** تاہم اس کی جگہ یارسول اللہ، یا نبی اللہ کہنا چاہیئے حالانکہ الفاظ دعا میں حتی الوسع تغیر نہیں کی جاتی۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی یارسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

نعرہ کیجیے یا رسول اللہ کا مفلسو! سامان دولت کیجیے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل | یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے

●

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

●

بکار خویش حیرانم اغثنی یا رسول اللہ | پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ
ندارم جز تو ملجائے ندانم جز تو ماوائے | توئی خود ساز و سامانم اغثنی یا رسول اللہ
اگر رانی و گر خوانی غلامم انت سلطانی | دگر چیزے نمی دانم اغثنی یا رسول اللہ
چوں محشر فتنہ انگیزد بلائے بے اماں خیزد | بجویم از تو درمانم اغثنی یا رسول اللہ

رضایت سائل بے پرتوئی سلطان لا تنہر
شہا بہر ازیں خوانم اغثنی یا رسول اللہ

(حدائق بخشش)

اللہ ورسول کی طرف توبہ ورجوع

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں درود

یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا

اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے

(التحریم/۸)

اللہ ورسول کی طرف توبہ ورجوع

جو بارگاہ رب ذوالجلال کا گنہ گار ہے وہ بارگاہ رسالت کا نافرمان وعصیاں شعار ہے اگر کسی سے کوئی گناہ یا بے ادبی سرزد ہو جائے تو وہ پہلے بارگاہ محبوب ذوالجلال میں حاضر ہو۔ پھر خدا سے استغفار کرے تو اس کی توبہ قبول ہونے کی امید ہے کیوں کہ رب عزوجل نے قرآن حکیم میں یہی حکم فرمایا ہے کہ میرے حبیب عرش وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو، اور توبہ ورجوع کرو۔

عہد رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی طریقہ تھا کہ ان سے کوئی لغزش ہوتی تو وہ فوراً پناہ بے کساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں حاضر ہو کر عذر طلبی کرتے۔ اس مضمون سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

حضرت عائشہ کی توبہ

صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ انھوں نے ایک تصویر دار قالین خریدا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے دروازے پر رونق افروز ہوئے اندر قدم کرم نہ رکھا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چہرۂ انور میں اثر ناراضی پایا (اللہ انھیں ناراض نہ کرے دونوں جہاں میں) عرض کرنے لگیں

یا رسول اللہ اتوب الی اللہ و الی رسولہ ما ذا اذنبت.

یارسول اللہ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

صحابہ کی توبہ

چالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم باہم بیٹھے مسئلہ قدر و جبر میں بحث کرنے لگے ان میں صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے روح امین جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ حضور اپنی امت کے پاس تشریف لے جائیں کہ انھوں نے نئی راہ نکالی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے کہ وہ وقت حضور کی تشریف آوری کا نہ تھا صحابہ سمجھے کہ کوئی نئی بات ہے آگے حدیث کے پیارے پیارے الفاظ دلکش و دل نواز یوں ہیں۔

و خرج علیھم ملتمعا لونه متوردة و جنتاه کانما تفقا بحب الرمان الحامض فنھضوا الی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حاسرین اذرعھم ترعدا کفھم و اذرعھم فقالوا تبنا الی الله و رسوله . الحدیث

یعنی حضور پرنور صلوت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ ان پر اس حالت میں برآمد ہوئے کہ رنگ چہرۂ اقدس کا (شدت جلال سے) دہک رہا ہے دونوں رخسارۂ مبارک گلاب کی طرح سرخ ہیں گویا انار ترش کے دانے پھوٹ نکلے ہیں صحابہ کرام یہ دیکھتے ہی حضور کی طرف (عاجزی کے ساتھ) کلائیاں کھولے ہاتھ تھرتھراتے کانپتے کھڑے ہوئے اور عرض کی ہم اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

طبرانی نے کبیر میں اسے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

ان احادیث سے ثابت کہ صدیقہ وصدیق و فاروق وغیرہم اکتالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

نے توبہ کرنے میں قابل التوبہ جل جلالہ کے نام پاک کے ساتھ اس کے نائب اکبر نبی التوبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک بھی ملایا اور حضور پرنور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمایا حالاں کہ توبہ بھی اصل حق حضرت عزت جل جلالہ کا ہے۔(الامن والعلی) (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۹۵)

کعب بن مالک کی توبہ

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جب ان کی توبہ قبول ہوئی انھوں نے مولائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی

یا رسول اللہ ان من تمام توبتی ان انخلع من مالی صدقة الی اللہ و الی رسولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم.

یا رسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے صدقہ کر کے جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے :

ای صدقة خالصة للہ و الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم . فالی بمعنی اللام .

یعنی اس حدیث میں اللہ و رسول کی طرف صدقہ کرنے کے معنی اللہ و رسول کے لیے تصدق ہیں تو حاصل یہ کہ اپنا سارا مال خاص خدا اور رسول کے نام پر تصدق کر دوں۔ تبارک و تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابولبابہ وغیرہ کی توبہ

جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوۂ تبوک میں ہمراہ رکاب سعادت حاضر نہ

ہوئے تھے اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے آیت اتری

خـذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم بها و صل عليهم ان صلوتک سکن لهم

اے نبی لے لو ان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو انھیں اور تم ستھرا کر دو انھیں گناہوں سے اس صدقے کے سبب اور دعائے رحمت کرو ان کے حق میں تمھاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔ (الامن والعلی)

نبی التوبۃ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی التوبہ ہیں اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی رقم طراز ہیں:

امام احمد مسند اور مسلم صحیح اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا محمد و احمد و المقفى و الحاشر و نبي التوبة و نبي الرحمة.

میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا خلائق کو حشر دینے والا اور توبہ ورحمت کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسم اقدس "نبی التوبۃ" کے خصائص

نام مبارک نبی التوبہ عجیب جامع وکثیر المنافع نام پاک ہے۔ اس کے خصائص ولطائف ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت سے عالم نے توبہ ورجوع الی اللہ کی دولتیں پائیں حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں مختلف امتیں اللہ عزوجل کی طرف پلٹ آئیں۔

(۲) ان کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی۔

(۳) ان کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیائے کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی۔

صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روز قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں زائد ہوگی نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموعہ جمیع امم سے۔ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمد اللہ تعالیٰ اسی ہماری اور چالیس باقی سب امتیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(۴) وہ توبہ کا حکم لے کر آئے۔

(۵) اللہ عزوجل کے حضور سے قبول توبہ کی بشارت لائے۔

(۶) اقول: بلکہ وہ توبہ عام لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لیے توبہ لاتا وہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۷) بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سب ان کے نائب ہیں تو روز اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی واقع ہوئی یا وقوع پائے گی سب کے نبی ہمارے نبی توبہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۸) توبہ سے مراد اہل توبہ ہیں یعنی توابین کے نبی۔ اقول: اب اوفق یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں۔ حاصل یہ کہ تمام اہل ایمان کے نبی۔

(۹) ان کی امت توابین ہیں وصف توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں، قرآن ان کی صفت میں

التائبون فرماتا ہے۔ جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں یہ امت کا فضل ہے اور امت کا ہر فضل اس کے نبی کی طرف راجع۔

(۱۰) ان کی امت کی توبہ سب امتوں سے زائد مقبول ہوئی کہ ان کی توبہ میں مجرد ندامت و ترک فی الحال و عزم و امتناع پر کفایت کی گئی نبی الرحمۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بوجھ اتار لیے اگلی امتوں کی سخت و شدید باران پر نہ آنے دیے اگلوں کی توبہ سخت سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی گوسالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی جب ستر ہزار آپس میں کٹ چکے اس وقت توبہ قبول ہوئی۔

(۱۱) وہ خود کثیر التوبہ ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے روز اللہ سبحانہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں۔ ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے حسنات الابرار سیات المقربین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آن ترقی مقامات وقرب ومشاہدہ میں ہیں و للآخرة خير لك من الاولى جب ایک مقام اجل واعلیٰ پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبۂ بے تقصیر میں ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۲) باب توبہ: انھیں کی امت کے آخر عہد میں باب توبہ بند ہوگا۔ اگلی نبوتوں میں اگر کوئی نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا امکان رہتا کہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے، یہاں باب نبوت مسدود اور ختم ملت پر توبہ مفقود۔ تو جو ان کے دست اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لیے کہیں توبہ نہیں۔

(۱۳) فاتح باب توبہ: وہ فاتح باب توبہ ہیں سب سے پہلے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے توبہ کی وہ

انھیں کے توسل سے تو وہی اصل توبہ ہیں اور وہی وسیلۂ توبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۴) کعب کا خون : وہ توبہ قبول کرنے والے ہیں ان کا دروازۂ کرم توبہ ومعذرت کرنے والوں کے لیے ہمیشہ مفتوح ہے جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون ان کے زمانۂ نصرانیت میں مباح فرمادیا ہے ان کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں لکھا

طر الیه فانه لا یرد من جاء تائبا.

ان کے حضور اڑ کر آ وجوان کے سامنے توبہ کرتا حاضر ہو یا اسے کبھی رد نہیں فرماتے۔

اسی بناء پر کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں "قصیدہ بانت سعاد" نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں :

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی
و العفو عند رسول اللہ مامول

انی اتیت رسول اللہ معتذرا
و العذر عند رسول اللہ مقبول

مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے لیے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عذر دولت قبول پاتا ہے۔

توراۃ مقدس میں ہے :

لا یجزی بالسیئۃ السیئۃ و لکن یعفو و یغفر.

احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے۔

(۱۵) نبی توبہ: اقول، وہ نبی توبہ ہیں بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔

(۱۶) اقول، وہ مفیض توبہ ہیں توبہ لیتے بھی یہی ہیں اور دیتے بھی یہی یہ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کر سکے توبہ ایک نعمت عظمیٰ بلکہ اجل نعم ہے۔

(۱۷) اقول، وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں ان کا نام پاک نام جلالت حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:

یا رسول اللہ اتوب الی اللہ و الی رسولہ ماذا اذنبت.

یا رسول اللہ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ابوبکر صدیق و عمر فاروق وغیرہما چالیس اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلا کر لرزتے کانپتے حضور سے عرض کی:

تبنا الی اللہ و الی رسولہ.

ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

اقول: توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا، جس کی معصیت کی ہے، اس سے عہد اطاعت کی تجدید کر کے اسے راضی کرنا اور نص قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عزوجل کا ہر گنہ گار حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنہ گار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

من يطع الرسول فقد اطاع الله .

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اس کا عکس نقیض یہ ہے کہ جس نے اللہ کی اطاعت نہیں کی اس نے رسول کی اطاعت نہ کی، یعنی جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے رسول کی نافرمانی کی۔ اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے کہ اللہ ورسول کو راضی کرو۔

الله و رسوله احق ان يرضوه ان كانوا مومنين.

سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ ورسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔

توبہ قبول کرنے والے نبی

امام احمد وابن سعد وابن ابی شیبہ اور امام بخاری تاریخ اور ترمذی شمائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، مدینہ طیبہ کے ایک راستے میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ملے ارشاد فرمایا۔

انا محمد و انا احمد و انا نبی الرحمة و نبی التوبة و انا المقفی و انا الحاشر و نبی الملاحم .

میں محمد میں احمد ہوں میں رحمت کا نبی ہوں میں توبہ کا نبی ہوں میں سب میں آخر نبی ہوں میں حشر دینے والا ہوں میں جہادوں کا نبی ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

بشریت انبیاء

علیہم الصلاۃ والسلام

شکل بشر میں نور الٰہی نہ ہو
کیا قدر اس خمیرہ ماء و مدر کی ہے

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ

تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے

(الکہف/۱۱۰)

بشریت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام

مسئلہ فضل بشر بر ملک

فرشتوں پر بشر کی افضلیت کا مسئلہ جس پر جمہور اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے، اس تفصیل سے مشہور ہے کہ خواص بشر یعنی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام خواص ملائکہ پر یعنی حضرت جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل، حاملان عرش مقربین کروبیاں اور روحانیین پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اسی طرح مواہب لدنیہ میں تفسیر کی گئی ہے۔

اور عقائد (نسفی) کی عبارت یہ ہے کہ رسل البشر افضل من رسل الملائکۃ.

یعنی رسولان بشر فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں۔

فرشتوں کی وہ جماعت جن کا ذکر ہوا ظاہر ہے کہ یہ فرشتوں کے مرسلین ہیں کیوں کہ یہ مرسلین ملائکہ فرشتوں کی جماعتوں کو تبلیغ احکام الٰہی اور تعلیم دیتے ہیں اور عوام بشر جن سے مراد اولیاء وصلحاء واتقیاء ہیں نہ کہ فساق وفجار۔ (تو یہ عامۂ ملک سے افضل ہیں جو کہ غیر مرسلین ملائکہ ہیں)

فائدہ

شعب الایمان میں اس پر عاصیوں، فاسقوں کی تنقیص کی گئی ہے اس کی عبارت جیسا کہ نقل کیا گیا ہے یہ ہے کہ ملائکہ اور بشر کے بارے میں پرانے لوگ اور آج کے لوگ بحث کرتے ہیں چنانچہ یہ فیصلہ کرنا ہے کہ رسل بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور اولیاء بشر اولیاء ملائکہ سے افضل ہیں۔

اور جمہور اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ بعض اشاعرہ ملائکہ کی افضلیت کی طرف گئے ہیں۔

اور قاضی ابوبکر باقلانی جو اس مذہب کے بہترین فاضل اور شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد ہیں ان کے نزدیک مسلک مختار یہی ہے۔ عبداللہ حلیمی بھی اسی جانب ہیں۔ اور امام غزالی کے کلام سے بھی بعض مقامات میں یہی مفہوم نکلتا ہے۔

اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ بحیثیت مجرد اور قرب کے ملائکہ افضل ہیں اور کثرت ثواب کے لحاظ سے بشر افضل ہیں۔ اہل سنت کی افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں کہا گیا ہے۔

شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو علمائے شافعی میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ساری عمر مسئلہ افضلیت کو خطرہ میں نہ لائے نہ اس کی نفی کرے اور نہ اثبات کرے تو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن اس سلسلے میں اس سے کچھ بھی نہ پوچھا جائے گا۔

فرشتوں میں بھی بعض، بعض سے افضل ہیں اور ان میں سب سے افضل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں کہ ان کو روح الامین کہا جاتا ہے وہ مظہر علم اور حامل وحی ہیں۔ ان کے علاوہ تین فرشتے تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔

تمام رسول، تمام نبیوں سے افضل ہیں اور بعض رسول بھی بعض سے افضل ہیں اور حضور اکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔ آپ سید المرسلین، خاتم النبیین اور تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ما صلی علی احد من الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

(مدارج النبوۃ جلد اول)

عوارض بشری

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اس خاکدان عالم پر لباس

بشری میں تشریف لائے ہیں اس طرح ان کے اجسام اور ظاہری حالات تمام کے تمام انسانوں کی طرح ہیں اور ان اجسام پر آفات، تغیرات، مصائب اور عوارض صحت و علالت کا ظہور ممکن ہے اس طرح ان حضرات کو بھی موت کا ذائقہ چکھنا ہے غرضیکہ ان حضرات پر بھی عوارض کا دوسرے انسانوں کی طرح طاری ہونا جائز ہے اور ان عوارض کے صدور کی وجہ سے ان کی ذات قدسیہ میں کسی نقص کا اطلاق نہیں ہوتا۔

چنانچہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیل بھی ہوئے آپ کو گرمی و سردی کا احساس بھی ہوا، بھوک پیاس بھی لگی اور راحت و آرام، غم و غصہ سے بھی واسطہ ہوا، تکان و ملال بھی ہوا، کمزوری اور کبر سنی بھی لاحق ہوئی ایک مرتبہ آپ سواری سے گرے جس کی وجہ سے پہلو زخمی ہوا، جنگ احد میں اگلے چار دندان مبارک شہید ہوئے آپ کو زہر بھی دیا گیا اور آپ پر جادو بھی کیا گیا اور آپ نے پچھنے بھی لگوائے، آپ نے جھاڑ پھونک بھی کیا اور اللہ سے پناہ بھی طلب کی پھر حیات ظاہری کا وقت مکمل ہوا اور اس حیات ظاہری کی تکمیل کے بعد اس دار المحن سے سفر آخرت فرما کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

یہ سب وہ بشری کیفیات ہیں جن سے چھٹکارا ممکن نہیں علاوہ ازیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے مبعوث ہونے والے انبیاء کو بظاہر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ تکالیف سے واسطہ پڑا۔ چنانچہ انھیں قتل بھی کیا گیا، آگ میں ڈالا گیا، آرے سے بھی چیرا گیا، بعض نبیوں کی اللہ تعالیٰ نے بہت سے اوقات حفاظت بھی فرمائی اور ان میں وہ حضرات بھی شامل ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے غلبۂ کفار سے محفوظ فرمایا مثلاً سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلبۂ کفار کے وقت حفاظت فرمائی، غزوۂ احد کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ابن قمہ کے ہاتھ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کرنے سے روک لیا۔

طائف میں جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ دین کے لیے تشریف لے گئے اور کفار نے آپ پر حملہ کیا تو خالق کائنات نے ان کافروں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام غار ثور میں پناہ گزیں تھے تو اللہ تعالیٰ نے قریش مکہ کی آنکھوں کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھنے سے بے بس

کر دیا، اسی طرح رب العالمین نے ہادیٔ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غورث کی تلوار، ابو جہل کے تیروں اور سراقہ کے گھوڑے سے محفوظ فرمایا۔

حضور علیہ السلام ہماری طرح بشر نہ تھے

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! مجھے اپنا جیسا خیال نہ کرو اور میری ذات سے مماثلت کا تصور ذہن میں نہ لاؤ کیوں کہ میری کیفیت تمھاری ظاہری حالات سے مختلف ہے میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا قلب بیدار رہتا ہے۔ نیز حضور نے فرمایا کہ میری اور تمھاری کیا برابری میں تو ایسی حالت میں وقت گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا کہ میں خود نہیں بھولتا بلکہ مجھے اس لیے بھلا دیا جاتا ہے تاکہ اس کے نتیجہ پر میرا اتباع کیا جائے اور امت کے لیے میرا فعل سنت قرار پائے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اس ارشاد کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوگئی کہ آپ کا باطن، قلب و روح آپ کے جسم مبارک اور ظاہر حالت کے خلاف ہے اور جو مصائب و آلام آپ کی ذات کو پہنچیں مثلاً بھوک، ضعف، نیند، بیداری وہ تمام کی تمام جسم ظاہر سے متعلق رہی ہیں اور ان تمام سے آپ کا باطن محفوظ رہا ہے اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی حیثیت دوسرے انسانوں سے منفرد اور ممتاز تھی اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام باطنی اعتبار سے دوسروں سے بالکل الگ اور جدا ہیں کیوں کہ انسانوں میں سے اگر کوئی شخص سوتا ہے تو نیند اس کے جسم اور قلب پر بھی حاوی ہوتی ہے اس کے برخلاف حضور علیہ الصلاۃ والسلام حالت نوم اور بیداری میں ایک ہی طرح حاضر القلب رہتے ہیں اور ان دونوں میں آپ پر کوئی فرق نہ ہوتا تھا بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وجہ سے آپ حالت نوم میں حدث سے محفوظ و معصوم تھے اور اس کی وجہ قلب کی بیداری تھی۔

اسی طرح بھوک کی وجہ سے انسانوں کے اجسام کی توانائی ختم ہو جاتی ہے، رنگ و روپ جاتا رہتا ہے، قوت مدافعت ختم ہو جاتی ہے جب کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ایسی تمام تکالیف سے محفوظ رہتے تھے۔ خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے ایسی کوئی بات لاحق نہیں ہوتی اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام دوسروں کے برخلاف تندرست و توانا رہتے تھے نہ قوت کم ہوتی تھی اور نہ چہرہ تاباں میں کوئی تبدیلی نظر آتی تھی اور اس سلسلہ میں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہماری رہبری کرتا ہے حضور نے فرمایا کہ جب میں سوتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام حالات جو عالم دنیا سے متعلق ہوں مثلاً مرض ہو یا جادو یا غصہ وہ آپ کے باطن پر اثر انداز نہ ہوتے تھے اور نہ ان کی وجہ سے معمولات میں کوئی خلل واقع ہوتا تھا اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات اقدس پر ایسی کوئی نسبت جس سے اس امر کا اظہار ہو کہ ان امور سے آپ کے باطن میں کسی قسم کا ضعف یا خلل واقع ہوا تھا مناسب نہیں۔ اسی طرح یہ خیال کرنا کہ آپ کی زبان مبارک یا جوارح سے کسی ایسے امر کا ظاہر ہونا جو آپ کی ذات اقدس کے شایان شایان نہ ہو درست نہیں اور نہ ایسی بات کا خیال کرنا جائز ہے یا یہ خیال کرنا کہ جس طرح ایسے امور میں دوسرے انسانوں کی کیفیات ہوتی ہیں ویسی ہی کیفیت حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر بھی طاری ہوئی ہوگی یہ بھی غلط ہے۔ (مولف)

(شفا شریف مترجم جلد دوم)

انبیاء کو بشر کہنا شیوۂ کفار ہے

امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

وہ جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو اپنا سا بشر مانتے تھے اس لیے کہ ان کی رسالت کے منکر تھے کہ ما انتم الا بشر مثلنا و ما انزل الرحمن من شی ان انتم الا تکذبون۔

تم تو نہیں مگر ہماری مثل بشر اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا تم نرا جھوٹ کہتے ہو۔

واقعی جب ان خبثاء کے نزدیک وحی و نبوت باطل تھی تو انھیں اپنی سی بشریت کے سوا کیا نظر آتا لیکن ان سے زیادہ دل کے اندھے وہ کہ وحی و نبوت کا اقرار کریں اور پھر انھیں اپنا ہی سا بشر جانیں ۔ زید کو قل انما انا بشر مثلکم سوجھا اور یوحی الی نہ سوجھا، جو غیر متناہی فرق ظاہر کرتا ہے ۔ زید نے اتنا ہی ٹکڑا لیا جو کافر لیتے تھے ۔

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی بشریت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی ملکیت سے اعلیٰ ہے ۔ وہ ظاہری صورت میں ظاہر بینوں کی آنکھوں میں بشریت رکھتے ہیں جس سے مقصود خلق کا ان سے انس حاصل کرنا اور ان سے فیض پانا و لہذا ارشاد فرماتا ہے

و لو جعلنه ملکا لجعلنه رجلا و للبسنا علیھم ما یلبسون.

اور اگر ہم فرشتے کو رسول کر کے بھیجتے تو ضرور اسے مرد ہی کی شکل میں بھیجتے اور ضرور انھیں اسی شبہ میں رکھتے جس دھوکے میں اب ہیں ۔

ظاہر ہوا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی ظاہری صورت دیکھ کر انھیں اوروں کی مثل بشر سمجھنا ان کی بشریت کو اپنا سا جاننا ظاہر بینوں، کور باطنوں کو دھوکا ہے، شیطان کے دھوکے میں پڑے ہیں ۔

ہمسری با اولیاء بر داشتند

انبیاء را ہمچوں خود پنداشتند

اولیاء کے ساتھ برابری کرتے ہیں ۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو اپنی طرح سمجھتے ہیں ۔ (مولف)

حضور کے بشری افعال

ان کا کھانا پینا سونا یہ افعال بشری اس لیے نہیں کہ وہ ان کے محتاج ہیں حاشا،

لست کاحدکم انی ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تم میں سے کسی کے مثل نہیں ہوں میں تو میرے رب کے قرب خاص میں رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (مولف)

ان کے یہ افعال بھی اقامت سنت و تعلیم امت کے لیے تھے کہ ہر بات میں طریقۂ محمودہ لوگوں کو عملی طور سے دکھائیں سکھائیں، جیسے ان کا سہو و نسیان، حدیث میں ہے

انی لا انسی و لکن انسی لیستن بی ۔

میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں تاکہ حالت سہو میں امت کو طریقہ سنت معلوم ہو۔

امام اجل محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں۔

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یاتی الاحوال البشریۃ لاجل نفسہ المکرمۃ بل ذلک منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی طریق التانیس البشریۃ لاجل الاقتداء بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا تری الی قول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انی لا تزوج النساء و ما لی الیھن حاجۃ۔

و قد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حبب الی من دنیاکم الطیب و النساء و جعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ فانظر الی حکمۃ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حبب و لم یقل احببت و قال من دنیاکم فاضافھا الیھم دونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فدل علی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان حبہ خالصا بمولاہ عزوجل یدل علیہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و جعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ فکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشری الظاھر ملکی الباطن فکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یاتی الی شی من

احوال البشرية الا تانيسا لامة و تشريعا لها لا انه محتاج الى شى من ذلك كما تقدم و للجهل بهذه الاوصاف الجليلة و الخصال الحميدة قال الجاهل المسكين مال هذا الرسول ياكل الطعام و يمشى فى الاسواق.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احوال بشری کھانا پینا، سونا، جماع اپنے نفس کریم کے لیے نہ فرماتے تھے بلکہ بشر کو انس دلانے کے لیے کہ ان افعال میں حضور کی اقتداء کریں کیا نہیں دیکھتا ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں اور مجھے ان کی کچھ حاجت نہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمھاری دنیا میں سے خوشبو اور عورتوں کی محبت دلائی گئی، یہ نہ فرمایا کہ میں نے انھیں دوست رکھا اور فرمایا تمھاری دنیا میں سے، تو اسے اوروں کی طرف اضافت فرمایا نہ اپنے نفس کریم کی طرف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معلوم ہوا، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اپنے مولیٰ عزوجل کے ساتھ خاص ہے جس پر یہ ارشاد کریم دلالت کرتا ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری صورت بشری اور باطن ملکی ہے۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ افعال بشری محض اپنی امت کو انس دلانے اور ان کے لیے شریعت قائم فرمانے کے واسطے کرتے تھے نہ یہ کہ حضور کو ان میں سے کسی شئی کی کچھ حاجت ہو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ انھیں اوصاف جلیلہ وفضائل حمیدہ سے جہل کے باعث بے چارے جاہل یعنی کافر نے کہا اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔

عمر نے سچ کہا کہ یہ قول انما انا بشر مثلکم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے نہ فرمایا بلکہ اس کے فرمانے پر مامور ہوئے جس کی حکمت تعلیم تواضع وتانیس امت وسد غلو نصرانیت ہے۔

حضور رسول بشر اور خدا کے بندے ہیں

مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی امت نے ان کے فضائل پر خدا اور خدا کا بیٹا کہا پھر فضائل محمدیہ

علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ کی عظمت شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے، یہاں اس غلو کے سد باب کے لیے تعلیم فرمائی گئی کہ، کہو میں تم جیسا بشر ہوں خدا یا خدا کا بیٹا نہیں ہاں یوحی الی رسول ہوں۔ دفع افراط نصرانیت کے لیے پہلا کلمہ تھا اور دفع تفریط ابلیسیت کے لیے دوسرا کلمہ، اسی کی نظیر جو دوسری جگہ ارشاد ہوا

قل سبحن ربی ھل کنت الا بشرا رسولا.

تم فرمادو پاکی ہے میرے رب کو میں خدا نہیں، میں تو انسان رسول ہوں۔

انھیں دونوں کے دفع کو کلمہ شہادت میں دونوں لفظ کریم جمع فرمائے گئے اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ بندے ہیں خدا نہیں، رسول ہیں خدا سے جدا نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۴۳۔۱۴۴)

حضور افضل البشر ہیں

یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر اور افضل بشر ہیں، ورنہ حضور کی بشریت کا انکار کرنا کفر ہے، یعنی حضور ظاہر میں بشر ہیں اور باطن میں اس سے افضل و اعلیٰ، اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت ظاہری بشری ہے، حقیقت باطنی بشریت سے ارفع و اعلیٰ ہے یا یہ کہ حضور اوروں کی مثل بشر نہیں وہ سچ کہتا ہے اور جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے۔ قال تعالیٰ قل سبحن ربی ھل کنت الا بشرا رسولا.

تم فرمادو پاکی ہے میرے رب کو میں خدا نہیں، میں تو انسان رسول ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ ۶ ص ۶۷)

بشریت، نورانیت کے منافی نہیں

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار جگہ الطف، وہ خود فرماتے ہیں :

لست کمثلکم .

میں تم جیسا نہیں۔

و یروی لست کھینتکم .

میں تمھاری ہیئت پر نہیں۔

و یروی ایکم مثلی .

تم میں سے کون مجھ جیسا ہے۔

آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ حضور کا بشر ہونا نور درخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں۔

الا ان محمدا بشر لا کالبشر

بل ھو یاقوت بین الحجر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں مگر افضل البشر جیسے یاقوت پتھر ہے مگر پتھروں میں ممتاز و منفرد ہے۔ (نفی الفئ عمن استنار بنورہ کل شئ)

❁......❁......❁

شان رسالت میں گستاخی کے احکام

دشمن احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر بعد اسلامھم۔

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انھوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔ (التوبہ/۷۴)

شان رسالت میں گستاخی کے احکام

کتاب ہدایت قرآن مجید میں رب کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ادنی گستاخی کو بھی حرام قرار دیا ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے یا ذات نبوی میں نقص نکالنے والے کے بارے میں یہ بات اجماع امت سے ثابت ہو چکی ہے کہ ایسا شخص بدترین خلائق اور واجب القتل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ان الذین یوذون الله و رسوله لعنهم الله فی الدنیا و الآخرة و اعدلهم عذابا مهینا.

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے آخرت کا عذاب مقرر کر دیا ہے۔

والذین یوذون رسول الله لهم عذاب الیم .

جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

و ما کان لکم ان توذوا رسول الله و لا ان تنکحوا ازواجه من بعد ابدا ان ذلکم کان عند الله عظیما.

تمھارے لیے یہ مناسب نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کی حیات ظاہری کے بعد ان کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرو بلاشبہ یہ بات بہت سخت ہے۔

الفاظ تنقیص

وہ کلمات جن سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منقصت کا پہلو نکلتا ہو مثلاً کوئی شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برملا گالی دے یا ایسے کلمات کہے جو عیب جوئی کے لیے استعمال ہوتے ہوں یا ان الفاظ سے آپ کی ذات اقدس، آپ کے مبارک دین، اسوہ یا خصائل میں سے کسی خصلت کو زک پہنچتی ہو یا ذات نبوی پر کسی قسم کی تعریض کرے یا اسی قسم کے اور دوسرے الفاظ استعمال کرے ایسے تمام الفاظ سب وشتم میں شمار ہوں گے اور ایسے الفاظ کہنے والے کے لیے یہی حکم ہے جو اہانت نبی کرنے والے کے لیے یعنی واجب القتل ہے۔

یہاں یہ امر قابل لحاظ وتوجہ ہے کہ ایسا کوئی شخص کسی رعایت کا مستحق نہیں لہٰذا ایسے کلمات میں نہ تو کوئی استثناء گوارا کیا جائے گا اور نہ صراحت وکنایہ کے الفاظ میں کسی قسم کا شک وشبہ روا رکھا جائے گا۔

ایسا ہی طرز عمل اس شخص کے ساتھ روا رکھا جائے گا جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات اقدس پر لعنت کے الفاظ استعمال کرے یا حضور کے حق میں بددعا کرے یا ایسے کلمات آپ سے منسوب کرے جو آپ کے شایان شان نہیں یا آپ کے نقصان کا خواہاں ہو یا آپ کی ذات اقدس پر گزرنے والے مصائب کا تذکرہ کر کے شرم دلانے کی کوشش کرے یا وہ عوارض بشری جن کا صدور ذات نبوی کے لیے جائز یا معہود ہو ان کی وجہ سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات کو حقیر جانے یہ تمام امور اہانت ومنقصت کے قبیل سے شمار کیے جائیں گے اور ان کلمات کا وہی حکم ہے جو توہین رسالت کے مرتکب کے لیے ہے۔

ابو بکر منذر فرماتے ہیں کہ تمام اہل علم مثلاً امام مالک، امام احمد، لیث، اسحاق، اور امام شافعی وغیرہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے وہ واجب القتل ہے اور ایسے دریدہ دہن وگستاخ شخص کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی یہی مسلک امام اعظم اور ان کے رفقاء امام ثوری اور

کوفہ کے دوسرے علماء اور مسلمانوں کا بھی ہے اور ان سب نے اس قول کی درستی پر مہر تصدیق ثبت کی ہے اور ولید بن مسلم نے اسی کے مثل امام مالک کا قول بھی نقل کیا ہے۔ لیکن طبری نے امام ابوحنیفہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ احکام اس کے لیے ہیں جو حضور علیہ السلام کی شان میں کمی کرے یا ذات نبوی سے بیزاری کا اظہار کرے یا حضور علیہ السلام کی تکذیب کرے۔

محمد بن سحون فرماتے ہیں کہ علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ شاتم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ان کی ذات میں نقص تلاش کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید وارد ہے اور امت مسلمہ کو یہ حکم ہے کہ یہ شخص واجب القتل بھی ہے اور اس پر اکتفاء نہیں بلکہ ایسے دریدہ دہن اور گستاخ کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ (مولف) (شفاء شریف مترجم جلد دوم)

اسی بات کو ثابت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

شفاشریف ۳۲۱۔ **اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المنقص لہ کافر و الوعید جار علیہ بعذاب اللہ تعالیٰ و من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر.**

یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے بیشک وہ بھی کافر ہوگیا۔

نسیم الریاض جلد چہارم ۳۸۱ میں امام ابن حجر مکی سے ہے **ما صرح بہ من کفر الساب و الشاک فی کفرہ ھو ما علیہ ائمتنا وغیرھم.**

یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو

اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ کافر، یہی مذہب ہمارے ائمہ وغیرہم کا ہے۔

گستاخ کے لیے حکم

فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق جلد چہارم ۴۰۷ **کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقلبہ کان مرتدا فالساب بطریق اولی و ان سب سکران لا یعفی عنہ۔**

یعنی جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کینہ ہو وہ مرتد ہے تو گستاخی کرنے والا بدرجہ اولیٰ کافر ہے اور اگر نشہ بلا اکراہ پیا اور اس حالت میں کلمۂ گستاخی بکا جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔

بحر الرائق جلد پنجم ۱۳۵ میں بعینہ کلمہ مذکور ذکر کر کے ۱۳۶ پر فرمایا **سب واحد ا من الانبیاء کذلک فلا یفید الانکار مع البینۃ لا نا نجعل انکار الردۃ توبۃ ان کان مقبولۃ۔**

یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لیے وہاں توبہ قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے اصلاً یہاں معافی نہ دیں گے۔

درالحکام علامہ مولیٰ خسرو جلد اول ۲۹۹ **اذا سبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او واحدا من الانبیاء صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مسلم فلا توبۃ لہ اصلاً واجمع العلماء ان شاتمہ کافر و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر۔**

یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانهر شرح ملتقی الابحر، جلداول ص ۲۱۸ اذا سبه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم او واحدا من النبیاء مسلم و لو سکران فلا توبة له تنجیه کالزندیق و من شک فی عذابه و کفره فقد کفر.

یعنی جو مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگر چہ نشہ کی حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی دنیا میں اسے معافی نہ دیں گے جیسے دہریئے بے دین کی توبہ نہ سنی جائے گی اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

ذخیرۃ العقبیٰ علامہ اخی یوسف ۲۴۰ قد اجمعت الامة علی ان الاستخفاف بنبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و بای نبی کان علیهم الصلاۃ و السلام کفر سواء فعله علی ذلک مستحلا ام فعله معتقد الحرمة و لیس بین العلماء خلاف فی ذلک و من شک فی کفره و عذابه فقد کفر.

یعنی بیشک تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے، خواہ اسے حلال جان کر اس کا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر بہر حال جمیع علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ایضا ۲۴۲ لا یغسل و لا یصلی علیه و لا یکفن اما اذا تاب و تبراء عن الارتداد و دخل فی دین الاسلام ثم مات غسل و کفن و صلی علیه و دفن فی مقابر المسلمین .

یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مرجائے تو نہ اسے غسل دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے براءت کرے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مر جائے تو غسل، کفن، نماز، مقابر مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا۔

تنویر الابصار، شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی، کل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الکافر بسب نبی الخ.

یعنی ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ دنیا میں سزا سے بچانے کے لیے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

درمختار، الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبته مطلقاً و من شک فی عذابه و کفره کفر.

" یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

کتاب الخراج سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۱۲ قال ابو یوسف و ایما رجل مسلم سب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر بالله تعالیٰ و بانت زوجته.

یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے یا شان گھٹائے وہ بلاشبہ کافر ہو گیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔

مرتد کا حکم

وجیز امام کردری جلد ۳، ص ۳۲۱ لو ارتد و العیاذ بالله تعالیٰ تحرم امرأته و یجدد النکاح بعد اسلامه و المولود بینهم قبل تجدید النکاح بالوطی بعد التکلم بکلمة الکفر ولد زنا ثم ان اتی بکلمة الشهادة علی الشهادة لا یجدیه ما لم یرجع عما قاله لان باتیانهما علی العادة لا یرتفع الکفر اذا سب الرسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم او واحدا من

الانبیاء علیهم الصلاة و السلام فلا توبة له و اذا شتمه علیه الصلاة و السلام سکران لا یعفی و اجمع العلماء ان شاتمه کافر و من شک فی عذابه و کفره کفر. اھ.

یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے پھر اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے اس سے پہلے اس کلمہ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ ہوگا حرامی ہوگا اور یہ شخص اگر عادت کے طور پر کلمۂ شہادت پڑھتا رہے کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے سزا دی جائے گی یہاں تک کہ اگر نشہ کی بے ہوشی میں کلمۂ گستاخی بکا جب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

غنیۃ ذوالاحکام ۳۰۱ محل قبول توبة المرتد ما لم تکن ردته بسب النبی او بغضه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فان کان به لا تقبل توبته سواء جاء تائبا من نفسه او شهد علیه بذلک بخلاف غیره من المکفرات.

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے مگر اس کافر مرتد کے لیے اس کی اجازت نہیں۔

اشباہ والنظائر قلمی، باب الردۃ، لا تصح ردة السکران الا الردة بسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فانه لا یعفی عنه و کذا فی البزازیة و حکم الردة بینونة امراء ته مطلقاً (ای سواء رجع او لم یرجع اھ غمز العیون) و اذا مات علی ردته لم یدفن فی مقابر المسلمین و لا اهل ملة و انما یلقی فی حفرة کالکلب و المرتد اقبح کفرا من الکافر

الاصلی و اذا شهد وا علی مسلم بالردة و هو منکر لا یتعرض له لا لتکذیب الشهود العدول بل لان انکارة توبة ، رجوع فثبت الاحکام التی للمرتد ما تاب من حبط الاعمال و بینونة الزوجة و قوله لا یتعرض له انما هو فی مرتد تقبل توبته فی الدنیا لا الردة بسب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اھ۔

یعنی نشہ کی بے ہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بے ہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بے ہوشی سے بھی صادر ہو تو اسے معافی نہ دیں گے اور معاذ اللہ ارتداد کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراً اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اگر یہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ جائے گی اور جب وہ اسی ارتداد پر مرجائے والعیاذ باللہ تعالیٰ تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے ۔مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا فعل کے سبب مرتد ہوگیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لیے کہ گواہان عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لیے کہ اس کا مکرنا اس کفر سے توبہ و رجوع سمجھیں گے ولہٰذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہوگیا تھا اور اب توبہ کرلی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کریں گے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہوگئے اور جورو نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا سے دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں یوں ہی کسی نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلاۃ والسلام۔

فتاویٰ خیریہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار جلد اول ۹۵ من سب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فانه مرتد و حکمه حکم المرتدین و یفعل به ما یفعل بالمرتدین و

لا توبة له اصلاً و اجمع العلماء انه کافر و من شک فی کفره کفر۔ اھ۔

جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا وہی حکم ہے جو مرتدوں کا ہے اس سے وہی برتاؤ کیا جائے گا جو مرتدوں سے کرنے کا حکم ہے اور اسے دنیا میں کسی طرح معافی نہ دیں گے اور باجماع تمام علمائے امت وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۶ ص ۳۹، ۴۰، ۴۱)

حضور اللہ کے بندے ہیں

حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ کے بندے بھی ہیں اور اس کے رسول بھی، حضور سے نہ بندۂ خدا ہونے کا انکار کیا جا سکتا ہے نہ رسول ہونے کی نفی بلکہ ان کی جناب میں یہی اعتقاد و ایمان رکھنا لازم ہے کہ حضور بندۂ خدا بھی ہیں اور اس کے پیارے رسول بھی ورنہ اس کے خلاف اعتقاد رکھنے والا کافر ہے، اسی مضمون سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے بندے نہیں وہ قطعاً کافر ہے۔

قال اللہ تعالٰی و انه لما قام عبد اللہ یدعوه ۔

(اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ (یعنی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا)

و قال تعالٰی تبرک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا۔

(بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرسنانے والا ہو)

و قال تعالٰی سبحان الذی اسری بعبده لیلا۔

(پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا)

وقال تعالیٰ و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا.

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے (ان خاص) بندے پر اتارا

وقال تعالیٰ الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتب .

(سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر کتاب اتاری)

و قال تعالیٰ فاوحی الی عبده ما اوحی .

(اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی) (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۶۷)

حضور کو غریب و مسکین کہنا حرام ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں آپ کی عاشقانہ تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

حضور اقدس قاسم النعم، مالک الارض ورقاب الامم، معطی منعم قثم قیم، ولی والی، علی عالی، کاشف الکرب، رافع الرتب، معین کافی، حفیظ وانی، شفیع شافی، عفو عافی، غفور جمیل، عزیز جلیل، وہاب کریم، غنی عظیم، خلیفۂ مطلق حضرت رب، مالک الناس و دیان العرب، ولی الفضل جلی الافضال، رفیع المثل ممتنع الامثال، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وشرف واعظم کی شان ارفع و اعلیٰ میں الفاظ مذکورہ "فقیر غریب مسکین" وغیرہ کا اطلاق ناجائز وحرام ہے۔

خزانۃ الاکمل مقدسی وردالمختار اواخر شتی میں ہے یجب ذکره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم باسماء معظمه فلا یجوز ان یقال انه فقیر غریب مسکین .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ان کے جلیل القدر عظیم ناموں سے کرنا واجب ہے، حضور

کو فقیر غریب مسکین کہنا جائز نہیں۔ (مولف)

زرقانی علی المواہب میں ہے قال تعالیٰ ووجدک عائلا فاغنی نص علی انه اغناه بعد ذلک فزال عنه ذلک الوصف فلا یجوز وصفه به بعد.

اللہ عزوجل کا فرمان کہ تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا، اس بات پر نص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غنی کر دیا تو وہ وصف زائل ہو گیا پھر اس کے بعد اس کا اطلاق جائز نہیں۔ (مولف)

اسی میں ہے :

الیتیم من الیتم موت الاب قبل بلوغ الولد او من الانفراد کدرة یتیمة کما قیل فی قوله تعالیٰ الم یجدک یتیما ای واحدا فی قریش عدیم النظیر.

یتیم یا تو یتم سے بنا ہے اس وقت معنی یہ ہوگا کہ وہ یتیم لڑکا جس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا باپ مر جائے۔

یا انفراد سے بنا ہے جو یکتا اور تنہا کے معنی میں ہے جیسے دریتیم یعنی وہ موتی جو صدف میں تنہا رہے جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان الم یجدک یتیما کے بارے میں کہا گیا ہے کہ رب نے حضور کو قریش میں یکتا اور بے نظیر پایا۔ (مولف)

نسیم الریاض جلد رابع ص ۴۵۰ میں ہے :

الانبیاء علیهم الصلاة و السلام لا یوصفون بالفقر و لا یجوز ان یقال لنبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقیر و قولهم عنه الفقر فخری لا اصل له .

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر فقر کا اطلاق جائز نہیں اور ہمارے نبی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فقیر کہنا جائز نہیں، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ فقر میرا سرمایہ فخر ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔ (مولف)

اسی کے ۳۷۸ میں ہے :

قال الزركشي كالسبكي لا يجوز ان يقال له صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقير او مسكين و هو اغنى الناس بالله تعالىٰ لا سيما بعد قوله تعالىٰ ووجدك عائلا فاغنى و قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اللهم احيني مسكينا اراد به المسكنة القلبية بالخشوع و الفقر فخري باطل لا اصل له كما قال الحافظ ابن حجر العسقلاني .

امام زرکشی نے امام سبکی کے مثل فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فقیر یا مسکین کہنا جائز نہیں کیوں کہ حضور تو اللہ عزوجل کی مدد سے لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہیں خاص طور سے آیہ کریمہ **ووجدك عائلا فاغنى** کے نزول کے بعد۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ مجھے مسکین رکھ تو اس سے مراد قلبی سکون ہے جو خشوع و خضوع سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ فرمان کہ فقر میرا فخر ہے، باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا۔ (مولف)

امام سبکی کی سیف المسلول میں شفا سے منقول ہے :

ان فقهاء الاندلس افتوا باراقة دم من وصفه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بالفقر في اثناء مناظرته باليتيم ، ثم زعم ان زهده لم يكن قصداً و لو قدر على الطيبات اكلها.

فقہائے اندلس نے اس شخص کے قتل کا فتویٰ دیا جس نے مناظرہ کے درمیان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فقیر اور یتیم کہا، پھر اس نے یہ اختراع کیا کہ حضور کا زہد قصداً نہیں تھا (یعنی زہد یہ ہے کہ

وسعت کے باوجود تقویٰ و پرہیز گاری کے طور پر خود ہی تنگی اختیار کرنا ،حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مالک کونین ہونے کے باوجود زہد کو اختیار فرمایا) اور اگر اچھی چیزوں پر قادر ہوتے تو ضرور کھاتے ۔

(مولف)

امام بدر زرکشی بیان کرتے ہیں :

عن بعض الفقهاء المتأخرين انه كان يقول لم يكن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقيرا من المال و لا حاله حال الفقر بل كان اغنى الناس بالله تعالىٰ و قد كفى امر دنياه فى نفسه و عياله .

فقہاء متاخرین سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مال کے لحاظ سے فقیر نہیں تھے اور نہ حضور کا حال فقیروں جیسا تھا بلکہ حضور تو لوگوں میں سب سے غنی تھے اور جو تھا وہ دنیاوی معاملے میں حضور اور حضور کے اہل وعیال کے لیے نہایت کافی تھا۔ (مولف)

و قد صح انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم استعاذ من فتنة الفقر كما استعاذ من فتنة الغنى .

اور یہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ منقول ہے کہ حضور نے فقر و محتاجی کے فتنہ سے پناہ مانگی جیسا کہ مالداری کے وبال وفتنہ سے پناہ مانگی ہے۔ (مولف)

حضور کو بیچارہ کہنا قرآن کی تکذیب ہے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

بے چارہ وہ کہ کسی بلا میں گرفتار اور بے کس ، بے بس ، بے یاور ، بے یار ہو جو اس سے خلاص کا کوئی حیلہ نہ پائے ۔

یہ ضرور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے رب عزوجل پر افتراء اور قرآن عظیم کی تکذیب اور کفار ملاعنہ کی تصدیق ہے، جنہوں نے بکا تھا **ان محمدا و دعہ ربہ** .

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ان کے رب نے چھوڑ دیا۔

جس پر سورۃ والضحیٰ شریف نازل ہوئی **و الضحی و الیل اذا سجی . ما ودعک ربک و ما قلی . و للآخرۃ خیر لک من الاولی** .

اے پیارے تمھارے روئے درخشاں کی قسم، تمھاری زلف مشکیں کی قسم، نہ تمھیں تمھارے رب نے چھوڑا نہ بیزار ہوا، جو آن آگے آتی ہے تمھارے لیے گزشتہ آن سے بہتر ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا معاذ اللہ ان کو اس ناپاک لفظ سے تعبیر کیا جائے گا، جن کا رب فرماتا ہے **الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ** .

اگر تم کوئی ان کی مدد نہ کرو تو اللہ واحد قہار ان کا مددگار۔

کیا معاذ اللہ ان کو کہا جائے گا جن کے لیے ان کا مولیٰ عزوجل فرماتا ہے **فان اللہ ھو مولہ و جبریل و صالح المومنین و الملائکۃ بعد ذلک ظھیر** .

بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد فرشتوں کی فوجیں ان کی مدد کو حاضر ہیں۔

کیا معاذ اللہ ان کو کہا جائے گا جو اس ظاہری تنہائی اور ایک جہان برسر عداوت و پرخاش ہونے کی حالت میں اپنے یارِ غار سے فرماتے تھے **لا تحزن ان اللہ معنا** .

غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸)

ایلچی کہنا حضور کی توہین ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول اعظم و نائب اکبر و خلیفہ اعظم ہیں۔ ایلچی وہ ہوتا ہے جس کو پیام یا خط پہنچانے کے سوا کوئی سرداری اور حکومت نہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اکرم میں اس لفظ کا استعمال کرنا بیشک تنقیص و توہین ہے اور اس کا وہی حکم ہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۵۵)

گستاخی کے سبب منافقین کافر ہوئے

رب عزوجل فرماتا ہے :

يحلفون بالله ما قالوا و لقد قالوا كلمة الكفر و كفروا بعد اسلامهم.

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔

ابن جریر و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرماتھے ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمھیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت

اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمۂ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی، کروڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے۔

اور فرماتا ہے :

و لئن سألتهم ليقولن انا كنا نخوض و نلعب قل ابا لله و آياته و رسوله كنتم تستهزؤن . لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم.

اور اگر تم ان سے پوچھو تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں :

انه قال في قوله تعالىٰ و لئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب . قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلاں بوادی كذا و ما يدر به بالغيب .

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں۔

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں، کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔ دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو اللہ تعالیٰ نے اللہ و قرآن و رسول سے ٹھٹھا کرنے والا بتایا اور صاف صاف کافر ٹھہرایا۔ (تمہید ایمان)

شان رسالت کی تنقیص کفر ہے

امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں :

ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت منہ امرأتہ .

جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

، صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔

شفا شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاویٰ خیریہ وغیرہا میں ہے :

اجمع المسلمون ان شاتمه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و من شک فی عذابه و کفره کفر.

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانھر و در مختار میں ہے۔

و اللفظ له الکافر بسبب نبی من الانبیاء لا تقبل توبته مطلقاً و من شک فی عذابه و کفره کفر.

جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ (اجماع سے یہ ثابت ہے کہ گستاخ رسول کی توبہ قبول ہوگی اور کفر مٹ جائے گا)

نسیم الریاض میں ہے

من قال فلان اعلم منه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقد عابه فحکمه حکم الساب .

جو کہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم میں زائد ہے تو اس نے حضور پر عیب لگایا اس کا حکم وہی ہے جو گستاخی کرنے والے کا حکم ہے۔ (مولف) (تمہید ایمان)

حدود شرعیہ

تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتہا الانہر خلدین فیہا وذلک الفوز العظیم۔

یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔ (النساء،۱۳)

حدود شرعیہ

رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی طرف سے جو شریعت بیضاء لے کر تشریف لائے وہ سراسر بندوں کی صلاح وفلاح اور خیر خواہی کے لیے ہے، وہ احکام جن کے بجالانے کا حکم ہے ان میں انسان کے لیے تو بھلائی ہے ہی، اور وہ احکام جن کے نہ کرنے اور ان سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے ان میں بھی دینی و دنیوی فائدے و منافع مضمر و پنہاں ہیں خواہ یہ کسی کے فہم وادراک میں آئے یا نہ آئے۔

جس طرح معروف کے بجالانے پر ثواب کا مژدہ دیا گیا ہے اسی طرح منکر کے ارتکاب پر عذاب کی وعید سنائی گئی ہے اور یہ کہ جو منکر شرعی کا مرتکب ہو اس کے لیے دنیوی طور پر سزا بھی رکھی گئی ہے تاکہ نظام مملکت مختل نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجرموں کو سزائیں دیں اور ان پر حدود الٰہیہ کا نفاذ فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ جسے چاہیں سزا دیں اور جسے چاہیں بری کر دیں۔

اس سلسلہ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

حدود میں حیلہ

حیلہ شرعیہ کا جواز قرآن عظیم و احادیث سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

ایوب علیہ الصلاۃ والسلام نے قسم کھائی تھی کہ اپنی زوجۂ مقدسہ کو سو کوڑے ماریں گے رب العزت جل وعلا نے فرمایا و خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ و لا تحنث.

یعنی سو تیلیوں ایک جھاڑو بنا کر اس سے ایک دفع مار لو اور قسم جھوٹی نہ کرو۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کمزور شخص پر حد لگانے میں اسی حیلہ جمیلہ پر عمل فرمایا

ارشاد ہوا :

خذوا له عثكا لا فيه مائة شمراخ ثم اضربوه واحدة ۔

شاخہائے خرما کا ایک گچھا لے کر جس میں سو شاخیں ہوں اس سے ایک بار مار دو۔

اسے احمد و ابن ماجہ و ابو داؤد اور بغوی نے اسی طرح شرح السنۃ میں اور احمد و ابن ماجہ نے سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ترویانی اپنی مسند میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان وليدة في عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حملت من الزنا فسئلت من اجلك فقالت احبني المقعد فسئل فاعترف فقال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انه لضعيف عن الجلد فامر بمائة عشكول و ضربه بها ضربة واحدة . اه .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک لڑکی زنا سے حاملہ ہوگئی اس سے پوچھا گیا کہ یہ کس کا حمل ہے تو اس نے کہا کہ فلاں کو میری سرین اچھی لگی پھر اس شخص سے پوچھا گیا جس کے لیے لڑکی نے کہا تھا تو اس نے اعتراف کرلیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو کوڑے کی طاقت نہیں رکھتا تو فرمایا کہ خرما کی شاخوں کا ایک گچھا لو اور اس سے ایک بار مارلو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۴۶۔ رادع التعسف)

حضرت ماعز کو رجم کیا گیا

عہد رسالت اقدس میں زنا کا ثبوت گواہوں سے کبھی نہ ہوا البتہ دو بار یہ ہوا کہ مجرموں نے خود اقرار کرلیا۔

پہلا واقعہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

دوسرا ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔

دونوں مجرم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور شرعی سزا کے خواست گار ہوئے کہ ہم پاک ہو جائیں دونوں کو سنگسار کیا گیا۔

جس وقت حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنگسار کیا آپ بھاگے لیکن سنگساریوں نے پکڑ کر قتل کر دیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کل واقعہ بیان کیا فرمایا تم نے چھوڑ کیوں نہ دیا جب وہ بھاگا تھا اور فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام شہر پر تقسیم کی جائے سب کو کافی ہو۔

صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کچھ برے الفاظ فرمائے اس پر ارشاد ہوا برانہ کہو میں دیکھتا ہوں کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے۔

ایک عورت کو رجم کیا گیا

اسی طرح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے جرم کا خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اقرار کیا اور سزا کی خواست گار ہوئی۔ ارشاد فرمایا تیرے پیٹ میں حمل ہے بعد وضع حمل آنا، بعد فراغ حمل بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اس بچہ کو اب کیا کروں فرمایا اس کو دودھ پلاؤ، یہ ارشاد عالی سن کر وہ بی بی واپس گئیں اور بعد دو برس بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں۔ بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا عرض کی حضور اب یہ روٹی خود کھاتا ہے بچہ لے کر رجم فرمایا۔ (الملفوظ حصہ اول)

ایک مجرم کو رجم کیا گیا

ترمذی شریف میں ہے :

حدثنا محمد بن یحی ثنا محمد بن یوسف عن اسرائیل ثنا سماک بن حرب عن علقمة بن وائل الکندی عن ابیه ان امراء ة خرجت علی عهد النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ترید الصلاة فتلقاها رجل فتجللها فقضی حاجته منها فصاحت فانطلق و مربها رجل فقالت ان ذلک الرجل فعل بی کذا و کذا فانطلقوا فاخذوا الرجل الذی ظننت انه وقع علیها فاتوها فقالت نعم هو هذا فاتوا به رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلما امر به لیرجم قام صاحبها الذی وقع علیها فقال یا رسول الله انا صاحبها فقال لها اذهبی فقد غفر الله لک و قال للرجل قولا حسنا و قال للرجل الذی وقع علیها ارجموه و قال لقد تاب توبة لوتا بها اهل المدینة لقبل منهم۔

زمانۂ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک عورت نماز کے لیے نکلی راستے میں ایک آدمی ملا اسے کپڑے سے ڈھانک دیا اور اس سے اپنی ضرورت پوری کی تو عورت نے شور مچایا اتنے میں وہ آدمی بھاگ گیا اور اس کے پاس ایک دوسرا آدمی آیا (اس کی مدد کے لیے) تو عورت نے کہہ دیا کہ وہ آدمی یہی ہے جس نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا لوگ آئے اور اس شخص کو پکڑ لیا جس کے بارے میں عورت کا گمان تھا کہ اسی نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے پھر اس کو عورت کے پاس لائے تو اس نے کہا کہ ہاں وہ یہی ہے، اس کے بعد لوگ اسے بارگاہ رسالت میں لائے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو وہ شخص جس نے درحقیقت اس عورت سے زنا کیا تھا اٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ اس کا ساتھی میں ہوں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا تم جاؤ اللہ نے تجھے بخش دیا اور اس آدمی (جس کی طرف عورت نے پہلے اشارہ کیا تھا) سے اچھی بات ارشاد فرمائی اور زانی کو سنگسار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر اسے اہل مدینہ کرتے تو ان سب کی توبہ قبول ہوتی۔ (مولف)

مصابیح کے لفظ یہ ہیں:

عن علقمة بن وائل عن ابیه ان امراء ة خزجت علی عهد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ترید الصلاة فتلقاها رجل فتجللها فقضی حاجته منها فصاحت و انطلق و مرت عصابة من المهاجرین فقالت ان ذلک فعل بی کذا و کذا فاخذوا الرجل فاتوا به رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال لها اذهبی غفر الله لک و قال الذی وقع علیها ارجموه و قال لقد تاب توبة لوتابها اهل المدینة لقبل منهم.

عہد نبوی میں ایک عورت نماز کے ارادہ سے نکلی ایک شخص ملا اسے کپڑے سے ڈھانک کر اس سے اپنی ضرورت پوری کی عورت چلائی اور وہ شخص چلا گیا پھر مہاجرین کا ایک گروہ آیا تو عورت نے کہا کہ اس نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا، اس آدمی کو پکڑ کر بارگاہ رسالت میں لائے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت سے فرمایا تم جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرمادی اور زانی کے لیے فرمایا کہ اسے سنگسار کرو اور فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہل مدینہ کریں تو قبول ہو۔ (مولف)

ایک شخص کو قید کر دیا گیا

جامع ترمذی میں بسند حسن معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

حدثنا علی بن سعید الکندی ثنا ابن المبارک عن معمر عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حبس رجلا فی تهمته ثم خلی عنه.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تہمت میں قید کر دیا پھر اسے چھوڑ دیا۔ (مولف) (ازاحۃ العیب)

چور کو قتل کرنے کا حکم

ابویعلی اور شاشی اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن

حاطب اور حاکم مستدرک میں بافادۂ تصحیح ان کے بھائی حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلص فامر بقتلہ فقیل انہ سرق فقال اقطعوہ ثم جیئ بہ بعد ذلک الی ابی بکر و قد قطعت قوائمہ فقال ابو بکر ما اجد لک شیئا الا ما قضٰی فیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم امر بقتلک فانہ کان اعلم بک فامر بقتلہ .

صحیح مستدرک کے لفظ حارث بن حاطب سے یہ ہیں :

ان رجلا سرق علی عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتی بہ فقال اقتلوہ فقالوا انما سرق قال فاقطعوہ ثم سرق ایضا فقطع ثم سرق علی عھد ابی بکر فقطع ثم سرق قطع حتی قطعت قوائمہ ثم سرق الخامس فقال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلم بھذا حیث امر بقتلہ اذھبوا فاقتلوہ .

حاصل یہ کہ خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر کیا گیا جس نے چوری کی تھی ارشاد ہوا اسے قتل کر دو، عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے فرمایا خیر ہاتھ کاٹ دو، پھر اس نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا سہ بارہ زمانۂ صدیق اکبر میں پھر چرایا اور قطع کیا گیا، چوتھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا، پانچویں بار پھر چرایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حقیقت خوب جانتے تھے جب کہ اول ہی بار تیرے قتل کا حکم فرمایا تھا تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا لے جاؤ اسے قتل کر دو اب قتل کیا گیا۔ (ازاحۃ العیب)

❁......❁......❁

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور۔

اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لیے سب کاموں کا انجام۔

(الحج/۴۱)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خیر خواہی، اخلاص اور ادائے حقوق ظاہر، مخفی ہر حالت میں واجبات دین واسلام میں ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ :

الدین نصیحة .

دین سراپا نصیحت وخیر خواہی ہے۔

صحابہ کرام نے دریافت کیا یا رسول اللہ کس کے لیے نصیحت وخیر خواہی ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول، قرآن اور عام وخاص مسلمانوں کے لیے ہے۔ ایک روایت میں ائمہ مسلمین اور عام مسلمان آیا ہے۔

یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے اور تمام دینی علوم اس اجمال کے احاطہ میں مندرج ہیں۔

جوامع الکلم، اس حدیث کو کہتے ہیں جو لفظوں کی کمی میں انتہائی مختصر وموجز ہو اور معانی میں کثرت و وسعت کا جامع وحاوی ہو۔ یہ قسم، کلام محمدی میں اعظم واشرف اور دلائل وشواہد میں آپ کا کمال ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

اوتیت جوامع الکلم و اختصر لی الکلام .

مجھے جوامع الکلم دیا گیا اور میرے لیے کلام کو مختصر کیا گیا۔

اس حسن وخوبی کا اظہار اور حسن وجمال کے دقائق کی جنسوں کا بیان حد وشمار سے باہر ہے، یہ کلام بدیع المثال ہے اور اس کلام کی جلالت اور اسرار وحقائق کے انواع واقسام احاطۂ فہم وعقل سے خارج ہیں۔

نصیحت کے لغوی معنی خالص وصاف ہونے کے ہیں، اور عسل ناصح ایسے شہد کو کہتے ہیں جو موم

وغیرہ سے پاک وصاف کرلیا گیا ہو۔اس جگہ صفا وخلوص مراد ہے جو ادائے حقوق اور منصوح لہ کے لیے ارادۂ خیر میں ہو۔

لہٰذا نصیحت اللہ، سے مراد حق تعالیٰ کے ساتھ وحدانیت اور ہر اس وصف کے ساتھ جو اس کے لائق ہے اور ذات وصفات باری تعالیٰ کی تقدیس وتنزیہہ ہر اس چیز سے جو اس کے کمال کے لائق نہیں صحت اعتقاد ہے۔اور شریعت کے اوامر ونواہی کو بجالانا اور اس کے احکام کو ماننا اور جہاد سے دین کی مدد کرنا اور ایسے اسباب مہیا کرنا جو دین وملت کی تقویت وبقا کا موجب ہیں جیسے علم وعمل اور عبادت میں اخلاص برتنا۔

اور نصیحت رسول، میں یہ ہے کہ حیات ظاہری اور حیات باطنی دونوں حالتوں میں آپ کی حمایت، نصرت، خدمت، احیاء سنت، مخالفوں کو اس سے باز رکھنا اور ان سے مدافعت کرنا، اخلاق کریمہ کی مانند اخلاق سنوارنا اور آداب جمیلہ کی مانند عادت وخصلت بنانا۔

اسحاق بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ نصیحت رسول، کا مطلب ہر اس چیز کی تصدیق کرنا ہے جو آپ دین میں خدا کی طرف سے لائے اور سنت کو مضبوط تھامنا اور اس کی اشاعت کرنا، اس پر لوگوں کو عمل کرنے کی ترغیب وتلقین کرنا اور خدا اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کی طرف دعوت دینا اور اس پر کمر بستہ رہنا اور عمل کرنا۔

ابو بکر آجری فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نصح وخیر خواہی آپ کی حیات میں بھی ہے اور بعد وفات بھی۔اور آپ کی حیات میں صحابہ کرام کی خیر خواہی آپ کے لیے مدد، غزوات میں شرکت، صحبت احباب اور دشمنان رسول سے عداوت سے تھی۔اور آپ کی فرماں برداری کرنے، طاعات بجالانے اور جان ومال کے قربان کرنے میں تھی۔اور بعد وفات، عظمت وبزرگی کا لحاظ

رکھنا، شدت سے آپ کی محبت پر قائم رہنا اور تعلیم سنت اور تفقہ فی الدین پر مداومت اور مواظبت کرنا، اہل بیت واصحاب رسول سے محبت کرنا اور جو سنت سے برگشتہ ہے اور اس پر معترض ہے اس سے مجانبت و بغض رکھنا اور آپ کی امت پر شفقت کرنا اور اخلاق و سیرت اور آداب نبوی کے جاننے میں جستجو و کوشش کرنا اور اس پر قائم رہنا۔

نصیحت رسول اللہ، کے زمرے میں آپ کی محبت، تعظیم، آداب اور ہر عیب و معصیت سے جو مقام نبوت ورسالت کے لائق نہیں ہیں ان سے آپ کی عزت وجلالت کو پاک جاننا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب کو ملحوظ رکھنے میں قاعدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ عزوعلا کے مرتبۂ الوہیت وصفات قدس کے بعد جو کمال اور خوبی ہے وہ آپ کے لیے ثابت ہے اور آپ سے محبت رکھنے کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو آپ سے نسبت رکھتی ہے جیسے علماء، صلحا، شہر وامصار خصوصاً اہل بیت وقرابت رسول ان سب سے مودت واکرام کیا جائے۔

اور نصیحت کتاب اللہ، یہ ہے کہ قرآن پاک پر ایمان لائے اور جو کچھ اسمیں ہے اس پر عمل کرے، اس کی آیتوں میں غور و خوض کرے، اس کے معانی کو سمجھے، ان علوم کو حاصل کرے جو اس کے متعلق ہیں۔ اور اس کی تلاوت ہمیشہ طہارت کی رعایت کے ساتھ حسن صوت، حضور قلب اور اس کی عظمت کے ساتھ کرے اور اس کے سمجھنے اور غور کرنے کی کوشش کرے اور اہل زیغ وضلالت کی تاویلات اور ملحدوں اور زندیقوں کے مطاعن سے دور رہے۔

نیز کتاب اللہ کے حقوق کے لوازمات سے یہ ہے کہ اس میں شک وشبہ اور اعتراض نہ لائے اور ایسی تفسیر جو بے سند غیر منقول از سلف اور خلاف شرع ہو اپنی خواہش سے نہ کرے جیسا کہ بعض جاہل لوگ اور اس زمانے کے ابوالفضول لوگ کرتے ہیں اور اس کا تفسیر قرآن نام رکھتے ہیں اور اتنا نہیں جانتے کہ

من فسر القرآن برأيه فقد كفر.

جس نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی وہ کافر ہو گیا۔

اور عام مسلمانوں کے لیے نصیحت، یہ ہے کہ ان کے حقوق کی رعایت کرے، مصالح میں ان کی رہنمائی کرے، اور دین و دنیا کے معاملات میں قول و فعل سے مدد کرے اور غافلوں کو تنبیہ کرے، جاہلوں کو راہ دکھائے، محتاجوں کی دستگیری کرے، عیبوں کی پردہ پوشی کرے، مضرتوں کو دور کرے، ان کو نفع پہنچائے، ان کے جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور مسلمانوں کو ذلت اور حقارت کی نظر سے نہ دیکھے، اپنے کام اور دہن کو ان کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھے، نیکیوں کی تلقین کرے اور برائیوں سے بچائے۔

اور عام لوگوں کی نصیحت، میں سے یہ ہے کہ ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرے، دقائق و حقائق کا ذکر نہ کرے، اسرار کا انکشاف نہ کرے اور علماء کے اقوال اور ان کے اختلافات کو غیر علماء پر اظہار کا بھی یہی حکم ہے۔

اور خواص مسلمانوں کے لیے نصیحت کرنا یہ ہے (اکثر خواص سے مراد امراء و سلاطین لیتے ہیں کیوں کہ وہ لوگوں پر حاکم ہوتے ہیں) کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ مسلمان حاکموں کی اطاعت، ان کی مدد و اعانت کے حق میں کی جائے اور انھیں احسن طریقہ سے نرمی و آشتی کے ساتھ نیکی کی تلقین کریں اور انھیں خدا کے خوف سے ڈرائیں۔ اور مسلمانوں کے وہ امور جن سے وہ غافل ہیں اور ان سے پوشیدہ ہیں ان سے انھیں خبردار کیا جائے۔ اور ان پر خروج و بغاوت نہ کی جائے اور لوگوں میں انھیں رسوا نہ کیا جائے اور نہ لوگوں کے دلوں کو فساد پر آمادہ کیا جائے اور رعیت کے احوال کی اصلاح اور لوگوں کے مہموں کے انتظام میں جو وہ امور انجام دیں اس میں ترغیب دی جائے۔ اور ان کی طرف سے جو سختی و شدت اور ظلم پہنچے اس پر صبر و تحمل کیا

جائے اوران کے لیے دعائے خیر کی جائے۔(مولف)
(مدارج النبوۃ جلد اول)

نصیحت کا بے مثل طریقہ

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ایک شخص کو نصیحت کرنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ایک شخص خدمت اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے لیے زنا حلال فرمادیجیے، صحابہ کرام نے انھیں قتل کرنا چاہا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہوکر یہ گستاخی کے الفاظ کہے حضور نے منع فرمایا اور ان سے فرمایا قریب آؤ وہ قریب حاضر ہوئے اور قریب فرمایا یہاں تک کہ ان کے زانو زانوئے اقدس سے مل گئے اس وقت ارشاد فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے عرض کی نہ، فرمایا تیری بیٹی سے عرض کی نہ، فرمایا تیری بہن سے عرض کی نہ، فرمایا تیری پھوپھی سے عرض کی نہ، فرمایا تیری خالہ سے عرض کی نہ، فرمایا کہ جس سے تو زنا کرے گا آخر وہ بھی کسی کی ماں، یا بیٹی، یا بہن، یا پھوپھی، یا خالہ ہوگی۔ یعنی جو بات اپنے لیے نہیں پسند کرتا دوسرے کے لیے کیوں پسند کرتا ہے دست اقدس ان کے سینے پر مار کر دعا فرمائی کہ الٰہی زنا کی محبت اس کے دل سے نکال دے۔ وہ صاحب کہتے ہیں جب میں حاضر ہوا تھا تو زنا سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی اور اب اس سے زیادہ کوئی چیز مجھے مبغوض نہیں۔

اس کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری تمھاری مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی کا اونٹ بھاگ گیا اور لوگ اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں جتنا دوڑتے ہیں وہ زیادہ بھاگتا ہے اس کے مالک نے کہا تم لوگ ٹھہر جاؤ اس کی راہ میں جانتا ہوں۔ سبز گھاس کا ایک مٹھا لے کر چمکارتا ہوا

اونٹ کے قریب گیا اور اسے پکڑ لیا اور بٹھا کر اس پر سوار ہولیا۔

فرمایا اس وقت اگر تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا۔

قبر پر چلنے کی ممانعت

حدیث میں (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) فرمایا تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔

دوسری حدیث میں فرمایا اگر میں انگارے میں پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔

یہ وہ فرمارہے ہیں کہ واللہ اگر مسلمان کے سر اور سینے اور آنکھوں پر قدم اقدس رکھ دیں تو اسے دونوں جہاں کا چین بخش دیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہنے نکلے فرمایا:

یا صاحب السبتیتین الق سبتیتیک لا توذ صاحب القبر و لا یوذیک.

اے بال صاف کیے ہوئے جوتے والے اپنے جوتے کو پھینک نہ تو صاحب قبر کو ستا نہ وہ تجھے ستائے۔

قبر پر بیٹھنے کی ممانعت

حاکم وطبرانی عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا **یا صاحب القبر انزل من القبر لا توذ صاحب القبر و لا یوذیک.**

او قبر والے قبر سے اتر آنہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

امام احمد بسند حسن انھیں عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا:

لا توذ صاحب هذا القبر .

اس قبر والے کو ایذا نہ دے، یا فرمایا **لا توذه** اسے تکلیف نہ پہنچا۔

(اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین)

حضور کا امر بالمعروف

قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا امرتكم بشى فأتوا منه ما استطعتم و اذا نهيتكم عن شى فاجتنبوه .

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں تمھیں کسی چیز کا حکم دوں تو تم اسے بقدر استطاعت بجالاؤ اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اس سے احتراز کرو۔ (مولف)

کشف بزودی میں مروی ہے:

ترک ذرة مما نهى الله عنه افضل من عبادة الثقلين .

اللہ نے جس چیز سے منع فرمایا اس کا ایک ذرہ بھی چھوڑ دینا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔(مولف) (خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال)

احمد و بخاری و مسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سیدِ عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ذرونی ما ترکتکم فانما ھلک من کان قبلکم بکثرۃ سوالھم واختلافھم علی انبیائھم فاذا نھیتکم عن شئ فاجتنبوہ واذا امرتکم بامر فأتوا منہ مااستطعتم.

یعنی جس بات پر میں نے تم پر تنگی نہ کی اس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی امتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں، میں جس بات سے منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اسے بقدرت بجالاؤ۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۵۲۷، انھار الانوار)

حضور نے تصویردار پردہ پھینک دیا

امام مالک وامام احمد وامام بخاری وامام مسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من سفر و قد سترت سھوۃ لی بقرام فیہ تماثیل فلما راہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلون وجھہ و قال یاعائشۃ اشد الناس عذابا عند اللہ یوم القیامۃ الذین یضاء ھون بخلق اللہ .

و فی روایۃ للشیخین قام علی الباب فلم یدخل فعرفت فی وجھہ الکراھیۃ فقلت یا رسول اللہ اتوب الی اللہ و الی رسولہ ماذا اذنبت فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اصحاب ھذہ الصوریعذبون یوم القیامۃ فیقال لھم احیوا ما خلقتم و قال ان البیت الذی فیہ الصور لا تدخلہ الملائکۃ .

و فی اخری لھما تناول الستر فھتکہ و قال من اشد الناس عذابا یوم القیمۃ

الذین یصورون ھذہ الصور.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سفر سے تشریف فرما ہوئے تھے میں نے ایک دروازے پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم واپس تشریف لائے اسے ملاحظہ فرما کر رنگ چہرۂ انور کا بدل گیا اندر تشریف نہ لائے ام المومنین فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے وہ پردہ اتار کر پھینک دیا اور فرمایا اے عائشہ اللہ تعالی کے یہاں سخت تر عذاب روز قیامت ان مصوروں پر ہے جو خدا کے بنائے ہوئے کی نقل کرتے ہیں ان پر روز قیامت عذاب ہوگا ان سے کہا جائے گا یہ جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو جس گھر میں یہ تصویریں ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

تصویر دار پردہ کاٹ دینے کا حکم ہوا

ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتانی جبریل علیہ الصلاۃ و السلام فقال لی مر برأس التماثیل یقطع فتصیر کھیأۃ الشجر و أمر بالستر فیقطع فیجعل و سادتین منبوذتین توطئان . ھذا مختصر.

میرے پاس جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی حضور مورتوں کو حکم دیں کہ ان کے سر کاٹ دیے جائیں کہ پیڑ کی طرح رہ جائیں اور تصویر دار پردے کے لیے حکم فرمائیں کہ کاٹ کر دو مسندیں بنالی جائیں کہ زمین پر ڈال کر پاؤں سے روندی جائیں۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۱۴۴۔ شفاء الوالہ)

حضور دعوت سے واپس آئے

نسائی و ابن ماجہ و شاشی و ابو یعلی اور ابو نعیم حلیہ اور ضیاء صحیح مختارہ میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی

صنعت طعاما فدعوت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فجاء فرأى تصاوير فرجع (زاد الاربعة الاخيرون) فقلت يا رسول الله ما رجعك بابى و امى قال ان فى البيت سترا فيه تصاوير و ان الملائكة لا تدخل بيتا فيه تصاوير.

میں نے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی دعوت کی حضور تشریف فرما ہوئے پردے پر کچھ تصویریں بنی دیکھیں واپس تشریف لے گئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر نثار کس سبب سے حضور واپس ہوئے فرمایا گھر میں ایک پردے پر تصویریں تھیں اور ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں ہوں۔

حضور تصویروں کو توڑ دیتے

صحیح بخاری و سنن ابو داؤد میں حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے **ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لم يكن يترک فى بيته شيئا فيه تصاليب الا نقضه.**

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس چیز میں تصویر ملاحظہ فرماتے اسے بے توڑے نہ چھوڑتے۔

کعبے کی تصاویر

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

انہ قال دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم البیت فوجد فیہ صورۃ ابراھیم و صورۃ مریم علیھما الصلاۃ و السلام فقال صلی اللہ تعالیٰ عنیہ وسلم امالھم فقد سمعوا ان الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ صورۃ ۔ الحدیث ھذا لفظہ فی الحج۔

و فی الانبیاء ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما رای الصور فی البیت لم یدخل حتی امر بھا فمحیت الحدیث۔

و فی المغازی فاخرج صورۃ ابراھیم و اسماعیل علیھما الصلاۃ و السلام۔ الحدیث ھذہ کلھا روایات البخاری ۔

و ذکر ابن ھشام فی سیرتہ قال و حدثنی بعض اھل العلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل البیت یوم الفتح فرای فیہ صورۃ الملائکۃ و غیرھم فرای ابراھیم علیہ الصلاۃ و السلام مصورا ۔ فذکر الحدیث الی ان قال ثم امر بتلک الصور کلھا فطمست ۔

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز فتح مکہ کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے اس میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل وحضرت مریم وملائکہ کرام علیہم الصلاۃ والسلام وغیرہم کی تصویریں نظر پڑیں کچھ پیکردار، کچھ نقش دیوار، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویسے ہی پلٹ آئے اور فرمایا خبردار ہو بیشک ان بنانے والوں کے کان تک بھی یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت نہیں جاتے ، پھر حکم فرمایا کہ جتنی تصویریں منقوش تھیں سب مٹادی گئیں اور جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں ۔ انھیں میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ وحضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی ابنہما الکریم وعلیہما وبارک وسلم کی تصویریں بھی باہر لائی گئیں ۔ جب تک

کعبہ معظمہ سب تصاویر سے پاک نہ ہوگیا حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے قدم اکرم سے اسے شرف نہ بخشا۔

مسند امام احمد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے

قال كان في الكعبة صورة فامر النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عمر بن الخطاب ان يمحوها فبل عمر رضي الله تعالىٰ عنه ثوبا و محاها به فدخلها صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و ما فيها شيء.

و في حديثه عند الامام الواقدي و كان عمر قد ترک صورة ابراهيم فلما دخل صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رأها فقال يا عمر الم آمرک ان لا تدع فيها صورة ثم رأى صورة مريم فقال امحوا ما فيها من الصورة قاتل الله قوما يصورون ما لا يخلقون.

عمر بن شیبہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی :

ان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دخل الكعبة فامرني فاتيته بماء في دلو فجعل يبل الثوب و يضر به على الصور و يقول قاتل الله قوما يصورون ما لا يخلقون.

ابوبکر بن ابی شیبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی :

ان المسلمين تجردوا في الازر و اخذوا الدلاء و انجروا على زمزم يغسلون الكعبة ظهرها و بطنها فلم يدعوا اثرا من المشركين الا محوه و غسلوه.

حاصل ان احادیث کا یہ ہے کہ کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم فرمایا کہ انہیں مٹادو۔ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور دیگر صحابہ

کرام چادریں اتار اتار کر امتثال حکم اقدس میں سرگرم ہوئے زم زم شریف سے ڈول کے ڈول بھر بھر آتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا، کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر مٹا دیے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر پائی کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا اس وقت اندر رونق افروز ہوئے اتفاق سے بعض تصاویر مثل تصویر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان رہ گیا تھا۔ پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ دھلی تھی۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ڈول پانی منگا کر بنفس نفیس کپڑا تر کر کے ان کے مٹانے میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا اللہ کی مار ان تصویر بنانے والوں پر۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۳۵، ۱۳۶ ۔ شفاء الوالہ)

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی کعبے کی تصاویر سے متعلق فرماتے ہیں :

کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل و حضرت مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر بنی تھیں کہ یہ متبرک ہیں ناجائز فعل تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے انہیں دھو دیا۔ (الملفوظ، حصہ دوم)

تصویر کے باعث جبریل امین نہیں آئے

سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و سنن نسائی و صحیح ابن حبان و شرح معانی الآثار امام طحاوی و مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتانی جبریل قال اتیتک البارحۃ فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انہ کان علی الباب تماثیل و کان فی البیت قرام

ستر فیه تماثیل و کان فی البیت کلب فمر براس التمثال الذی علی باب البیت فیقطع فیصیر کهیئة الشجر و مر بالستر فلیقطع فلیجعل و سادتین منبوذتین توطئان و مر بالکلب فلیخرج ففعل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ میں گزشتہ شب حاضر ہوا تھا مجھے دروازے کی تصویروں نے گھر میں آنے سے روک دیا اور گھر میں ایک تصویر دار سرخ پردہ تھا اور کتا بھی تھا تو حضور ان تصویروں کے کاٹ دینے کا حکم دیں تا کہ درخت کی طرح رہ جائیں اور تصویر دار پردے کے لیے حکم فرمائیں کہ کاٹ کر اس کی دو مسندیں بنالی جائیں کہ زمین پر ڈالی جائیں پاؤں سے روندی جائیں اور کتے کو بھی نکال دینے کا حکم فرمائیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۱۴، شفاء الوالہ)

تصویر دار گدا

امام احمد و بخاری ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

انها اتخذت علی سهوة لها سترا فیه تماثیل فهتکه النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قالت فاتخذت منه نمرقتین فکانتا فی البیت نجلس علیهما.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے گھر کے دروازے کے لیے ایک پردہ بنایا جس میں تصویریں تھیں تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو پھاڑ دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کے دو گدے بنا لیے اور ہم گھر میں ان پر بیٹھتے تھے۔

تصویر کو بنظر تعظیم رکھنا جائز نہیں، ورنہ اگر اہانت یا پامال کی جگہ ہو تو حرج نہیں۔ (مولف)

طحاوی میں ہے :

قالت اشتریت نمرقة فیها تصاویر فلما دخل علی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فراها تغیر ثم قال یا عائشة ما هذا فقلت نمرقة اشتریتها لک تقعد علیها قال انا لا ندخل بیتا فیه تصاویر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک گدا خریدا جس میں تصویریں تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے دیکھتے ہی غضبناک ہوکر فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ گدا ہے آپ کے بیٹھنے کے لیے میں نے خریدا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اس گھر میں نہیں جاتے ہیں جس میں تصویریں ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۱۸، شفاء الوالہ)

یہاں بھی یہی مقصود ہے کہ تعظیم وعزت کے طور پر ہو تو ممنوع وحرام ورنہ اگر اہانت وتذلیل کے لیے ہے تو کراہت نہیں۔ (مولف)

حضور کا فیصلہ

صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انکم تختصمون الی فلعل بعضکم ان یکون الحن بحجته من بعض فاقضی له علی نحو مما اسمع فمن قضیت له بحق مسلم فانما هی قطعة من النار فلیا خذها او لیتر کها.

تم میرے حضور اپنے مقدمات پیش کرتے ہو کہ ایک اگر اپنی چرب زبانی کے باعث حجت میں بازی لے جائے اور ہم اسے ڈگری دے دیں اور واقع میں اس کا حق نہ ہو تو ہمارا ڈگری فرمانا اسے مفید نہ ہوگا وہ مال نہیں اس کے حق میں جہنم کی آگ کا گڑھا ہے۔

ائمہ ستہ اور مالک واحمد نے یہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۵۱۱۔ الھبۃ الاحمدیۃ)

ایک عورت کو مردے پر رونے سے منع فرمایا

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زجر امراءۃ من البکاء علی ابنھا و قال ان احدکم اذا بکی استعبر لہ صو یحبہ فیا عباد اللہ لا تعذبوا اخوانکم .

ایک بی بی اپنے بیٹے پر رو رہی تھیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں منع کیا اور فرمایا جب تم میں کوئی روتا ہے تو اس کے رونے پر مردے کو بھی آنسو نکل آتے ہیں تو اے خدا کے بندے اپنے بھائیوں کو تکلیف نہ دو۔

فائدہ

یہ بی بی حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ وطبرانی نے ان سے روایت کی۔ وہ خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں اپنے ایک بیٹے کو یاد کر کے روئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا طریقہ ہے کہ دنیا میں زندگی تک تو اپنے ساتھی سے اچھا سلوک کرو اور مرے پیچھے ایذا دو۔

فو الذی نفس محمد بیدہ ان احدکم لیبقی فیستعبر لہ صویحبہ فیا عباد اللہ لا تعذبوا موتاکم .

قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہے کہ تمھارے رونے پر تمھارا مردہ رونے لگتا ہے تو اے خدا کے بندو اپنی اموات کو عذاب نہ کرو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۴۷، الوفاق المتین)

امر بالمعروف سے حضور کی خصوصیت

ابن جریر وابویعلی وبزار ابوہریرہ سے اور بیہقی ابوہریرہ وابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

(فیہ قولہ عزوجل لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین ذکر ما اعطی الانبیاء السابقین علیهم الصلاۃ و السلام من الفضائل) اعطیتک ثمانیة اسھم الاسلام و الهجرة و الجهاد و الصلاة و الصدقة و صوم رمضان و الامر بالمعروف و النهی عن المنکر.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی (اس میں یہ ہے کہ جب انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کے فضائل ومناقب کا ذکر اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا) تو فرمایا کہ میں نے تم کو آٹھ حصے عطا فرمائے۔ اسلام اور ہجرت و جہاد اور نماز وصدقہ اور رمضان کے روزے وامر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۶)

زیور کی زکوۃ

حدیث صحیح زکوۃ حلی مروی سنن ابی داؤد ونسائی :

امراء ۃ اتت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و معھا ابنتھا و فی ید بنتھا مسکتان غلیظتان من ذھب فقال تعطین زکوۃ ھذا قالت لا قال ایسرک ان یسورک اللہ بھما یوم القیامة سوارین من نار قال فخلعتھما فالقتھما الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالت ھما للہ و رسولہ .

یعنی ایک بی بی خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں ان کی بیٹی ان

کے ساتھ تھیں دختر کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی زکوۃ دی گئی عرض کی نہ، فرمایا کیا تجھے پسند ہے کہ اللہ عزوجل قیامت میں ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے ان بی بی نے اتار کر ڈال دیے اور عرض کی یہ اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے ہیں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۳۳ ـ منیر العین)

❁......❁......❁

فضائل مکہ مکرمہ

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

لا اقسم بهذا البلد و انت حل بهذا البلد

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو

(البلد/۲،۱)

فضائل مکہ مکرمہ

مکہ معظمہ کی فضیلت میں سے یہ ہے کہ خانہ کعبہ ارکان حج اور تقریبات ادا کرنے کی جگہ ہے جیسا کہ حج وعمرہ، باوجود ثواب اور فضائل کے جوان اعمال کے ادا کرنے میں وارد ہوئے ہیں۔

اور مکہ مکرمہ کی فضیلت میں سے یہ بھی ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مکة خیر بلاد الله.
مکہ اللہ کے شہروں میں سے بہترین شہر ہے۔

اور دوسری روایت میں احب ارض الله ، بھی ارشاد ہوا ہے۔
یعنی اللہ کی زمین میں مکہ مکرمہ سب سے محبوب ترین شہر ہے۔

جب سید کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے مکہ مکرمہ سے کوچ فرمایا تو مقام معلٰی کے قریب خرورہ یا برجون میں سے کسی ایک جگہ پر کھڑے ہو کر مکہ معظمہ سے یہ خطاب کیا۔

اے بزرگ شہر تو میرے نزدیک محبوب ترین شہر ہے، اگر تیری قوم مجھ کو باہر نہ کرتی تو میں یہاں سے ہرگز نہ جاتا۔

آپ کا یہ ارشاد گرامی مکہ معظمہ کی افضلیت کو ثابت کر دیتا ہے اور اس شہر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہونے کی کافی دلیل ہے۔(مولف) (جذب القلوب الی دیار المحبوب)

عزم گناہ پر مواخذہ

مکہ معظمہ کی عظمت وبزرگی سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه ما من بلد یواخذ العبد فیها بالهمة قبل العمل الا مکة .

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں جس میں

گناہ کرنے سے پہلے صرف عزم گناہ پر مواخذہ ہو۔ (مولف)

ساکنان مکہ اور حرم مکہ

و قال سعید بن المسیب للذی جاء من اھل المدینة یطلب العلم یرجع الی المدینة فانا نسمع ان ساکن مکة لا یموت حتی یکون الحرم عندہ بمنزلة الحل لما یستحل من حرمھا.

حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ طیبہ سے حصول علم کے لیے مکہ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ مدینہ منورہ لوٹ جائے کہ ہم نے سنا ہے کہ مکہ معظمہ کا باشندہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ حرم اس کے نزدیک حل کے مثل ہو جائے گا کہ وہ حرم کو حل تصور کرے گا۔ (مولف)

مکہ کا گناہ

و عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه خطیئة اصیبھا بمکة اغر علی من سبعین خطیئة بغیرھا.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر مکہ کا ایک گناہ زیادہ بھاری ہے دوسری جگہ کے ستر گناہوں سے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۷۸۔ صیقل الرین)

مکہ میں مجاورت مناسب نہیں

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد حج تمام قوافل پر درہ لے کر دورہ فرماتے اور ارشاد کرتے۔ اے اہل یمن یمن کو جاؤ، اے اہل شام شام کا راستہ لو، اے اہل عراق عراق کو کوچ کرو، کہ اس سے تمہارے رب کی بیت کی ہیبت تمہاری نگاہوں میں زیادہ رہے گی۔ (ابر المقال فی استحسان قبلة الاجلال)

فضائل مدینہ طیبہ

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

المدینة خیر من مکة

مکہ سے بہتر مدینہ ہے۔

(الحدیث)

فضائل مدینہ طیبہ

واضح ہو کہ اجمال امت اور علماء کا اس پر اتفاق ہے افضل مقامات اور بزرگ ترین شہروں میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں زاداللہ تشریفاو تعظیما۔ لیکن ان دونوں شہروں سے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت اور ترجیح دینے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعد اجماع تمام علماء نے اس مقام کو فضیلت دی ہے جو اعضائے شریفہ سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو موضع قبر شریف سے ملائے ہوئے ہیں تمام اجزائے زمین سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ خانۂ کعبہ سے بھی۔

اور بعض علماء نے تو یہاں تک کہا ہے کہ تمام سموات حتی کہ عرش سے بھی، اور کہتے ہیں اگرچہ کتب قوم میں صریح ذکر آسمانوں اور عرش اعظم کا نہیں آیا ہے لیکن یہ بات اس قبیل سے ہے کہ جس شخص کے سامنے کہی جائے اس پر توقف اور انکار کی راہ مسدود ہو جائے۔ آسمان و زمین آپ کی تشریف آوری ہی کی وجہ سے معزز ہیں بلکہ اگر تمام اجزائے زمین کو تمام آسمانوں پر اس لیے ترجیح دی جائے کہ حضور سردار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی جگہ اجزائے زمین سے ہے تو گنجائش ہے۔ اور آخر اس کلام کا فضیلت دینے میں آسمانوں اور زمینوں کے خلاف واقع ہے وہ امام نووی کے کلام کا تقاضا ہے۔

وہ یہ ہے کہ جمہور علماء زمین پر آسمانوں کو فضیلت دیتے ہیں اور بعضے زمین کو آسمان پر اس لیے فضیلت دیتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا مستقر اور جائے مدفن ہے تو آسمان ان کی ارواح مقدسہ کا محل اور مقر ہے۔ لیکن جب یہ ثابت ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں تو جمہور کے کلام کا جواب نہایت واضح ہے اس لیے اس صورت میں زمین جس طرح سے جسموں کے لیے جائے قرار ہے محل ارواح بھی ہے۔ خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ جتنی جگہ میں مزار اقدس ہے اس جگہ کو چھوڑ کر شہر مکہ کو شہر مدینہ پر، اور شہر مدینہ کو شہر مکہ پر فضیلت دینے میں علماء کا اختلاف ہے۔

مذہب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نیز دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت اور امام مالک واکثر علمائے مدینہ، مدینہ کو مکہ پر فضیلت دیتے ہیں۔ اور بعض دوسرے علماء بھی جو مکہ کو مدینہ پر فضیلت دیتے ہیں وہ کعبہ شریف کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شہر مدینہ شہر مکہ سے افضل ہے لیکن خانہ خدا سب سے افضل ہے۔

بالآخر فیصلہ اس پر ٹھہرا کہ قبر شریف سید کائنات علیہ افضل الصلاۃ واکمل التحیات مطلقا اور بالعموم افضل واکرم ہے۔

خواہ شہر مکہ مکرمہ ہو یا خانہ کعبہ شریف، اور خانۂ کعبہ سوائے قبر شریف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے افضل ہے اور باقی مدینہ افضل ہے باقی مکہ سے یا باقی مکہ افضل ہے باقی مدینہ سے۔ اس میں اختلاف ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس شہر شریف سے جتنی زیادہ محبت ہے اتنی کسی شہر سے نہیں ہے۔ اسی میں آپ نے اقامت فرمائی اور یہیں آپ نے فتوحات عظیمہ حاصل کیں اور یہیں کمالات شریفہ موعودہ کو پہنچے اور یہی جگہ اسلام کی قوت، دین کے رواج، تمام اول وآخر خیر وبرکات کا سرچشمہ اور جملہ کمالات ظاہر وباطن کا معدن اور سعادت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ کا مبدا ہے۔ انھیں وجوہ سے یہ تمام قطعات ارضی وسماوی سے ممتاز ہے۔

اور ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ مرقد شریف اور قبر پاک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہیں ہے کوئی نعمت من جملہ نعمتہائے دنیوی واخروی سے اس کا مقابلہ اور برابری نہیں کرسکتی، اور کوئی عمل بعد فرائض وواجبات کے اس کی زیارت کی برابری نہیں کرسکتا۔ اگر آپ اس بات کا لحاظ کریں جو متعدد طریقہ سے احادیث صحیحہ میں آئی ہیں تو ظاہر ہوجائے گا کہ ہر نفس کی پیدائش اسی مٹی سے ہے

جہاں وہ دفن ہوتا ہے۔اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ پیدائش نفس پاک حضرت سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مدینہ منورہ کی مٹی سے ہے۔اوراس طرح سے اکثر وہ نفوس آل واصحاب اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جواس شہر میں آرام فرما ہیں یہیں کی مٹی سے تھے اور مدینہ منورہ کے لیے یہ فضیلت وشرافت کافی ہے۔(مولف) (جذب القلوب الی دیار المحبوب)

مدینہ مکہ سے افضل ہے

مدینہ طیبہ کی افضلیت ثابت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

جمہور حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل ہے اور یہی مذہب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ایک صحابی نے کہا مکہ معظمہ افضل ہے فرمایا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے کہا واللہ بیت اللہ وحرم اللہ، میں کچھ نہیں کہتا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ ست افضل ہے؟ انھوں نے کہا بخدا خانۂ خدا وحرم خدا، فرمایا میں خانۂ خدا و حرم خدا میں کچھ نہیں کہتا۔کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے وہ وہی کہتے رہے اور امیر المومنین یہی فرماتے رہے اور یہی میرا مسلک ہے۔

صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

المدینة خیر لهم لو کانوا یعلمون.

مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔

دوسری حدیث نص صریح ہے کہ فرمایا :

المدینة افضل من مکة .

مدینہ مکہ سے افضل ہے۔

اور تفاوت ثواب کا جواب باصواب شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب دیا کہ مکہ میں کمیت زیادہ ہے اور مدینہ میں کیفیت، یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر افزوں۔

جسے یوں سمجھئے کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار اشرفیاں، گنتی میں وہ دونے ہیں اور مالیت میں یہ دس گنی، مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب۔ مدینہ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں۔ عجب نہیں کہ حدیث میں خیر لھم کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔ (الملفوظ حصہ دوم)

مدینہ کو یثرب کہنا جائز نہیں

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ کو یثرب کہا جاتا تھا، حضور کی تشریف آوری کے بعد اس کا نام مدینہ طیبہ رکھا گیا اور یثرب کہنے سے منع کردیا گیا۔ اب اسے یثرب کہنا جائز نہیں، اسی بات کو دلائل سے واضح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

مدینہ کو یثرب کہنا ناجائز و ممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا گنہ گار۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **من سمی المدینة یثرب فلیستغفر الله هی طابة هی طابة** .

جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔ امام احمد نے بسند صحیح براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں **فتسمیتها بذلک حرام لان**

الاستغفار انما هو عن خطيئة .

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتی ہے۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شریف میں فرماتے ہیں :

قد حكى عن بعض السلف تحريم تسمية المدينة بيثرب و يؤيده ما رواه احمد (فذكر الحديث المذكور ثم قال) قال الطيبى رحمه الله تعالىٰ فظهر ان من يحقر شان ما عظمه الله تعالىٰ و من وصف ما سماه الله تعالىٰ بالايمان بما لا يليق به يستحق ان يسمى عاصيًا الخ .

بعض سلف سے مدینہ کو یثرب کہنے کی حرمت مروی ہے اور امام احمد کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے پھر حدیث مذکور ذکر کر کے کہا کہ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو اللہ کے معظم کردہ کی تحقیر کرے اور جو چیزیں ایمان سے متعلق ہیں اگر کوئی انھیں ایسی چیز یا ایسی بات سے متصف کرے جو ان کے لائق نہیں تو وہ گنہ گار ہو گا۔ (مولف)

قرآن عظیم میں کہ لفظ یثرب آیا وہ رب العزۃ جل وعلا نے منافقین کا قول نقل فرمایا ہے **و اذ قالت طائفة منهم يا اهل يثرب لا مقام لكم.**

یثرب کا لفظ فساد و ملامت سے خبر دیتا ہے وہ ناپاک اسی طرف اشارہ کر کے یثرب کہتے، اللہ عزوجل نے ان پر رد کے لیے مدینہ طیبہ کا طابہ نام رکھا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **يقولون يثرب و هى المدينة .**

وہ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ تو مدینہ ہے۔ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ

حدیث روایت کی۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ان اللہ تعالیٰ سمی المدینۃ طابۃ .

بیشک اللہ عزوجل نے مدینہ کا نام طابہ رکھا۔ امام احمد و مسلم اور نسائی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت فرمائی۔

مرقاۃ میں ہے

المعنی ان اللہ تعالیٰ سماھا فی اللوح المحفوظ او امر نبیہ ان یسمیھا بھا ردا علی المنافقین فی تسمیتھا بیثرب ایماء الی تثریبھم فی الرجوع الیھا.

یعنی اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام لوح محفوظ میں رکھا یا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ نام رکھنے کا حکم فرمایا تاکہ مدینہ کو یثرب کہنے میں منافقین کا رد ہو جائے اور اس کی طرف رجوع کرنے میں منافقین کی توبیخ و ملامت کی طرف اشارہ بھی ہے۔ (مولف)

اسی میں ہے :

قال النووی رحمہ اللہ تعالیٰ قد حکی عن عیسیٰ بن دینار ان من سماھا یثرب کتب علیہ خطیئۃ و اما تسمیتھا فی القران بیثرب فھی حکایۃ قول المنافقین الذین فی قلوبھم مرض.

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن دینار سے روایت ہے کہ جس نے مدینہ کو یثرب کہا اس پر گناہ لکھا جائے گا اور قرآن عظیم میں جو لفظ یثرب آیا تو وہ ان منافقین کے قول کی حکایت و نقل ہے جن

کے دلوں میں بیماری ہے۔ (مولف)

مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ شرح مشکوہ میں فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اورا مدینہ نام نہاد از جہت تمدن واجتماع مردم واستیناس واءتلاف ایشاں دروے ونہی کرد از خواندن یثرب، یا از جہت آں کہ نام جاہلیت است یا آں کہ نام جاہلیت است یا آں کہ مشتق از یثرب بمعنی ہلاک وفساد وتثریب بمعنی توبیخ وملامت است یا بتقریب آں کہ یثرب دراصل نام صنمے یا یکے از جبابرہ بود۔ بخاری در تاریخ خود حدیثے آوردہ کہ یکبار یثرب گوید باید کہ دہ بار مدینہ گوید تا تدارک و تلافی آں کند ودر روایت دیگر آمدہ باید کہ استغفار کند وبعضے گفتہ اند کہ تعزیر باید کرد قائل آں راوآں کہ در قرآن مجید آمدہ است یا اھل یثرب از زبان منافقان است کہ بذکر آں قصد اہانت آں می کردند۔

مدینہ منورہ میں لوگوں کے اجتماع وتمدن اور انسیت والفت حاصل کرنے کے سبب سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام مدینہ رکھا اور اسے یثرب کہنے سے منع فرمایا، اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ وہ زمانۂ جاہلیت کا نام ہے یا یہ وجہ ہے کہ وہ جاہلوں کا رکھا ہوا نام ہے یا اس لیے کہ وہ اس یثرب سے مشتق وماخوذ ہے جو ہلاکت وفساد کے معنی میں ہے اور تثریب کا معنی توبیخ وملامت کے ہے یا اس کا قریبی معنی یہ ہے کہ یثرب اصل میں ایک بت کا نام تھا یا کسی جابر وظالم کا نام تھا۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے کہ جو ایک مرتبہ یثرب کہے وہ دس مرتبہ مدینہ کہے تا کہ اس کا تدارک وتلافی ہو جائے اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ اسے استغفار کرنا چاہیئے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس کے کہنے والے کو سزا دینی چاہیئے۔ اور قرآن عظیم میں جو لفظ یثرب آیا ہے تو وہ منافقین کی زبان سے ادا ہونے والے لفظ کی حکایت ہے کہ وہ اس سے اہانت وتحقیر کا قصد کرتے تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۶۱)

مدینہ پاک کرتا ہے

حدیث صحیح بخاری، انھا طیبة تنفی الذنوب کما تنفی الکیر خبث الفضة .

مدینہ تو پاک کرنے والا ہے کہ یہ گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ کی بھٹی چاندی کے زنگ کو۔ (مولف)

شیخ محقق جذب القلوب وغیرہ میں یہ حدیث بیان کر کے فرماتے ہیں :

مراد نفی وابعاد اہل شر وفساد است از ساحت عزت ایں بلدہ طیبہ وبقول اکثر علمائے دین خاصیت مذکور دروے در جمیع ازمان ودہور پیدا است۔

یعنی مدینہ طیبہ کے میدان عزت سے فتنہ وفساد والوں کو دور کرنا مراد ہے اور اکثر علمائے دین کے قول کے مطابق اس شہر مکرم کی خاصیت ہر زمانے اور ہر دہر میں ظاہر ہے۔ (مولف)

اہل مدینہ سے عداوت کی وعید

مدینہ طیبہ کو جزیرۂ عرب پر جس قدر فضیلت ہے اسی قدر ان کی عداوت و بدخواہی کو اہل مدینہ کے ساتھ زیادت ہے۔

اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یکید اھل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء .

کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ بداندیشہ نہ کرے گا مگر یہ کہ ایسا گل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔

بخاری ومسلم نے سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من اراد اهل المدينة بسوء اذا به الله كما يذوب الملح فى الماء .

جو اہل مدینہ کے ساتھ کسی طرح کا برا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے ایسا گلا دے جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔

اسے امام احمد و مسلم و ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

دوسری حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذى اهل المدينة اذاه الله و عليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين لا يقبل منه صرف و لا عدل .

جو مدینہ والوں کو ایذا دے اللہ اسے مصیبت میں ڈالے اور اس پر خدا اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا نفل قبول کرے نہ فرض۔

اسے طبرانی نے کبیر میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

اہل عرب سے عداوت کی وعید

طبرانی معجم کبیر میں بہ سند حسن صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بغض العرب نفاق .

جو اہل عرب سے عداوت رکھے منافق ہے۔

اور بیہقی شعب الایمان حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من سب العرب فاولئک هم المشر کون .

جو اہل عرب کو سب وشتم کریں وہ خاص مشرک ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۹۷۔ النھی الاکید)

جزیرۂ عرب سے شیطان کی مایوسی

پھر اہل عرب کے لیے خاص مژدہ ارشاد ہوا کہ وہ ہرگز شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہوں گے۔

احمد و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الشیطان قد ئیس ان یعبده المصلون فی جزیرة العرب و لکن فی التحریش بینهم.

بیشک شیطان اس سے ناامید ہوگیا ہے کہ جزیرۂ عرب کے نمازی اسے پوجیں ہاں ان میں جھگڑے اٹھانے کی طمع رکھتا ہے۔

ابو یعلی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الشیطان قد ئیس ان تعبد الاصنام فی ارض العرب و لکنه سیرضی منکم بدون ذلک بالمحقرات .الحدیث.

یعنی شیطان یہ امید نہیں رکھتا کہ اب زمین عرب میں بت پوجے جائیں مگر وہ اس سے کم درجہ گناہ

تم سے کرادینے کو غنیمت جانے گا جو حقیر وآسان سمجھے جاتے ہیں۔

بیہقی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تذکیرا اور حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تقریرا راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وداع کرتے وقت ارشاد فرمایا :

ان الشیطان قد ئیس ان یعبد فی جزیرتکم ھذہ و لکن یطاع فیما تحتقرون من اعمالکم فقد رضی بذلک .

یعنی شیطان کو یہ امید نہیں کہ اب تمہارے جزیرے میں اس کی عبادت ہوگی ہاں ان اعمال میں اس کی اطاعت کرو گے جنھیں تم حقیر جانو گے وہ اسی قدر کو غنیمت سمجھتا ہے۔

امام احمد حضرت عبادہ بن صامت وابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے معا راوی حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

ان الشیطان قد ئیس ان یعبد فی جزیرۃ العرب .

بیشک شیطان اس سے مایوس ہے کہ جزیرۂ عرب میں اس کی پرستش ہو۔

دین وایمان حجاز ومدینہ کی طرف

پھر خطہ مبارک حجاز یعنی حرمین طیبین اور ان کے مضافات کے لیے اس سے اجل واعظم بشارت آئی۔

جامع ترمذی میں عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیۃ الی جحرھا و لیعقلن الدین من

الحجاز معقل الاروية من الجبل .

بیشک دین حجاز کی طرف ایسا سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بانبی کی طرف اور بیشک دین حرمین طیبین کو ایسا اپنا مسکن و مامن بنائے گا جیسے پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی کو۔

پھر مدینۂ امینہ کا کہنا ہی کیا ہے کہ وہ تو خاصوں کا خاص اور دین متین کا اول و آخر ملجاو مناص ہے اس کی نسبت بالتخصیص ارشاد ہوا :

ان الایمان لیارز الی المدینة کما تارز الحیة الی جحرها .

بیشک ایمان مدینے کی طرف یوں سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بانبی کی طرف۔

اسے امام احمد و بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۲۸۹۔ النہی الاکید)

مدینہ میں موت

حدیث : جو حرمین میں کسی حرم میں مرے روز قیامت بے خوف اٹھے۔ رواه البيهقي .

حدیث : جس سے مدینہ میں مرنا ہو سکے تو اسی میں مرے کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا۔ (النیرة الوضیۃ شرح الجوهرة المضیئۃ)

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

اشعار

امام احمد رضا بریلوی نے اپنے اشعار میں مدینہ منورہ کی فضیلت اس طرح بیان فرمائی ہے :

خم ہوگئی پشت فلک اس طعن زمین سے | سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

●

نہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
حضور خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا
اگر گلوں کو خزاں نا رسیدہ ہونا تھا
کنار خار مدینہ دمیدہ ہونا تھا
کنار خاک مدینہ میں راحتیں ملتیں
دل حزیں تجھے اشک چکیدہ ہونا تھا

●

طیبہ کے سوا سب باغ پامال فنا ہوں گے
دیکھو گے چمن والو جب عہد خزاں آیا
طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیئے تو جناں والو
کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا

●

مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا
یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا
تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا

●

باغ فردوس کو جاتے ہیں ہزاران عرب
ہائے صحرائے عرب ہائے بیابان عرب
فصل گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
پھولتے پھلتے ہیں بے فصل گلستان عرب
صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستان عرب
اللہ اللہ بہار چمنستان عرب
پاک ہیں لوث خزاں سے گل و ریحان عرب
ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا
چار دن برسے جہاں ابر بہاران عرب

●

مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمر جاوید
زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائی دوست

کعبہ و عرش میں کہرام ہے نا کامی کا
آہ کس بزم میں جلوۂ یکتائی دوست

•

وائے محرومی قسمت کہ میں پھر اب کی برس
رہ گیا ہمرہ زوار مدینہ ہوکر

صرصر دشت مدینہ کا مگر آیا خیال
رشک گل جو بنا غنچۂ دل وا ہوکر

•

غمگین ہے شوق غازۂ خاک مدینہ میں
شبنم سے دھل سکے گی نہ گرد ملال گل

بلبل گل مدینہ ہمیشہ بہار ہے
دو دن کی ہے بہار فنا ہے مآل گل

•

کیا غازہ ملا گرد مدینہ کا جو ہے آج
نکھرے ہوئے جوبن میں قیامت کی پھبن پھول

•

نام مدینہ لے لیا چلنے لگی نسیم خلد
سوزش غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں

حور جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا
چھیڑ کے پردۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں

•

خاص صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں
وحشت دل نہ پھرا کوہ و بیابان ہم کو

پاؤں غربال ہوئے راہ مدینہ نہ ملی
اے جنوں اب تو ملے رخصت زنداں ہم کو

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو

•

اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ ترکہ کو خبر نہ ہو

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

گل طیبہ کی ثنا گاتے ہیں
نخل طوبی پہ چہکنے والے

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

آب حیات روح ہے زرقا کی بوند بوند
اکسیر اعظم مس دل خاک در کی ہے

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے
واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جان نو
یہ راہ جاں فزا مرے مولیٰ کے در کی ہے
اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے
طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے
عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے
شان جمال طیبۂ جاناں ہے نفع محض
وسعت جلال مکہ میں سود و ضرر کی ہے

کعبہ ہے بے شک انجمن آرا دلھن مگر ساری بہار دلھنوں میں دولھا کے گھر کی ہے
عنبر زمین عبیر ہوا مشک تر غبار ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہ گزر کی ہے

•

دشت گرد و پیش طیبہ کا ادب
مکہ سا تھا یا سوا پھر تجھ کو کیا

•

مدینہ جان جناں و جہاں ہے وہ سن لیں جنھیں جنون جناں سوئے زاغ لے کے چلے
حضور طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے کہ جھوٹے حیلۂ مکر و فراغ لے کے چلے

•

ہمارے دیکھے ہوئے ہیں مدینے کے ذرے
سنا دو مہر کو اب دعویٰ ضیا نہ کرے

(حدائق بخشش

صحابہ کرام اور ان کا
تعظیم وتوقیر بجالانا

خدا کی قسم مصطفیٰ کے صحابہ
سب آپس میں یک جان ویکدل دو قالب

جو ان میں نفاق و عدوات بتائے
وہ مردود جھوٹا وہ ملعون کاذب

اولئک ھم المومنون حقا لھم درجت عند ربھم و مغفرۃ و رزق کریم۔
یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔
(الانفال/۴)

صحابہ کرام اوران کا تعظیم وتو قیر بجالا نا

حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیراورادب وحقوق کے سلسلے میں صحابہ کرام کی عزت و عظمت، ان کے حق واحسان کی معرفت اوراس کی ادائیگی اوران کا اتباع واقتدا کرنا ہے۔اوران کے افعال واعمال اوران کے آداب واخلاق کی روشوں اورسنتوں پرعمل کرنا اس حدتک جہاں تک عقل وخرد کی تاب نہیں، اوران کی اچھے پیرایہ میں تعریف کرنا، ان کے ادب کالحاظ رکھنا اورانھیں دعاواستغفار سے یادکرنا ہرایک صحابی کا حق ہے۔کیوں کہ حق تعالیٰ نے ہرصحابی کی یہ تعریف فرمائی ہے، کہ وہ ان سے راضی ہوا ہے۔ ہرصحابی رسول اس کا مستحق ہے کہ اس کی تعریف کی جائے اوراستغفارکیا جائے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مسلمانوں کوحکم دیا گیا ہے کہ وہ حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کے لیے استغفارکریں مگرکچھ لوگوں کا حال ہے کہ دشنام طرازی کرتے ہیں۔(روہ مسلم)

لہٰذا صحابہ کرام پرسب وطعن کرنا اگرادلۂ قطعیہ کے مخالف ہے جیسے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان باندھنا تو یہ کفرہے ورنہ بدعت وفسق ہے۔(کذا قال فی المواهب)

اسی طرح صحابہ کرام کے باہمی تنازعات ومناقشات اورگزرے ہوئے واقعات کے اظہاروبیان سے پہلوتہی کرنااورزبان کوروکنا بھی ہےاورمورخین کی بےہنگم خبروں اورجاہلوں کی روایتوں اورغالی شیعوں اوربےدین وگمراہ رافضیوں اورمبتدعین کی باتوں سے اعراض واجتناب کرنا چاہیئے کیوں کہ یہ بدلگام لوگ ان کے جن عیبوں، برائیوں، اورخطاؤں کوبیان کرتے ہیں ان میں اکثروبیشترجھوٹ اورافتراء پرمبنی ہیں۔ اورصحابہ کرام کے بارے میں جوان کے مشاجرات اورمحاربات تاریخوں میں پائے جاتے ہیں ان کوجستجو و تلاش کرکے انھیں احسن تاریخوں سے بہتروصواب محل پرمحمول کرنا(جس کے وہ مستحق ہیں)ہرمسلمان پر لازم ہے ۔اوران کے کسی عیب وبرائی کوکبھی زبان پرنہ لانا چاہیئے بلکہ ان کی نیکیوں، خوبیوں، سیرتوں اور

فضائل ومحامد ہی کو بیان کرنا چاہیئے ۔ اوراس کے علاوہ جو کچھ ہو اس سے اغماض وسکوت کرنا چاہیئے اس بنا پر کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی صحبت یقینی ہے اور اس کے ماسوا جو کچھ ہے وہ ظنی اور خیالی ہے۔ اس خصوص میں حق تعالیٰ کا ان کو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے سرفراز فرمانا کافی ہے۔ اور اگر ان میں سے کسی سے اہل بیت اطہار وغیرہ کے حقوق میں کوئی کوتاہی یا غلطی واقع ہوئی ہے تو بھی یہ امید ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے درگزر کردیے جائیں گے۔ اہل سنت و جماعت کا اس باب میں یہی مذہب اور طریق حق ہے۔ کتب عقائد میں مذکور ہے کہ

لا تذكر احدا منهم الا بخير.

تم ان میں سے کسی کو خیر کے سوا یاد نہ کرو۔ اور حدیثوں میں صحابہ کرام کے جو عمومی وخصوصی فضائل مذکور ہیں اس باب میں وہی کافی ہیں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو صحابہ کرام سے بغض رکھتا ہے اور انھیں سب وشتم کرتا ہے وہ مسلمانوں کے زمرے میں نہ تو داخل ہے اور نہ ان کے غنیمت کا حقدار ہے۔ امام مالک نے یہ مسئلہ سورۂ حشر کی اس آیت سے استنباط فرمایا،

و الذين جاؤا من بعدهم .

اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص کسی صحابی رسول سے غضب ناک ہو کر جوش غضب و غصہ میں آتا ہے وہ کافر ہے۔ کیوں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے **ليغيظ بهم الكفار** ۔ یقیناً صحابہ کرام سے کافر لوگ ہی غیظ وغضب کا اظہار کرتے ہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ سورۂ فتح کی آخری آیتوں میں تمام مسلمانوں کی تقسیم تین طبقوں پر فرمائی گئی ہے۔

ایک مہاجرین۔

دوسرے انصار۔

تیسرے وہ مسلمان جوان کے بعد ہیں۔

اوران تینوں طبقوں کی تعریف وتوصیف بھی اس آیت میں داخل ہے کہ وہ دعا مانگتے ہیں۔

ربنا اغفرلنا و لا خواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا۔

اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان میں ہم سے سبقت لیے ہوئے ہیں اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کی جو ایمان لائے ہیں کدورت نہ ڈال۔

صحابہ کا ادب وتکریم بجالانا

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کس طرح کرتے تھے اس ضمن میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی طویل حدیث بیان کی گئی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صفات مذکور ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی ایک بھی نہ تھا اور نہ میری آنکھ میں آپ سے زیادہ کوئی بزرگ و عظیم تر تھا اور میرا حال یہ تھا کہ میری طاقت اتنی نہ تھی کہ میں آپ کو آنکھ بھر کر دیکھ سکوں، اور نہ آپ سے آنکھیں سیر ہوتی تھیں اگر کوئی مجھ سے کہے کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف بیان کروں تو مجھ میں اتنی قدرت نہیں اس لیے کہ میں آپ کے سامنے اپنی آنکھیں اوپر نہیں اٹھا سکتا تھا۔

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہماری حالت یہ تھی کہ جب

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لاتے تو اصحاب مہاجرین وانصار کے حلقے میں جلوہ گر ہوتے، ان میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان نشست فرماتے مگر ان میں سے کسی میں تاب وتوان نہ ہوتی کہ آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھ سکے، یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و بڑائی اور غایت تعظیم و اجلال کا عالم تھا۔ البتہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی طرف دیکھتے اور متبسم ہوتے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی طرف ملاحظہ فرماتے اور تبسم فرماتے، یہ ان کی باہمی انس ومحبت کا عالم تھا، (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوا تو آپ کے صحابہ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا حال یہ تھا گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ مطلب یہ کہ انتہائی سکون وقرار میں تھے جنبش تک نہ کرتے اور نہ سر اٹھاتے تھے اس لیے کہ جس کے سر پر پرندہ بیٹھا ہو اگر وہ حرکت کرے اور سر اٹھائے تو سر پر بیٹھا ہوا پرندہ اڑ جائے۔

اور اس حدیث میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف مبارک بیان کیا گیا ہے مذکور ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے تو ہم نشین صحابہ کرام سروں کو جھکا دیتے اور خاموش ہو جاتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

عروہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جس وقت ان کو سال حدیبیہ میں قریش نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واحترام کرتے دیکھا اور یہ دیکھا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں تو آب وضو لینے میں جلدی کرتے اور ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں اور قریب ہوتا ہے کہ باہم خون خرابہ ہو جائے مگر پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آب دہن مبارک یا آب بینی شریف یا آب حلق مبارک جدا ہونے نہیں پاتا کہ آگے بڑھ کر اپنی ہتھیلیوں میں لے لیتے اور اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کا جو موئے مبارک جدا ہوتا اسے جلدی سے حاصل کر لیتے اور تبرک بنا کر اس کی حفاظت کرتے اور جب کوئی حکم فرماتے تو امتثال امر میں شتابی کرتے، جب بات کرتے تو اپنی آوازوں کو پست کر لیتے اور کسی کو یارا نہ ہوتا کہ نگاہ اٹھائے اور آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے، یہ غایت تعظیم اور اجلال کی وجہ سے تھا۔

جب عروہ لوٹ کر قریش کی طرف گئے تو ان کو دیکھتے ہی کہنے لگے اے گروہ قریش! میں نے قیصرو کسریٰ اور نجاشی کو ان کی بادشاہی کے زمانے میں دیکھا ہے مگر قسم ہے خدا کی میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا جیسی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے اصحاب میں ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ کہا میں نے کسی بادشاہ کے ہم نشینوں کو بھی ایسی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جیسی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ان کے اصحاب تعظیم کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جس وقت سر مبارک سے قینچی سے بال تراشے جاتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد صحابہ جمع ہو جاتے اور بالوں کو ہاتھوں میں لیتے رہتے اور ایک بھی بال گرنے نہیں دیتے۔ بعد مین ان موئے مبارک کو حضور اپنے صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیتے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتہائی آداب میں سے ایک یہ ہے کہ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کی جانب دعوت اسلام اور صلح کے ابتدائی قواعد وضوابط طے کرنے کے لیے بھیجا تو قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت دی کہ وہ بیت الحرام کا طواف کر لیں مگر حضرت عثمان نے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ میں اس وقت تک خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے اس کا طواف نہ فرما لیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب کی رعایت کو طواف سے عظیم تر جانا اور حق وصواب بھی یہی ہونا چاہیئے کہ کوئی عمل اور کوئی عبادت، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب کی رعایت کے برابر نہیں ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کسی بدو کے آنے کو پسند کرتے کہ وہ حضور سے کوئی ایسی بات پوچھے جو ان کے دین میں فائدہ پہنچائے کیوں کہ خود ان میں اتنی تاب وتواں نہ ہوتی کہ آپ کی ہیبت وجلال کی بنا پر کچھ دریافت کرسکیں۔

حضرت مغیرہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دروازے کو ناخنوں سے بجاتے تھے تاکہ کھٹکھٹانے کی آواز سخت وشدید نہ ہوجائے اور حضور کے وقت شریف میں تشویش لاحق نہ ہو۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک سوال پوچھنا چاہتا تھا یہاں تک کہ کئی سال گزر گئے مگر دریافت کرنے کی ہمت نہیں ہوئی باوجودیکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام لوگوں میں بڑے خوش اخلاق اور صحابہ کرام کے ساتھ بڑی مہربانی وشفقت کا سلوک فرماتے خصوصاً فقراء ومساکین کے ساتھ۔

روایت حدیث میں ادب واحترام

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت وحدیث کی روایت کی تعظیم میں حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سال تک برابر آتا جاتا رہا مگر ان سے کسی وقت بھی بے تعظیمی سے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے نہیں سنا اور جب کہ ایک دن بے خیالی میں زبان پر یہ جاری ہوگیا تو وہ اتنے شرمندہ ہوئے کہ ان کے چہرے کا رنگ فق

ہوگیا اور وہ پسینہ پسینہ ہوگئے۔ اور ایک اور روایت میں یہ ہے کہ ان کا چہرہ گرد آلود جیسا ہوگیا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ایسی ہچکی بندھی کہ گردن کی رگیں سوج گئیں۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز ابو حازم کے پاس گئے اس وقت وہ حدیث بیان کررہے تھے تو حضرت مالک ادھر سے گزر گئے اور فرمایا میں نے وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ پائی اور میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں کہ کھڑے کھڑے حدیث (رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حاصل کروں حالاں کہ میں کھڑا ہوسکتا تھا۔

اور حضرت مالک نے فرمایا ایک شخص حضرت ابن المسیب کے پاس آیا اور اس نے ان سے ایک حدیث دریافت کی تو وہ ایک پہلو پر لیٹے ہوئے تھے فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور حدیث بیان کی، اس شخص نے کہا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ آپ تکلیف اٹھائیں اور اٹھ کر بیٹھیں، انھوں نے فرمایا میں اسے مکروہ جانتا ہوں کہ پہلو پر لیٹے لیٹے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ تبسم کناں تھے لیکن جب ان کے سامنے حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کی گئی تو فوراً متواضع ہو کر سر جھکا دیا۔

حضرت ابو مصعب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا دستور تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث مبارک جب بیان کرتے تو پہلے وضو کر لیتے۔

بروایت مالک از جعفر بن محمد منقول ہے کہ حضرت مصعب بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرنے کا عزم فرماتے تو پہلے وضو کرتے اس کے بعد حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان کے لیے ایک خاص لباس تیار کر رکھا تھا اسے پہنتے اس کے بعد حدیث بیان کرتے تھے، اس اہتمام کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو فرمایا یہ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث ہے، مطلب یہ کہ اسے آسان بات نہ جاننا چاہیئے اس کی تعظیم کرنی چاہیئے۔

حضرت مطرف فرماتے ہیں کہ جب لوگ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کے پاس آتے تو پہلے ان کی باندی باہر آتی اور پوچھتی تم شیخ سے حدیث پوچھنا چاہتے ہو یا مسائل شرعیہ؟ اگر لوگ کہتے کہ ہمیں مسائل دریافت کرنے ہیں تو امام مالک فوراً باہر تشریف لاتے اوران کو مسائل کا جواب عنایت فرمادیتے۔ اگر وہ لوگ کہتے کہ ہمیں حدیث معلوم کرنی ہے تو پہلے غسل خانہ تشریف لے جاتے، غسل کرتے، بدن پر خوشبو ملتے ،اور نئے کپڑے پہنتے اور اپنا چغہ جو سیاہ یا سبز ہوتا زیب تن کرتے اور عمامہ سر پر رکھتے، ایک تخت بچھایا جاتا، پھر باہر تشریف لاتے، تخت پر خشوع وخضوع کے ساتھ بیٹھتے، بخور جلایا جاتا اور جب تک حدیث کے بیان سے فارغ نہ ہوتے ہیبت کے ساتھ بیٹھے رہتے۔ یہ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان کرنے کے لیے خاص اہتمام تھا۔ اور راہ چلتے یا کھڑے کھڑے یا عجلت میں حدیث بیان کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔

اور سلف صالحین بے وضو حدیث بیان کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور حضرت اعمش سے منقول ہے کہ جب وضو نہ ہوتا تو تیمم کرتے۔

حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک ہمارے سامنے حدیث بیان کررہے تھے تو ان کو بچھو نے سولہ مرتبہ ڈنک مارا اور امام مالک کا رنگ متغیر ہوگیا، چہرہ زرد پڑ گیا مگر حدیث کو درمیان میں قطع نہیں فرمایا، جب بیان حدیث سے فارغ ہوگئے اور سب لوگ چلے گئے تو میں نے ان سے عرض کیا اے ابوعبداللہ میں نے آج آپ کا عجیب حال دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں میں حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اجلال و تعظیم کی بنا پر صبر کرتا رہا۔

اور مشہور ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ ہر حدیث کی کتابت کے لیے اپنی صحیح میں، غسل کرتے اور دو

گانہ ادا کرتے تھے، یہی طریقہ تراجم کتاب الٰہی کے لکھنے میں اختیار کیا تھا، بعض کہتے ہیں کہ آب زمزم سے غسل کرتے تھے اور مقام ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام میں دوگانہ ادا کرتے تھے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

اصحاب رسول واہل بیت

صحابہ اور اہل بیت کرام کے بارے میں کیسا عقیدہ رکھنا چاہیئے؟

تو اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

(ملائکہ مرسلین و سادات فرشتگان مقربین) کے بعد اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین ہیں اور انھیں میں حضرت بتول، جگر پارۂ رسول، خاتون جہاں، بانوئے جہاں، سیدۃ النساء فاطمہ زہراء اور دو جہاں کی آقا زادی کے دونوں شہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت کے مہ پارے، باغ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، امامین کریمین، سعیدین شہیدین، تقیین نقیین، نیرین طاہرین، ابو محمد حسن و ابو عبد اللہ حسین اور تمام مادران امت، بانوان رسالت علی المصطفیٰ وعلیہم کلہم الصلاۃ والتحیۃ داخل کہ،

صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالت اسلام میں اس چہرۂ خدا نما کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا۔ ان کی قدر و منزلت وہی خوب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔

آفتاب نیمروز سے روشن تر کہ محب جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو صحبت بد سے بچاتا ہے حق تعالیٰ قادر مطلق ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے محبوب وسید المحبوبین، کیا عقل سلیم تجویز کرتی ہے کہ ایسا قدیر، ایسے ذی وجاہت جان محبوبی وکان عزت کے لیے خیار خلق کو جلیس وانیس ویار و مدد

گار مقرر نہ فرمائے۔ جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت وتمام قدرت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت محبوبیت ونہایت منزلت پر حرف رکھتا ہے اسی لیے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم و من ابغضهم فببغضی ابغضهم من اذا هم فقد اذانی و من اذانی فقد اذی الله و من اذی الله فیوشک ان یاخذه .

خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں انھیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد، جو انھیں دوست رکھتا ہے میری محبت سے انھیں دوست رکھتا ہے اور جو ان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کر لے۔ اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا۔

پھر امام احمد رضا بریلوی، خارجی، ناصبی اور شیعہ ورافضی کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اب اے خارجیو، ناصبیو، کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ارشاد عام اور جناب باری تعالیٰ نے آیہ کریمہ **رضی الله عنهم و رضو عنه** سے جناب ذوالنورین وحضرت اسد اللہ غالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یا اے شیعو، اے رافضیو! ان احکام شاملہ سے خدا ورسول نے حضرت صدیق اکبر، جناب فاروق اعظم، حضرت مجہز جیش العسرۃ، وجناب ام المومنین محبوبہ سید العالمین عائشہ صدیقہ بنت صدیق، وحضرت طلحہ وزبیر ومعاویہ وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الی یوم الدین کو خارج کر دیا، اور تمھارے کان میں کہہ دیا کہ ''اصحابی'' سے ہماری مراد، اور آیت میں ضمیر ''ھم'' کے مصداق ان لوگوں کے سوا ہیں جو تم ان کے اے خوارج دشمن ہو گئے اور عیاذا باللہ لعن طعن سے یاد کرنے لگے، نہ یہ جانا کہ یہ دشمنی، درحقیقت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی ہے اور ان کی ایذا حق تبارک وتعالیٰ کی ایذا۔

مگر اے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر جس نے تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور گلستان صحبت کے گل چینوں کو نگاہ تعظیم و اجلال سے دیکھنا اپنا شعار و دثار کرلیا اور سب کو چراغ ہدایت کے ستارے اور فلک عزت کے سیارے جانا عقیدہ کرلیا، کہ ہر ہر فرد بشران کا سرور عدول واخیار واتقیاء وابرار کا سردار، تابعین سے لے کر تا بقیامت امت کا کوئی ولی، کیسے ہی پایۂ عظیم کو پہنچے، صاحب سلسلہ ہو خواہ غیر انکا ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد صادق کے مطابق اوروں کو کوہ احد کے برابر سونا، ان کے نیم صاع جو کے برابر نہیں، جو قرب خدا انہیں حاصل، دوسرے کو میسر نہیں، اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے ان سب کو بالا جمال پرلے درجے کا برو تقی جانتے اور تفاصیل احوال پر نظر حرام مانتے، جو فعل کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہوا جو نظر قاصر میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرا ہے اسے محمل حسن پر اتارتے ہیں۔ اور اللہ کا سچا قول رضی اللہ عنہم سن کر آئینہ دل میں زنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرما چکے۔

اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔

جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

ناچار اپنے آقا کا فرمان عالیشان اور یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں سن کر زبان بند کرلی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کرلیا۔ اور جان لیا کہ ان کے رتبے ہماری عقل سے وراء ہیں پھر ہم ان کے معاملات میں کیا دخل دیں۔ ان میں جو مشاجرات واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

گدائے خاک نشینی تو حافظ مخروش

رموز مملکت خویش خسروان دانند

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں، دوسرے کو برا کہنے لگیں، یا ان نزاعوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالح دین کے خواست گار تھے، جس کے اجتہاد میں جو بات دین الٰہی وشرع رسالت پناہی جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اصلح وانسب معلوم ہوئی، اختیار کی۔ گو اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی لیکن وہ سب حق پر ہیں۔ ان کا حال بعینہ ایسا ہے جیسا فروع مذہب میں ابوحنیفہ وشافعی کے اختلافات، نہ ہرگز ان منازعات کے سبب اک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا نہ ان کا دشمن ہو جانا۔

بالجملہ ارشادات خدا ورسول عز مجدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتنا یقین کرلیا کہ سب اچھے اور عدل وثقہ تقی، نقی ابرار ہیں اور ان (مشاجرات ومنازعات کی) تفاصیل پر نظر گمراہ کرنے والی ہے۔ نظیر اس کی عصمت انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء ہے کہ اہل حق شاہراہ عقیدت پر چل کر مقصود کو پہنچے، اور ارباب باطل تفصیلوں میں خوض کر کے مغاک (ضلالت اور) بددینی میں جا پڑے۔ کہیں دیکھا و عصی آدم ربہ فغوی کہیں سنا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر کبھی موسیٰ وقبطی کا قصہ یاد آیا کبھی داؤد اوراوریاہ کا فسانہ سن پایا، لگے چون وچرا کرنے، تسلیم وگردن نہادن کے زینہ سے اترنے، پھر ناراضی خدا اور رسول کے سوا اور بھی کچھ پھل پایا؟ اور خضتم کالذی خاضوا نے حقت کلمۃ العذاب کا دن دکھایا۔ (الاعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب)

عشرۂ مبشرہ وخلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل واعلیٰ واکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں۔ وہ دس صحابی جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں یعنی حضرات خلفاء اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبد

الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح۔ (مولف)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

اوران میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اوران چار ارکان قصر ملت، و چار انہار باغ شریعت، کے خصائص وفضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجیے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم
بہار دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چمنستان معرفت امام الواصلین سید العارفین، خاتم خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولیٰ المسلمین امیر المومنین ابو الائمۃ الطاہرین، طاہر مطہر، قاسم کوثر اسد اللہ غالب مظہر العجائب والغرائب مطلوب کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم وحشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیم کہ اس جناب گردوں قباب کے مناقب جلیلہ ومحامد جمیلہ جس کثرت وشہرت کے ساتھ ہیں دوسرے کے نہیں۔ حضرات شیخین، صاحبین صہیرین، وزیرین امیرین، مشیرین ضجیعین، رفیقین سیدنا و مولانا عبد اللہ العتیق ابوبکر صدیق، وجناب حق مآب ابوحفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

بعد انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں، اور رب تبارک وتعالیٰ سے جو قرب ونزدیکی اور بارگاہ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت وسربلندی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبہ نہیں۔ اور منازل جنت ومواہب بے منت میں انھیں کے درجات سب پر عالی، فضائل و

فواضل وحسنات وطیبات میں انھیں کو تقدم وپیشی، ہمارے علماء وائمہ نے اس میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کونین وشرافت دارین حاصل کیں ورنہ غیر متناہی کا شمار کس کے اختیار، واللہ العظیم اگر ہزار دفتر ان کے شرح فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں، مگر کثرت فضائل وشہرت فواضل چیزے دیگر، اورفضیلت وکرامت امرے آخر، فضل اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ قل ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء . اس کی کتاب کریم اوراس کا رسول عظیم علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والتسلیم علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں۔

کنت عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فاقبل ابو بکر و عمر فقال یا علی هذان سید اکهول اهل الجنة و شبابها بعد النبیین و المرسلین

میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابوبکر وعمر سامنے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے، بعد انبیاء ومرسلین کے۔اسے ترمذی وابن ماجہ وعبداللہ بن الامام احمد نے روایت کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی حضور کا ارشاد ہے

ابو بکر و عمر خیر الاولین و الآخرین و خیر اهل السموات و خیر اهل الارضین الا النبیین و المرسلین .

ابوبکر وعمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے، اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے سوا انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے۔ابن عدی وخطیب اورحاکم نے کتاب الکنی میں یہ حدیث روایت کی۔

خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بار بار اپنی کرسی مملکت وسطوت خلافت میں افضلیت مطلقہ شیخین کی تصریح فرمائی، اور یہ ارشادان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اسی سے زیادہ صحابہ وتابعین نے اسے روایت کیا، اور فی الواقع اس مسئلہ کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف واشگاف بہ کرات و مرات (بار بار) جلوات وخلوات ومشاہد عامہ ومساجد جامعہ میں ارشاد فرمایا، دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔
امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادہ جناب امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال عمر.

یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں ارشاد فرمایا ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر۔

ابوعمر بن عبد اللہ حکم بن حجل سے اور دارقطنی اپنی سنن میں راوی جناب امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں۔

لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدته جلد المفتری.

جسے میں پاؤں گا کہ شیخین سے مجھے افضل بتاتا ہے اسے مفتری کی حد ماروں گا کہ اسی کوڑے ہیں۔

ابوالقاسم طلحی کتاب السنہ میں جناب علقمہ سے راوی:

بلغ علیا ان اقواما یفضلونه علی ابی بکر و عمر فصعد المنبر فحمد الله و اثنی علیه ثم قال ایها الناس انه بلغنی ان اقواما یفضلونه علی ابی بکر و عمر کنت

تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتر عليه حد المفترى ثم قال ان خير هذه الامة بعد نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ابو بكر ثم عمر ثم الله اعلم بالخيرة بعده قال و فى المجلس الحسن بن على فقال و الله لو سمى الثالث لسمى عثمان

یعنی جناب مولیٰ علی کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انھیں حضرات شیخین پر تفضیل دیتے ہیں پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا، اے لوگو مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے سنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا تو وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے۔ پھر فرمایا بیشک بہتر اس امت کے، بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں پھر عمر، پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد، اور مجلس میں امام حسن بھی جلوہ فرما تھے انھوں نے ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔

بالجملہ احادیث مرفوعہ واقوال حضرت مرتضوی واہل بیت نبوت اس بارے میں لاتعداد ولاتحصی ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر (امام احمد رضا) نے اپنے رسالہ ''منتہی التفصیل لمبحث التفضیل'' میں کی اب اہل سنت جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی صدہا تصریحیں علی الاطلاق پائیں کہیں جہت وحیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضلیت، لہٰذا انھوں نے عقیدہ کرلیا کہ گوفضائل خاصہ وخصائص فاضلہ حضرت مولیٰ علی اوران کے غیر کو بھی ایسے حاصل جو حضرات شیخین نے نہ پائے، جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے مگر فضل مطلق کلی جو کثرت ثواب وزیادت قرب رب الارباب سے عبارت ہے وہ انھیں کو عطا ہوا۔ اور اس عقیدہ کا خلاف اول تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض کہیں بوئے خلاف پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ واہل بیت کرام کیوں بلاتقیید انھیں افضل و خیر امت و سردار اولین و آخرین بتاتے کیا آیہ کریمہ و انفسنا و انفسکم و حدیث صحیح من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور خبر شدید الضعف وقوی الجرح لحمک لحمی و دمک دمی برتقدیر ثبوت وغیر ذلک سے انھیں آگاہی نہ تھی، یا تھی تو وہ ان کا مطلب نہ سمجھے یا سمجھے اور اس میں تفضیل شیخین کا خلاف پایا، تو اور تصریحات بینہ و قاطعۃ الدلالۃ وغیرہ محتملۃ الخلاف کو کیسے پس پشت ڈال دیں۔

اور جب ثابت ہوگیا کہ قرب الٰہی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مزیت وتفوق ہے تو ولایت بھی انھیں کی اعلیٰ ہوئی۔ مگر ایک درجہ قرب الٰہی جل جلالہ ورزقنا اللہ کا، پر ظاہر ہے کہ سیر الی اللہ میں تو سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں لا نفرق بین احد من رسلہ، کی طرح لا نفرق بین احد من اولیائہ کہا جاتا ہے (یعنی تمام اولیاء اللہ اصل طریق ولایت یعنی سیر الی اللہ میں برابر ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت وفضیلت کا قول باعتبار سیر فی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب سالک عالم لاہوت پر پہنچا، سیر وسلوک تمام ہوا یعنی سیر الی اللہ سے فراغت کے بعد سیر فی اللہ شروع ہوتی ہے اور اس کی نہایت وحد نہیں) جب (عالم لاہوت پر پہنچ کر) ماسوائے الٰہی آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لیے انتہا نہیں اور یہیں تفاوت قرب جلوہ گر ہوتا ہے۔ جس کی سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک پھر بعضے بڑھتے چلے جاتے ہیں، اور بعض کو دعوت خلق کے لیے منزل ناسوتی عطا فرماتے ہیں۔

ان سے طریقہ، خرقہ وبیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے مگر یہ معنی اسے مستلزم نہیں ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے۔ ہاں یہ ایک فضل جداگانہ ہے کہ انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا تو یہ کیا؟ اس کے سوا صدہا خصائص حضرت مولیٰ علی کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے، مگر قرب و رفعت درجات میں انھیں کو افزونی رہی ورنہ کیا وجہ ہے کہ ارشادات مذکورہ بالا میں انھیں، ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے اور ان کی افضلیت کا تاکیداً انکار کیا جاتا ہے۔ حالاں کہ ادنیٰ ولی، اعلیٰ ولی سے افضل

نہیں ہوسکتا۔

آخر دیکھئے حضرت امیر کے خلفائے کرام میں حضرت سبط اصغر (سیدنا امام حسین) و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی ملا، اور حضرت سبط اکبر (سید امام حسن) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالاں کہ قرب ولایت امام مجتبیٰ (سیدنا امام حسن) ولایت وقریب خواجہ (حسن بصری) سے بالیقین اتم و اعلیٰ، اور ظاہرا احادیث سے سبط اصغر شہزادۂ گلگوں قبا پر بھی ان کا فضل ثابت، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مشاجرات صحابہ کرام

حضرت مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنہوں نے مشاجرات و منازعات کیے۔ ہم اہل سنت ان میں حق، جانب جناب مولیٰ اور ان سب کو بر غلط و خطا اور حضرت اسد اللہی کو بدرجہا ان سے اکمل و اعلیٰ جانتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ بلحاظ احادیث مذکورہ زبان طعن و تشنیع، ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے، اور انھیں ان کے مراتب پر جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں۔ اور ان کے اختلافات کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ تو ہم اہل سنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب رفیع میں طعن کریں۔ حاشا! یہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر و بریت میں آیات نازل فرمائے اور ان پر تہمت دھرنے والوں کو وعیدیں عذاب الیم کی سنائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں اپنی سب ازواج مطہرات میں زیادہ چاہیں۔ جہاں منھ رکھ کر عائشہ صدیقہ پانی پئیں حضور اسی جگہ اپنا لب اقدس رکھ کر وہیں سے پانی پئیں، یوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب ازواج دنیا و آخرت میں حضور ہی کی بیبیاں ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے حق میں یہ ارشاد ہوا کہ یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا و آخرت میں۔

حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا کہ فاطمہ تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کہ میں اسے چاہتا ہوں۔ سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو محبوب کون ہیں؟ جواب عطا ہوا، عائشہ۔

اور زبیر وطلحہ ان سے بھی افضل کہ عشرۂ مبشرہ سے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حواری، اور یہ یعنی طلحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے لیے ہر وقت جانثاری رہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان کا درجہ ان سب کے بعد ہے اور حضرت مولیٰ علی کے مقام رفیع وشان منیع تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن میں ہزاروں ہزار، رہوار برق کردار صبار فتار تھک رہیں اور قطع مسافت نہ کرسکیں مگر فضل صحبت وشرف صحابیت وفضل وشرف، سعادت اور خدائی دین ہے۔

ہم تو بحمد اللہ سرکار اہل بیت کے غلامان خانہ زاد ہیں، ہمیں معاویہ سے کیا رشتہ کہ خدانخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری اور ان کا الزام بدگوئیاں سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادۂ اکبر حضرت سبط حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب بشارت اپنے جدامجد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اختتام مدت خلافت راشدہ عین معرکہ جنگ میں ہتھیار رکھ دیے اور ملک امیر معاویہ کو سپرد کر دیا۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ العیاذ باللہ کافر یا فاسق، فاجر یا ظالم، جائر تھے یا غاصب جابر تھے تو الزام امام حسن پر آتا ہے کہ انھوں نے کاروبار مسلمین وانتظام شرع ودین باختیار خود ایسے شخص کو تفویض فرمادیا اور خیر خواہی اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا۔

اگر مدت خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ بادشاہت منظور نہیں فرماتے تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قابلیت نظم ونسق دین نہ رکھتا تھا جو انھیں کو اختیار کیا۔ حاشاللہ! بلکہ یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ حضور نے اپنی پیشیں گوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا۔

کما فی صحیح البخاری . (اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب)

صحابہ امت کے لیے امان ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم النجوم امنة للسماء فاذا ذهبت النجوم اتی السماء ما توعدو انا امنة لا صحابی فاذا ذهبت اتی اصحابی ما یوعدون و اصحابی امنة لامتی فاذا ذهب اصحابی اتی امتی ما یوعدون.

ستارے امان ہیں آسمان کے لیے جب ستارے جاتے رہیں گے آسمان پر وہ آئے گا جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی شق ہونا، فنا ہو جانا، اور میں امان ہوں اپنے اصحاب کے لیے جب میں تشریف لے جاؤں گا میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے۔ یعنی مشاجرات، اور میرے صحابہ امان ہیں میری امت کے لیے جب میرے صحابہ نہ رہیں گے میری امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی ظہور کذب و مذاہب فاسدہ وتسلط کفار۔ احمد و مسلم نے ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

صحابہ کو برا کہنا باعث لعنت ہے

فرماتے ہیں: **حب ابی بکر و عمر من الایمان و بغضهم اکفره و حب الانصار من الایمان و بغضهم اکفره حب العرب من الایمان و بغضهم کفر و من سب اصحابی فعلیه لعنة الله و من حفظنی فیهم فانا احفظه یوم القیامه .**

محبت ابو بکر و عمر کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر، اور محبت انصار کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر، اور محبت عرب کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر، اور جو میرے اصحاب کو برا کہے اس پر اللہ کی لعنت، اور جو ان کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھے میں روز قیامت اس کا حافظ و نگہبان ہوں گا۔ ابن عسا کر نے

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

اسامہ بن زید کی محبوبیت رسول

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا وابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں فرمایا:

احب اهلی من قد انعم الله علیه و انعمت علیه .

مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے پیارا وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور میں نے نعمت دی۔

ترمذی نے اسے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

لم یکن احد من الصحابه الا وقد انعم الله علیه و انعم علیه رسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الا ان المراد المنصوص علیه فی الکتاب و هو قوله تعالیٰ و اذ تقول للذی انعم الله علیه و انعمت علیه و هو زید لا خلاف فی ذلک و لا شک الخ.

یعنی صحابہ سب ایسے ہی تھے جنھیں اللہ نے نعمت بخشی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت بخشی، مگر یہاں مراد وہ ہے کہ جس کی تصریح قرآن عظیم میں ارشاد ہوئی ہے کہ جب فرماتا تھا تو اس سے جسے اللہ تعالیٰ نے نعمت دی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی اور وہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اس میں کسی کا خلاف نہ اصلاً شک، اور آیت اگرچہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اتری مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا مصداق اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹھہرایا کہ پسر تابع پدر ہے۔

اسے مرقاۃ میں افادہ کیا گیا ہے۔

حضرت اسامہ سے متعلق ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

احمد وابن ماجہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لو کان اسامة جارية لكسوته وحليته حتى انفقه

اسامہ اگر لڑکی ہوتا تو میں جدائی ہونے تک اس کو اچھے کپڑے پہناتا رہتا اور اسے زیور سے آراستہ کرتا رہتا۔

یعنی کنواری لڑکیوں کو زیور ولباس سے آراستہ رکھنا کہ ان کا پیغام آئے سنت مستحبہ ہے اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ترغیب امت کے لیے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمثیل بیان فرمائی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ، جلد۹، ص۳۶۴)

اکرام انصار

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: **اکرموا الانصار فانهم ربوا الاسلام كما يربى الفرح في وكره.**

انصار کی عزت کرو کہ انھوں نے اسلام کو پالا ہے جس طرح پرند کا پٹھا آشیانے میں پالا جاتا ہے۔

دار قطنی نے افراد میں اور دیلمی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

روز احد حضرت طلحہ کا کارنامہ

طلحہ بن عبید اللہ احد العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں روز احد میں نے رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کندھیا لے کر ایک چٹان پر بٹھادیا کہ مشرکین سے آڑ ہوگئی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پس پشت دست مبارک سے ارشاد فرمایا:

هذا جبريل يخبرني انه لا يراك يوم القيامة في هول الا انقذك منه.

یہ جبریل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اے طلحہ وہ روز قیامت تمہیں جس کسی وحشت میں دیکھیں گے اس سے تمہیں چھڑادیں گے۔ابن عساکر نے اسے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مرضی خلفاء سے لوگ جنت میں جائیں گے

ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کی ینادی یوم القیامة این اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فیؤتی بالخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنهم فیقول اللہ لهم ادخلوا من شئتم الجنة و دعوا من شئتم.

روز قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔ اسے علامہ شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء الامام القاضی عیاض فی فصل ما اطلع علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الغیوب میں بیان کیا ہے۔

ابوبکر وعمر اور عثمان کا ذکر جمیل

نزال بن سبرہ فرماتے ہیں ایک دن ہم نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خوش دل پایا عرض کی یا امیر المومنین اپنے یاروں کا حال ہم سے بیان کیجیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب صحابہ میرے یار ہیں ہم نے عرض کی اپنے خاص یاروں کا تذکرہ کیجیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کا کوئی صحابہ نہیں کہ میرا یار نہ ہو، ہم نے عرض کی ابوبکر صدیق کا حال بیان کیجیے۔

فرمایا یہ وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبریل امین ومحمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ہمارے دین کی امامت کو پسند فرمایا تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انھیں کو پسند کیا۔

ہم نے عرض کی عمر بن خطاب کا حال فرمایئے، فرمایا یہ وہ صاحب ہیں جن کا نام اللہ عزوجل نے فاروق رکھا انھوں نے حق کو باطل سے جدا کردیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرض کرتے سنا کہ الٰہی عمر بن خطاب کے سبب اسلام کو عزت دے۔

ہم نے عرض کی عثمان کا حال کہیے، فرمایا

ذلک امرء تدعی فی الملاء الاعلیٰ ذو النورین کان ختن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابنتیہ ضمن لہ فی الجنۃ .

یہ وہ صاحب ہیں کہ ملاء اعلیٰ وبزم بالا میں ذی النورین پکارے جاتے ہیں، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو شاہزادیوں کے شوہر ہوئے سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے جنت میں ایک مکان کی ضمانت فرمائی ہے۔

اسے خیثمہ، لالکائی اور عشاری نے فضائل الصدیق میں اور ابن عساکر وابونعیم نے حضرت عثمان ذی النورین وعلی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

ایک صحابی کی کرامت

اہبان بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں ان کے کفن میں ایک تہبند زائد چلا گیا شب کو اپنے

صاحبزادے کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تہبند لو اور الگنی پر ڈال دیا صبح ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔

بلال کو جنت میں آگے دیکھا

ایک بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا اے بلال کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا، عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتا ہوں۔ فرمایا یہ ہی سبب ہے۔

سلمہ بن اکوع کی بیعت وشجاعت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی، جہاد کو جارہے تھے پہلی بار فرمایا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی حضوابھی کر چکا ہوں فرمایا وایضا پھر بھی، انھوں نے پھر بیعت کی۔ اخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے پھر ارشاد ہوا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی یا رسول اللہ میں دوبارہ بیعت کر چکا فرمایا وایضا پھر بھی۔ غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی۔ ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا۔

ایک بار عبدالرحمٰن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا (اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا) سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز تو دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مددان کے ساتھ، اس محمدی شیر کے سامنے سے انھیں بھاگتے ہی بنی۔ اب یہ

تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں۔

انا سلمة بن الاکوع
و الیوم یوم الرضع

میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمھاری ذلت وخواری کا دن ہے، ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے ہیں وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہو گیا گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہو کر زیادہ بھاگیں یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انھیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہوئی، کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انھوں نے آرام فرمایا دن ہونے پر وہ اتر کے چلے وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی یہ قتل وتعاقب کرتے کرتے تھک گئے تھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی ہو جب دامن گرد پھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابوقتادہ مع دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا تھا یعنی لشکر کے سوار جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راجل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے۔ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں **اسد من اسد اللہ و رسولہ** فرمایا اللہ ورسول کے شیروں میں سے ایک شیر۔

گھوڑے نے جہاد کی خبر دی

ان (ابوقتادہ) کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی تھان پر بندھا ہوا چپکا انھوں نے چمکارا پھر چپکا فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے گھوڑا کس کر سوار ہوئے اب یہ تو معلوم نہیں کہ کدھر جائیں گے باگ چھوڑ دی

اور کہا جدھر تو جانتا ہے چل گھوڑا اڑا اور یہاں لے آیا۔ اس عبدالرحمٰن قاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدۂ جنگ ہولیا تھا یہ وقت اس کے اس وعدہ کے پورا ہونے کا آیا وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی انھوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر لے کر اس کے سینے پر سوار ہوئے اس نے کہا میری بی بی کے لیے کون ہوگا فرمایا نار اور اس کا گلا کاٹ دیا، سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جابجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے سب لاکر حاضر بارگاہ انور کیا۔

صدیق وفاروق اور بلال کی قرأت

عادت کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقد احوال فرماتے مثلاً ایک شب نماز تہجد میں صدیق اکبر پر گزر فرمایا صدیق اکبر کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے انھیں دیکھا کہ جابجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں۔ صبح ہر ایک سے اس طریقے کا سبب دریافت فرمایا صدیق نے عرض کیا **یا رسول اللہ اسمعت من اناجیہ** میں جس سے مناجات کرتا ہوں اسے سنالیتا ہوں یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں۔ فاروق نے عرض کی **یا رسول اللہ اطرد الشیطان و اوقظ الوسنان .**

میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی بھاگے گا اور تہجد والوں میں جس کی آنکھ نہ کھلی ہو وہ جاگ کر پڑھے گا اس لیے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں۔ حضرت بلال نے عرض کی **یا رسول اللہ کلام طیب یجمع اللہ بعضہ مع بعض .**

پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے۔ اس کا مطلب فقیر کی سمجھ میں یہ ہے گویا عرض کرتے ہیں کہ قرآن عظیم ایک لہلہاتا باغ ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول قسم قسم کے میوے درمنثور کی

طرح متفرق پھیلے ہوئے کہیں حمد ہے کہیں ثنا کہیں ذکر ہے کہیں دعا کہیں خوف کہیں رجا کہیں نعت حبیب خدا وغیرہا مطالب جدا جدا، جانب الٰہی سے جس وقت جس طرح کی تجلی وارد ہوتی ہے اسی کی مناسب آیات متفرق مقامات سے جمع کر کے پڑھتا ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کلکم قد اصاب تم سب ٹھیک پر ہو مگر اے صدیق تم قدرے آواز بلند کرو اور اے فاروق تم قدرے پست اور اے بلال تم سورت ختم کر کے دوسری سورت کی طرف چلو۔

ابو موسیٰ کی خوش الحانی

اسی طرح ایک شب تہجد میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑھنا سنا ان کی آواز نہایت دلکش ان کا لہجہ کمال دلکشا تھا ارشاد ہوا انھیں داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے الحانوں سے ایک الحان ملا ہے۔ صبح ان کے پڑھنے کی تعریف فرمائی انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ حضور سن رہے ہیں تو اور زیادہ بنا کر پڑھتا۔ (الملفوظ حصہ دوم)

ایک صحابی کا کشف

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کیف اصبحت۔ تم نے کیوں کر صبح کی عرض کی اصبحت مومنا حقا میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا۔ ارشاد فرمایا ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمھارے دعوے کی کیا دلیل ہے۔ عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میرے پیش نظر ہے جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں ارشاد فرمایا تم پہنچ لیے ہو اطمینان رکھو۔ (الملفوظ حصہ چہارم)

بلال کی آزادی

حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی مثنوی شریف میں حدیث شرائے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں خریدلیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ہمیں شریک نہ کیا۔ اس پر صدیق اکبر نے عرض کی :

گفت ما دو بندگان کوئے تو
کردمش آزاد ہم بر روئے تو

کہا ہم دونوں تو آپ کی گلی کے غلام ہیں، میں نے بلال کو آپ ہی کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی آزاد کیا ہے۔

صحابہ کی تعداد

ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی ہیں۔ سب کے نام نہیں معلوم، وہ صحابہ جن کے نام معلوم ہیں سات ہزار ہیں حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔ (الملفوظ حصہ سوم)

ابن عباس کے لیے حضور کی دعا

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے :

ضمنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی صدرہ فقال اللھم علمہ الحکمۃ .

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سینے سے لپٹایا پھر دعا فرمائی الٰہی اسے حکمت سکھادے۔

ابن عباس کا علم

ایک مقام پر حبر الامۃ رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علم عظیم کے بارے

میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اتقان میں ہے ابوالفضل مرسی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

لو ضاع لی عقال بعیر لوجدته فی کتاب الله.

اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں قرآن عظیم میں اسے پالوں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۱۸)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں

ہر ذی علم جانتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما زمانہ نبوت میں صغیر السن تھے اور ان کا شمار باعتبار عمر اصاغر صحابہ میں ہے اگرچہ بہ برکت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم و فقاہت میں اکثر شیوخ صحابہ پر مقدم تھے۔ (قمر التمام)

حضرت اسید کی محبت رسول

امام ابوداؤد اپنی سنن میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

بینما هو یحدث القوم و کان فیه مزاح بینا یضحکهم فطعنه النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی خاصرته بعود فقال اصبرنی قال اصطبر قال ان علیک قمیصا و لیس علی قمیص فرفع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عن قمیصه فاحتضنه و جعل یقبل کشحه قال انما اردت هذا یا رسول الله .

اس اثنا میں کہ وہ باتیں کر رہے تھے اور ان کے مزاج میں مزاح تھا لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لکڑی ان کے پہلو میں چبھوئی، انھوں نے عرض کی مجھے بدلہ دیجیے فرمایا لے،

عرض کی حضور تو کرتا پہنے ہیں اور میں ننگا تھا حضور نے کرتا اٹھایا انھوں نے حضور کو اپنی کنار میں لیا اور تہی گاہ اقدس کو چومنا شروع کیا پھر عرض کی یارسول اللہ میرا یہی مقصود تھا۔ ع

دل عشاق حیلہ گر باشد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی کل من احبہ و بارک وسلم

ابوذر پر حضور کا کرم

اسی میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ما لقیته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قط الا صافحنی و بعث الی ذات یوم و لم اکن فی اهلی فلما جئت اخبرت به فاتیته و هو علی سریر فالتزمنی فکانت تلک اجود و اجود.

میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضور ہمیشہ مصافحہ فرماتے ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا، آیا تو خبر پائی، حاضر ہوا حضور تخت پر جلوہ فرما تھے، گلے سے لگالیا اور زیادہ جید اور نفیس تر تھا۔ (وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید)

ثبوت صحابیت کے طریقے

امام ابن حجر عسقلانی اصابہ فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں :

الفصل الثانی فی الطریق الی معرفة کون الشخص صحابیا و ذلک باشیاء.

اولها ان یثبت بطریق التواتر انه صحابی .

ثم بالاستفاضة و الشهرة .

ثم بان یروی عن احد من الصحابة ان فلانا له صحبة مثلا و کذا عن احاد

التابعین بناء علی قبول التزکیة من واحد و هو الراجح .

ثم بان یقول هو اذا کان ثابت العدالة و المعاصرة انا صحابی.

دوسری فصل کسی شخص کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کی پہچان کے طریق میں اور یہ چند چیزوں سے ہے۔

اول یہ کہ تواتر کے طریق سے ثابت ہو کہ وہ صحابی ہے۔

پھر استفاضہ اور شہرت کے ساتھ۔

پھر بایں طور کہ کسی صحابی سے روایت کیا جائے کہ فلاں کو صحبت نصیب ہے مثلاً اور ایسے ہی کسی ایک تابعی سے کسی ایک سے تزکیہ قبول کرنے کی بناء پر، اور یہی راجح ہے۔

پھر اس طور پر وہ کہے کہ جب اس کی عدالت اور ہم عصر ہونا ثابت ہو کہ میں صحابی ہوں۔

مسلم الثبوت میں ہے

اخبار العدل عن نفسه انه صحابی اذا کان معاصرا لا کالرتن لیس کتعدیله نفسه .

کہ عادل کا خبر دینا اپنی ذات کے بارے میں کہ وہ صحابی ہے جب کہ وہ ہم عصر ہو۔ خواجہ رتن کی طرح نہ ہو، اپنی تعدیل کے حکم میں نہیں ہے۔

پھر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

کتنے صحابہ ہیں جن کی احادیث ائمہ حدیث قدیم وحدیث نے اپنے صحاح ومسانید وسنن ومعاجیم میں تخریج فرمائیں نہ ان کے پاس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی فرمان تھا کہ فلاں ہمارے حضور بارگاہ

عالم پناہ سے شرف یاب ہوا نہ ان سے اس امر پر کوئی شہادت لی گئی نہ اور صحابہ کا محضر طلب ہوا ان ثقات کا خود ہی کہنا کہ :

سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم شهدت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ مسموع ومقبول ہوا۔

كما افاده الامام ابو عمر بن عبد البر في الاستيعاب و اقره عليه حافظ الشان .

جیسا افادہ فرمایا ہے امام ابوعمر بن عبدالبر نے استیعاب میں اور ثابت رکھا ہے اسے حافظ الشان ابن حجر نے۔ (نقاء السلافہ فی احکام البیعۃ والخلافۃ)

حضرت انس کی خدمت رسول

و قد كان انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه يخدم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على شبع بطنه .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بلا معاوضہ صرف بھر پیٹ کھانے پر کرتے تھے۔ (مولف) (خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال)

صحابہ کی برائی کرنا گمراہی ہے

اخرجه الخطيب البغدادى فى الجامع وغيره انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال اذا ظهرت الفتن او قال البدع و سب اصحابى فليظهر العالم علمه فمن لم يفعل

ذلک فعلیه لعنة الله و الملائکة . و الناس اجمعین لا یقبل الله منه صرفا و لا عدلا.

خطیب بغدادی نے جامع میں اوران کے سوااور محدثین نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب فتنے یا فرمایا بد مذہبیاں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو واجب ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے جو ایسا نہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ (فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین)

غمیصان بنت ملحان

امام احمد و مسلم ونسائی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت خشفة بین یدی فقلت ما هذه الخشفة فقیل الغمیصاء بنت ملحان.

میں بہشت میں رونق افروز ہوا اپنے آگے ایک کھٹکا سنا پوچھا یہ کیا ہے عرض کی گئی غمیصان بنت ملحان۔

حارثہ بن نعمان

امام احمد ونسائی وحاکم باسانید صحیحہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

دخلت الجنة فسمعت فیها قراءة فقلت من هذا قالوا حارثه بن النعمان کذالکم البر کذ لکم البر.

میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا وہاں قرآن پڑھنے کی آواز آئی پوچھا یہ کون ہے فرشتوں نے عرض کی حارثہ بن النعمان، نیکی ایسی ہی ہوتی ہے نیکی ایسی ہی ہوتی ہے۔ یہ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ میں راہی جناں ہوئے۔

ابن سعد نے طبقات میں اور حافظ ابن حجر نے اصابہ میں اس کو بیان کیا ہے۔

نعیم بن عبداللہ

ابن سعد طبقات میں ابوبکر عدوی سے مرسلاً راوی حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت نحمة من نعیم

میں جنت میں تشریف فرما ہوا تو نعیم کی کھکارسنی۔ یہ نعیم بن عبداللہ عدوی معروف بہ نحام (کہ اسی حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں زہری سے اسی طرح ابن اسحاق و مصعب زبیری اور دوسرے لوگوں نے اس کو بیان کیا ہے جیسا کہ اصابہ میں ہے۔ (عرفان شریعت حصہ سوم)

سجدوں کے نشان

اللہ عزوجل صحابہ کرام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں فرماتا ہے

سیماهم فی وجوههم من اثر السجود.

ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے سجدے کے اثر سے۔

صحابہ و تابعین سے اس نشانی کی تفسیر میں چار قول ماثور ہیں۔

اول : وہ نور کہ روز قیامت ان کے چہروں پر برکت سجدہ سے ہوگا۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس و امام حسن بصری و عطیہ عوفی و خالد حنفی و مقاتل بن حبان سے ہے۔

دوم : خشوع و خضوع و روش نیک جس کے آثار صالحین کے چہروں پر دنیا ہی میں بے تصنع ظاہر ہوتے ہیں یہ حضرت عبداللہ بن عباس و امام مجاہد سے ہے۔

سوم : چہرے کی زردی کہ قیام لیل و شب بیداری میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ امام حسن بصری و ضحاک و عکرمہ و شمر بن عطیہ سے ہے۔

چہارم : وضو کی تری اور خاک کا اثر کہ زمین پر سجدہ کرنے سے ماتھے اور ناک پر مٹی لگ جاتی ہے یہ امام سعید بن جبیر و عکرمہ سے ہے۔

ان میں پہلے دو قول اقوی و اقدم ہیں ہ دونوں خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سے مروی ہیں اور سب سے قوی و مقدم پہلا قول ہے کہ وہ حضور اقدس کے ارشاد سے بسند حسن ثابت ہے۔

طبرانی معاجیم اوسط و صغیر میں اور ابن مردویہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى قوله عزوجل سيما هم فى وجوههم من اثر السجود قال النور يوم القيامة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نشان سجود کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کے دن ان کے

چہروں کا نور مراد ہے۔ (مولف)

ولہٰذا امام جلال الدین محلی نے جلالین میں اسی پر اقتصار کیا۔

اقول، سوم میں قدرے ضعف ہے کہ وہ اثر بیداری ہے نہ اثر سجود، ہاں بیداری بغرض سجود ہے۔

اور چہارم سب سے ضعیف تر ہے وضو کا پانی اثر سجود نہیں اور مٹی بعد نماز جھڑا دینے کا حکم ہے سیما و نشانی ہوتی تو زائل نہ کی جاتی، امید ہے کہ سعید بن جبیر سے اس کا ثبوت نہ ہو۔ بہر حال یہ سیاہ دھبہ کہ بعض کے ماتھے پر کثرت سجود سے پڑتا ہے تفاسیر ماثورہ میں اس کا پتہ نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس و سائب بن یزید و مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کا انکار ماثور۔

صحابہ کی بیعت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لی ہے جسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

بايعنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على السمع و الطاعة فى العسر و اليسر و المنشط و المكرة و ان لا ننازع الامر اهله.

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون و چرا نہ کریں گے۔

(فتاویٰ افریقہ)

ثعلبہ کا صدقہ قبول نہیں کیا گیا

ایک مرتبہ ثعلبہ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ میرے لیے دعا

فرما دیجیے کہ میں مالدار ہو جاؤں، حضور نے فرمایا تمھارے لیے غریبی بہتر ہے، ثعلبہ نے پھر عرض کی یارسول اللہ میرے لیے مالداری کی دعا فرما دیجیے، حضور نے ان کے اصرار پر دعا فرمادی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ان کا مال یعنی بکریاں اتنی زیادہ ہوگئیں کہ انھیں مدینے سے باہر جانا پڑا، پہلے تو جماعت میں پابندی سے حاضر ہوتے رہے مگر بعد میں صرف جمعہ کو حاضر ہونے لگے۔ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکوۃ وصول کرنے والے کو ان کے پاس بھیجا کہ بکریوں کی زکوۃ ادا کرو اس پر ثعلبہ نے کہا کہ میں غور کروں گا کہ مجھے کیا کرنا ہے اس کے بعد ان کے بارے میں آیت نازل ہوگئی وہ بارگاہ رسالت میں صدقہ لے کر آئے مگر حضور نے اسے قبول نہ فرمایا، ابوبکر صدیق کی خلافت میں لے آئے انھوں نے قبول نہ کیا، یوں ہی عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں صدقہ لے کر حاضر ہوئے ان حضرات نے بھی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ حضور نے قبول نہ کیا تو ہم کیسے قبول کرلیں۔ اب اسے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مولف)

امام حافظ الشان اصابہ میں فرماتے ہیں **ثعلبة بن حاطب بن عمر و الانصاری ذکرہ موسیٰ ابن عقبة و ابن اسحق فی البدریین و کذا ذکرہ ابن الکلبی و زاد انه قتل باحد .**

موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب بدری ہیں اسی طرح ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے۔

تفسیر امام ابن جریر میں ہے :

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما ان رجلا یقال له ثعلبة بن ابی حاطب اخلف اللہ ما وعدہ فقص اللہ تعالیٰ شانه فی القران و منهم من عاهد اللہ الی قوله یکذبون .

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص جسے ثعلبہ بن ابی حاطب کہا جاتا ہے اس نے اللہ کے حکم کو نہ مانا یہ آیت ثعلبہ بن ابی حاطب کے بارے میں نازل ہوئی۔

تفسیر ابن جریر وثعلبی وغیرہم میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی :

فانزل اللہ تعالیٰ فیه و منهم من عاهد الله و عند رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رجل من اقارب ثعلبة فسمع ذلک فخرج حتی اتاه فقال ویحک یا ثعلبة قد انزل الله فیک کذا و کذا فخرج ثعلبة حتی اتی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فسئله ان یقبل صدقته فقال ان الله منعی ان یقبل منک صدقتک ثم اتی ابا بکر حین استخلف فقال اقبل صدقتی فقال ابو بکر لم یقبلها رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و انا اقبلها فلما و لی عمر اتاه فقال یا امیر المومنین اقبل صدقتی قال لم یقبلها رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و لا ابو بکر و انا اقبلها ، ثم ولی عثمان فاتاه فسأله فقال لم یقبلها رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و الا ابو بکر و لا عمر رضوان الله تعالیٰ علیهما و انا لا اقبلها فلم یقبلها منه و هلک ثعلبة فی خلافة عثمان رضی الله تعالیٰ عنه .

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ثعلبہ کے بارے میں آیت نازل فرمائی و منهم من عاهد الله الـخ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور ثعلبہ کے رشتہ دار کا ایک آدمی تھا اس نے جب یہ آیت سنی تو ثعلبہ کے پاس آکر کہا کہ تمھارے لیے خرابی ہے اے ثعلبہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں ایسی ایسی آیت نازل فرمائی تو ثعلبہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں آکر صدقہ قبول کرنے کی درخواست کی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا صدقہ قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ نے ممانعت کر دی ہے۔ ثعلبہ پھر وہی صدقہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں لایا اور کہا کہ میرا

صدقہ قبول کیجیے حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیری زکوۃ قبول نہ فرمائی اور میں قبول کرلوں ہرگز نہ ہوگا، پھر خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر لایا عرض کی امیر المومنین میرا صدقہ قبول کر لیجیے، فرمایا رسول اللہ وابوبکر صدیق قبول نہ فرمائیں اور میں لے لوں یہ کبھی نہ ہوگا پھر خلافت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لایا پھر قبول کرنے کی گزارش کی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصدیق وفاروق نے قبول نہ فرمائی میں بھی نہ لوں گا۔ پھر ثعلبہ انھیں کی خلافت میں ہلاک ہوگیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۳۳، ۳۴)

حذیفہ بن الیمان

یہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ صحابی جلیل القدر ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اسرار سکھائے، ان کا لقب ہی صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اسرار حضور کی باتیں پوچھتے۔

ترمذی شریف میں ہے **ما حدثکم حذیفة فصدقوہ .**

حذیفہ تم سے جو بات بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔ (مولف)

عبداللہ بن مسعود

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **تمسکوا بعهد بن مسعود.**

عبداللہ بن مسعود جو فرمائیں اسے مضبوط تھامو۔

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے **رضیت لامتی ما رضی لها ابن ام عبد و کرهت لامتی ما کره لها ابن ام عبد .**

میں نے اپنی امت کے لیے پسند فرمایا جو اس کے لیے عبداللہ بن مسعود پسند کریں اور میں نے اپنی امت کے لیے ناپسند رکھا جو اس کے لیے ابن مسعود ناپسند رکھیں۔

اور خود ان کے علم قرآن کو اس درجہ ترجیح بخشی کہ ارشاد فرمایا : استقرؤا القرآن من اربعة من عبد الله بن مسعود. الحديث.

قرآن چار شخصوں سے پڑھو، سب میں پہلے عبداللہ بن مسعود کا نام لیا۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بروایت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔

جامع ترمذی شریف میں ہے ما حدثكم ابن مسعود فصدقوه.

ابن مسعود جو بات تم سے بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۷۶۔ نزول آیات فرقان)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں :

عبداللہ بن مسعود جو افاضل صحابہ و مومنین سابقین سے ہیں سفر و حضر میں ہمراہ رکاب سعادت انتساب حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتے اور بارگاہ نبوت میں بے اذن لیے جانا ان کے لیے جائز تھا بعض صحابہ فرماتے ہیں ہم نے راہ و روش سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء سے جو چال ڈھال ابن مسعود کی ملتی ہے کسی کی نہ پائی۔

حدیث میں ہے خود حضور اکرم الاکرمین و اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں نے اپنی امت کے لیے وہ پسند کیا جو عبداللہ بن مسعود اس کے لیے پسند کرے اور اپنی امت کے لیے ناپسند کیا جو اس کے لیے عبداللہ بن مسعود ناپسند کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۹)

عمرو بن عاص

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی قریشی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدامجد کعب بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے مومنین قبل فتح میں ہیں۔

اصابہ فی تمییز الصحابہ میں ہے

عمرو بن العاص بن وائل بن هاشم بن سعيد (بالتصغير) بن سهم بن عمرو بن هميص بن كعب بن لوى القريشي امير مصر مكنى ابا عبد الله و ابا محمد اسلم قبل الفتح فى صفر سنة ثمان و قيل بين الحديبية و خيبر.

یعنی عمرو بن عاص امیر مصر جن کی کنیت ابوعبداللہ اور ابومحمد ہے فتح مکہ سے پہلے ۸ ھ میں اسلام لائے اور ایک قول یہ ہے کہ صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کے درمیان اسلام لائے۔ (مولف)

اور بعد فتح تو راہ خدا میں جوان کے جہاد ہیں آسمان وزمین ان کے آوازے سے گونج رہے ہیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **اسلم الناس و آمن عمر و بن العاص.**

بہت لوگ وہ ہیں کہ اسلام لائے مگر عمرو بن العاص ان میں ہیں جو ایمان لائے۔ اسے ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **عمرو بن العاص من صالحی قریش.**

عمرو بن العاص صالحین قریش سے ہیں۔ اسے احمد نے مسند میں سیدنا طلحہ بن عبیداللہ احد العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **نعم اهل البيت عبد الله و ابو عبد الله و ام**

عبد الله .

بہت اچھے گھروالے ہیں عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عبداللہ کا باپ اوراس کی ماں۔

اسے بغوی وابویعلی نے طلحہ سے اورابن سعد نے طبقات میں بسند صحیح ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوۂ ذات السلاسل میں اسی الٰہی فوج کا سردار کیا جس میں صدیق اکبروفاروق اعظم تھے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ایک باراہل مدینہ میں کچھ ایسا خوف پیدا ہوا کہ لوگ متفرق ہو گئے سالم مولیٰ ابی حذیفۃ اور عمرو بن عاص دونوں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلوار لے کر مسجد شریف میں حاضر رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اوراس میں ارشاد کیا :

الا يكون فزعكم الى الله و رسوله الا فعلتم كما فعل هذان الرجلان المومنان

کیوں نہ ہوا کہ تم خوف میں اللہ اور رسول کی طرف التجا لاتے ،تم نے ایسا کیوں نہ کیا جیسا ان دونوں ایمان والے مردوں نے کیا۔

صحابہ کے دوفریق

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

لا يستوى من انفق قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد و قاتلوا و كلا وعد الله الحسنى و الله بما تعملون خبير.

تم میں برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ وقتال کیا وہ درجے میں ان سے بڑے جنہوں نے بعد میں خرچ وقتال کیا، اور دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ کہ تم کروگے۔

اللہ عزوجل نے صحابہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو قسم فرمایا

ایک مومنین قبل فتح۔

دوسرے مومنین بعد فتح۔

فریق اول کو فریق دوم پر فضیلت بخشی اور دونوں فریق کو فرمایا کہ اللہ نے ان سے بھلائی کا وعدہ کیا۔

اہل سنت کے متون عقائد میں تصریح ہے **الصهابة كلهم عدول لا نذكرهم الا بخير.**

صحابہ سب، کے سب اہل خیر وعدالت ہیں ہم نان کا ذکر نہ کریں گے مگر بھلائی سے۔

(فتاوی رضویہ ج ۱۱، ص ۴۰، ۴۱)

اسی مضمون کو دوسری جگہ اس طرح پیش کیا گیا ہے :

رب عزوجل کہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اس نے صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائی۔

مومنین قبل الفتح، جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں خرچ وجہاد کیا۔

اور مومنین بعد الفتح، جنھوں نے بعد کو۔

فریق اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ **لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا.**

اورساتھ ہی فرمادیا و کلا وعد الله الحسنی .

دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔

اوران کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمادیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا و اللہ بما تعملون خبیر .

اللہ کو تمھارے اعمال کی خوب خبر ہے۔یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے بایں ہمہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا،خواہ سابقین ہو یالاحقین۔

صحابہ کی تعظیم فرض ہے

اہل سنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم فرض ہےاوران میں سے کسی پر طعن حرام،اوران کے مشاجرات میں خوض ممنوع۔

حدیث مین ارشاد ہے اذا ذکر اصحابی فامسکوا.

جب میرے صحابہ کا ذکر ہوتو زبان روکو۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج۱۱ص۶۴)

حدیث میں ہے

من اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقداذی الله و من اذی الله یوشک ان یاخذ

جس نے میرے صحابہ کوایذادی اس نے مجھےایذادی اورجس نے مجھےایذادی اس نے اللہ کوایذادی اورجس نے اللہ کوایذادی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گرفتار کرلے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۱۱ص۸۶۵)

حضرت امیر معاویہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہیں۔

صحیح ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اللھم اجعله هاديا مهديا و اهدى به .

الٰہی اسے راہ نما راہ یاب کر اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرمایا۔

و من يكون يطعن فى معاوية فذاك كلب من كلاب الهاوية .

جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۹۵،۹۶)

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

قال كنت العب مع الصبيان فجاء رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فتواريت خلف باب فجاء فحطاني حطاة وقال اذهب ادع لى معاوية

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، میں دروازے کے آڑ میں چھپ گیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری پیٹھ پر تھپکی مار کر فرمایا کہ جاؤ معاویہ کو بلا لاؤ۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، ص ۴۳۱، عطاء النبی، النور والنورق)

صحابہ کی لغزشیں معاف ہیں

امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن عساکر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تکون لا صحابی زلة یغفرها الله لهم لسابقتهم معی ثم یأتی قوم بعدهم یکبهم الله علی مناخرهم فی النار.

میرے اصحاب سے لغزش ہوگی جسے اللہ عزوجل معاف فرمائے گا اس سابقہ کے سبب جوان کو میری بارگاہ میں ہے پھر ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے کہ انھیں اللہ تعالیٰ ان کے منہ کے بل جہنم میں اوندھا کرے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۹۶)

صحابہ کرام کے مراتب

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیائے کرام تھے، ان میں سب سے افضل و اکرم و اعلیٰ و اقرب الی اللہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور ان کی افضلیت ولایت بہ ترتیب خلافت، یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے کامل مکمل ہیں، اور ورائے نیابت نبوت ہونے میں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پایہ ارفع ہے اور ورائے تکمیل ولایت ہونے میں حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا کا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۷۰)

زید بن حارثہ سے معانقہ

صحیح ترمذی میں ہے عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قال قدم زید بن حارثة المدینة و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بیتی فاتاه فقرع الباب فقام الیه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عریانا یجر ثوبه و اللہ ما رأیته قبله و لا بعده

فاعتنقه و قبله .

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں آئے ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے تو انھوں نے آکر دروازے پر دستک دی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس برہنہ بدن کپڑا سمیٹتے ہوئے تشریف لائے خدا کی قسم میں نے حضور کو اس حالت میں نہ اس سے پہلے دیکھا اور نہ اس کے بعد پھر ان سے معانقہ کیا اور بوسہ دیا۔ (مولف)

جعفر بن ابی طالب کو حضور نے گلے لگایا

سنن ابی داؤد اور بیہقی میں ہے عن الشعبی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم تلقی جعفر بن ابی طالب فالتزمه و قبله (قبل) بین عینیه .

شعبی سے مروی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔

ایک صحابی کا حضور سے معانقہ

عن امراۃ یقال له بهیة (بهیسه) عن ابیها قالت استاذن ابی النبی صلی الله علیه وسلم فدخل بینه و بین قمیصه فجعل یقبل و یلتزم ثم قال یا نبی الله ما الشی الذی لا یحل منعه قال الماء . الحدیث.

امام احمد وابوداؤد ونسائی وغیرہم بہیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ ان کے والد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اذن لے کر قمیص مبارک کے اندر اپنا سر لے گئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گلے

لگا کر بوسہ دینا شروع کیا اور عرض کی یارسول اللہ کیا چیز روکنا جائز نہیں فرمایا پانی۔

حضور نے حضرت ہالہ کو سینے سے لگایا

عن هالة بن ابی هالة رضی الله تعالیٰ عنه انه دخل علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و هو راقد فاستیقظ فضم هالة الی صدره و قال هالة هالة.

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی جناب ہالہ بن ابی ہالہ فرزند ارجمند حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور آرام فرماتے تھے ان کی آواز سن کر جاگے اور انھیں سینۂ اقدس سے لگایا اور بغایت محبت فرمایا ہالہ ہالہ ہالہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۱)

صحابہ کی بدگوئی سے احتراز کی تاکید

حدیث میں ہے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الله اختارنی و اختار لی اصحابا و اصهارا و سیأتی قوم یسبونهم و ینقصونهم فلا تجالسوهم و لا تشاربوهم و لا تواکلوهم و لا تناکحوهم.

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے اصحاب و اصہار پسند کیے اور قریب ایک قوم آئے گی کہ انھیں برا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی تم ان کے پاس مت بیٹھنا نہ ان کے ساتھ پانی پینا نہ کھانا کھانا نہ شادی بیاہ کرنا۔

اسے ابن حبان وعقیلی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۳)

عمرو بن قرۃ کو گانے کی ممانعت

عبدالرزاق مصنف میں صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجاء عمرو بن قرۃ فقال یا رسول اللہ ان اللہ کتب علی الشقوۃ و ما ارانی ارزق الا من دنی یکتفی فاذن لی فی الغناء من غیر فاحشۃ فقال لا اذن لک و لا کرامۃ و لا نعمۃ ابتغ علی نفسک و عیالک حلالا فان ذلک جہاد فی سبیل اللہ و اعلم ان عون اللہ تعالیٰ مع صیالحی التجار. ھکذا اخرجہ فی معرفۃ الصحابۃ من طریق الحسن بن ابی الربیع عن عبد الرزاق ذکرہ الحافظ فی الاصابۃ .

یعنی عمرو بن قرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ میں بہت تنگ حال رہتا ہوں اس حیلہ (یعنی غناء گانا کے سوا دوسری صورت سے مجھے رزق ملتا معلوم نہیں ہوتا مجھے ایسے گانے کی اجازت فرما دیجیے جس میں کوئی امر خلاف حیا نہیں، فرمایا اصلاً کسی طرح اجازت نہیں اپنے اور اپنے بال بچوں کے لیے حلال روزی تلاش کرو کہ یہ بھی راہ خدا میں جہاد ہے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد نیک تاجروں کے ساتھ ہے۔ اسی طرح معرفۃ الصحابۃ اور اصابہ میں بیان کیا گیا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۷۳)

سخاوت صحابہ کا عبرت انگیز نمونہ

صحیحین میں جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کچھ لوگ برہنہ پا، برہنہ بدن صرف ایک کملی کفنی کی طرح چیر کر گلے میں ڈالے خدمت اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی محتاجی دیکھی چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا

حکم دیا بعد نماز خطبہ فرمایا بعد تلاوت آیات ارشاد کیا

تصدق رجل من دیناره من درهمه من ثوبه من صاع بره من صاع تمره حتی قال و لو بشق تمرة .

کوئی شخص اپنی اشرفی سے صدقہ کرے، کوئی روپے سے، کوئی کپڑے سے، کوئی اپنے قلیل گیہوں سے، کوئی اپنے تھوڑے چھوہاروں سے یہاں تک فرمایا اگرچہ آدھا چھوہارا۔

اس ارشاد کو سن کر ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روپیوں کا تھیلا اٹھالائے جس کے اٹھانے میں ان کے ہاتھ تھک گئے پھر لوگ پے در پے صدقات لانے لگے یہاں تک کہ دو انبار کھانے اور کپڑے کے ہوگئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خوشی کے باعث کندن کی طرح دمکنے لگا اور ارشاد فرمایا

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شی.

جو شخص اسلام میں کوئی اچھی راہ نکالے اس کے لیے اس کا ثواب ہے اور اس کے بعد جتنے لوگ اس راہ پر عمل کریں گے سب کا ثواب اس کے لیے ہے بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

غزوۂ تبوک وغیرہ میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسلمانوں کو حکم صدقات دینا اور ہر ایک کا کثیر وقلیل حسب مقدرت حاضر لانا، منافقین کا تھوڑا لانے والوں پر اعتراض کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ سے غنی ہے، زیادہ لانے والوں پر اعتراض کرنا کہ یہ ریا کے لیے اور اس پر آیہ کریمہ ان الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات و الذین لا یجدون الا جهدهم کا نازل ہونا۔

یوں ہی ایک بار صدقات کا چندہ ہونا، اس کا انبار ہو جانا، ایک صحابی کا صرف ایک خوشہ لانا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسے سب سے اوپر رکھنا وغیرہ وغیرہ وقائع کثیرہ صحاح وغیرہ کتب احادیث میں مذکور و مشہور ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۸۵، ۱۸۶)

بارگاہ رسالت میں صحابہ کا ادب

صحیح حدیث میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور کے سامنے بیٹھتے۔

كان على رؤسهم الطير

گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں یعنی بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی سمجھ کر سر پر آ بیٹھیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۳۴۵)

داڑھی کی اہمیت

امام اجل عارف باللہ سیدی محمد بن علی بن عباس مکی قدس سرہ الملکی کتاب مستطاب طریق المرید للوصول الی مقام التوحید پھر امام ہمام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:

و وصف بعض بنی تمیم من رهط الاحنف بن قیس قال (و عبارة الاحیاء قال اصحاب الاحنف بن قیس) و ددنا انا اشترینا للاحنف لحیة بعشرین الفا فلم یذکر حتفه فی رجله و لا عوره فی عینه و ذکر کراهیة عدم لحیة و کان عاقلا حلیما.

و ذکر عن شریح القاضی قال (و لفظ الاحیاء قال شریح) و ددت لوان لی لحیة بعشرة آلاف.

احنف بن قیس (کہ اکابر ثقات تابعین وعلماء وحکماء کاملین سے تھے زمانۂ رسالت میں پیدا ہوئے ۶۷ھ یا ۷۲ھ ہجری میں وفات پائی) عاقل وحلیم تھے (پاؤں میں کج تھا ایک آنکھ جاتی رہی تھی ڈاڑھی خلقۃً نہ نکلی تھی) ان کے اصحاب نہ ان اس کج پر افسوس کرتے نہ یک چشمی پر بلکہ داڑھی نہ ہونے کی کراہیت ذکر کرتے اور کہتے ہمیں تمنا ہے کاش اگر بیس ہزار کوملتی تو احنف کے لیے داڑھی خریدتے۔

شریح قاضی (کہ اجلہ ائمہ واکابر تابعین سے ہیں زمانہ رسالت میں ولادت پائی بلکہ کہا گیا صحابی ہیں امیر المومنین عمر فاروق پھر امیر المومنین مولیٰ علی کی سرکار میں قاضی تھے امیر المومنین علی فتاویٰ میں ان سے رائے لیتے ۸۰ھ سے کچھ پہلے یا بعد انتقال ہوا ڈاڑھی خلقۃ نہ تھی) وہ فرماتے تھے کہ مجھے آرزو ہے کہ کاش دس ہزار دے کر ڈاڑھی مل جاتی۔

ابو بکر وعثمان اور علی کی ڈاڑھی

اسی میں ہے **کان ابو بکر و عثمان طویل اللحیة دقیقها و کان علی عریض اللحية قد ملاء ت ما بين منكبيه .**

ابو بکر صدیق اور عثمان غنی کی ڈاڑھی دراز و باریک، مولیٰ علی کی ڈاڑھی چوڑی سارا سینہ بھرے ہوئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۲۵۔ لمعۃ الضحیٰ)

حضرت جعفر حضور کے ہم شکل تھے

لما قال عليه الصلاة و السلام لجعفر بن ابی طالب اشبهت خلقي و خلقي و في لفظ جعفر اشبه الناس بی خلقا و خلقا فحجل ای مشی علی رجل واحدة و فی رواية رقص من لذة هذا الخطاب .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم صورت وسیرت میں میرے مشابہ ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر لوگوں میں سب سے زیادہ میری صورت وسیرت میں میرے مشابہ ہے تو وہ خوشی کے باعث ایک پیر پر چلنے لگے اور ایک روایت میں ہے کہ اس بات کی لذت سے وہ جھومنے لگے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ۹، ص ۴۴۵)

اہل بدر کی مغفرت

حضرات اہل بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے ارشاد ہوتا ہے اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم.

جو چاہو کرو کہ میں تمھیں بخش چکا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۲۔ اجب الامداد)

ایک صحابی کا وثوق واعتماد

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض مفلس تھے نکاح کیا مہر کثیر کی درخواست کی گئی قبول فرمائی اور فرمایا

علی اللہ و علی رسولہ المعول .

اللہ اور اس کے رسول پر بھروسہ ہے، یعنی وہ عطا فرمادیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا خود قرآن عظیم فرماتا ہے و الو انھم رضوا ما أتھم اللہ و رسولہ و قالوا حسبنا اللہ سیوتینا اللہ من فضلہ و رسولہ انا الی اللہ راغبون .

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اللہ ورسول کے دیے پر اور کہتے اللہ ہمیں کافی ہے اب ہمیں دیتے ہیں اللہ ورسول اپنے فضل سے بیشک ہم اللہ ہی کی طرف روئے نیاز لاتے ہیں۔ (ان صحابی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جہاد میں بھیجا وہاں پر مال غنیمت ہاتھ آیا اس سے انھوں نے مہر ادا کر دیا)(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۱۹۴)

حضرت سلمٰی کا نکاح ثانی سے انکار

امام احمد مسند میں سلمٰی بنت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان زوجها استشهد فاتت عبد الله بن مسعود فقالت انی امراة استشهد زوجی و قد خطبی الرجال فابیت ان اتزوج حتی القاه فترجونی ان اجتمعت انا و هو ان اکون من ازواجه قال نعم.

فقال له رجل ما رایناک نقلت هذا مذقاعدناک قال انی سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول ان اسرع امتی لی لحوقا فی الجنة امرأ ة من احمس.

حضرت سلمٰی بنت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شوہر شہید ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں اور کہا میرے شوہر نے شہادت پائی اور لوگ مجھے پیام دے رہے ہیں میں نکاح سے انکار رکھتی ہوں کیا آپ امید کرتے ہیں کہ میں اور وہ جمع ہوئے تو میں آخرت میں ان کی زوجہ ہوں فرمایا ہاں۔

ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہم جب سے آپ کے پاس بیٹھتے ہیں اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے نہیں دیکھا انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جنت میں مجھ سے جلدی ملنے والوں میں میری امت میں سے قبیلہ احمس کی ایک عورت ہے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۸۸۔ اطائب التہانی)

حضرت اسماء کی غیرت

صحیح حدیث سے ثابت کہ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بہن حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سالی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کا پانی خود بھر کر لاتیں اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کے لیے بیرون شہر دو میل پر جا کر دانہائے خرما جمع فرماتیں ان کی گٹھری پیادہ پا اپنے سر مبارک پر اٹھا کر لاتیں۔ ایک بار پلٹتے ہوئے راہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع ایک جماعت انصار کرام کے ملے حضور نے انھیں بلایا اور اونٹ کو بٹھانے کا حکم فرمایا کہ اپنے پیچھے سوار فرمالیں انھوں نے مردوں کے ساتھ چلنے میں حیا کی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت کا خیال آیا نہ فرمانا، حضرت زبیر سے حال کہا فرمایا واللہ تمھارا گٹھلیاں سر پر لے کر چلنا مجھ پر زیادہ سخت تھا اس سے کہ تم حضور کے ساتھ سوار ہولیتیں۔

صحیحین میں ہے :

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالت تزوجنی الزبیر و مالہ فی الارض من مال و لا مملوک و لا شی غیر ناضح و غیر فرسہ فکنت اعلف فرسہ و استقی الماء و اخرز غربہ و اعجن و لم اکن احسن اخبز و کان یخبزجا رات لی من الانصار و کن نسوۃ صدق، و کنت انقل النوی من ارض الزبیر التی اقطعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی راسی و ھی منی علی ثلثی فرسخ فجئت یوما و النوی علی راسی فلقیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و معہ نفر من الانصار فدعانی ثم قال اخ اخ لیحملنی خلفہ فاستحییت ان اسیر مع الرجال و ذکرت الزبیر وغیرتہ و کان اغیر الناس فعرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی قد استحییت فمضی

فجئت الزبير فقلت لقيني رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و علي راسي النوى و معه نفر من اصحابه فاناخ لا ركب فاستحييت منه و عرفت غيرتك فقال و الله لحملك النوى كان اشد علي من ركوبك معه قالت حتى ارسل الي ابو بكر بعد ذلك بخادم يكفيني سياسة الفرس فكانما اعتقني .

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا تو اونٹ اور گھوڑے کے علاوہ ان کے پاس کوئی جائداد نہیں تھی میں ان کے گھوڑے کے لیے بیرون شہر دو میل پر جا کر دانہائے خرما جمع کرتی اور گھر کا پانی خود بھر کر لاتی اور ڈول مرمت کرتی اور خود خمیر کرتی لیکن اچھی روٹی پکانا نہیں جانتی تو انصار کی لڑکیاں روٹی پکا دیتیں جو کامل اور قابل تعریف عورتیں تھیں، اور حضرت زبیر کی زمین جو انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی وہ شہر سے دو میل پر تھی وہاں سے اپنے سر پر گٹھلیاں لاتی تھی، ایک بار پلٹتے ہوئے راہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع ایک جماعت انصار کرام کے ملے حضور نے مجھے بلایا اور اونٹ کو بیٹھنے کا حکم فرمایا کہ اپنے پیچھے سوار فرمالیں میں نے مردوں کے ساتھ چلنے میں حیاء کی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت کا خیال آیا کہ وہ بہت غیرت مند انسان ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محسوس فرمالیا کہ میں شرما رہی ہوں تو روانہ ہو گئے ۔ میں جب حضرت زبیر کے پاس آئی تو ان سے پورا حال کہا تو انھوں نے فرمایا کہ واللہ تمھارا گٹھلیاں سر پر لے کر چلنا مجھ پر زیادہ سخت ہوا اس سے کہ تم حضور کے ساتھ سوار ہو لیتی، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں یہاں تک کہ میرے والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد ہمارے لیے ایک خادم بھیجا جو گھوڑے کے سائس ہونے کو کافی تھا گویا کہ انھوں نے مجھے اس کام سے نجات دے دی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۹۲ ۔ اطائب التہانی)

صحابہ کو روایت حدیث میں احتیاط کی تاکید

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

عوام کے سامنے حقائق عالیہ و دقائق غالیہ کا ذکر جوان کے مدارک افہام سے وراہوں کہ اشاعت علم فرض اور کتمان حرام مگر یہاں عوام کا فتنہ میں پڑنا، گناہ میں مبتلا ہونا متوقع، لہٰذا ان کے سامنے ایسا بیان شرعاً ممنوع۔

حدیث میں ہے حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب الله و رسوله .

لوگوں سے وہ باتیں کہو جنھیں وہ پہچانیں کیا یہ چاہتے ہو کہ لوگ اللہ ورسول کی تکذیب کریں۔

اسے امام بخاری نے جامع صحیح میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے موقوفاً اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

حدیث : امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولهم .

ہمیں حکم ہے کہ لوگوں سے بقدر ان کی عقول کے کلام کریں۔

اسے امام عبد الرحمٰن سلمی نے بطریق دیلمی، حسن بن سفیان نے مسند میں اور ابوالحسن تمیمی نے کتاب العقل میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث : ما حدث احدکم قوما بحدیث لا یفهونه الا کان فتنة علیهم.

تم میں کوئی شخص کسی قوم سے کوئی ایسی حدیث کہ ان کی سمجھ سے وراہو بیان نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ حدیث ان پر فتنہ ہو جائے گی۔

عقیلی وابن السنی اور ابونعیم نے کتاب الریاضۃ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث

روایت کی۔

دوسری روایت میں ہے لا تحدثوا امتی من احادیثی الا ما تحتمله عقولهم فیکون فتنة علیهم .

میری امت سے میری حدیثیں نہ بیان کرومگر وہ جوان کی عقلیں اٹھالیں کہ وہ حدیث ان پر فتنہ ہوجائے گی۔

اسے ابونعیم ودیلمی روایت کرتے ہیں و فیه فکان ابن عباس یخفی اشیاء من حدیثه و یفشیها الی اهل العلم.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عوام سے کچھ حدیثوں کو چھپایا کرتے تھے مگر انھیں اہل علم کے پاس بیان کرتے تھے۔ (مولف)

تیسری روایت میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یا ابن عباس لا تحدث قوما حدیثا لا تحتمله عقولهم.

اے ابن عباس لوگوں سے وہ حدیث بیان نہ کر جوان کی عقل میں نہ آئے۔ یہ مسند الفردوس میں ابن عباس سے مروی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ما انت بمحدث قوما حدیثا لا تبلغه عقولهم الا کان لبعضهم فتنة .

توجب کسی قوم سے وہ حدیث بیان کرے گا جس تک ان کی عقل نہ پہنچے وہ ضروران میں کسی پر فتنہ ہوجائے گی۔

رواه مسلم فی مقدمة صحیحه .

قلت و من هذا الباب ما کان الامام احمد رضی الله تعالیٰ عنه یکفی فی بعض مجالسه القول برویة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ربه لیلة المعراج .

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اسی طرح امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بعض مجلس میں شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب کو دیکھنے کا بیان چھپایا کرتے تھے۔ جیسا کہ زرقانی نے بیان کیا۔ (مولف)

و قد صح عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه انه قال حفظت عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و عائین فاما احدهما فبثته و اما الاخر فلو بثته قطع هذا البلعوم . رواه البخاری .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (علم کے) دو برتن محفوظ کیے ایک کو تو میں نے پھیلایا لیکن اگر دوسرے کو پھیلاؤں تو یہ حلق کٹ جائے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۹۳۔ اطائب التہانی)

حکیم بن حزام کی بیعت

حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے :

بایعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان لا اخر الا قائما ای لا اموت الا ثابتا علی الاسلام .

حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

بیعت کی اس بات پر کہ اسلام پر قائم رہ کر مروں گا۔ (مولف) (فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۲۲)

حضرت عاتکہ کو مسجد نبوی سے عشق

حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ صالحہ، عابدہ، زاہدہ تقیہ، نقیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عملی طور سے متنبہ کر کے مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا پہلے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں، قبل نکاح امیر المومنین سے شرط کرالی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں۔ (فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۱۷۳۔ جمل النور)

ام سعد کا کنواں

حدیث، سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں مروی:

انه قال يا رسول الله ان ام سعد ماتت فاى الصدقة افضل قال الماء قال فحفر بيرا و قال هذه لام سعد.

یعنی انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری ماں نے انتقال کیا تو کون سا صدقہ افضل ہے، فرمایا پانی، انھوں نے کنواں کھود کر کہا یہ مادر سعد کے لیے ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۱۹۴)

سلمان فارسی اور عبداللہ بن سلام کا معاہدہ

ابن ابی الدنیا و بیہقی سعید بن مسیب سے راوی:

ان سلمان الفارسی و عبد الله بن سلام التقيا فقال احدهما لصاحبه ان لقيت

ربک قبلی فاخبرنی ماذا لقیت فقال او تلقی الاحیاء الاموات قال نعم اما المومنون فان ارواحھم فی الجنة و ھی تذھب حیث شاء ت.

سلمان فارسی وعبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے ایک صاحب نے دوسرے سے فرمایا اگر آپ مجھ سے پہلے انتقال کریں تو مجھے خبر دیں کہ وہاں کیا پیش آیا دوسرے صاحب نے پوچھا کہ کیا زندہ اور مردے بھی آپس میں ملتے ہیں فرمایا ہاں مسلمانوں کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں اور انھیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن کی روایت میں تصریح آئی کہ یہ ارشاد فرمانے والے حضرت سلمان فارسی تھے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سعید بن منصور اپنے سنن اور ابن جریر طبری کتاب الادب میں ان سے راوی :

قال لقی سلمان الفارسی عبد اللہ بن سلام فقال له ان مت قبلی فاخبرنی بما تلقی و ان مت قبلک اخبرتک . الحدیث.

یعنی سلمان فارسی نے عبداللہ بن سلام سے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے مرو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا اور اگر میں تم سے پہلے مروں گا تو میں تمھیں خبر دوں گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۵۶۔ حیات الموات)

عمرو بن عاص کی وصیت

صحیح مسلم شریف میں ہے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ بھی صحابی ہیں نزع میں فرمایا۔

اذا دفنتمونی فشنوا علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدرما ینحر جزور و یقسم لحمها حتی استانس بکم و اعلم ماذا راجع به رسل ربی .

جب مجھے دفن کر چکو مجھ پر تھم تھم کر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرے رہنا کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو یہاں تک کہ میں تم سے انس حاصل کروں اور جان لوں کہ اپنے رب کے رسولوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۵۹۔ حیات الموات)

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

انہ قال لابنہ و ھو فی سیاق الموت اذا انا مت فلا تصحبنی نائحۃ و لا نارا. الحدیث.

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نزع کے وقت اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے ساتھ نوحہ کرنے والی اور آگ نہ لے جانا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۴۱)

عتبان بن مالک کی امامت

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باجازت حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قوم کی امامت فرماتے :

صحیحین میں بروایت ابن شہاب محمود بن الربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے

ان عتبان بن مالک و ھو من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ممن شھد بدرا من الانصار انہ اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی قد انکرت بصری و انا اصلی لقومی . الحدیث فی اتیانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم الی بیته و صلاته فیه لیتخذه مصلی .

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی رسول ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے انھوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میری آنکھیں جا چکی ہیں اور میں اپنی قوم کی امامت کرتا ہوں، پھر آگے حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ یا رسول اللہ بارش وغیرہ ہو جائے تو میرا حاضر ہونا مشکل ہو جاتا ہے لہٰذا آپ تشریف لے چلیں تاکہ میں آپ کی جائے سجدہ کو مصلی بنالوں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن چاشت کے وقت ان کے گھر چند صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے آئے اور نماز چاشت ادا فرمائی۔ (مولف)

ابن ام مکتوم کو نائب بنایا

احمد وابوداؤد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم استخلف ابن ام مکتوم علی المدینة مرتین یصلی بهم و هو اعمی .

یعنی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سفر کو تشریف لے جاتے) دو بار مدینہ طیبہ پر نیابت عطا فرمائی کہ باقی ماندہ لوگوں کی امامت کرتے اور وہ اندھے تھے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۱۶۱، ۱۶۲)

معاذ بن جبل سے فرشتوں کی مباہات

حدیث، دع عنک معاذا فان الله یباهی به الملائکة قاله لرجل قال له معاذ بن جبل رضی الله تعالیٰ عنه تعال حتی نومن ساعةً فشکاه الرجل النبی صلی الله تعالیٰ

علیہ وسلم و قال او ما نحن بمؤمن فقال له رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ذلک . اخرجه سیدی محمد بن علی الترمذی عن معاذ رضی الله تعالیٰ عنه.

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ معاذ کو چھوڑ و کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان سے فرشتوں میں مباہات فرماتا ہے، جب کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے کہا کہ آؤ تا کہ تھوڑی دیر ایمان کی بات کریں تو اس آدمی نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی اور عرض کی کیا ہم مومن نہیں ہیں؟ تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آدمی سے یہ فرمایا کہ معاذ کو چھوڑ و کہ اللہ تعالیٰ ان سے فرشتوں میں مباہات فرماتا ہے۔

اسے سیدی محمد بن علی ترمذی نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (مولف)

عبداللہ بن رواحہ کی مجالس خیر سے محبت

حدیث، کان عبد الله بن رواحة رضی الله تعالیٰ عنه اذا لقی الرجل من اصحاب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال تعال نومن بربنا ساعة فقال ذات یوم لرجل فغضب الرجل فجاء الی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال یا رسول الله الا تری الی ابن رواحة یرغب عن ایمانک الی ایمان ساعة فقال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یرحم الله ابن رواحة انه یحب المجالس یباهی به الملائکة . رواه احمد بسند حسن عن انس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه .

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی صحابی رسول سے ملتے تو کہتے آؤ تا کہ تھوڑی دیر ایمان باللہ کی بات کریں لہٰذا عبداللہ بن رواحہ نے یہی بات ایک دن ایک صاحب سے کہی تو انھوں نے غصہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر عرض کی یا رسول اللہ آپ ابن رواحہ کو

ملاحظہ فرمارہے ہیں؟ کہ وہ تو آپ کے ایمان سے ایمان ساعت کی طرف روگردانی کررہے ہیں تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابن رواحہ پر رحم فرمائے وہ تو ایسی مجلسوں کو محبوب رکھتا ہے جن پر فرشتے فخر ومباہات کرتے ہیں۔ اسے امام احمد نے بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ابوہریرہ کے دو برتن

حدیث، ابو هريرة رضي الله تعالىٰ عنه حفظت عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وعائين فاما احد هما فبثته و اما الاخرى فلو بثته قطع هذا البلعوم .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (علم کے) دو برتن محفوظ کیے، ان میں سے ایک کو پھیلایا لیکن اگر دوسرا پھیلا دوں تو میرا حلق کاٹ دیا جائے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۸۳، ۲۸۴۔ النہی الاکید)

ابن ام مکتوم کو جماعت میں آنے کی تاکید

صحیح مسلم میں ہے:

عن ابی هريرة رضی الله تعلی عنه قال اتى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رجل اعمى فقال يا رسول الله انه ليس لى قائد يقودنى الى المسجد فسأل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان يرخص له فيصلى فى بيته فرخص فلما ولى دعاه فقال هل تسمع النداء بالصلاة فقال نعم قال فاجب. وأخرجه السراج فى مسنده مبينا فقال اتى ابن ام مكتوم الأعمى. الحديث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بارگاہ رسالت میں ایک نابینا شخص نے آکرعرض کیایارسول اللہ مجھے مسجد تک پہنچانے والا کوئی نہیں پھرانھوں نے گھر میں ہی نماز پڑھنے کی رخصت طلب کی ،حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رخصت دے دی جب وہ چلے تو حضور نے بلاکرارشادفرمایا کہ کیاتم نماز کی اذان سنتے ہوانھوں نے عرض کی ہاں حضور نے فرمایاتو حاضر ہو۔اسی طرح مسند سراج میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

حاکم کی روایت میں ہے :

عن ابن ام مکتوم قلت یا رسول الله ان المدینة کثیرة الھوام و السباع قال تسمع حی علی الصلاة حی علی الفلاح قال نعم قال فحیھلا.

یعنی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مدینہ میں کیڑے مکوڑے (سانپ بچھو وغیرہ) اور درندے کثرت سے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیاتم **حی علی الصلاة ، علی الفلاح** یعنی اذان سنتے ہوانھوں نے عرض کی ہاں فرمایا تب تو حاضر ہو۔ (مولف)

احمد وابن خزیمہ اور حاکم ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

یسعنی ان اصلی فی بیتی قال اتسمع الاقامة قال نعم قال فأتھا . و فی اخری قال فاحضرھا و لم یرخص له .

ابن ام مکتوم نے عرض کی کیا مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی گنجائش ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اقامت سنتے ہو عرض کی ہاں فرمایا تو حاضر ہو اور انھیں رخصت نہیں دی۔ (مولف)

و للبیھقی عنه سأل ان یرخص له فی صلاة العشاء و الفجر قال ھل تسمع

الاذان قال نعم مرة او مرتين فلم يرخص له فى ذلك .

بیہقی کے یہاں یہ ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عشاء و فجر کے لیے مسجد میں حاضر نہ ہونے کی رخصت طلب کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اذان سنتے ہو عرض کی ہاں ہاں حضور نے پھر ان کو اس میں رخصت نہیں دی۔ (مولف)

و لہ عن كعب بن عجرة جاء رجل ضرير الى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فيه ايبلغك النداء قال نعم (قال) فاذا سمعت اجب .

ایک نابینا شخص بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اس حدیث میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو اذان کی آواز پہنچتی ہے عرض کی ہاں حضور نے فرمایا جب اذان سنتے ہو تو حاضر ہو۔ (مولف)

احمد وابویعلی ابن حبان اور طبرانی اوسط میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال اتسمع الاذان قال نعم قال فأتها و لو حبوا.

اس روایت میں یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ابن ام مکتوم) سے فرمایا کیا اذان سنتے ہو عرض کی ہاں حضور نے فرمایا تو حاضر ہو اگرچہ گھسیٹ کر ہو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۴۷ ۔ القلادۃ المرصعۃ)

صحابہ کا حضور سے قرآن سیکھنا

امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اگرچہ بسبب کمال افادۂ حضور فاعل کامل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و

نہایت استعداد نفوس قوابل رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن کر سیکھا مگر وہ بھی بطور تعلیم وتلقین، ظاہر باطن ونظم ومعنی وحکم وحکمت تھا نہ یوں کہ صرف نماز میں قرأت اقدس سے لفظ یاد کر لیے۔ صحابہ کرام دس دس آیتیں مع ان کے علم وعمل کے سیکھتے جب ان پر قادر ہو جاتے دس اور تعلم فرماتے، اسی طرح امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس میں سورۂ بقرہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھی جب ختم فرمائی ایک اونٹ ذبح کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آٹھ سال میں پڑھی کہ جس قدر تدبر زائد دیر زائد۔

ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال كنا اذا تعلمنا من النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم عشر آيات من القرآن لم نتعلم العشر التی بعدها حتی نعلم ما فيه فقيل لشريک من العمل قال نعم.

یعنی جب ہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن کی دس آیتیں سیکھتے تھے تو اگلی دس آیتوں کا سبق اس وقت تک نہیں لیتے جب تک پچھلے سبق کے احکام ومضامین کا ہمیں علم نہ ہو جاتا، شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کیا وہ عمل ہے فرمایا ہاں۔ (مولف)

ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں ابو عبدالرحمٰن سلمی سے راوی :

قال حدثنا من كان يقرينا من اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم انهم كانوا يقترون من رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم عشر آيات و لا ياخذون فی العشر الاخری حتی يعلموا ما فی هذه من العلم و العمل فعلمنا العلم و العمل .

ابو عبدالرحمٰن سلمی نے فرمایا کہ حدیث بیان کی ہم سے صحابۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے وہ جو زیادہ قرآن جانتے تھے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دس آیتیں پڑھتے اور دوسری دس

آیات شروع کرنے سے قبل ان کا علم وعمل جان لیتے تھے تو ہم نے علم وعمل سیکھ لیا۔ (مولف)

ابن سعد طبقات میں بطریق عبدالرحمٰن بن جعفر عن ابی الملیح عن میمون اور امام مالک موطا میں بلاغا راوی :

ان ابن عمر تعلم البقرة في ثمان سنين .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سورۂ بقرہ آٹھ سال میں پڑھی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵٦۷، ۵٦۸۔ وصاف الرجیح)

صحابہ ستارے کی مانند ہیں

میزان مبارک میں حدیث ہے :

اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کسی کی تم نے پیروی کی ہدایت یاب ہو جاؤ گے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵٦۰۔ منیر العین)

صحابہ کی محبت

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرمایا :

من احبهم فبحبي احبهم ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم

جس نے میری محبت کے سبب میرے صحابہ سے محبت کی تو میں اسے محبوب رکھتا ہوں اور جس نے

میرے بغض کے باعث میرے صحابہ سے عداوت کی تو میں اسے برا جانتا ہوں۔ (ملخصاً)

(فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۰۰)

صحابہ کرام کی محبت کے تعلق سے کیا اعتقاد ہونا چاہئے تو اس سلسلہ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

لیس حب الصحابة لذواتهم و لا حب اهل البيت لانفسهم بل حبهم جميعا لوصلتهم برسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فمن احب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وجب ان يحبهم جميعا و من ابغض بعضهم ثبت انه لا يحب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فلا نفرق بين احد منهم كما لا نفرق بين رسل ربنا صلوات الله و سلامه عليهم.

و من احب ابا بكر و لم يحب عليا كالنواصب و الخوارج علم انه انما يحب ابن ابی قحافة لا خليفة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و حبيبه و صاحبه، و من احب عليا و لم يحب ابا بكر كالروافض علم انه انما يحب ابن ابی طالب لا اخا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و وليه و نائبه . و هذا معنى قول المولوی قدس سره فی المثنوی .

اے گرفتار ابو بکر و علی
تو چہ دانی سر حق کہ غافلی

یعنی صحابہ اور اہل بیت کی محبت ان کی ذات ونفس کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ ان سب کی محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق اور رشتہ ہونے کیا سبب سے ہے تو جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے محبت کرے تو اس پر واجب ہے کہ صحابہ اور اہل بیت سے محبت کرے اور جو ان میں سے کسی سے بغض وعداوت رکھے تو ثابت ہو جائے گا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتا ہے، ہم صحابہ کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں جیسا کہ رسولان عظام علیہم الصلاۃ والسلام کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

اور جس نے ابوبکر صدیق سے محبت کی اور علی سے نہ کی جیسے ناصبی اور خارجی، تو معلوم ہو گیا کہ وہ ابوقحافہ کے بیٹے سے محبت کرتا ہے، حضور کے خلیفہ وحبیب اور ساتھی سے نہیں، اور جس نے علی سے محبت کی اور ابوبکر سے نہیں جیسے رافضی، تو معلوم ہو گیا کہ وہ ابوطالب کے بیٹے سے محبت کرتا ہے حضور کے بھائی وولی اور نائب سے نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اور یہی مطلب ہے مثنوی میں مولانا روم قدس سرہ کے اس شعر کا۔

اے گرفتہ ابوبکر و علی
تو چہ دانی سر حق کہ غافلی

(المعتمد المستند، ص۱۳۸)

اے ابوبکر صدیق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بغض وعداوت کرنے والو تم تو غافل ہو تم کیا جانو کہ اس میں حق تعالیٰ کا راز کیا ہے۔ (مولف)

صحابہ کو ساتھ مل کر کھانے کی تاکید

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے فرمایا اکٹھے ہو کر کھاتے ہو یا الگ الگ عرض کی الگ الگ فرمایا:

اجتمعوا علی طعامکم و اذکروا اسم اللہ یبارک لکم فیہ .

جمع ہو کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لو تمھارے لیے اسی میں برکت رکھی جائے گی۔

اسے ابوداؤد وابن ماجہ وابن حبان نے وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

كلوا جميعا و لا تفرقوا فان البركة مع الجماعة .

مل کر کھاؤ اور جدا نہ ہو کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔

اسے ابن ماجہ وعسکری نے المواعظ میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان احب الطعام الى الله تعالىٰ ما كثرت عليه الأيدى .

بیشک سب کھانوں میں زیادہ پیارا اللہ عزوجل کو وہ کھانا ہے جس پر ہاتھ بہت سے ہوں۔ (یعنی جتنے آدمی زیادہ مل کر کھائیں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہوگا)

اسے ابویعلی وطبرانی اور ابوالشیخ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(راد القحط والوباء)

صحابہ اہل زمین کے لیے گواہ ہیں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک جنازہ گزرا حاضرین نے اس کی تعریف کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت واجب ہوگئی۔ دوسرا جنازہ گزرا اس کی مذمت کی، نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت واجب ہوگئی۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز واجب ہوگئی فرمایا :

هذا اثنيتم عليه خيرا فوجبت له الجنة و هذا اثنيتم عليه شرا فوجبت له النار انتم شهداء الله في الأرض .

پہلے کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی، دوسرے کی مذمت کی اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی تم اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو زمین میں۔

امام احمد و بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

(فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۲۵۵)

آداب بارگاہ

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ خدا کا پیغام ہے کہ :

ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل حبط ہوجاتے ہیں، انھیں نام لے کر پکارنے والے سخت سزائیں پاتے ہیں، اپنے جان ودل کا انھیں مالک جانو، ان کے حضور زندہ بدست مردہ ہوجاؤ، ہمارا ذکر ان کی یاد کے ساتھ ہے، ان کا ہاتھ بعینہ ہمارا ہاتھ ہے، ان کی رحمت ہماری مہر، ان کا غضب ہمارا قہر، جس قدر ملازمت زیادہ ہوتی ہے حضور کی عظمت ومحبت ترقی پاتی اور وہ حال مذکور یعنی خشوع وخضوع ورعب وہیبت روز افزوں کرتی اور ایمان حضور کی تعظیم ومحبت کا نام ہے۔

حلیۂ اقدس کے راوی

ترجمۂ ابن ابی ہالہ میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں :

و کان ربیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اخا لفاطمة و خال الحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنهم لصغره یتشبع من النظر لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و یدیم النظر لوجهه لکونه عنده داخل بیته فلذا اشتهر وصف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عنه دون غیره من کبار الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم فانهم لکبرهم کانوا یهابون اطالة النظر الیه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فاحاط به نظره احاطة الهالة بالبدر و الاکمام بالتمر هنیا له مع ان ما قاله قطرة من بحر.

حضرت ابن ابو ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ربیب، فاطمہ کے بھائی اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ماموں تھے یہ اپنے بچپنے کے سبب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بھرپور نظر کرتے تھے اور حضور کے وجہ کریم کو مسلسل دیکھتے رہتے کیوں کہ یہ حضور کے ساتھ کاشانۂ اقدس میں رہتے، اسی لیے حضور کا حلیۂ اقدس کے اوصاف انھیں سے مروی ہیں اکابر صحابہ نے حلیہ انور بیان نہیں فرمایا ہے۔ وہ بڑے ہونے کے سبب سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف زیادہ دیر تک نظر جما کر دیکھنے سے ڈرتے تھے۔ ابن ابو ہالہ نے جمال جہاں آراء کا احاطہ اس طرح کیا جس طرح چودھویں کے چاند کے اردگرد ہالہ اور کھجور پر غلاف ہوتا ہے، ان کو مبارک ومژدہ ہو کہ ان سے اوصاف حضور مروی ہیں مگر ابن ابو ہالہ نے جو بیان کیا ہے وہ حضور کے بحر کرامت کا ایک قطرہ ہے۔

تعظیم نبی اور ایمان

امام احمد رضا بریلوی ایک موقع پر فرماتے ہیں :

ایمان صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم، محبت، عظمت کا نام ہے تو جس کے دل میں جس قدر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت وعظمت زائد اسی قدر اس کا ایمان اکمل، اور جس قدر

کم، اتنا ہی ایمان ناقص، اور جس کے دل میں بالکل نہیں وہ مطلقاً کافر ہے۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین .

قطعاً اپنے ظاہر پر محمول ہے، بیشک جب تک محبت دینی، ایمانی، اختیاری، ایقانی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان اور خود اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے ہرگز مومن نہیں۔

انزال کتب وارسال رسل بلکہ تخلیق آدم وعالم سب اظہار عظمت عظیمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہے۔

ابن عساکر سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت جل جلالہ نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی بھیجی اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا تمھیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت وکرامت والا کوئی نہ بنایا۔

و لقد خلقت الدنیا و اھلھا لا عرفھم کرامتک و منزلتک عندی و لولاک لما خلقت الدنیا.

میں نے دنیا ومخلوقات دنیا اسی لیے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت وعزت تمھاری ہے ان پر ظاہر فرمادوں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا نہ بناتا۔

یعنی دنیا وآخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دارالجزا ہے اور دارالجزا کو دارالعمل پر تقدم ضروری ہے۔ جب دارالعمل بلکہ عالمین ہی نہ ہوتے دارالجزا کہاں سے آتی؟

حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی حضرت عزت عزوعلا نے آدم علیہ السلام کو وحی بھیجی

لو لا محمد ما خلقتک و لا ارضا و لا سماء .

اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے نہ میں تمھیں پیدا کرتا نہ آسمان وزمین بناتا۔

(ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اور صحابہ کے فضائل میں یوں مدح سرا ہیں:

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جان یک دل — ابو بکر فاروق عثماں علی ہے
تیرے در کا درباں ہے جبریل اعظم — تیرا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

●

میں ایک محتاج بے وقعت گدا تیرے سگ در کا
تیری سرکار والا ہے تیرا دربار عالی ہے

●

اصحاب نجوم رہنما ہیں
کشتی ہے آل مصطفائی

●

صدق و عدل و کرم و ہمت میں
چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے

●

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

•

جاں نثاران بدر و احد پر درود
حق گزاران بیعت پہ لاکھوں سلام

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولیٰ کی ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

•

مومنین پیش فتح وپس فتح سب
اہل خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

جس مسلماں نے دیکھا انھیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

•

خدا کی قسم مصطفیٰ کے صحابہ
سب آپس میں یک جان و یک دل دو قالب

جو ان میں نفاق و عداوت بتائے
وہ مردود جھوٹا وہ ملعون کاذب

(حدائق بخشش)

❁......❁......❁

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

الا تنصروہ فقد نصرہ الله اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سکینته علیه ۔

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا۔ (التوبہ/۴۰)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ان کا نام جاہلیت میں عبدالکعبہ تھا اور بعض عبدرب الکعبہ نام بتاتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا، ایک قول ہے کہ عتیق رکھا اس بناء پر کہ وہ آتش دوزخ سے آزاد ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کا کوئی بچہ زندہ نہ رہتا تھا جب یہ پیدا ہوئے تو ان کو قبلہ رو کھڑا کر کے کہا، اے خدا ان کو موت سے رستگاری دے اور ان کو میرے لیے بخش دے۔

بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بھی ان کا قدیمی نام ہے درست وصواب یہ ہے کہ یہ نام اور لقب دونوں اسلامی ہیں۔ ترمذی میں مروی ہے کہ **من اراد ان ینظر الی العتیق من النار فینظر الی ابی بکر.**

جو چاہتا ہے کہ ایسے شخص کو دیکھے جو جہنم سے آزاد ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ابوبکر کی طرف دیکھے۔

ایک قول یہ ہے کہ **لقبه لقب به بعتاقه ای حسنه و جماله .**

یعنی ان کے حسن و جمال کے سبب سے ان کا لقب عتیق رکھا گیا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ عتیق اس بنا پر لقب تھا کہ ان کے نسب میں کوئی بات ایسی نہ تھی جس سے ان پر عیب لگایا جاتا کیوں کہ وہ پہلے ہی سے خیر پر تھے۔

قاموس میں ہے **العتق ، الکرم و الجمال و النجابة و الشرف و العتیق لقب الصدیق او سمیته به امته .**

عتیق کے معنی کرم، جمال، نجابت وشرافت کے ہیں اور عتیق ابوبکر صدیق کا لقب ہے یا ان کی آزاد کردہ باندی کو عتیق کہا جاتا ہے۔

اور تمام امت کا آپ کے صدیق نام ہونے پر اتفاق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق میں انھوں نے سبقت و پہل کی۔ اور تمام احوال میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت پر انھوں نے تصدیق کو لازم جانا۔

دار قطنی اور حاکم نے ابو یحییٰ سے روایت کی ہے انھوں نے کہا کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو منبر شریف پر فرماتے کتنی مرتبہ میں نے سنا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پر ابوبکر کا نام صدیق رکھا۔

حضرت صدیق کی پیدائش حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے دو سال اور چند ماہ بعد ہے۔ اور اتنی ہی مدت ان کی خلافت کی ہے جو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پوری کر کے وفات پائی ہے۔ ان کی عمر شریف تریسٹھ سال کی ہوئی ان کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔

حضرت صدیق ایمان لاتے ہیں

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو مجھے دعوت اسلام دی، میں نے کہا ہر بی اپنی نبوت کے لیے کوئی نہ کوئی دلیل و برہان رکھتا ہے، آپ کی کیا دلیل ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا اور پھر راہب کا یہ کہنا کہ اس خواب کا کوئی اعتبار نہیں، اور بحیرہ کا کہنا کہ اس خواب کی تعبیر یوں ہے۔ اور اسی طرح میں نے تم سے کہہ دیا ہے جس کی مجھے جبریل نے اطلاع دے دی تھی۔ میں نے کہا حضور! میں آپ سے کوئی دلیل ماسوائے **اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله** طلب نہیں کرتا۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا میں نے پہلے جس شخص کو بھی دعوت اسلام دی اس

نے تھوڑا بہت ضرور تامل وتوقف کیا لیکن ابوبکر ہیں کہ دعوت اسلام کے بعد فوراً بغیر کسی دلیل و برہان کے مجھ پر ایمان لے آئے اور میرے مصدق بنے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صدیق اکبر امیر الحج

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ذوالقعدہ ۹ھ میں تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ سے حج کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نقیب اسلام اور حضرت سعد بن ابی وقاص و حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلم بنادیا اور اپنی طرف سے قربانی کے لیے بیس اونٹ بھی بھیجے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرم کعبہ اور عرفات و منیٰ میں خطبہ پڑھا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور سورۂ براۃ کی چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں اور اعلان کر دیا کہ اب کوئی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گا، نہ کوئی برہنہ بدن اور ننگا ہو کر طواف کر سکے گا اور چار مہینے کے بعد کفار و مشرکین کے لیے امان ختم کر دی جائے گی۔ حضرت ابوہریرہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس اعلان کی اس قدر زور زور سے منادی کی کہ ان لوگوں کا گلا بیٹھ گیا۔ اس اعلان کے بعد کفار و مشرکین فوج کی فوج آکر مسلمان ہونے لگے۔

ابوبکر کی آخری تمنا

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے صرف چند گھنٹے پہلے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کفن مبارک میں کتنے کپڑے تھے اور آپ کی وفات کس دن ہوئی؟

اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی یہ انتہائی تمنا تھی کہ زندگی کے ہر لمحات تو میں نے اپنے تمام

معاملات میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کی مکمل طور پر اتباع کی ہے۔ مرنے کے بعد کفن اور وفات کے دن بھی مجھے آپ کی اتباع سنت نصیب ہو جائے۔

صدیق پہلوئے رسول میں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ کو شہداء کے درمیان دفن کر دیں۔ اور بعض کہتے تھے کہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ میں نے کہا میں تو انھیں اپنے حجرے میں اپنے محبوب کے پاس دفن کروں گی۔ ابھی ہم اسی اختلاف میں تھے کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محبوب کو محبوب کی طرف لے آؤ۔ جب میں بیدار ہوئی تو پتہ چلا کہ تمام حاضرین نے اس آواز کو سن لیا تھا یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگوں نے بھی اس آواز کو گوش ہوش سے سنا۔

تربت رسول سے آواز

وفات سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری تابوت کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے روضۂ انور کے پاس لا کر رکھ دینا اور **السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک و سلم** کہہ کر عرض کرنا کہ حضور ابوبکر آپ کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوا ہے۔ اگر اجازت ہوئی تو دروازہ کھل جائے گا اور مجھے اندر لے جانا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت پر عمل کیا گیا اور ابھی وہ کلمات پایۂ اختتام کو نہ پہنچے تھے کہ پردہ اٹھ گیا اور آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کی طرف لے آؤ۔ سبحان اللہ۔

(مدارج النبوۃ دوم، شواہد النبوۃ، سیرت مصطفیٰ)

امت میں سب سے افضل

پوری امت مرحومہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہیں، امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : لما خلق الله العرش كتب عليه بقلم نور طول القلم ما بين المشرق و المغرب لا اله الا اله محمد رسول الله به آخذ و اعطى و امته افضل الامم و افضالها ابو بكر الصديق.

جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں، میں انھیں کے واسطے سے لوں گا اور انھیں کے وسیلے سے دوں گا ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق۔ رافعی نے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

صدیق سبقت لے گئے

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) صدقہ دینے کا حکم فرمایا اتفاق سے ان دنوں میں کافی مالدار تھا میں نے اپنے جی میں کہا اگر کبھی میں ابوبکر صدیق سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ دن آج ہے، میں اپنا آدھا مال حاضر لایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ما ابقيت لاهلك تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی رکھا میں نے عرض کی ابقيت لهم ان کے لیے بھی باقی چھوڑ آیا ہوں فرمایا ما ابقيت لهم آخر کتنا باقی چھوڑ آئے ہو عرض کی مثلہ اتنا ہی اور صدیق اکبر اپنا سارا مال تمام وکمال لے کر حاضر ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا يا ابا بكر ما ابقيت لاهلك اے ابوبکر گھر والوں کے لیے کیا باقی رکھا عرض کی ابقيت لهم الله و رسوله میں نے گھر والوں کے لیے اللہ ورسول کو باقی رکھا ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میں نے کہا میں ابوبکر سے کبھی سبقت نہ لے جاؤں گا۔

اسے دارمی، ابوداؤد، ترمذی، شاشی، ابن ابی عاص، ابن شاہین نے کتاب السنہ میں، حاکم نے مستدرک میں، ابونعیم نے حلیہ میں، بیہقی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

امامت صدیق اکبر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت وخلافت سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد امامت صدیق اکبر بالقطع التحقیق حقہ راشدہ ہے، نہ غاصبہ جائرہ، رحمت ورافت، حسن سیادت ولحاظ مصلحت وحمایت ملت وپناہ امت سے مزین اور عدل وداد ورشد وارشاد وقطع فساد وقمع اہل ارتداد سے محلی۔

اول، تو تلویحات وتصریحات سید الکائنات علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات والتحیات اس بارے میں بکثرت وارد۔

دوسرے، خلافت اس جناب تقوی مآب کی باجماع صحابہ واقع ہوئی، اور باطل پر اجماع امت۔

(اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب)

خلفاء میں افضل

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ

خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے آیا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ افضل تھے یا کم؟

آپ نے فرمایا:

اہل سنت و جماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں۔ تمام امم عالم اولین وآخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی وعظمت وعزت ووجاہت وقبول وکرامت وقرب ولایت کونہیں پہنچتا۔ ان الفضل بیدہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم۔

پھران میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم ومولاہم وآلہ وعلیہم وبارک وسلم۔

اس مذہب مہذب پرآیات قرآن عظیم واحادیث کثیرہ حضور پرنور نبی کریم علیہ وآلہ وصحبہ الصلاۃ والتسلیم وارشادات جلیلہ واضحہ امیر المومنین مولیٰ علی مرتضیٰ ودیگر ائمہ اہل بیت طہارت وارتضاء واجماع صحابہ کرام وتابعین عظام وتصریحات اولیائے امت وعلمائے ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے وہ دلائل ہرہ وحجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہوسکتا۔ یہاں صرف چند ارشادات ائمہ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ نہم پراقتصار ہوتا ہے۔

اللہ عزوجل کی بیشمار رحمت ورضوان وبرکت امیر المومنین اسد حیدر حق گو، حقداں حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی پرکہ اس جناب نے مسئلہ تفضیل کو بغایت مفصل فرمایا اپنی کرسی خلافت وعرش زمامت پر بر سرمنبر، مسجد جامع ومشاہد ومجامع وجلوات عامہ وخلوات خاصہ میں بطرق عدیدہ تامہ ومدیدہ، سپید وصاف، ظاہروواشگاف، محکم ومفسر، بےاحتمال دگر، حضرات شیخین کریمین، وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذات پاک اورتمام امت مرحومۂ سید لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل وبہتر ہونا ایسے روشن وابین طور پرارشاد کیا، جس میں کسی طرح کا شائبہ شک وتردد نہ رہا، مخالف مسئلہ کو مفتری بتایا، اسی کوڑے کا مستحق ٹھہرایا،

حضرت سے ان اقوال کریمہ کے راوین اسی سے زیادہ صحابہ وتابعین، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

صواعق امام ابن حجر مکی میں ہے

قال الذهبی و قد تواتر ذلک فی خلافته و کرسی مملکته و بین الجم الغفیر من شیعته ثم بسط الاسانید الصحیحة فی ذلک قال، و یقال رواه عن علی نیف و ثمانون نفسا و عدد منهم جماعة ثم قال فقبح الله الرافضة ما اجهلهم.

ذہبی نے کہا: تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات اپنے دور خلافت و حکومت میں اور کثیر مصاحبین کے درمیان فرمائی بعدازاں اس بارے میں صحیح سندوں کو تفصیل سے ذکر کیا، یہ بھی کہا کہ محدثین کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کے روایت کرنے والے اسی سے زیادہ حضرات ہیں، ان میں سے ایک جماعت کا ذکر بھی کیا اور فرمایا خدا روافض کو ذلیل کرے کس قدر جاہل ہیں۔

یہاں تک کہ بعض مصنفان شیعہ مثل عبدالرزاق محدث صاحب مصنفات نے باوصف تشیع تفضیل شیخین اختیار کی اور کہا جب خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی انھیں اپنے نفس کریم پر تفضیل دیتے تو مجھے اس اعتقاد سے کب مفر ہے، مجھے یہ گناہ کیا تھوڑا ہے کہ علی سے محبت رکھوں اور علی کے خلاف کروں۔

صواعق میں ہے:

و ما احسن ما سلکه بعض الشیعة المصنفین کعبد الرزاق فانه قال و افضل الشیخین، بتفضیل علی ایاهما علی نفسه و الالما فضلتهما کفی بی وزرا ان احبه ثم اخالفه.

بعض مصنف شیعہ مثل عبدالرزاق (مشہور محدث) نے کیا عمدہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں

میں شیخین کریمین (ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو اس لیے افضل مانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں اپنے آپ سے افضل قرار دیا ورنہ میں انھیں افضل نہ مانتا میرے لیے یہ کچھ کم گناہ نہیں کہ حب علی کے باوجود میں علی کی مخالفت کروں۔

ابوبکر کی افضلیت پر علی کے ارشادات

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اب چند احادیث مرتضوی سنئے

صحیح بخاری شریف میں سیدنا وابن سیدنا امام محمد بن حنفیہ صاحبزادہ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مروی۔

قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر.

میں نے اپنے والد ماجد کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں مین بہتر کون ہے؟ فرمایا ابوبکر میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

امام بخاری اپنی صحیح اور ابن ماجہ سنن میں بطریق عبداللہ بن سلمہ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ فرماتے ہیں :

خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ابو بکر و خیر الناس بعد ابی بکر عمر.

بہترین مردم بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر ہیں، اور بہترین مردم بعد ابوبکر عمر ہیں۔ رضی

اللہ تعالیٰ عنہما (یہ ابن ماجہ کی حدیث ہے)

امام ابن القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل البلخی کتاب السنۃ میں راوی :

عن علقمة قال بلغ عليا ان اقواما يفضلونه على ابى بكر و عمر فصعد المنبر فحمد الله و اثنى عليه ثم قال يا ايها الناس انه بلغنى ان اقواما يفضلوننى على ابى بكر و عمر و لو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتر عليه حد المفترى ثم قال ان خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم عمر ثم الله اعلم بالخير بعد قال و فى المجلس الحسن بن على فقال و الله لو سمى الثالث لسمى عثمان .

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انھیں حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتاتے ہیں یہ سن کر منبر پر جلوہ فرما ہوئے حمد و ثنائے الٰہی بجالائے پھر فرمایا اے لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتے ہیں اس بارہ میں اگر میں نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو بیشک سزا دیتا۔ آج سے جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد یعنی اسی کوڑے لازم ہیں۔ پھر فرمایا بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل امت ابوبکر ہیں پھر عمر، پھر خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد کون سب سے افضل ہے۔ علقمہ فرماتے ہیں مجلس میں سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرماتے انھوں نے فرمایا خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

امام دارقطنی سنن میں اور ابو عمر بن عبد البر استیعاب میں حکم بن جحل سے راوی حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں :

لا اجد احد افضلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدته حد المفتری .

میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

سنن دارقطنی میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی اور امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مقرب بارگاہ تھے جناب امیر انھیں ''وہب الخیر'' فرمایا کرتے تھے۔ راوی۔

انہ کان یری ان علیا افضل الامۃ فسمع اقواما یخالفونہ فحزن حزنا شدیدا فقال لہ علی بعد ان اخذ یدہ و ادخلہ بیتہ ما احزنک یا ابا جحیفۃ فذکر لہ الخبر فقال الا اخبرک بخیر ھذہ الامۃ خیرھا ابو بکر ثم عمر قال ابو جحیفۃ فاعطیت اللہ عھدا ان لا اکتم ھذا الحدیث بعد ان شافھنی بہ علی ما بقیت .

یعنی ان کے خیال میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تمام امت سے افضل تھے انھوں نے کچھ لوگوں کو اس کے خلاف کہتے سنا سخت رنج ہوا، حضرت مولیٰ علی ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانہ ولایت میں لے گئے غم کی وجہ پوچھی گزارش کی، فرمایا کہ میں تمھیں نہ بتاؤں کہ امت میں سب سے بہتر کون ہے؟ ابوبکر ہیں پھر عمر، حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا کہ جب تک جیوں گا اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا بعد اس کے کہ حضرت مولیٰ علی نے خود بالمشافہ مجھ سے ایسا فرمایا۔

امام زین العابدین کا ارشاد

امام احمد مسند ذی الیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابوحازم سے راوی :

قال جاء رجل الی علی بن الحسین رضی الله تعالیٰ عنهما فقال ما کان منزلة ابی بکر و عمر من النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال منزلتهما الساعة و هما ضجیعاه

یعنی ایک شخص نے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ابوبکر و عمر کا مرتبہ کیا تھا فرمایا جو مرتبہ ان کا اب ہے کہ حضور کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں۔

ابوبکر کے حق میں اولاد فاطمہ کا اجماع

دارقطنی حضرت امام باقر سے راوی کہ فرماتے ہیں

اجمع بنو فاطمة رضی الله تعالیٰ عنهم علی ان یقولوا فی الشیخین احسن ما یکون من القول

یعنی اولاد امجاد حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علی ابیھا الکریم وعلیہا وعلیہم وبارک وسلم کا اجماع و اتفاق ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں وہ بات کہیں جو سب سے بہتر ہو۔

ظاہر ہے کہ سب سے بہتر بات اسی کے حق میں کہی جائے گی جو سب سے بہتر ہو۔

محمد بن حنفیہ کا ارشاد

امام ابن عساکر وغیرہ سالم بن ابی الجعد سے راوی

قلت لمحمد بن الحنفیة هل کان ابو بکر اول القوم اسلا ما قال لا قلت فبم علی ابو بکر و سبق حتی لا یذکر احد غیر ابی بکر قال لانه کان افضلهم اسلاما حین اسلم حتی لحق بربه .

یعنی میں نے امام محمد بن حنفیہ سے عرض کیا ابوبکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے؟ فرمایا نہ میں نے کہا پھر کیا بات ہے کہ ابوبکر سب سے بالا رہے اور پیشی لے گئے یہاں تک کہ لوگ ان کے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ فرمایا یہ اس لیے کہ اسلام میں سب سے افضل تھے جب سے اسلام لائے یہاں تک کہ اپنے رب عزوجل سے ملے۔

محمد بن عبداللہ کا ارشاد

امام ابوالحسن دارقطنی جندب اسدی سے راوی کہ امام محمد بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن حسن مجتبیٰ بن علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہھم کے پاس کچھ اہل کوفہ و جزیرہ نے حاضر ہو کر ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارہ میں سوال کیا، امام ممدوح نے میری طرف ملتفت ہو کر فرمایا۔

انظروا الی اھل بلادک یسألوننی عن ابی بکر و عمر لھما افضل عندی من علی .

اپنے شہروالوں کو دیکھو مجھ سے ابوبکر و عمر کے بارے میں سوال کرتے ہیں وہ دونوں میرے نزدیک بلاشبہ علی سے افضل ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

یہ امام اجل حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پوتے اور حضرت شہید کربلا کے نواسے ہیں ان کا لقب مبارک نفس زکیہ ہے ان کے والد حضرت عبداللہ محض کہ سب میں پہلے حسنی و حسینی دونوں شرف کے جامع ہوئے لہٰذا محض کہلائے۔ اپنے زمانہ میں سردار بنی ہاشم تھے ان کے والد ماجد امام حسن مثنی اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ صغریٰ بنت امام حسین صلی اللہ تعالیٰ علی ابیھم وعلیہم وبارک وسلم ہیں۔

کوفیوں سے زید بن علی کا ارشاد

امام حافظ عمرو بن ابی شیبہ حضرت امام اجل سید زید شہید ابن امام علی سجاد زین العابدین ابن امام

حسین سعید شہید صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علی جدہم الکریم وعلیہم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کوفیوں سے فرمایا۔

انطلقت الخوارج فبراء ت ممن دون ابی بکر و عمر و لم یستطیعو ان یقولوا فیهما شینا و انطلقتم فطفرتم فوق ذلک فبرئتم منهما فمن بقی ؟ فو الله ما بقی احد الا برئتم منه .

یعنی خارجیوں نے اٹھ کران سے تبری کی جو ابوبکر وعمر سے کم (یعنی عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مگر ابوبکر وعمر کی شان میں کچھ کہنے کی گنجائش نہ پائی۔ اور تم نے اے کوفیو! او پر جست کی کہ ابو بکر وعمر سے تبرئی کی تو اب کون رہ گیا؟ خدا کی قسم اب کوئی نہ رہا جس پر تم نے تبرانہ کیا ہو۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اللہ اکبر! امام زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد مجید ہم غلامان خاندان زید کو بحمد اللہ کافی ووافی ہے۔

ابوبکر کی افضلیت پر ائمہ وعلماء کا اتفاق

سید سادات بلگرام، حضرت مرجع الفریقین، مجمع الطرفین، حبر شریعت، بحر طریقت، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، سیدنا ومولانا میر عبد الواحد حسینی سید بلگرامی قدس سرہ السامی نے کتاب مستطاب ''سبع سنابل شریف'' تصنیف فرمائی کہ بارگاہ عالم پناہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موقع قبول عظیم پر واقع ہوئی۔ حضرت میر قدس سرہ المنیر نے اس کتاب مقبول ومبارک میں مسئلہ تفضیل بکمال تفصیل وتاکید جمیل وتہدید جلیل ارشاد فرمایا، لفظ مبارک سے چند حروف کی نقل سے شرف حاصل کروں اولیائے کرام ومحدثین وفقہاء جملہ اہل حق کے اجماعی عقائد میں بیان فرماتے ہیں :

واجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد انبیاء ابوبکر صدیق است وبعد از وے عمر فاروق است وبعد

از وے عثمان ذوالنورین است و بعد از وے علی مرتضٰی است رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اہل حق کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں ان کے بعد عمر فاروق ان کے بعد عثمان ذوالنورین اور ان کے بعد علی ہیں مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

پھر فرمایا:

فضل ختنین از فضل شیخین کمتر است بے نقصان و بے قصور۔

حضرت عثمان و علی کی فضیلت، ابوبکر و عمر سے بغیر کسی عیب و نقصان کے کم ہے۔

پھر فرمایا:

اجماع اصحاب و تابعین و تبع تابعین و سائر علما امت ہم بریں عقیدہ واقع شدہ است۔

صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماء امت کا یہی عقیدہ ہے۔

پھر فرمایا:

مخدوم قاضی شہاب الدین در تیسیر الاحکام نبشت کہ ہیچ ولی بدرجہ ہیچ پیغمبرے نمی رسد زیرا کہ امیر المومنین ابوبکر بحکم حدیث بعد پیغمبران از ہمہ اولیاء برتر است و او بدرجہ ہیچ پیغامبرے نہ رسید و بعد او امیر المومنین عمر بن الخطاب است و بعد او امیر المومنین عثمان بن عفان است و بعد او امیر المومنین علی بن ابی طالب است۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ کسیکہ امیر المومنین علی را خلیفہ نداند او از خوارج است و کسیکہ او را بر امیر المومنین ابوبکر و عمر تفضیل کند او از روافض است۔

مخدوم قاضی شہاب الدین نے تیسیر الاحکام میں لکھا ہے کہ کوئی کسی نبی کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا کیوں کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق از روے حدیث بعد از انبیاء تمام اولیاء سے افضل ہیں اور وہ کسی

پیغمبر کے مقام کو نہ پہنچ سکے۔ ان کے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب ان کے بعد امیر المومنین عثمان بن عفان اور ان کے بعد امیر المومنین علی بن ابی طالب ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ جو شخص امیر المومنین حضرت علی کو خلیفہ برحق نہ جانے وہ خارجی ہے اور جو شخص انھیں امیر المومنین ابوبکر و عمر سے افضل قرار دے وہ رافضی ہے۔

پھر فرمایا:

از یں جا باید دانست کہ در جہاں نہ ہچو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیرے پیدا شد و نہ ہچو ابوبکر مریدے ہویدا گشت۔ اے عزیز اگر چہ کمالیت فضائل شیخین بر ختنین بفرط دقائق اعتقاد باید کرد امانہ بروجہیکہ در کمالیت فضائل ختنین قصورے ونقصانے بخاطر تو رسد بلکہ فضائل ایشاں وفضائل جملہ اصحاب از عقول بشر و افکار انسانیہ بسے بالاتر است۔

جاننا چاہیے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا جہان میں نہ کوئی پیر پیدا ہوا اور نہ ابوبکر ایسا کوئی مرید ظاہر ہوا۔ اے عزیز اگر چہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر) کی حضرت عثمان و علی پر افضلیت کا کامل اعتقاد رکھنا چاہے لیکن ایسا نہ ہو کہ حضرت عثمان و علی کے فضائل کے ناقص ہونے پر تصور تیرے دل میں گزرے بلکہ ان کے اور تمام صحابہ کرام کے فضائل عقل بشری اور فکر انسانی سے بہت بلند ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

پھر فرمایا:

پس چوں اجماع صحابہ کہ انبیاء صفت اند بر تفضیل شیخین واقع شد و مرتضیٰ نیز دریں اجماع متفق و شریک بود، مفضلہ در اعتقاد خود غلط کردہ است اے خانمانان ما فدائے نام مرتضیٰ واے دل و جان ما نثار اقدام مرتضیٰ باد، کدام بدبخت ازل کہ محبت مرتضیٰ در دلش نباشد، وکدام راندۂ درگاہ مولیٰ کہ اہانت او روا دارد،

مفضلہ گمان بردہ است کہ نتیجۂ محبت با مرتضیٰ تفضیل اوست بر شیخین ونمی داند کہ ثمرۂ محبت موافقت است با او نہ مخالفت کہ چوں مرتضیٰ فضل شیخین وذی النورین رابر خود روا داشت واقتدا بایشاں کرد وحکم ہائے عہد خلافت ایشاں راامتثال فرمود۔ شرط محبت با او آن باشد کہ درراہ وروش با او موافق باشد نہ مخالف۔

جب انبیاء صفت صحابہ کرام کا شیخین کی فضیلت پر اتفاق ہے اور حضرت علی مرتضیٰ بھی اس اجماع میں شریک ہیں۔ لہٰذا مفضلہ (حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دینے والوں) کا اعتقاد غلط ہے۔ ہمارا خاندان حضرت علی مرتضیٰ کے نام پر فدا ہو، ہمارا دل و جان حضرت علی مرتضیٰ کے قدموں پر نثار ہو، کون ازلی بد بخت ہے جس کے دل میں حضرت علی مرتضیٰ کی محبت نہ ہوگی اور کون مردود بارگاہ ان کی توہین کو جائز رکھتا ہے۔ اہل تفضیل کا گمان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انھیں شیخین پر فضیلت دی جائے اور یہ نہیں سمجھتے کہ محبت کا تقاضا ان کی موافقت ہے نہ مخالفت کہ جب علی مرتضیٰ نے شیخین اور ذی النورین کی فضیلت اپنے اوپر جائز رکھی، ان کی اقتدا کی، ان کے عہد خلافت کے احکام کی تعمیل کی، آپ کی محبت کی شرط یہ ہے کہ آپ کے طرز وطریق کی موافقت کی جائے نہ کہ مخالفت۔

الحمدللہ! یہ عقیدہ ہے اہل سنت و جماعت اور ہم غلامان وودو مان زید کا۔

(غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق)

ابوبکر صدیق کی عمر

حضرت ابوبکر صدیق اور دیگر خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عمر مبارک سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

قبول اسلام کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ۳۸ سال تھی اور سوائے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ حضور کی عمر شریف ۸۳ سال ہوئی ہر سہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

کی عمر مبارک نیز عمر شریف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے برابر ہوئیں یعنی ۶۳ سال اگر چہ اس میں کچھ روز ماہ کم وبیش ضرور تھی لیکن سال وفات یہی تھا۔

صدیق نے کبھی بت پرستی نہ کی

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا ۴ سال کی عمر میں آپ کے باپ بت خانے میں لے گئے اور کہا

ھو لاء الشم العلی فاسجد لھم

یہ ہیں تمھارے بلند وبالا خدا انہیں سجدہ کرو۔

جب آپ بت کے سامنے تشریف لے گئے فرمایا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے میں پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا وہ بت بھلا کیا جواب دیتا آپ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خداداد کی تاب نہ لا سکا، باپ نے یہ حالت دیکھی انھیں غصہ آیا انھوں نے ایک تھپڑ رخسار مبارک پر مارا اور وہاں سے آپ کی ماں کے پاس لائے سارا واقعہ بیان کیا ماں نے کہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ

یا امۃ اللہ بالتحقیق ابشری بالولد العتیق اسمہ فی السماء الصدیق لمحمد صاحب و رفیق.

اے اللہ کی بچی لونڈی تجھے مژدہ ہو اس آزاد بچے کا آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یار و رفیق میں نہیں جانتی کہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون ہیں اور کیا معاملہ ہے اس وقت سے صدیق اکبر کو کسی نے شرک کی طرف نہ بلایا۔

یہ روایت صدیق اکبر نے خود مجلس اقدس میں بیان کی جب یہ بیان کر چکے جبریل امین حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کی

صدق ابو بکر و هو الصديق

ابوبکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں۔ یہ حدیث عوالی العرش الی معالی الفرش میں ہے اور اس سے امام احمد قسطلانی نے شرح بخاری میں ذکر کی۔

معیت رسول

جب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کسی وقت جدا نہ ہوئے یہاں تک کہ بعد وفات بھی پہلوئے اقدس میں آرام فرما ہیں۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے دست اقدس میں صدیق کا ہاتھ لیا اور بائیں مبارک میں حضرت عمر کا ہاتھ لیا اور فرمایا

هكذا نبعث يوم القيامة. ہم قیامت کے روز یوں ہی اٹھائیں گے۔

ابوبکر کو شک نہ ہوا

امام اہل سنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

لم يزل ابو بكر بعين الرضا من الله تعالىٰ.

ابوبکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر رضا سے منظور رہے۔

ابن عساکر امام زہری تلمیذ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

من فضل ابى بكر انه لم يشك فى الله ساعة .

صدیق اکبر کے فضائل سے ایک یہ ہے کہ انھیں کبھی اللہ میں شک نہ ہوا۔

یوم بلیٰ یاد ہے

امام عبدالوہاب شعرانی یواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اتذکر یوم یوم کیا تمھیں اس دن والا دن یاد ہے عرض کی ہاں یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ اس دن سب سے پہلے حضور نے بلیٰ فرمایا تھا۔

بالجملہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز الست سے روز ولادت اور روز ولادت سے روز وفات اور روز وفات سے ابدالآباد تک سردار مسلمین ہیں۔ یوں ہی سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔

(الملفوظ حصہ اول)

حضور کے یار

طبرانی کبیر و ابن شاہین کتاب السنہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں

دخل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و اصحابه غدیرا فقال لیسبح کل رجل الی صاحبه فسبح کل رجل منهم الی صاحبه حتی بقی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و ابو بکر فسبح رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الی ابی بکر حتی اعتنقه فقال لو کنت متخذا خلیلا لا تخذت ابا بکر خلیلا و لکنه صاحبی .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ ایک تالاب میں تشریف لے گئے حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص اپنے یار کی طرف پیرے، سب نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور ابوبکر صدیق باقی رہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدیق کی طرف پیر کے تشریف لے گئے اور انھیں گلے لگا کر فرمایا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرا یار ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی صاحبہ وبارک وسلم۔

حضور کے نزدیک ابوبکر کا مرتبہ

خطیب بغدادی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال كنا عند النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال يطلع عليكم رجل لم يخلق الـله بعدی احدا خيرا منه و لا افضل و له شفاعة مثل شفاعة النبيين فما برحنا حتی طلع ابو بكر فقام النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقبله و التزمه .

ہم خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے ارشاد فرمایا اس وقت تم پر وہ شخص چمکے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر و بزرگ تر کسی کو نہ بنایا اور اس کی شفاعت، شفاعت انبیاء کے مانند ہوگی ہم حاضر ہی تھے کہ ابوبکر صدیق نظر آئے ، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کیا اور صدیق کو پیار کیا اور گلے لگایا۔

حافظ عمر بن محمد ملا اپنی سیرت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال رأيت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم واقفا مع علی بن ابی طالب اذا قبل ابو بكر فصافحه النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و عانقه و قبل فاه فقال علی اتقبل فا ابی بكر فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم يا ابا الحسن منزلة ابی بكر عندی كمنزلتی عند ربی.

میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ کھڑے دیکھا اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ان سے مصافحہ فرمایا اور گلے لگایا، اور ان کے دہن پر بوسہ دیا، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی کیا حضور ابوبکر کا منہ چومتے ہیں؟ فرمایا اے ابوالحسن ابوبکر کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہے جیسا میرا مرتبہ میرے رب کے حضور۔

صدیق اکبر کا عشق رسول

ابن عبدربہ کتاب بہجۃ المجالس میں مختصراً اور ریاض نضرہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مطولا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتدائے اسلام میں اظہار اسلام اور کفار سے حرب وقتال فرمانا اور ان کے چہرۂ مبارک پر ضرب شدید آنا، اس سخت صدمے میں بھی حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال رہنا، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے اپنی ماں سے خدمت اقدس میں لے چلنے کی درخواست کرنا مفصلا مروی، یہ حدیث ہماری کتاب ''مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ۱۲۹۷ھ'' میں مذکور اس کے آخر میں ہے۔

حتی اذا ھدا ء ت الرجل و سکن الناس خرجتا به یتکی علیھما حتی ادخلتاه علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فانکب علیه فقبله و انکب علیه المسلمون ورق له صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم رقة شدیدة الحدیث.

یعنی جب ہلچل موقوف ہوئی اور لوگ سو رہے ان کی والدہ ام الخیر اور حضرت فاروق اعظم کی بہن ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما انھیں لے کر چلیں بوجہ ضعف دونوں پر تکیہ لگائے تھے یہاں تک کہ خدمت اقدس میں حاضر کیا دیکھتے ہی پروانہ وار شمع رسالت پر گر پڑے، پھر حضور کو بوسہ دیا اور صحابہ غایت محبت سے ان پر گرے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے نہایت رقت فرمائی۔

(وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید)

تقدیم ابوبکر صدیق

فی الحدیث عنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ما قدمت ا با بکر و عمر و لکن اللہ قدمهما.

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو مقدم کیا ہے۔

و عنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم سألت اللہ ثلثا ان یقدمک یا علی فابی الا تقدیم ابی بکر.

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ میں نے اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ سوال کیا کہ وہ تم کو مقدم کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سوا دوسرے کو مقدم کرنے سے انکار فرمایا ہے۔

و قال صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یابی اللہ و المومنون الا ابا بکر.

اور فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کو امام بنائے جانے پر اللہ تعالیٰ اور مومن انکار کریں گے۔ (نقاء السلافۃ فی احکام البیعۃ والخلافۃ)

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

صدیق کو برا کہنے کا حکم

جو شخص ابوبکر صدیق یا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہے بہت ائمہ نے اسے کافر کہا ہے۔ اور اس قدر پر تو اجماع ہے کہ ایسا شخص بددین ہے دیکھو تنویر الابصار و درمختار و فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ خلاصہ و فتح

القدیر واشباہ و بحر الرائق وغنیۃ وعقود الدریۃ وغیرہ۔ (عرفان شریعت)

ابوبکر کا وسیلہ

ابوبکر صدیق کی نسبت حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی پیروی کو اپنی امت کی مغفرت کے لیے وسیلہ کیا کہ الٰہی ابوبکر کا صدقہ میری امت کے بوڑھوں کو بخش دے۔

(فتاویٰ افریقہ)

حضور کے بعد

حاکم بسند صحیح راوی :

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال سل برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی من ندفع صدقاتنا بعدک فقال الی ابی بکر قال فان حدث بابی بکر حدث فالی من فقال الی عمر قالوا فان حدث بعمر حدث فقال لی الی عثمان قالوا فان حدث بعثمان حدث قال فتبالکم الدھر فتبا. آہ مختصراً.

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے بنی مصطلق نے حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضور سے پوچھوں حضور کے بعد ہم اپنے اموال کی زکوۃ کسے دیں فرمایا ابوبکر کو عرض کی اگر ابوبکر کو کوئی حادثہ پیش آئے فرمایا عمر کو، عرض کی اگر عمر کو کچھ حادثہ پیش آئے فرمایا عثمان کو، عرض کی اگر عثمان کو کوئی حادثہ منہ دکھائے فرمایا اگر عثمان کا بھی واقعہ ہو تو فرمایا خرابی ہو تمھارے لیے ہمیشہ پھر خرابی ہے۔

ابونعیم حلیہ میں اور طبرانی سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل میں راوی :

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتی علی ابی بکر اجلہ و عمر ا جلہ و عثمان اجلہ فان استطعت ان تموت فمت.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب انتقال کریں ابوبکر وعمر وعثمان تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ مر جائے تو مر جانا۔

طبرانی کبیر میں عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویحک اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس جب عمر مر جائے تو اگر مر سکے تو مر جانا۔

امام جلال الدین سیوطی نے اس کی تحسین کی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۸۰، ۸۱۔ اقامۃ القیامۃ)

بارہ خلفاء کی روایت

بارہ خلفاء سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

صدیق اکبر سے شمار لینا لازم کہ ایک روایت میں ہے

یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ ابو بکر لا یلبث الا قلیلا.

میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے ابوبکر تھوڑے ہی دن رہیں گے۔

اس میں مراد وہ خلفاء ہیں کہ والیان امت ہوں اور عدل وشریعت کے مطابق حکم کریں۔ان کا متصل ہونا ضروری نہیں نہ حدیث میں کوئی لفظ اس پر دال ہے۔ان میں سے خلفائے اربعہ وامام حسن مجتبیٰ و امیر معاویہ وحضرت عبداللہ بن زبیر وحضرت عمر بن عبدالعزیز معلوم ہیں اور آخر زمانہ میں حضرت سیدنا امام مہدی ہوں گے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

یہ نو ہوئے باقی تین کی تعیین پر کوئی یقین نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲،ص ۲۱۳)

اولین وآخرین میں افضل و بہتر

حدیث: **ابو بکر و عمر خیر الاولین و الآخرین و خیر اهل السموات و اهل الارضین الا الانبیاء و المرسلین لا تخبرهما یا علی.**

ابوبکر وعمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور تمام آسمان والوں اور سب زمین والوں سے بہتر ہیں سوا انبیاء ومرسلین کے اے علی تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔

علامہ مناوی نے تیسیر میں اس کے یہ معنی بتائے ہیں کہ ارشاد ہوتا ہے اے علی تم ان سے نہ کہنا بلکہ ہم خود فرمائیں گے تاکہ ان کی مسرت زیادہ ہو۔

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں
اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

(فتاویٰ رضویہ ج۱۲،ص ۲۶۸)

اہل سنت کے نزدیک بعد انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام تمام اولین وآخرین سے افضل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج۱۱،ص ۶۵)

فتوحات مکیہ میں ہے اعلم انہ لیس فی امۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من هو افضل من ابی بکر غیر عیسیٰ علیہ الصلاۃ و السلام .

یعنی یقین جان کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں کوئی ایسا نہیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو سوا سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے کہ وہ حضور کے امتی ہیں اور صدیق سے افضل ہیں کہ نبی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۹۵)

جامع قرآن

صحیح بخاری شریف میں ہے:

عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ارسل الی ابو بکر مقتل اهل الیمامۃ فاذا عمر بن الخطاب عندہ قال ابو بکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القرآن و انی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذهب کثیرا من القرآن و انی اری ان تامر بجمع القرآن قلت لعمر کیف تفعل شیأ لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال عمر هذا و اللہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلک و رایت فی ذلک الذی رأی عمر قال زید قال ابو بکر انک رجل شاب عاقل لا نتهمک و قد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتتبع القرآن و اجمعہ فواللہ لو کلفونی نقل جبال من الجبال ما کان اثقل علی مما امرنی بہ من جمع القرآن قال قلت لابی بکر کیف تفعلون شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال هو واللہ خیر فلم یزل ابو بکر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری للذی شرح لہ صدر ابی بکر و عمر فتتبعت القران و اجمعہ . الحدیث.

جب جنگ یمامہ میں بہت صحابہ حاملان قرآن شہید ہوئے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یمامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر حاملان قرآن تیزی سے شہید ہوتے گئے تو قرآن کا ایک بڑا حصہ ختم ہو جائے گا۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے اور ایک جگہ لکھنے کا حکم دیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ کام کیا ہی نہیں تم کیوں کر کرو گے۔ فاروق اعظم نے فرمایا اگرچہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر خدا کی قسم کام تو خیر ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے میرا سینہ اس امر کے لیے کھول دیا اور میری رائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے موافق ہوگئی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر جمع قرآن کا حکم دیا انھیں بھی وہی شبہ گزرا اور عرض کی بھلا آپ ایسی بات کیوں کر کرتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی صدیق اکبر نے وہی جواب دیا کہ خدا کی قسم بات تو بھلائی کی ہے پھر دونوں صاحبوں میں بحث ہوتی رہی یہاں تک کہ ان کی رائے بھی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے کے ساتھ موافق ہوئی اور انھوں نے قرآن عظیم جمع کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۸۳۔ اقامۃ القیامۃ)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

قرآن عظیم کی جمع و ترتیب آیات و تفصیل سور زمانۂ اقدس حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بامر الٰہی حسب بیان جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم و ارشاد و تعلیم حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقع ہوئی تھی مگر قرآن عظیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سینوں اور متفرق کاغذوں، پتھروں کی تختیوں، بکری، دنبہ کے پوستوں، شانوں، پسلیوں وغیرہا میں تھا، ایک جگہ سارا قرآن مجموع نہ تھا، جب جنگ یمامہ میں کہ مسیلمہ کذاب ملعون مدعی نبوت سے زمانۂ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوئی صدہا صحابہ کرام حفاظ

قرآن نے شہادت پائی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل الہام منزل میں حضرت جل وعلا نے القا کیا کہ حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ اس لڑائی میں صحابہ جن کے سینوں میں قرآن عظیم تھا شہید ہوئے اگر یوں ہی جہادوں میں حفاظ شہید ہوتے گئے اور قرآن عظیم متفرق رہا تو بہت قرآن جاتے رہنے کا اندیشہ ہے میری رائے میں حکم دیجیے کہ قرآن عظیم کی سب سورتیں یکجا کر لی جائیں، خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی رائے پسند فرمائی۔

اور حضرت زید بن ثابت وغیرہ حفاظ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس امر جلیل کا حکم دیا کہ بحمد اللہ تعالیٰ سارا قرآن عظیم یکجا ہو گیا۔ ہر سورت ایک جدا صحیفہ میں تھی وہ صحیفے تا حیات صدیقی حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے بعد حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم اور ان کے بعد حضرت ام المومنین بنت الفاروق زوجہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رہے۔

عرب کی ہر قوم وقبیلہ بعض الفاظ کے تلفظ میں مختلف تھا مثلاً حرف تعریف میں کوئی الف لام کہتا تھا کوئی الف میم، اسی قسم کے بہت تفاوت لہجہ وطرز ادا میں تھے۔ زمانۂ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا کہ قرآن عظیم نیا اترا تھا اور ہر قوم وقبیلہ کو اپنے مادری لہجہ قدیمی عادت کا دفعۃً بدل دینا دشوار تھا۔ آسانی فرمائی گئی تھی کہ ہر قوم عرب اپنے طرز ولہجہ میں قرأت قرآن عظیم کرے۔ زمانۂ نبوت کے بعد شدہ شدہ اقوام مختلفہ سے بعض بعض لوگوں کے ذہن میں جم گیا کہ جس لہجہ ولغت میں ہم پڑھتے ہیں اسی میں قرآن عظیم نازل ہوا ہے۔

یہاں تک کہ زمانۂ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بعض لوگوں کو اس بات پر جنگ وجدل وزد وکوب کی نوبت پہنچی جب یہ خبر امیر المومنین کو پہنچی فرمایا ابھی سے تم میں اختلاف یہ پیدا ہوا تو آیندہ کیا امید ہے لہٰذا حسب مشورہ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ودیگر اعیان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ قرار پایا کہ صحیفہائے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ حضرت ام المومنین بنت

الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ ہیں منگا کر ان کی نقلیں لے کر تمام سورتیں ایک مصحف میں جمع کریں اور وہ مصاحف بلاد اسلام میں بھیج دیں کہ سب اس لہجہ کا اتباع کریں اس کے خلاف اپنے طرز ادا کے مطابق جو صحائف یا مصاحف بعض لوگوں نے لکھے ہیں دفع فتنہ کے لیے تلف کردیے جائیں اس رائے صائب کی بناء پر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہلا بھیجا کہ صحیفہائے صدیقی بھیج دیں ہم ان کی نقلیں لے کر شہروں کو بھیجیں اور اصل آپ کو واپس دیں گے، ام المومنین نے بھیج دیے۔

امیر المومنین نے زید بن ثابت وعبداللہ بن زبیر وسعید بن عاص وعبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نقلیں کرنے کا حکم دیا۔ وہ نقلیں مکہ معظمہ وشام ویمن و بحرین وبصرہ وکوفہ کو بھیجی گئیں اور ایک مدینہ طیبہ میں رہی اور اصل صحیفے جن سے یہ نقلیں ہوئی تھیں حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس دیے۔ ان کی نسبت معاذ اللہ دفن کرنے یا کسی طرح تلف کرادینے کا بیان محض جھوٹ ہے وہ مبارک صحیفے خلافت عثانی، پھر خلافت مرتضوی، پھر خلافت امام حسن، پھر سلطنت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک بعینہا محفوظ تھے یہاں تک کہ مروان نے لے کر چاک کردیے۔

بالجملہ اصل قرآن عظیم تو بحکم رب العزت حسب ارشاد حضور پرنور سید الاسیاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہولیا تھا سب سور کا یکجا کرنا باقی تھا وہ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورۂ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا۔ پھر اسی جمع فرمودۂ صدیقی کی نقلوں سے مصاحف بنا کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورۂ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بلاد اسلام میں شائع کیے اور تمام امت کو اصل لہجہ قریش پر مجتمع ہونے کی ہدایت فرمائی اسی وجہ سے وہ جناب جامع القرآن کہلائے ورنہ حقیقۃ جامع القرآن رب العزت تعالیٰ شانہ ہے

کما قال تعالیٰ ان علینا جمعہ و قرانہ۔

بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے اور بنظر ظاہر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور ایک جگہ اجتماع کے لحاظ سے سب میں پہلے جامع القرآن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام جلال الدین سیوطی اتقان شریف میں فرماتے ہیں :

قد كان القران كله كتب في عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لكن غير مجموع في موضع واحد و لا مرتب السور.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں پورا قرآن عظیم لکھا جا چکا تھا لیکن کسی ایک جگہ جمع نہیں کیا گیا تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی۔ (مولف)

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں

اعظم الناس في المصاحف اجرا ابو بكر رحمة الله على ابي بكر هو اول من جمع كتاب الله رواه ابو داؤد في المصاحف بسند حسن عن عبد خير قال سمعت عليا يقول فذكره

مصاحف کے تعلق سے لوگوں میں سب سے زیادہ اجر و ثواب کے مستحق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو کہ انھوں نے ہی سب سے پہلے قرآن عظیم کو جمع کیا۔ (مولف)

صحیح بخاری شریف میں ہے :

حدثنا موسى ثنا بن شهاب ان انس بن مالك حدثه ان حذيفة بن اليمان قدم على عثمان و كان يغازي اهل الشام في فتح آرمينية و آذر بائجان مع اهل العراق

فافزع حذیفة اختلافهم فی القراءة فقال حذیفة لعثمان یا امیر المومنین ادرک هذه الامة قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود و النصاریٰ فارسل عثمان الی حفصة رضی الله تعالیٰ عنها ان ارسلی الینا بالصحف ننسخها فی المصاحف ثم نردها الیک فارسلت بها حفصة الی عثمان فامر زید بن ثابت و عبد الله بن زبیر و سعید بن العاص و عبد الرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها فی المصاحف قال عثمان للرهط القرشیین الثلثة اذا اختلفتم انتم و زید بن ثابت فی شی من القرآن فاکتبوه بلسان قریش و انما نزل بلسانهم ففعلوا حتی اذا نسخوا المصحف فی المصاحف رد عثمان الصحف الی حفصة فارسل الی کل افق بمصحف بما نسخوا الخ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور وہ اہل عراق کے ساتھ آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے موقع پر شام والوں سے جہاد کر رہے تھے، قرآن عظیم کے پڑھنے میں ان کے اختلاف سے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا گئے تو حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ اس امت کے کتاب اللہ میں اختلاف کرنے سے پہلے خبر لیجیے جس طرح کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں اختلاف کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہ کے پاس بھیجا کہ آپ ہمارے پاس ان صحیفوں کو بھیج دیں ہم ان کی نقلیں لے کر آپ کو واپس دیں گے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان صحیفوں کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا حضرت عثمان نے زید بن ثابت و عبد اللہ بن زبیر و سعید بن عاص و عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام کو ان صحیفوں کے نقل کرنے کا حکم دیا اور قریش کے تینوں لوگوں سے فرمایا کہ اگر تم میں اور زید بن ثابت کے درمیان قرآن کی آیت میں اختلاف ہو تو اسے قریش کی لغت میں لکھنا کیوں کہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے ان حضرات نے ایسا ہی کیا یہاں

تک کہ جب صحیفوں کی نقلیں پوری ہوگئیں تو انھیں حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کے پاس بھیج دیا پھر ان کی نقلوں کو ہر چہار جانب بھیجا۔ (مولف)
(عرفان شریعت حصہ اول)

خلافت صدیق کا منکر کافر ہے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا منکر کافر و مبتدع ہے، اس پر امام احمد رضا بریلوی نے فقہاء کی جو عبارات پیش کی ہیں اسے ملاحظہ فرمائیں۔

فتاویٰ ظہیرہ میں ہے **من انکر امامة ابی بکر الصدیق فهو کافر و علی قول بعضهم هو مبتدع و لیس بکافر والصحیح انه کافر و کذلک من انکر خلافة عمر رضی الله تعالیٰ عنه فی اصح الاقوال.**

امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے اور بعض نے کہا بدمذہب ہے کافر نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے اسی طرح خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی صحیح تر قول میں کافر ہے۔

بحرالرائق میں ہے **یکفر بانکاره امامة ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه علی الاصح کانکاره خلافة عمر رضی الله تعالیٰ عنه علی الأصح.**

اصح یہ ہے کہ ابوبکر یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امامت وخلافت کا منکر کافر ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے **یکفر بانکاره صحبة ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه و بانکاره امامته علی الأصح و بانکاره صحبة عمر رضی الله تعالیٰ عنه علی الاصح.**

جو شخص ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو کافر ہے یوں ہی جو ان کے امام برحق ہونے کا انکار کرے مذہب اصح میں کافر ہے یوں ہی عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار قول

اصح پر کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۵۱۷، ۵۱۸۔ ردالرفضۃ)

طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے :

ان انکر خلافة الصدیق کفر و الحق فی الفتح عمر بالصدیق فی هذا الحکم و الحق فی البرهان عثمان بهما ایضا و لا تجوز الصلوٰة خلف منکر المسح علی الخفین او صحبة الصدیق و من یسب الشیخین او یقذف الصدیقة و لا خلف من انکر بعد ما علم من الدین ضرورة لکفره و لا یلتفت الی تاویله و اجتهاده .

یعنی خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے۔ اور فتح القدیر میں فرمایا کہ خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے اور برہان شرح مواہب الرحمٰن میں فرمایا خلافت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے اور نماز اس کے پیچھے جائز نہیں جو مسح موزہ یا صحابیت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہے یا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت رکھے اور نہ اس کے پیچھے جو ضروریات دین سے کسی شی کا منکر ہو کہ وہ کافر ہے اور اس کی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا نہ اس جانب کہ اس نے رائے کی غلطی سے ایسا کہا۔

نظم الفرائد منظومۃ علامہ ابن وہبان میں ہے :

و من لعن الشیخین او سب کافر
و من قال فی الایدی الجوارح اکفر
و صحیح تکیفره بنکر خلافة ال
عتیق و فی الفاروق ذلک الا ظهر

جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرا بکے یا برا کہے کافر ہے اور جو کہے ید اللہ سے ہاتھ

مراد ہے وہ اس سے بڑھ کر کافر ہے اور خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکار میں مصحح تکفیر ہے اور یہی در بارۂ انکار خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہر ہے۔

تیسیر المقاصد شرح وھبانیہ للعلامۃ الشرنبلالی قلمی کتاب السیر میں ہے :

من انکر خلافة ابی بکر الصدیق فهو کافر فی الصحیح و کذا منکر خلافة ابی حفص عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه فی الاظهر.

خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر مذہب صحیح پر کافر ہے اور ایسا ہی قول اظہر میں خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی۔

مغنی المستفتی عن سوال المفتی پھر عقود الدرریۃ میں ہے :

اما سب الشیخین رضی الله تعالیٰ عنهما فانه کسب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال صدر الشهید من سب الشیخین او لعنهما یکفر.

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہنا ایسا ہے جیسا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا اور امام صدر شہید نے فرمایا جو شیخین کو برا کہے یا تبرا کے کافر ہے۔

واقعات المفتیین میں ہے یکفر اذا انکر خلافتهما او ابغضهما لمحبة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لهما.

جو خلافت شیخین کا انکار کرے یا ان سے بغض رکھے کافر ہے کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۵۱۹، ۵۲۰ - رد الرفضۃ)

ابوبکر صدیق کا حسن سلوک

حدیث میں ہے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں قوم ثقیف کے سفیر حاضر

ہوئے کھانا حاضر لایا گیا وہ لوگ نزدیک آئے مگر ایک صاحب کہ مرض (جذام) میں مبتلا تھے الگ ہو گئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قریب آؤ قریب آئے فرمایا کھانا کھاؤ، کھانا کھایا۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں

وجعل ابو بکر یضع یده موضع یده فیا کل مما اکل منه المجذوم.

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے وہیں سے صدیق اکبر نوالہ لے کر نوش فرماتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسے ابوبکر بن ابی شیبہ وابن جریر نے قاسم سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۴۳، الحق المجتلی)

قریش سے ابوبکر کی شرط

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں :

ان ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه قبل الهجرة حین انزل الله تعالیٰ الم غلبت الروم . قالت له قریش ترون ان الروم تغلب قال نعم قال هل ان تخاطرنا فخاطرهم فاخبر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذهب الیهم فزد فی الخطر ففعل و غلبت الروم فارسا فاخذ ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه فاجازه النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

بیشک ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے جب اللہ تعالیٰ نے الم غلبت الروم الآیۃ نازل فرمائی تو قریش نے امیر المومنین صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ کیا

سمجھتے ہیں کہ روم غالب ہو جائیں گے؟ فرمایا ہاں قریش نے کہا کیا آپ ہم سے اس بات پر شرط لگائیں گے؟ تو امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش سے شرط لگائی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی، حضور نے فرمایا کہ جاؤ شرط میں اور اضافہ کرو۔ ابوبکر نے ایسا ہی کیا پھر روم فارس پر غالب آگئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشروط چیز لے لی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے جائز رکھا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۵۵۷۔ الرمز الرصف)

صدیق کو قسم دینے کی ممانعت

فی الحدیث ان الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عبر رؤیا فاخبرہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ أصاب بعضا اخطأ بعضا لافنا للصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان نجھرہ و اقسم علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تقسم .

حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خواب کی تعبیر بتائی تو حضور اقدس نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو بتایا کہ انھوں نے بعض میں درستگی کی ہے اور بعض میں غلطی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر حضور کی قسم کھائی کہ ہم اسے ضرور ظاہر کریں گے تو حضور نے فرمایا کہ قسم نہ دو۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج۵ ص۹۳۴)

عمر کو ابوبکر کی وصیت

محمد بن المبارک بن الصباح اپنے جزء املا اور عثمان بن ابی شیبہ اپنی سنن اور ابونعیم حلیۃ الاولیاء اور ہناد فوائد اور ابن جریر تہذیب الآثار میں عبدالرحمٰن بن سابط و زید و زبید پسران حارث و مجاہد سے راوی

لما حضر ابا بکر الموت دعا عمر فقال اتق اللہ یا عمر و اعلم ان لہ عملا

بالنهار لا يقبله بالليل و عملا بالليل لا يقبله بالنهار و اعلم انه لا يقبل نافلة .حتى تؤدى الفريضة. الحديث.

یعنی جب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزع کا وقت ہوا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا اے عمر اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انھیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کہ انھیں دن میں کرو تو مقبول نہ ہوں گے اور خبردار ہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے۔

اسے علامہ ابراہیم بن عبداللہ یمنی مدنی شافعی نے ''القول الصواب فی فضل عمر بن الخطاب'' کے تیرہویں باب میں اور ''التحقیق فی فضل الصدیق'' کے انتیسویں باب میں بیان کیا ہے۔ اور اسے امام جلال الدین سیوطی نے بھی جامع کبیر میں روایت کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۳۶)

ابوبکر وعمر، علی سے افضل ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

تمام اہل سنت کا عقیدہ اجماعیہ ہے کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے افضل ہیں۔ ائمہ دین کی تصریح ہے کہ جو مولیٰ علی کو ان پر فضیلت دے مبتدع ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

فتاویٰ خلاصہ و فتح القدیر و بحر الرائق و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے :

ان فضل عليا عليهما فمبتدع.

اگر مولیٰ علی کو صدیق و فاروق پر فضیلت دے تو مبتدع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۶۶)

ابوبکر صدیق کا ازار

صحیح بخاری شریف میں ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرا تہبند لٹک جاتا ہے جب تک میں اس کا خاص لحاظ نہ رکھوں فرمایا۔

انت لست ممن یصنعه خیلاء۔

تم ان میں نہیں ہو جو براہ تکبر ایسا کریں (کیوں کہ ازار کا گٹوں سے نیچے رکھنا اگر براہ تکبر ہو حرام ہے)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

اسبال الرجل ازاره اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیه کراهة تنزیة.

آدمی کا گٹوں سے نیچے ازار لٹکانا اگر تکبر کے لیے نہیں ہے تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۴۸)

حضرت صدیق کا خواب

امام احمد رضا بریلوی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب سے متعلق تحریر فرماتے ہیں :

در شواہد النبوۃ از ابومسعود انصاری منقول است کہ گفتہ کہ اسلام ابوبکر شبیہ بوحی است زیرا کہ وے گفتہ است کہ شبے پیش از بعثت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در خواب دیدم کہ نور عظیم از آسماں فرو آمد و بر بام کعبہ افتاد۔ الخ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۲۔ منیر العین)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کا اسلام وحی کا شبیہ ہے کیوں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بعثت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے میں نے خواب میں ایک نور عظیم دیکھا جو آسمان سے اتر کر کعبہ کی چھت پر نازل ہوا اور مکہ معظمہ میں کوئی ہی ایسا گھر ہوگا جو اس نور سے فروزاں نہ ہوا ہو، ہر گھر کے انوار ایک جگہ جمع ہو کر ایک ہی نور بن گئے، یہ نور سب سے پہلے میرے گھر چلا آیا اور میں نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ صبح ہوئی تو میں نے اپنا خواب یہودیوں کے ایک اسقف کو سنایا اور اس کی تعبیر کے لیے بھی کہا اس نے کہا یہ ایسا خواب ہے جس کا مجھے کوئی علم نہیں۔ چند دن گزرے تھے کہ میں (ابوبکر) تجارت کے سلسلے میں حورا کے کلیسا میں جو بحیرہ راہب کا مسکن تھا پہنچا اور تعبیر خواب پوچھی

اس نے کہا، تم کون ہو؟

میں نے جواب دیا، میں قریش میں سے ہوں۔

اس نے کہا :

خداوند تعالیٰ تمھیں میں سے ایک پیغمبر پیدا کرے گا اور تم اس کے وزیر ہو گے اور اس کی وفات کے بعد اس کے خلیفہ ہو گے۔ (مولف) (ترجمہ مع اضافہ از وشواہد النبوۃ مترجم)

درخت نے صدیق کو خوش خبری دی

و نیز در شواہد النبوۃ مذکور است کہ امیر المومنین ابوبکر صدیق گفتہ است کہ روزے در ایام جاہلیت در سایہ درختے نشستہ بودم ناگاہ میل بمن کرد آوازے ازاں درخت بگوش من آمد کہ پیغمبرے در فلاں وقت بیروں خواہد آمدی باید کہ تو سعادت ترین مردماں باشی بوے۔ الخ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۲۔ منیر العین)

حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز زمانہ جاہلیت میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اس درخت کی ایک شاخ میری طرف جھکی یہاں تک کہ میرے سر تک آگئی میں نے دیکھا تو دل میں کہا اب کیا ہوگا، اس درخت سے میرے کانوں میں آواز آئی کہ فلاں وقت ایک پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوں گے تمہیں چاہیے کہ سعادت مندترین ہستی بن جاؤ، میں نے کہا ذرا بات کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کیجیے کہ وہ پیغمبر کون ہیں؟ درخت سے آواز آئی وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہیں میں نے کہا وہ تو میرے دوست اور محبوب ہیں، میں نے اس درخت سے عہد لیا کہ جب وہ مبعوث ہوں تو مجھے ان کی بعثت کی نوید وخوش خبری دینا۔

جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام مبعوث ہوئے تو اس درخت سے آواز آئی اے ابن ابوقحافہ! نہایت سعی وکوشش کیجیے اس کے مبعوث ہونے کا وقت قریب آگیا ہے اور رب موسیٰ کی قسم! تجھ سے دین اسلام قبول کرنے میں کوئی سبقت حاصل نہیں کرے گا۔ صبح ہوئی تو میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں پہنچا، جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابوبکر! میں تجھے خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف بلاتا ہوں میں نے فوراً **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ بعثک بالحق سراجا منیرا** پڑھ لیا اور آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔ (مولف)

(ترجمہ مع اضافہ از شواہد النبوۃ مترجم)

حضور، ابوبکر کے خواب میں

ونیز در شواہد از ابوبکر صدیق منقول است کہ در مرض آخر خود گفت کہ امشب در تفویض امر خلافت بتکرار استخارہ کردم۔ الخ۔ ملتقطا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ا، ص ۶۰۲۔ منیر العین)

ایک دن اپنی بیماری کے دوران میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس

رات میں نے خلافت کی سپردگی کے لیے متواتر استخارہ کیا اور اللہ سے التجا کی مجھے ایسے شخص کو امر خلافت تفویض کرنے کی توفیق دے جس سے وہ خوش ہے۔ پھر فرمایا تم جانتے ہو میں دروغ گوئی سے کام نہ لوں گا اور ایسا کون عقل مند ہے جو لقائے ربانی کے وقت اس پر افترا و بہتان باندھے اور مسلمانوں میں جھوٹ بولنے کو جائز سمجھے تمام حاضرین بولے اے خلیفہ رسول خدا! آپ کی راست گوئی اور صدق وصفا میں کس کو شک ہے؟ آپ جو کہنا چاہتے ہیں کہیئے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا، رات کے آخری حصے میں مجھے سخت نیند آئی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوا آپ نے دو سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور میں ان کپڑوں کے دونوں کناروں کو ملا رہا تھا ناگاہ وہ دونوں کپڑے سبز ہونا اور چمکنا شروع ہو گئے ان کی درخشانی وتابانی سے دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیائی جاتی تھیں اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دائیں بائیں دو نہایت حسین و جمیل نوجوان کھڑے تھے جن کی دید سے دل وجان مسرور ہوئے جاتے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ سے مشرف فرمایا اور اپنا دست مقدس میرے سینے پر رکھ دیا جس سے میرا اضطراب وخفقان دل دور ہو گیا۔

پھر فرمایا، اے ابوبکر ہمیں تجھ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم میرے پاس آجاؤ میں خواب میں بہت رویا یہاں تک کہ میرے اہل خانہ کو بھی میرے رونے کی خبر ہو گئی جنہوں نے مجھے بعد ازاں اس گریہ وزاری سے مطلع کیا۔

پھر میں نے کہا، یارسول اللہ وہ دونوں آپ کے قریب ہوئے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ابھی کچھ قربت باقی ہے کیوں کہ وصال بھی تمھارے بغیر جدائی ہے۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمھیں خلافت سپرد کرنے کا اختیار دے دیا ہے میں نے عرض کی حضور! آپ ہی کسی کو پسند فرمائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت فاروق اعظم کو رعیت کا والی بنایا ہے جو صادق وقوی ہیں اور وہ زمانے بھر کے زمین و آسمان میں پاکیزہ ترین شخص ہیں۔

پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا یہ دونوں آدمی وفات کے وقت تمھارے وزیر ہوں گے اور بہشت میں تمھارے ہمسایہ ہوں گے۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھے السلام علیکم کہا پھر ان دونوں جوانوں نے بھی السلام علیکم کہا اور بولے کہ تمھیں ناپسندیدہ چیز سے مخلصی حاصل ہوگئی تو آسمان میں بھی صدیق ہے، انسانوں میں بھی صدیق ہے، فرشتوں میں بھی صدیق ہے اور زمین میں بھی صدیق ہے۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم یہ دونوں نوجوان کون ہیں؟ حضور علیہ الصلاۃ و السلام نے فرمایا یہ دونوں معزز ومکرم فرشتے ہیں جن کے نام جبرئیل ومیکائیل علیہما الصلاۃ والسلام ہیں۔ یہ فرما کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لے گئے اور میں بیدار ہوگیا۔ میرے گالوں پر آنسو بہہ رہے تھے اور میرے گھر والے میرے سرہانے کھڑے ہوکر رو رہے تھے۔ (مولف) (ترجمہ مع اضافہ از شواہد النبوۃ مترجم)

خلفاء میں صدیق کا مرتبہ

امام احمد رضا بریلوی مرتبہ صدیق سے متعلق فرماتے ہیں:

اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے، پھر فاروق اعظم، پھر مذہب منصور میں عثمان غنی پھر مرتضیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

جو چاروں کو برابر جانے وہ بھی سنی نہیں ہاں یہ معنی لے کر کہ چاروں کا ماننا فرض ہے اس بات میں

برابری ہے تو حرج نہیں جیسے **لا نفرق بین احد من رسلہ** ہم اس کے رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مانیں ایک کو نہ مانیں بلکہ سب کو مانتے ہیں اور فرمایا **تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض.** ان رسولوں میں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ (فتاویٰ افریقہ ۱۴۷)

ابوبکر حضور کے سایہ داماں میں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر رقم طراز ہیں :

سولہ برس کی عمر میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پکڑے کہ عمر بھر نہ چھوڑے اب بھی پہلوئے اقدس میں آرام کرتے ہیں ، روز قیامت دست بدست حضور اٹھیں گے ، سایہ کی طرح ساتھ ساتھ داخل خلد بریں ہوں گے ، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے فوراً بے تامل ایمان لائے۔

والہذا سیدنا امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

لم یزل ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعین الرضا منہ.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی میں رہے۔

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

اختلف الناس فی مرادہ بھذا الکلام فقیل لم یزل مومنا قبل البعثۃ و بعدھا و ھو الصحیح المرتضیٰ.

اس کلام سے امام اشعری کی مراد میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بیان مراد میں ایک قول یہ ہے کہ وہ

ہمیشہ مومن رہے قبل بعثت بھی بعد بعثت بھی، یہی قول صحیح و پسندیدہ ہے۔

امام اجل سیدی ابوالحسن علی بن عبدالکافی تقی الدین سبکی قدس سرہ الملکی فرماتے ہیں:

الصواب ان یقال ان الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم یثبت حالۃ کفر باللہ کما تثبت عن غیرہ ممن آمن و ھو الذی سمعنا من اشیاخنا و من یقتدی بہ و ھو الصواب ان شاء اللہ تعالیٰ۔

صحیح یہ کہنا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق کوئی حالت کفر ثابت نہ ہوئی جیسا کہ دوسرے ایمان لانے والوں سے متعلق ثابت ہوئی، یہی ہم نے اپنے شیوخ اور پیشواؤں سے سنا ہے اور یہی حق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (تنزیہہ المکانۃ الحیدریۃ)

صدیق کا فنافی الرسول

عمر بن شبہ کتاب مکہ میں اور ابو یعلی و ابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن مسلمہ عن ہشام بن حسان عن محمد بن سیرین، قصۂ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال فلما مد یدہ یبایعہ بکی ابو بکر فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما یبکیک قال لان تکون ید عمک مکان یدہ و یسلم و یقر اللہ عینک احب الی من ان یکون۔

یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست انور ابو قحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لیے بڑھایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ عرض کی ان کے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے چچا کا ہاتھ ہوتا اور ان کے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور کی آنکھ

ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی۔

حاکم نے کہا یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے حافظ الشان نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا۔

ابو قرۃ موسیٰ بن طارق موسیٰ بن عبیدہ وہ عبد اللہ بن دینار و حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

قال جاء ابو بکر بابی قحافة یقوده یوم فتح مکة فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الا ترکت الشیخ حتی ناتیه قال ابو بکر اردت ان یاجره الله و الذی بعثک بالحق لانا کنت اشد فرحا باسلام ابی طالب لو کان اسلم منی بابی .

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لائے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس بوڑھے کو وہیں کیوں نہ رہنے دیا کہ ہم خود اس کے پاس تشریف فرما ہوتے۔ صدیق اکبر نے عرض کی کہ میں نے چاہا کہ اللہ ان کو اجر دے قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابو طالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وہ اسلام لے آتے۔

اللہ اللہ! یہ محبوب میں فنائے مطلق کا مرتبہ ہے۔ (شرح المطالب فی مبحث ابی طالب)

ابوبکر صدیق صدیق اکبر ہیں

علماء فرماتے ہیں ابوبکر، صدیق اکبر ہیں اور علی مرتضیٰ صدیق اصغر، صدیق اکبر کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند و بالا ہے۔

نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں ہے :

اما تخصیص ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلانہ الصدیق الاکبر الذی سبق الناس کلھم لتصدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و لم یصدر منہ غیرہ قط و کذا علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ فانہ یسمی الصدیق الاصغر الذی لم یتلبس بکفر قط و لم یسجد لغیر اللہ مع صغرہ و کون ابیہ علی غیر الملۃ . و لذا خص بقول علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ .

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص طور سے ''صدیق اکبر'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق میں سب لوگوں پر سبقت لے گئے اور اس کے خلاف ان سے کبھی کوئی بات سرزد نہ ہوئی، اسی طرح حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اصغر کہا جاتا ہے کہ وہ کبھی شرک و کفر کی آلودگی سے ملوث نہ ہوئے نہ غیر اللہ کو سجدہ کیا۔ حالاں کہ ایمان لانے کے وقت وہ چھوٹے تھے اور ان کے باپ ابو طالب ملت کفر پر تھے اس لیے انھیں ''علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ'' کہا جاتا ہے اور یہ ان کی خصوصیت ہے۔ (مولف)

مقام صدیق

سیدی شیخ اکبر محی الدین بن عربی فتوحات مکیہ شریف میں فرماتے ہیں :

فلو فقد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ذلک الموطن و حضرہ ابو بکر لمقام فی ذلک المقام الذی اقیم فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لانہ لیس ثم اعلیٰ منہ یحجبہ عن ذلک فھو صادق ذلک الوقت و حکیمہ و ما سواہ تحت حکمہ (ثم قال) و ھذا المقام الذی اثبتنا بین الصدیقیۃ و نبوۃ التشریع و فوق الصدیقیۃ فی المنزلۃ عند اللہ و المشار الیہ بالسر الذی و قرفی صدر ابی بکر ففضل بہ

الصديقين اذ حصل له فى قلبه ما ليس فى شرط الصديقية ولا من لوازمها فليس بين ابى بكر و بين رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رجل لانه صاحب الصديقية و صاحب سر.

یعنی اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور صدیق اکبر حاضر ہوں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام پر صدیق قیام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلیٰ کوئی نہیں جو انھیں اس سے روکے وہ اس وقت کے صادق وحکیم ہیں اور جو ان کے سوا ہیں سب ان کے زیر حکم۔ یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت اور نبوت شریعت کے بیچ میں ہے۔ یہ مقام قربت فردوں کے لیے، اللہ کے نزدیک نبوت شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے اسی کی طرف اس راز سے اشارہ ہے جو سینہ صدیق میں متمکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقوں سے افضل قرار پائے کہ ان کے قلب میں وہ راز الٰہی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم سے تو ابوبکر صدیق اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وہ تو صدیقیت والے بھی ہیں اور صاحب راز بھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولا علی کی نگاہ میں صدیق اکبر کا مقام

صحیح بخاری شریف میں امام محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہے۔

قال قلت لابى اى الناس خير بعد النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال ابو بكر قلت ثم من قال ثم عمر ثم خشيت ان اقول ثم فيقول عثمان فقلت ثم انت يا ابت فقال ما انا الا رجل من المسلمين.

میں نے اپنے والد ماجد مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہے؟ فرمایا ابوبکر میں نے کہا پھر کون، فرمایا پھر عمر، پھر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں کہوں پھر کون تو فرمادیں عثمان اس لیے میں نے سبقت کر کے کہا اے باپ میرے پھر؟ آپ فرمایا میں تو نہیں مگر ایک مرد مسلمانوں میں سے۔

طبرانی معجم اوسط میں صلہ بن زفر سے راوی جب امیر المومنین مولیٰ علی کے سامنے لوگ ابوبکر صدیق کا ذکر کرتے امیر المومنین فرماتے۔

السباق یذکرون السابق یذکرون و الذی نفسی بیدہ ما استبقنا الی خیر قط الاسبقنا الیہ .

ابوبکر بڑی سبقت والے کا ذکر کرتے ہیں کمال پیشی لے جانے والے کا تذکرہ کرتے ہیں قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پیشی چاہی ہے ابوبکر ہم سب پر سبقت لے گئے ہیں۔

صدیق کے بارے میں علی کی رائے

ابوالقاسم طلحی وابن ابی عاصم وابن شاہین ولالکائی سب اپنی اپنی کتاب السنہ میں وعشاری فضائل صدیق اور اصبہانی کتاب الحجۃ اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں راوی امیر المومنین کو خبر پہنچی کچھ لوگ انہیں ابوبکر وعمر سے افضل بتاتے ہیں۔ منبر پر تشریف لے گئے حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا۔

ایھا الناس بلغنی ان اقواما یفضلونی علی ابی بکر و عمر و لو کنت تقدمت فیہ لعاقبت فیہ فمن سمعتہ بعد ھذا الیوم یقول ھذا فھو مفتر علیہ حد المفتری خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم احدثنا بعضہم

احداثا یقضی الله فیها ما یشاء.

اے لوگو مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے متنبہ کر چکا ہوتا تو اب سزا دیتا آج کے بعد جسے ایسا کہتا سنوں گا وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد آئے گی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر ابوبکر ہیں پھر عمر پھر ان کے بعد ہم سے کچھ نئے امور واقع ہوئے کہ خدا ان میں جو چاہے گا حکم فرمائے گا۔

ابن عساکر بطریق الزہری عن عبداللہ بن کثیر راوی امیر المومنین فرماتے ہیں :

لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدته جلد او جیعا.

جو مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہے گا اسے دردناک کوڑے لگاؤں گا۔

امام احمد و مسدد مسند اور عدنی ماتین اور ابو عبید کتاب الغریب اور نعیم بن حماد فتن اور خیثمہ بن سلیمان طرابلسی فضائل الصحابہ اور حاکم مستدرک اور خطیب تلخیص المتشابہ میں راوی امیر المومنین فرماتے ہیں۔

سبق رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و ثنی ابو بکر و ثلث عمر ثم خطبتنا فتنة و یعفو الله عمن یشاء و للخطیب وغیره فهو ما شاء الله زاد هو فمن فضلنی علی ابی بکر و عمر فعلیه حد المفتری من الجلد و اسقاط الشهادة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبقت لے گئے اور ان کے دوسرے ابوبکر اور تیسرے عمر ہوئے پھر ہمیں فتنے نے مضطرب کیا اور خدا جسے چاہے معاف فرمائے گا یا فرمایا جو خدا نے چاہا وہ ہوا تو جو مجھے ابوبکر و عمر پر فضیلت دے اس پر مفتری کی حد واجب ہے اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں اور گواہی کبھی نہ لی جائے۔

ابو طالب عشاری روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امیر المومنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی آپ خیر الناس ہیں، فرمایا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہا نہ فرمایا ابوبکر کو دیکھا ہے کہا نہ فرمایا عمر کو دیکھا ہے کہا نہ فرمایا۔

اما انک لو قلت انک رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لقتلتک و لو قلت رأیت ابا بکر و عمر لحددتک.

سن لے اگر تو نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیکھنے کا اقرار کرتا اور پھر مجھے خیر الناس کہتا تو میں تجھے قتل کرتا اور اگر تو ابوبکر و عمر کو دیکھے ہوتا اور مجھے افضل بتاتا تو تجھے حد لگاتا۔

ابن عساکر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا۔

لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا وقد انکر حقی و حق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

جو مجھے ابوبکر و عمر پر تفضیل دے گا وہ میرے اور تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق کا منکر ہوگا۔

ابو طالب عشاری اور اصبہانی کتاب الحجہ میں عبد خیر سے راوی میں نے امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جنت میں کون جائے گا فرمایا ابوبکر میں نے عرض کی یا امیر المومنین کیا وہ دونوں آپ سے پہلے جنت میں جائیں گے فرمایا۔

ای والذی فلق الحبۃ و برأ النسمۃ انھما لیاکلان من ثمارھا و یرویان من مائھا و یسکنان علی فراشھا و انا موقوف بالحساب .

ہاں قسم اس کی جس نے بیج کو چیر کر پیڑ اگایا اور آدمی کو اپنی قدرت سے تصویر فرمایا بیشک وہ دونوں جنت کے پھل کھائیں گے، اس کے پانی سے سیراب ہوں گے اس کی مسندوں پر آرام کریں گے اور میں ابھی حساب میں کھڑا ہوں گا۔

ابوذر ہروی و دارقطنی وغیرہما حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی میں نے امیر المومنین علی سے عرض کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا:

خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر و عمر.

ٹھہرا اے ابو جحیفہ کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون ہے ابوبکر و عمر۔

ابو نعیم حلیہ اور ابن شاہین کتاب السنۃ اور ابن عساکر تاریخ میں عمران بن حریث سے راوی میں نے امیر المومنین مولیٰ علی کو منبر پر فرماتے سنا۔

افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر و عمر و عثمان.

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان۔

ابن عساکر بطریق سعد بن طریف اصبغ بن نباتہ سے راوی

قال قلت لعلی یا امیر المومنین من خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر قلت ثم من قال عثمان قلت ثم من قال انا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعینی ھاتین و الا فعمیتا و باذنی ھاتین و الا فصمتا یقول ما ولد فی الاسلام مولودا زکی و لا اطھر و لا افضل

من ابی بکر ثم عمر.

میں نے مولیٰ علی سے عرض کی یا امیر المومنین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے فرمایا ابوبکر میں نے کہا پھر کون فرمایا عمر کہا پھر کون فرمایا عثمان، کہا پھر کون فرمایا میں نے ان آنکھوں سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ورنہ یہ آنکھیں پھوٹ جائیو اور ان کانوں سے سنا ورنہ بہرے ہو جائیو حضور فرماتے تھے اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہوا جو ابوبکر پھر عمر سے زیادہ ستھرا زیادہ پاکیزہ زیادہ فضیلت والا ہو۔

ابو طالب عشاری فضائل الصدیق میں راوی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

و هل انا الا حسنة من حسنات ابی بکر.

میں کون ہوں مگر ابوبکر کی نیکیوں سے ایک نیکی۔

سبقت صدیق کی چار وجوہ

خیثمہ طرابلسی و ابن عساکر ابوالزناد سے راوی ایک شخص نے مولیٰ علی سے عرض کی یا امیر المومنین کیا بات ہوئی کہ مہاجرین و انصار نے ابوبکر کو تقدیم دی حالاں کہ آپ کے مناقب بیشتر اور اسلام و سوابق و پیشتر فرمایا اگر مسلمان کے لیے خدا کی پناہ نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا افسوس تجھ پر، ابوبکر چار وجہ سے مجھ پر سبقت لے گئے۔

(۱) افشائے اسلام میں مجھ سے پہلے

(۲) ہجرت میں مجھ سے سابق

(۳) صحبت غار میں انھیں کا حصہ

(۴) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امامت کے لیے انھیں کو مقدم فرمایا۔

ویحک ان اللہ ذم الناس کلھم و مدح ابا بکر فقال الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ الآیۃ .

افسوس تجھ پر بیشک اللہ تعالیٰ نے سب کی مذمت کی اور ابوبکر کی مدح فرمائی کہ ارشاد فرماتا ہے اگر تم اس نبی کی مدد نہ کرو تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد فرمائی جب کافروں نے اسے مکے سے باہر کیا دوسرا ان دو کا جب وہ غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتا تھا، غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

دختر کی خبر اور مال کی وصیت

عالم مدینہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا مال جو غابہ میں تھا اس میں سے بیس وسق چھوہارے ام المومنین کو ہبہ فرمائے تھے کہ درختوں پر سے اتروالیں جب صدیق اکبر کے وصال کا وقت آیا ام المومنین سے فرمایا اے پیاری بیٹی خدا کی قسم کسی شخص کی تونگری مجھے تم سے محبوب نہیں اور اپنے بعد کسی کی محتاجی تمھارے برابر مجھ پر دشوار نہیں اور میں نے تم کو بیس وسق چھوہارے ہبہ کیے تھے کہ درختوں پر سے اتروالو تو اگر تم نے وہ کٹوا کر قبضے میں کر لیے ہوتے تو وہ تمھارے ہوتے اور آج تو وارث کا مال ہے اور وارث تمھارے دو بھائی اور تمھاری بہنیں ہیں تو اسے حسب فرائض اللہ تقسیم کر لینا، ام المومنین نے عرض کی، اے میرے باپ خدا کی قسم اگر اتنا اور اتنا مال ہوتا میں جب بھی چھوڑ دیتی، میری بہن تو ایک اسماء ہے دوسری کون ہے فرمایا وہ جو بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے میرے علم میں وہ لڑکی ہے۔

ابن سعد نے طبقات میں یوں روایت کی کہ صدیق نے فرمایا کہ وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے

میرے دل میں الہام کیا گیا کہ وہ لڑکی ہے تم اس کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو، اس پر ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ (الدولۃ المکیۃ)

غارثور میں صدیق کی جاں نثاری

امام احمد رضا بریلوی ایک موقع پر فرماتے ہیں :

جان کا رکھنا سب سے زیادہ فرض اہم ہے۔ امام الصدیقین اکمل الاولیاء العارفین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا۔

سفر ہجرت میں جب آفتاب رسالت و ماہتاب صدیقیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برج ثور بیت الشرف قمر میں اجتماع نیرین کی طرح غار ثور پر جلوہ فرما ہوئے صدیق اکبر نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور باہر توقف فرمائیں پہلے میں اندر جا کر غار کو صاف کر دوں کہ اگر کوئی چیز ہو تو مجھے پہنچے۔ غار چند ہزار سال کا تھا، بہت سوراخ تھے، صدیق نے سنگریزوں سے، پھر کپڑے پھاڑ پھاڑ کر ان سے بند کیے ایک سوراخ رہ گیا، اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا، حضور نے ان کے زانو پر سرانور رکھ کر آرام فرمایا۔ وہاں ایک سانپ مدت سے بہ تمنائے دیدار فائض الانوار حضور پرنور سیدالابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتا تھا کہ اس نے قرون سابقہ میں علمائے امم سابقہ کو باہم ذکر کرتے سنا تھا کہ حضور اقدس نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت اور غار ثور میں اقامت فرمائیں گے۔ سانپ نے اپنا سر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انگوٹھے پر رگڑا انھوں نے جانا کہ سانپ ہے مگر اس خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے، پاؤں نہ ہٹایا یہاں تک کہ اس نے کاٹا، صدیق نے بکمال ادب جنبش نہ کی مگر

شدت ضبط کے باعث آنسو نکل کر رخسار محبوب رب العالمین پر پڑے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم جاں فزا کھلی صدیق سے حال پوچھا عرض کی۔

لدغت بابی انت و امی یا رسول الله .

یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے سانپ نے کاٹا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعاب دہن اقدس لگا دیا فوراً آرام ہو گیا۔

افضلیت صدیق کی وجہ خاص

یہی تعظیم، محبت، جاں نثاری اور پروانہ واری شمع رسالت بعد انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر باعث تفوق ہے جس نے صدیق اکبر کو ان کے بعد تمام عالم، تمام خلق اللہ، تمام اولیاء، تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم کر دیا۔ یہی وہ سر ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابوبکر کو کثرت صوم و صلاۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی۔

و لکن بشی و قر فی صدره .

بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راسخ و متمکن ہے۔

یہی وہ راز ہے جس کے باعث ارشاد ہوا کہ :

لو وزن ایمان ابی بکر بایمان امتی لرجح ایمان ابی بکر.

اگر ابوبکر کا ایمان میری تمام امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان غالب آئے۔

ولہذا قرآن عظیم نے اپنے نصوص قطعیہ سے شکل اول بدیہی الانتاج افضلیت مطلقہ صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قائم فرمادی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم.

تم سب میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ عزوجل کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقی ہے۔

اور دوسری آیت کریمہ میں صاف فرمادیا اتقی کون ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

و سیجنبها الاتقی الذی یؤتی ما له یتزکی و ما لا حد عنده من نعمه تجزی الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ و لسوف یرضی .

قریب ہے جہنم سے بچایا جائے گا وہ سب سے اتقی جو اپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کو، اور اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے مگر اپنے پروردگار برتر کی وجہ کریم چاہنا اور قریب ہے کہ وہ اس سے راضی ہو جائے گا۔

بشہادت آیت اولی ان آیات کریمہ سے وہی مراد ہے جو افضل واکرم امت مرحومہ ہے اور وہ نہیں مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر۔

اور تفضیلیہ وروافض کے یہاں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

مگر اللہ عزوجل کے لیے حمد کہ اس نے کسی کی تلبیس وتدلیس کو جگہ نہ چھوڑی، آیہ کریمہ نے ایسے وصف خاص سے اتقی، کی تعیین فرمادی جو صدیق اکبر کے سوا کسی پر صادق آ ہی نہیں سکتا فرماتا ہے۔

و ما لا حد عنده من نعمة تجزی.

اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

حضور پرنور خلیفۃ اللہ الاعظم ومحسن ومنعم تمام عالم ہیں۔ حضور کے احسانات کہ بے حد وغایات ہیں دو قسم ہیں۔

(۱) دینیہ، کہ اولین وآخرین حتی کہ انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین علیہم الصلاۃ والسلام۔ جس نے جو نعمت ایمان و دولت عرفان پائی حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ہاتھوں سے ملی، حضور ہی کی بدولت ہاتھ آئی۔

(۲) دنیویہ۔

پھر دو قسم ہیں۔

اول : عامہ باطنہ، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم خلافت رب العالمین جل وعلا جملہ نعمتہائے الٰہیہ کے قاسم ہیں۔

دوم : خاصہ ظاہرہ، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکمال رحمت ورافت ظاہر بشریت کی طرف تنزل فرما کر اپنے غلاموں، کنیزوں سے حسب عرف وعادت باہمی معاملات فرماتے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہلی دو قسم کی نعمتیں ہرگز اس قسم سے نہیں جن کا کوئی بدلہ دے سکے نعم دینیہ کا معاوضہ نہ ہوسکنا تو ظاہر اور نعم عامہ باطنہ دنیویہ بحکم خلافت رب العزت ہیں۔ اللہ عزوجل کو کون عوض دے، ہاں قسم سوم ہی کی نعمتیں کہ باہمی معاملات عرفیہ کے طور پر تھیں، صالح عوض ومجازات ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جس قدر احسانات وانعامات قسم اول کے ہیں تمام عالم میں کسی پر نہیں۔ اور قسم دوم میں

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام عالم شریک ہیں مگر قسم سوم یعنی معاملات باہمی قابل معاوضہ میں ہمیشہ صدیق اکبر کی طرف سے بندگی و غلامی و خدمت و نیاز مندی اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے براہ بندہ نوازی قبول و پذیرائی و عطائے سعادت مندی کا برتاؤ رہا۔ یہاں تک کہ خود صدیق اکبر کے مولائے اکرم و آقائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انه ليس في الناس احد امن علي في نفسه و ماله من ابن ابي قحافة.

بے شک تمام آدمیوں میں اپنی جان و مال سے میرے ساتھ کسی نے ایسا سلوک نہ کیا جیسا کہ ابوبکر نے۔

اور فرمایا :

ما لا حد عندنا يد الا وقد كافيناه بها ما خلا ابا بكر فان له عندنا يدا يكافئه الله بها يوم القيامة و ما نفعني مال احد قط ما نفعني مال ابي بكر.

کسی کا ہمارے ساتھ کوئی حسن سلوک ایسا نہیں جس کا ہم نے عوض نہ کر دیا ہو سوا ابوبکر کے کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انھیں روز قیامت دے گا مجھے کسی کے مال نے ایسا نفع نہیں دیا جیسا ابوبکر کے مال نے۔

صدیق نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ والا میں حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت درخواست عرض کی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صغرسن کا عذر فرمایا۔

فقیر (امام احمد رضا بریلوی) کہتا ہے اس میں ایک حکمت جلیلہ یہ بھی تھی کہ دامادی میں قبول کرنا انھیں دنیاوی احسانات سے ہے جن میں جزا و مکافات جاری۔

حدیث میں ہے کہ جو کچھ ہدیہ و عطیہ عقد نکاح سے پہلے دیا جائے وہ عورت کا ہے اور جو بعد کو دیا

جائے وہ اس کا جسے دیا جائے یعنی خسر و خوشدامن وغیرہما۔

پھر فرمایا:

و احق ما یکرم الرجل به ابنته او اخته .

اور آدمی جن ذرائع سے اکرام و نیک سلوک کا مستحق ہو ان میں سب سے زیادہ ذریعہ اس کی بیٹی یا بہن ہے۔

اور اللہ و رسول کو منظور نہ تھا کہ صدیق پر ان کے احسانات ناممکن العوض کے سوا کوئی احسان قابل معاوضہ دنیویہ ہو، لہٰذا عذر فرما دیا۔

بخلاف سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کہ ان پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے پایاں احسانات دو قسم اولین کے سوا قسم سوم کے بھی بہت احسان ہیں انھوں نے پرورش ہی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مال سے پائی۔

حدیث میں ہے قبل ظہور نور نبوت مکہ معظمہ میں گرانی ہوئی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ زمانہ گرانی کا ہے اور ابو طالب کے عیال کثیر، آؤ کہ ہم ان پر تخفیف فرما دیں۔ یہ فرما کر حضور اور حضور کے ہمراہ رکاب حضرت عباس، ابو طالب کے پاس تشریف لائے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کو اپنی پرورش میں لے لیا، اور حضرت عباس نے حضرت جعفر یا حضرت عقیل کو، رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر تتمیم نعمت کبریٰ تزویج حضرت بتول زہرا سے ہوئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہا وعلیہا وعلی بعلہا وابنیہا وبارک وسلم۔

تو آیہ کریمہ **و ما لا حد عنده من نعمة تجزی** سے مولیٰ علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں اور اسی پر اجماع مفسرین موجود۔

حضور سے کمال تشبیہ

اسی افضلیت مطلقہ صدیق کے مناشی سے ہے اس جناب کا کمال تشبیہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہونا۔

اول ظہور بعثت شریفہ میں جب حضور نے فرمایا تھا لقد خشیت علی نفسی (مجھے اپنی جان کا ڈر ہے) اس وقت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور کے جو اوصاف کریمہ شمار کیے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو ضائع نہ چھوڑے گا، حضور یہ کمالات عالیہ رکھتے ہیں۔

بعینہا وہی کمالات انھیں الفاظ سے ابن الدغنہ نے صدیق کے لیے بیان کیے، جب قبل ہجرت بقصد ہجرت تشریف لے چلے ہیں۔ راہ میں ابن الدغنہ ملا حال معلوم ہوا، کہا کیا آپ جیسا وطن سے جدا کیا جائے گا؟ حالاں کہ آپ یہ یہ کمالات عالیہ رکھتے ہیں۔

یوں ہی جب صلح حدیبیہ ہوئی اور مسلمان اس سال مکہ معظمہ جانے سے باز رکھے گئے، یہ امران پر بالخصوص اشدہم فی امر اللہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سخت شاق گزرا۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب عزوجل نے سفر حدیبیہ سے پہلے خواب دکھایا تھا کہ حضور مع صحابہ کرام مسجد الحرام میں باامن واماں داخل ہوئے اور مناسک حج ادا فرمائے۔

صحابہ کا گمان تھا کہ اس خواب کی تصدیق اسی سفر میں واقع ہوگی جب اس سال واپسی کی ٹھہری امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی :

یارسول اللہ! کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

فرمایا: ضرور

عرض کی: کیا ہمارے شہداء جنت میں اور ان کے مقتولین نار میں نہیں۔

فرمایا: کیوں نہیں۔

عرض کی: پھر ہم اپنے دین میں دبتی کیوں رکھیں۔

فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہ کروں گا اور وہ ضرور میری مدد فرمائے گا۔

عرض کی: کیا حضور نے ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ہم کعبہ معظمہ جائیں گے اور طواف بجالائیں گے؟

فرمایا: ہاں خبر دی تھی پھر کیا یہ فرمادیا تھا کہ اسی سال؟

عرض کی: نہ

فرمایا: تم ضرور کعبہ جاؤ گے اور طواف بجالاؤ گے۔

فاروق اعظم اس تمنا پر کہ شاید صدیق شفاعت کریں اور ان کی مراد کہ کفار سے جہاد اور بالجبر داخلی کعبہ معظمہ ہے، حاصل ہو جائے خدمت صدیق میں حاضر ہوئے اور گزارش کی۔

کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

فرمایا: ضرور۔

کہا: ہمارے شہداء جنت میں اور ان کے مقتولین نار میں نہیں۔

فرمایا: کیوں نہیں۔

کہا: پھر ہم اپنے دین میں دبتی کیوں رکھیں؟

فرمایا: اے شخص! وہ اللہ کے رسول ہیں اور اس کی نافرمانی نہ کریں گے اور وہ ضرور ان کی مدد

فرمائے گا، ان کی رکاب تھام لے کہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں۔

کہا: کیا ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ہم کعبہ معظمہ جائیں گے اور طواف بجالائیں گے

فرمایا: ہاں خبر دی تھی پھر کیا یہ فرمادیا تھا کہ اسی سال؟

کہا: نہ

فرمایا: تو ضرور تم کعبہ جاؤ گے اور طواف بجالاؤ گے۔

دیکھو بعینہٖ حرف بحرف وہی جواب ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے۔ یہ وہی بات ہے کہ قلب صدیقی آئینۂ قلب حضور سید الکائنات ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وکرم۔ آیہ کریمہ میں اسی خواب کا ذکر ہے۔ (ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

ایک آیت کی تفسیر اور غلاموں کو آزاد کرنا

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف کریمانہ سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

و سیجنبها الاتقی الذی یوتی ماله یتزکی و ما لاحد عنده من نعمة تجزی الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ و لسوف یرضی.

اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

اہل سنت و جماعت کے مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

حق میں اتری اور ''الاتقی'' سے وہی مراد ہیں۔

ابن حاتم وطبرانی نے حدیث روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن سات غلاموں کو آزاد کیا وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں ستائے جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فرمان وسیجنبها الاتقی الآیة نازل فرمایا۔

بغوی نے فرمایا کہ ابن الزبیر کا قول ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزوروں کو خریدتے پھر انھیں آزاد کر دیتے تو ان سے ان کے والدین نے کہا اے بیٹے! ایسے غلاموں کو خریدتے ہوتے جو تمھاری حفاظت کرتے۔ ابوبکر نے فرمایا میں اپنی حفاظت ہی چاہتا ہوں تو یہ آیت سیجنبها الاتقی نازل ہوئی۔

محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ بلال ایک جمحی کے غلام تھے اور ان کا نام بلال بن رباح ہے اور ان کی ماں کا نام حمامہ ہے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام میں سچے اور پاک دل تھے۔ امیہ بن خلف انھیں باہر لاتا جب گرم دوپہر ہوتی تو انھیں پیٹھ کے بل مکہ کے رتیلے میدان میں ڈال دیتا پھر بڑی چٹان لانے کا حکم دیتا وہ ان کے سینہ پر رکھ دی جاتی پھر کہتا تم ایسے ہی پڑے رہو گے یہاں تک کہ مرجاؤ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کافر ہو اور حضرت بلال احد احد فرماتے حالاں کہ وہ اس بلا میں ہوتے۔

محمد بن اسحاق نے ہشام بن عروہ سے روایت کی انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایک دن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ہوا اور وہ لوگ بلال کے ساتھ یہی برتاؤ کر رہے تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق کا گھر بنو جمح میں تھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو (اے امیہ بن خلف) اس بے چارے کے معاملہ میں اللہ سے نہیں ڈرتا تو امیہ نے کہا آپ نے اسے بگاڑا ہے آپ اس گت سے اسے بچالیں جو آپ دیکھ رہے ہیں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں بچائے لیتا

ہوں میرے پاس ایک سیاہ فام غلام ہے جو بلال سے زیادہ قوی اور طاقتور ہے اور تیرے دین پر ہے وہ تجھے دوں۔ امیہ بولا مجھے منظور ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ کو اپنا غلام دے دیا اور بلال کو لے لیا اور انھیں آزاد کر دیا۔

پھر ان کے ساتھ اسلام کی شرط پر ہجرت سے پہلے چھ کو آزاد کیا ان کے ساتویں عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو جنگ بدر واحد میں شریک ہوئے اور بیر معونہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور ام عمیس وزبیرہ کو آزاد فرمایا تو ان کی آنکھ جاتی رہی۔ جب انھیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آزاد فرمایا تو قریش بولے کہ انھیں لات وعزیٰ نے اندھا کیا ہے تو آپ بولیں کعبہ کی قسم قریش جھوٹے ہیں۔ لات وعزیٰ نہ ضرر دے سکیں نہ فائدہ پہنچا سکیں تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کی بینائی پھیر دی۔ اور نہدیہ اور اس کی بیٹی کو آزاد کیا یہ دونوں بنی عبد الدار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس سے گزرے جب کہ ان کی آقا عورت نے انھیں اپنا آٹا پیسنے کے لیے بھیجا تھا اور وہ عورت کہتی تھی کہ خدا کی قسم تمھیں کبھی آزاد نہ کروں گی تو ابوبکر نے فرمایا اے ام فلاں ایسا نہ کر وہ بولی ہرگز نہیں آپ نے ان دونوں کو بگاڑا ہے آپ انھیں آزاد کر دیں صدیق نے فرمایا تو کتنے دام پر بیچتی ہے وہ بولی اتنے اور اتنے دام پر۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے ان دونوں کو لیا اور یہ دونوں آزاد ہیں۔ ایک دن آپ کا گزر بنو مومل کی ایک لونڈی کے پاس سے ہوا جب اس پر ظلم ہو رہا تھا تو اسے خرید کر آپ نے آزاد کر دیا۔

سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے خبر پہنچی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلال کے معاملہ میں جب امیہ بن خلف سے پوچھا کہ کیا تم بلال کو فروخت کرو گے تو اس نے کہا ہاں۔ ابوبکر نے فرمایا میں اسے نسطاس کے بدلے بیچتا ہوں (نسطاس، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ غلام جو دس ہزار دینار اور بہت سے لونڈی وغلام اور چوپایوں کا مالک تھا) ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے

تھے کہ وہ اسلام لے آئے اور اس کا مال اسی کا رہے مگر وہ نہ مانا تو حضرت ابو بکر نے اس کو مبغوض و برا جانا۔ پھر جب امیہ نے کہا بلال کو میں آپ کے غلام کے بدلے دیتا ہوں، ابو بکر نے اس بات کو غنیمت جانا اور نسطاس کو امیہ کے ہاتھ بیچ دیا۔ اس پر مشرکین بولے ابو بکر نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ بلال کا ان پر کوئی احسان ہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

و ما لاحد عنده من نعمة تجزی.

یعنی اور اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

علامہ ابو السعود نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ عطا اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا (جس میں بلال کی خریداری اور ان کے آزاد ہونے کا قصہ مذکور ہے) اس پر مشرکین بولے ابو بکر نے بلال کو ان کے کسی احسان ہی کی وجہ سے آزاد کیا ہے تو یہ آیت (**و ما لاحدعنده من نعمة تجزی**) نازل ہوئی۔

ازالہ میں عروہ سے ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات کو آزاد کیا ان سب پر اللہ کی راہ میں ظلم توڑا جاتا تھا۔

(۱) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲) عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۳) نہدیہ
(۴) نہدیہ کی بیٹی
(۵) زبیرہ
(۶) ام عمیس

(۷) بنی مؤمل کی کنیز

انھیں کے لیے یہ آیت اتری **وسیجنبها الاتقی الآیة .**

اوراس (دوزخ) سے بہت دور رکھا جائے گا جوسب سے بڑا پرہیز گار ہے۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے راوی ہیں انھوں نے فرمایا کہ حضرت ابوقحافہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا میں تمھیں دیکھتا ہوں کہ کمزور غلاموں کو آزاد کرتے ہو کاش تم تندرست وتوانا غلام آزاد کرتے جو تمھاری حفاظت کرتے اور جنگ میں تمھاری سپر ہوتے تو صدیق اکبر نے فرمایا اے میرے باپ میں تو صرف اللہ کی رضا چاہتا ہوں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فاما من اعطی و اتقی الی قوله و ما لاحد عنده من نعمة تجزی الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ و لسوف یرضی .

یعنی جس نے دیا اور پرہیز گاری کی۔ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جوسب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ آیت کریمہ **و ما لاحد عنده من نعمة تجزی** ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ انھوں نے لوگوں کو آزاد کیا ان سے نہ بدلہ چاہا نہ شکر گزاری وہ آزاد شدہ چھ یا سات تھے انھیں میں بلال و عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے **و سیجنبها الاتقی** کی تفسیر میں ہے انھوں نے فرمایا کہ آیت میں جن کا ذکر ہے وہ ابوبکر صدیق ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بسند خود روایت کی کہ امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے حضرت ابوبکر نے حضرت بلال کو ایک چادر اور دس اوقیہ سونے کے عوض خریدا پھر انھیں خالص اللہ کے لیے آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری و ان سعیکم لشتی بیشک تمھاری کوشش مختلف ہے یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیہ و ابی بن خلف کی کوششوں میں عظیم فرق ہے، ان میں بون بعید ہے۔

اور سردار بن سردار عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ابوبکر صدیق کے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خرید کر آزاد کر دینے کے بارے میں کچھ اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

اللہ جزائے خیر دے بلال اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے عتیق (ابوبکر) کو اور امیہ اور ابوجہل کو رسوا کرے وہ شام یاد کرو جب ان دونوں نے بلال کا برا چاہا اور اس سے نہ ڈرے جس سے ذی عقل آدمی ڈرتا ہے انھوں نے بلال کا برا اس لیے چاہا کہ بلال نے خلق کے خدا کو ایک جانا اور انھوں نے یہ کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ میرا رب ہے میں اس پر مطمئن ہوں تو اگر تم مجھے قتل کرو تو اس حال میں قتل کرو گے کہ میں قتل کے ڈر سے رحمٰن کا شریک ٹھہرانے کا نہیں تو اے ابراہیم اور اپنے بندے یونس اور موسیٰ وعیسیٰ کے رب مجھے نجات دے پھر اسے مہلت نہ دے جو ناحق ظالمانہ آل غالب کی گمراہی کی آرزو کیے جاتا ہے۔

امام بغوی نے ''الاتقی'' کی تفسیر میں کہا، اس لفظ سے خدا کی مراد سب مفسرین کے قول کے بموجب ابوبکر صدیق ہیں۔

امام رازی نے مفاتیح الغیب میں فرمایا ہم سنیوں کے مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اتقی سے مراد ابوبکر ہیں۔

صواعق محرقہ میں ابن حجر نے علامہ ابن الجوزی سے نقل کیا، علماء سب اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت ابوبکر کے حق میں نازل ہوئی، یہاں تک کہ مجھے خبر پہنچی کہ طبرسی کو باوجود رفض کے اپنی تفسیر مجمع البیان میں اس کا انکار نہ بن پڑا۔ **و الفضل ما شهدت به الاعداء .**

پھر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی عادت کے مطابق اپنی تفسیر میں عقلی استدلال و نظر کی راہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی کہ آیت کا مفہوم صدیق اکبر کے سوا کسی کے لیے نہیں بنتا تو انھوں نے فرمایا کہ تمام شیعہ اس روایت کے منکر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اتری ہے اور اس کی دلیل اللہ کا فرمان **و یوتون الزکوة و هم راكعون** ہے اور رکوع کی حالت میں زکوۃ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا قول **الا تقى الذى يوتى ماله يتزكى** یعنی وہ سب سے بڑا پرہیز گار جو ستھرا ہونے کو اپنا مال دیتا ہے۔ اسی وصف کی طرف اشارہ ہے جو اس آیت میں مذکور ہوا یعنی اللہ کا یہ فرمانا **و یوتون الزکوة الآیة .**

اور جب ایک رافضی نے یہ بات میری مجلس میں کہی میں نے کہا میں اس پر دلیل عقلی قائم کروں گا کہ اس سے مراد صرف ابوبکر ہیں۔ اور تقریر دلیل یوں ہے کہ مراد اس بڑے پرہیز گار سے وہی ہے جو سب سے افضل ہے تو جب معاملہ ایسا ہے تو ضروری ہے کہ اس سے مراد بس ابوبکر ہوں تو جب یہ دونوں مقدمے صحیح ہوں گے دعویٰ درست ہوگا اور ہم نے یہ اسی لیے کہا کہ اس بڑے پرہیز گار سے مراد سب سے افضل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ان اكرمكم عند الله اتقاكم .

اللہ کے یہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہو اور اکرم ہی افضل ہے۔

تو آیت نے بتایا کہ ہر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو گا ضروری ہے کہ وہ سب سے زیادہ مرتبہ والا ہو تو ثابت ہو گیا کہ سب سے بڑا پرہیزگار جس کا آیت میں ذکر ہوا ضروری ہے کہ اللہ کے یہاں سب سے افضل ہو۔

آیت کی تفسیر میں امام احمد رضا کی تحقیق

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ ضروری ہے کہ اس سے مراد ابوبکر ہوں اس لیے کہ ساری امت اس پر متفق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلق سے افضل یا ابوبکر ہیں یا علی اور یہ ممکن نہیں کہ یہ آیت علی پر محمول کی جائے تو ابوبکر کے لیے اس کا مصداق متعین ہو گیا اور ہم نے یہ اس لیے کہا کہ آیت کو علی پر محمول کرنا ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سب سے بڑے پرہیزگار کی صفت میں فرمایا۔

و ما لاحد عنده من نعمة تجزى.

یعنی اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ لیا جائے۔

یہ وصف علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صادق نہیں آتا اس لیے کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت میں تھے بایں سبب کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علی کو ان کے باپ سے لے لیا تھا اور حضور انھیں کھلاتے پلاتے، پہناتے اور پالتے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی کے لیے ایسے محسن ہیں کہ ان کے احسان کا بدلہ واجب ہوا۔

رہے ابوبکر تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان پر دنیوی احسان نہیں بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا خرچ اٹھاتے تھے، ہاں کیوں نہیں ابوبکر پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا دین کی طرف ہدایت وارشاد کا احسان ہے مگر یہ ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ما اسئلكم عليه من اجر

میں تبلیغ پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا۔

یہاں مطلق احسان کا ذکر نہیں بلکہ بات اس احسان کی ہے جس کا بدلہ دیا جائے تو ہم نے جان لیا کہ آیت کا یہ معنی علی بن ابی طالب کے لیے نہیں بنتا اور جب یہ ثابت ہے کہ مراد اس آیت کی وہی ہے جو افضل خلق ہے اور یہ ثابت ہے کہ امت میں سب سے افضل یا ابوبکر ہیں یا علی اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آیت کا مفہوم حضرت علی کے شایان نہیں لہٰذا اس کا مصداق ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے متعین ہو گیا اور آیت کی دلالت اس پر بھی ثابت ہو گئی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری امت سے افضل ہیں۔

میں (امام احمد رضا) کہتا ہوں کہ رہی یہ بات جو فاضل امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے فرمائی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت میں تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ان کے والد سے لے لیا تھا۔ اس کا ذکر محمد بن اسحاق و ہشام نے کیا ہے۔ اور محمد بن اسحاق کے الفاظ یوں ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ کے احسان کے قبیل سے وہ ہے جو اللہ نے ان کے ساتھ کیا اور ان کی بھلائی کا ارادہ فرمایا وہ یہ کہ قریش پر سخت تنگی پڑی اور ابو طالب کی اولاد بہت تھی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا وہ بنی ہاشم کے بڑے مالداروں میں سے تھے اے عباس آپ کے بھائی ابو طالب کی اولاد بہت ہے اور لوگوں پر جو یہ سختی پڑی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں تو ہمارے ساتھ ابو طالب کے یہاں چلیئے کہ ہم ان کی اولاد کا بوجھ کم کریں ان کے گھر سے ایک آدمی میں لے لوں اور ایک آدمی آپ لے لیں اور ہم دونوں ان کی کفالت کریں۔ حضرت عباس نے عرض کی جی ہاں پھر دونوں حضرات ابو طالب کے پاس تشریف لائے ان سے کہا ہم چاہتے ہیں کہ جب تک لوگوں کی مصیبت (جس میں وہ مبتلا ہیں) دور ہو آپ سے آپ کی اولاد کا بوجھ کم کر دیں تو ابو طالب بولے اگر تم میرے لیے عقیل کو چھوڑ دو تو تم جو چاہو کرو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے علی کو لے کر اپنے سینے سے لگایا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جعفر کو لیا اور چمٹا لیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو نبی مبعوث فرمایا حضرت علی حضور پر ایمان لائے اور حضور کو سچا مانا۔ اور جعفر عباس کے پاس رہے یہاں تک کہ اسلام لا کر ان سے بے نیاز ہو گئے۔

اقول (حضرت علی پر) نعمت کبریٰ کی تکمیل بتول زہرا حضرت فاطمہ صلوات اللہ تعالیٰ علی ابیہا الکریم وعلیہا سے شادی ہو کر ہوئی۔

ابوبکر کے مال کا فائدہ

اور یہ جو ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خرچ اٹھاتے تھے یہ تو اس کے نزدیک بہت ہی واضح اور خوب ظاہر ہے جس کو احادیث وکتب سیرت سے واقفیت ہے۔

ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ذکر کی۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما لا حد عندنا ید الا وقد کا فاناہ بہا ما خلا ابا بکر فان لہ عندنا یدا یکا فیہ اللہ بہا یوم القیامۃ و ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر و لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا و ان صاحبکم ای محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیل اللہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کے احسان کا بدلہ ہم نے اسے دے دیا سوائے ابوبکر کے کہ ان کا ہم پر وہ احسان ہے جس کا بدلہ انھیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دے گا اور مجھے کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو فائدہ مجھے ابوبکر کے مال نے دیا اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ضرور ابوبکر کو

دوست بناتا اور بے شک تمھارے صاحب یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے دوست ہیں۔

ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحم الله ابا بكر زوجنی ابنته و حملنی الی دار الهجرة و اعتق بلالا من ماله و ما نفعنی مال احد فی الاسلام ما نفعنی مال ابی بكر.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ ابوبکر پر رحمت کرے مجھ سے اپنی بیٹی کا عقد کیا اور مجھے دار ہجرت (مدینہ) میں لائے اور اپنے مال سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کیا اور اسلام میں مجھے کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو فائدہ ابوبکر کے مال نے دیا۔

امام احمد و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما نفعنی مال قط ما نفعنی مال ابی بكر فبكی ابو بكر و قال هل انا و مالی الا لک یا رسول الله .

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے کبھی کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو ابوبکر کے مال نے مجھے دیا تو ابوبکر رو دیے اور عرض کی یا رسول اللہ میں اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما احد عندی اعظم یدا من ابی بكر و اسانی بنفسه و ما له و نكحنی ابنته .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ پر ابوبکر سے بڑھ کر کسی کا احسان نہیں اپنی

جان و مال سے میرا ساتھ دیا اور مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔

خطیب نے اسے ابن المسیب سے مرسلاً اتنی زیادتی کے ساتھ روایت کیا۔

يقضي في مال ابي بكر كما يقضي في مال نفسه .

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر کے مال سے اپنا قرض ادا فرماتے جس طرح اپنے مال سے ادا فرماتے۔

ابن عساکر نے متعدد سندوں سے حضرات عائشہ و عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ان ابا بكر اسلم يوم اسلم و له اربعون الف دينار و في لفظ اربعون الف درهم فانفقها على رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم .

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار دینار تھے اور ایک روایت میں ہے چالیس ہزار درہم تھے تو ابوبکر نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اٹھا دیا۔

ایک حدیث طویل سندوں کے ساتھ ذکر کی گئی ہے جس کے آخری راوی امام احمد رضا بریلوی خود ہیں اور یہ حدیث کامل ابن عدی میں بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے موجود ہے۔

قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لابي بكر ما اطيب مالک منه بلال موذن و ناقتي التي هاجرت عليها و زوجتني ابنتک و واسيتني بنفسک و مالک كاني انظر اليک على باب الجنة تشفع لامتي.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا تمھارا مال کتنا ستھرا ہے اسی سے میرا موذن بلال ہے اور میری اونٹنی ہے جس پر میں نے ہجرت کی اور تم نے اپنی دختر میرے نکاح میں دی۔ اور اپنی جان

وہاں سے میری مدد کی گویا میں تمھیں دیکھ رہا ہوں جنت کے دروازہ پر کھڑے ہو میری امت کے لیے شفاعت کرر ہے ہو۔

حسان بن ثابت کے اشعار

امام ابوعمر بن عبدالبر نے حدیث مجالد بروایت شعبی ذکر کی انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا یا ابن عباس سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے پہلے کون اسلام لایا انھوں نے فرمایا کیا تم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار نہ سنے۔

اذا تذكرت شجوا من اخي ثقة
فاذكر اخاك ابا بكر بما فعلا

●

خير البرية اتقاها و اعدلها
بعد النبي و افاها بما حملا

●

الثاني التالي المحمود مشهده
و اول الناس منهم صدق الرسلا

جب تجھے سچے دوست کا غم یاد آئے تو اپنے بھائی ابوبکر کو ان کے کارناموں سے یاد کر جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ساری مخلوق سے بہتر سب سے زیادہ تقوی اور عدل والے اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں رہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے سفر ہجرت میں چلے جن کا منظر محمود ہے اور لوگوں میں سب سے پہلے جنہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔

ابن عبدالبر استیعاب میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم نے ابوبکر کے بارے میں کچھ کہا ہے انھوں نے عرض کی جی ہاں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ اشعار سنائے ان میں سے چوتھا شعر یہ ہے۔

و الثانی اثنین فی الغار المنیف وقد

طاف العدو به اذ صعد الجبلا

غار شریف میں دوسری جان جب دشمن اس کے گرد چکر لگاتے تھے اس لیے کہ جب وہ پہاڑ پر دشمن کی نظروں کے سامنے چڑھے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اشعار کو سن کر خوش ہوئے اور فرمایا اے حسان تم نے اچھا کیا۔

- اور ان میں کا پانچواں شعر بھی مروی ہوا۔

کالنار حب رسول اللہ قد علموا

خیر البریة لم یعدل به رجلا

آگ کی طرح (شہرت، چمک یا حرارت محبت میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب لوگوں نے انھیں جانا، تمام مخلوق سے بہتر جس کے برابر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو نہ رکھا۔

شیخین کی فضیلت پر اقوال ائمہ

حضرت میمون بن مہران جو کہ فقہائے تابعین میں سے ہیں ان سے سوال ہوا کہ سیدنا ابوبکر و عمر افضل ہیں یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تو ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور ان کی رگیں پھڑکنے لگیں یہاں تک کہ چھڑی ان کے ہاتھ سے گر گئی اور انھوں نے کہا مجھے گمان نہ تھا کہ میں اس زمانہ تک زندہ رہوں گا

جس میں لوگ ابوبکر و عمر پر کسی کو فضیلت دیں گے۔

عالم مدینہ امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل کون ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر، پھر فرمایا کیا اس میں کوئی شک ہے۔

امام اعظم اقدم سب سے زیادہ علم رکھنے والے سب سے زیادہ مکرم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہل سنت کی علامات کے بارے میں سوال ہوا تو انھوں نے فرمایا اہل سنت کی پہچان یہ ہے کہ تو شیخین یعنی ابوبکر و عمر کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل جانے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں دامادوں (حضرت علی و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت کرے اور خف پر مسح کرے۔

عالم قریش زمین کے اطباق کو علم سے بھرنے والے سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی مطلبی نے فضیلت شیخین پر صحابہ و تابعین کا اجماع نقل کیا۔

حجۃ الاسلام امام غزالی نے قواعد العقائد میں مجد و شرف والے ائمہ کے عقائد کو ذکر کیا اور ان عقائد میں مسئلہ تفضیل کو ذکر کیا کہ آدمی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فضیلت اور اس میں ترتیب کا اعتقاد کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس کے آخر میں کہا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت، خلافت میں ان کی ترتیب کے موافق ہے اس لیے کہ حقیقت فضل وہ ہے جو اللہ کے نزدیک فضل ہو اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی کو اطلاع نہیں۔

یہی مذہب ہے امام اہل سنت و جماعت صاحب حکمت یمانیہ سیدنا امام ابوالحسن اشعری

حفظ کے پہاڑ علامہ جہاں سیدنا امام ابن حجر عسقلانی۔

مولیٰ فاضل عبدالباقی زرقانی۔

قصیدہ بدرالامانی کے ناظم۔

امام علام احمد بن محمد قسطلانی۔

فاضل جلیل مولانا علی قاری۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ ومرشد آل رسول احمدی اور سیدنا ابوالحسین نوری مارہروی نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے کہ شیخین کی فضیلت قطعی ہے یا قطعی جیسی ہے۔

واللیل والضحیٰ

امام رازی مفاتیح الغیب میں فرماتے ہیں :

سورۂ واللیل ابوبکر کی سورت ہے اور سورۂ والضحیٰ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سورت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان سورتوں کے درمیان واسطہ نہ رکھا تا کہ معلوم ہو کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر کے درمیان کوئی شخص واسطہ نہیں تو اگر تم پہلے واللیل کا ذکر کرو وہ ابوبکر ہیں پھر چڑھو تو اس کے بعد دن کو پاؤ گے تو وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اور اگر تم پہلے والضحیٰ کا ذکر کرو اور وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں پھر اترو تو اس کے بعد واللیل کو پاؤ گے اور وہ ابوبکر ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ واللیل کی تقدیم اس صورت پر اس لیے کہ وہ جناب صدیق

کے بارے میں کفار کے طعنہ کا جواب ہے اور والضحیٰ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ان کے طعنہ کا جواب ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برأت صدیق کی برأت کو مستلزم نہیں اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلیٰ ہیں اور اعلیٰ کی برأت ادنیٰ کی برأت کو لازم نہیں کرتی اور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برأت بدرجہ اولیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برأت کا حکم کرتی ہے کہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لیے بری ہوئے کہ اس بری تقی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام ہیں تو واللیل کی تقدیم میں ایک ساتھ دونوں طعنوں کے جواب کی حجت ہوئی اور اگر واللیل کو موخر کیا جاتا تو صدیق کے طعنہ کا جواب مؤخر ہو جاتا۔

اقول: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سورت کو واللیل کا نام لینا اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سورت کا ضحیٰ نام رکھنا گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدیق کے لیے اور ان کی ہدایت اور اللہ کی طرف ان کا وسیلہ ہیں جن کے ذریعہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا طلب کی جاتی ہے۔ اور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راحت اور ان کی انس وسکون اور اطمینان نفس کی وجہ ہیں اور ان کے محرم راز اور ان کے خاص معاملات سے وابستہ رہنے والے۔

صدیق وعلی کے رتبے میں فرق

قاضی ابوبکر باقلانی نے کتاب الامامت میں فرمایا کہ وہ آیت جو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے حق میں وارد ہے۔

انما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزء ا و لا شكورا و انا نخاف من ربنا يوما عبوسا قمطريرا.

ان سے کہتے ہیں ہم تمھیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکرگزاری نہیں

مانگتے بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے۔

اور وہ آیت جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہوئی۔

الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ و لسوف یرضی .

صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

یہ دونوں آیتیں تلاوت کرتی ہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک نے اللہ کی خوشنودی کے لیے نیکی کی مگر یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں جو آیت اتری وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے جو کچھ کیا وہ اللہ کی خوشنودی اور روز قیامت کے ڈر سے کیا اس بنا پر انھوں نے کہا۔

انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا.

بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو ترش نہایت سخت ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفضیل والی آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے جو کچھ کیا محض اللہ کے لیے کیا بغیر اس کے کہ اس میں کچھ طمع کا شائبہ ہو جو بات ثواب میں رغبت یا عذاب میں ہیبت کی داعی ہے اس میں بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رتبہ اعلیٰ اور اجل ہوا۔

اول: تحقیق یہ ہے کہ تمام اجلہ صحابہ کرام مراتب ولایت میں اور خلق سے فنا اور حق میں بقا کے مرتبہ میں اپنے ماسوا تمام اکابر اولیاء عظام سے وہ جو بھی ہوں افضل ہیں اور ان کی شان ارفع و اعلیٰ ہے اس سے کہ وہ اپنے اعمال سے غیر اللہ کا قصد کریں لیکن بدارج متساوی و برابر ہیں اور مراحب ترتیب کے ساتھ ہیں اور کوئی شئ کسی شی سے کم ہے اور کوئی فضل کسی فضل کے اوپر ہے اور صدیق کا مقام وہاں ہے جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہوگئیں اس لیے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیشواؤں کے پیشوا اور تمام امت کی لگام تھامنے والے اور ان کا مقام صدیقیت سے بلند اور تشریع نبوت سے کمتر ہے اور ان کے

اوران کے مولائے اکرم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نہیں۔

(الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقیٰ)

اشعار

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توصیف وذکر جمیل میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظ جان تو جاں فروض غرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انھیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

•

سایہ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوش و زارت پہ لاکھوں سلام

•

نہیں ہے بعد رسل ان کا مثل عالم میں
یہی ہے میرا عقیدہ یہی ہے راہ خیار
یہی ہیں اکرمکم اور یہی ہیں اتقیٰ کم
یہی ہیں ثانی اثنین اذھما فی الغار

وہ دو یہی ہیں کہ جن دو کا تیسرا ہے خدا
یہ دو وہی ہیں کہ جن کا خدا ہے وصف شمار

امیر خیل صحابہ قوام دین الہ
وزیر خسرو عالم امام اہل وقار

نظام بزم خلافت حسام رزم جہاد
خدا کے لشکر جرار کے سپہ سالار

نہ چھوڑا بعد فنا بھی نبی کے قدموں کو
اٹھیں گے دست بدست جناب روز شمار

(حدائق بخشش)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

هو الذی ایدک بنصرہ و بالمومنین

وہی ہے جس نے تمھیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔

(الانفال/٦٢)

حضرت عمر فاروق اعظم ﷛

عام فیل کے تیرہ سال بعد محرم کی چاند رات کو آپ کی ولادت ہے وہ اشراف قریش میں سے تھے جاہلیت میں ان کے سپرد سفارت تھی جب قریش میں ان کے درمیان جنگ ہوتی تو ان کو سفیر و قاصد بنا کر بھیجتے تھے اور وہ لوگوں میں طول قامت میں فائق رہتے تھے گویا کہ خود سوار ہیں اور لوگ پیدل ہیں۔

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ ان کی صفت توریت میں یہ ہے

قرن جدید شدید امین والقرن الجبل الصغیر وسمی الفاروق بفرقة بین الحق والباطل.

قرن کے معنی سردار اور چھوٹی پہاڑی کے ہیں، عمر فاروق نئے سردار اور سخت امین ہیں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کے سبب سے ان کا نام فاروق ہوا۔

جب وہ اسلام لائے تو جبریل علیہ السلام نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ آسمان والے حضرت عمر کے اسلام لانے پر خوشیاں منا رہے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

یا ایها النبی حسبک الله و من اتبعک من المومنین.

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی اللہ تمھیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمھارے پیرو ہوئے۔

ان کی خلافت کے زمانہ میں ایک ہزار چھتیس شہر ان کے قصبات و دیہات کے ساتھ مفتوح ہوئے، چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں، اور چار ہزار گرجے، بت کدے اور آتش کدے منہدم ہوئے اور ایک ہزار نو سو منبر جوامع میں رکھے گئے۔

ان کے مناقب وفضائل میں بکثرت حدیثیں مروی ہیں اور سب سے بڑی فضیلت جو وارد

ہوئی یہ ہے کہ

ان الله جعل الحق علی لسان عمر.

بلاشبہ اللہ نے حضرت عمر کی زبان پر حق رکھا۔

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لقد کان فیمن قبلکم محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر.

یعنی بلاشبہ تم سے پہلوں میں محدثین ہوتے تھے پس اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہیں۔

اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا

کنا اصحاب محمد لا نشک ان السکینة ینطق علی لسان عمر.

ہم اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شک نہیں رکھتے کہ سکینہ حضرت عمر کی زبان پر گویا ہے۔

ان کے فضائل اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی مدت خلافت دس سال اور چھ مہینہ ہے۔ ان کی وفات حج سے واپسی کے بعد ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کیا کرتے تھے

اللهم ارزقنی شهادة فی سبیلک و اجعل موتی فی بلد رسولک اخرجه البخاری.

اے خدا اپنی راہ میں مجھے شہادت نصیب فرما اور اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر مبارک میں میری وفات کو مقرر فرما۔

کعب احبار کہا کرتے تھے کہ میں آپ کو توریت میں شہید پاتا ہوں۔ (مولف) (مدارج النبوۃ)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے

تھے کہ خواب میں میں نے کارکنان قضاوقدر کو ایک کنویں میں ڈول ڈالتے دیکھا میں نے اس ڈول سے اس کنویں سے اتنا پانی نکالا جتنا اللہ کی مرضی تھی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق نے ڈول پکڑ کر پانی نکالنا شروع کیا، وہ پانی آہستہ آہستہ نکالتے تھے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔ بعد ازاں حضرت فاروق اعظم نے کنویں سے پانی نکالنا شروع کیا میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو آب کشی میں طاقتور نہیں دیکھا، آپ نے تمام حوض بھر دیا اور تمام لوگ پانی پی کر سیراب ہو گئے۔ یہ بات آپ کی خلافت کی دلیل ہے۔

جس دن آپ شہید ہوئے تمام روئے زمین تاریک ہو گئی بچے اپنی ماؤں کے پاس آ کر کہتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے قیامت آ گئی ہے وہ کہتیں نہیں بیٹا! حضرت سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ (مولف) (شواہد النبوۃ)

اسلام عمر کے لیے دعائے نبوی

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل اور ان کے اسلام لانے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی

اللهم اعز الاسلام باحب هذين الرجلين اليک بعمر بن الخطاب او بابی جهل بن هشام.

الٰہی اسلام کو عزت دے ان دونوں مردوں میں جو تجھے زیادہ پیارا ہو اس کے ذریعہ سے یا تو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام۔

اسے امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی بافادہ تحسین وتصحیح، ابن سعد، ابویعلی، حسن بن سفیان نے فوائد میں، بزار، ابن مردویہ، خیثمہ بن سلیمان نے فضائل الصحابۃ میں، ابونعیم وبیہقی نے دلائل النبوۃ میں، اور ابن

عساکر سب نے امیر المومنین عمر سے، ترمذی نے انس سے، نسائی نے ابن عمر سے، احمد، ابن حمید، ابن عساکر نے خباب بن الارت سے، طبرانی نے کبیر میں، حاکم نے عبداللہ بن مسعود سے، ترمذی، طبرانی، ابن عساکر نے ابن عباس سے، بغوی نے جعدیات میں ربیعہ سعدی سے، ابن عساکر ابن عمر سے، ابوداؤد طیالسی، شاشی نے فوائد میں اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی

اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة .

الٰہی خاص عمر بن خطاب کے ذریعہ سے اسلام کو عزت دے۔

اسے ابن ماجہ، ابن عدی، حاکم، بیہقی نے ام المومنین صدیقہ سے، ابوالقاسم طبرانی نے ثوبان سے، حاکم نے زبیر سے، ابن سعد نے بطریق حسن مجتبیٰ، خیثمہ بن سلیمان نے فضائل الصحابۃ میں، لالکائی نے کتاب السنۃ میں، ابو طالب عشاری نے فضائل الصدیق میں، ابن عساکر نے بطریق نزال بن سبرہ امیر المومنین علی سے، ابن عساکر نے زبیر و علی سے، طبرانی نے اوسط میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزتیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں مخالف و موافق سب پر روشن و مبین۔

عمر سے اسلام کو عزت ملی

ولہذا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

ما زلنا اعزة منذ اسلم عمر.

ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔

امام بخاری نے صحیح مین اور ابو حاتم رازی نے مسند میں اور ابن حبان نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کان اسلام عمر فتحا و هجرته نصرا و امارته رحمة لقد رأيتنا و ما نستطيع ان نصلي بالبيت حتى اسلم عمر.**

عمر کا اسلام فتح تھا اور ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت، بیشک میں نے اپنے گروہ صحابہ کو دیکھا کہ جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہمیں کعبہ معظمہ میں نماز پر قدرت نہ ملی۔

اسے ابو طاہر سلفی اور ابن اسحاق نے سیرت میں روایت کیا۔

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ **ما صلينا ظاهرين حتى اسلم عمر فلما اسلم عمر ظهر الاسلام و دعا الى الله علانية.**

جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہم نے آشکار نماز نہ پڑھی جس دن سے وہ اسلام لائے دین نے غلبہ پایا اور انھوں نے علانیہ اللہ عزوجل کی طرف بلایا، درلابی نے اسے فضائل الصحابۃ میں بیان کیا۔

صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **لما اسلم عمر جلسنا حول البيت حلقا و طفنا به و انتصفنا ممن غلظ علينا.**

جب عمر مسلمان ہوئے ہم گرد خانہ کعبہ حلقہ باندھ کر بیٹھے اور طواف کیا اور ہم پر جو سختی کرتے تھے ان سے اپنا انصاف لیا۔ ابو الفرج نے اسے کتاب الصفوۃ میں روایت کیا۔

عمر لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں

ان عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه دعا ام كلثوم بنت على بن ابى

طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما و کانت تحتہ فوجدھا تبکی فقال ما یبکیک فقالت یا امیر المومنین ھذا الیھودی تعنی کعب الاحبار یقول انک علی باب من ابواب جھنم فقال عمر ما شاء اللہ و اللہ انی لارجو ان یکون ربی خلقنی سعیدا ثم ارسل الی کعب فدعاہ فلما جاءہ کعب قال یا امیر المومنین لا تعجل علی والذی نفسی بیدہ لا ینسلخ ذو الحجۃ حتی تدخل الجنۃ فقال عمر ای شی ھذا مرۃ فی الجنۃ مرۃ فی النار فقال یا امیر المومنین و الذی نفسی بیدہ انا لنجد فی کتاب اللہ عزوجل علی باب من ابواب جھنم تمنع الناس ان یقعوا فیھا فاذامت لم یزالوا یقتحمون فیھا الی یوم القیامۃ .

یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ حضرت ام کلثوم دختر امیر المومنین مولیٰ علی و بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا انھیں روتے پایا سبب پوچھا کہا یا امیر المومنین یہ یہودی کعب احبار (رضی اللہ تعالیٰ کہ اجلۂ ائمہ تابعین وعلمائے کتابین واعلم علمائے توراۃ سے ہیں پہلے یہودی تھے خلافت فاروقی میں مشرف باسلام ہوئے، شاہزادی کا اس وقت حالت غضب میں انھیں اس لفظ سے تعبیر فرمانا، بر بنائے نازک مزاجی تھا کہ لازمہ شاہزادگی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) یہ کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر ہیں، امیر المومنین نے فرمایا جو خدا چاہے خدا کی قسم بیشک مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہے۔ پھر حضرت کعب کو بلا بھیجا انھوں نے حاضر ہو کر عرض کی اُمیر المومنین مجھ پر جلدی نہ فرمائیں، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ذی الحجہ کا مہینہ ختم نہ ہونے پائے گا کہ آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے فرمایا یہ کیا بات ہے کبھی جنت میں کبھی نار میں، عرض کی یا امیر المومنین قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ کو کتاب اللہ میں جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر پاتے ہیں کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں جب آپ انتقال فرمائیں گے

قیامت تک لوگ نار میں گرا کریں گے۔

ابن سعد نے طبقات میں ابو القاسم بن بشران نے امالی میں جاری مولیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا۔

عمر زمین کے مالک ہیں

معانی الآثار امام طحاوی میں ہے حدثنا ابن مرزوق ثنا ازهر السمان عن ابن عون عن محمد قال قال عمر رضی الله تعالیٰ عنه لنا رقاب الارض.

یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا زمین کے مالک ہم ہیں۔

عدل فاروقی

ایک مصری نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی

یاامیر المومنین عائذ بک من الظلم۔

امیر المومنین میں حضور کی پناہ لیتا ہوں ظلم سے۔

امیر المومنین نے فرمایا عذت معاذا تو نے بچی جائے پناہ کی پناہ لی

یعنی عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر پر امیر المومنین کے صوبہ تھے یہ فریادی مصری عرض کرتا ہے کہ میں نے ان کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ کی میں آگے نکل گیا، صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارنے اور کہا میں دو معزز و کریم والدین کا بیٹا ہوں، اس فریاد پر امیر المومنین نے فرمان نافذ فرمایا کہ عمرو بن عاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں، حاضر ہوئے امیر المومنین نے مصری کو حکم دیا کوڑا لے اور مار اس نے بدلہ لینا

شروع کیا اور امیر المومنین فرماتے جاتے مارو دولیموں کے بیٹے کو، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم جب اس فریادی نے مارنا شروع کیا ہے ہمارا جی یہ چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا عوض لے اس نے یہاں تک مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کاش اپنا ہاتھ اٹھالے، جب مصری فارغ ہوا امیر المومنین نے فرمایا اب یہ کوڑا عمرو بن عاص کے چندیا پر رکھ (یعنی وہاں کے حاکم تھے انھوں نے کیوں نہ دادرسی کی بیٹے کا کیوں لحاظ پاس کیا) مصری نے عرض کی یا امیر المومنین ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا تھا اس سے میں عوض لے چکا۔

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا **مذکم تعبدتم الناس و ولدتهم امهاتهم احرارا۔**

تم لوگوں نے بندگان خدا کو کب سے اپنا غلام بنالیا حالاں کہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین نہ مجھے کوئی خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس فریادی آیا۔

ابن عبد الحکم نے اسے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا۔

تائید حق سے عمر کی درستگی

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **لو لم ابعث فيكم لبعث عمر ايد الله عمر بملكين يوفقانه و يسدد انه فاذا اخطاء صرفاه حتى يكون صوابا.**

اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو بیشک عمر نبی کر کے بھیجا جاتا اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے عمر کی تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر امر میں اسے ٹھیک راہ پر رکھتے ہیں اگر عمر کی رائے لغزش کرتی ہے تو وہ فرشتے عمر کو ادھر سے پھیر دیتے ہیں تاکہ عمر سے حق ہی صادر ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسے دیلمی نے ابوبکر صدیق وابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بیشک عمر کا اسلام عزت تھا اور ان کی ہجرت فتح ونصرت اور ان کی خلافت میں رحمت، خدا کی قسم گردکعبہ علانیہ نماز نہ پڑھنے پائے جب تک عمر اسلام نہ لائے، جب وہ مسلمان ہوئے کافروں سے قتال کیا یہاں تک کہ ہم نے علانیہ گردکعبہ معظمہ نماز ادا کی

و انی لا حسب بین عینی عمر ملکا یسدده

اور بیشک میں سمجھتا ہوں کہ عمر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے کہ انھیں راستی ودرستی دیتا ہے اور بیشک میں سمجھتا ہوں کہ عمر سے شیطان ڈرتا ہے اور جب نیک بندوں کا ذکر ہو تو عمر کا ذکر لاؤ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسے ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

عمر کی شہادت اور مشورۂ خلافت

جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابولولو، مجوسی خبیث نے خنجر مارا اور امیر المومنین نے مشورے کا حکم دیا (کہ میرے بعد عثمان غنی وعلی مرتضیٰ وطلحہ وزبیر وعبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم چھ صاحبوں سے مسلمان جسے مناسب تر جانیں خلیفہ بنائیں) حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمت امیر المومنین میں آئیں اور کہا اے باپ میرے بعض لوگ کہتے ہیں یہ چھ شخص پسندیدہ نہیں، امیر المومنین نے فرمایا مجھے تکیہ لگا کر بٹھا دو، بٹھائے گئے ارشاد فرمایا :

علی کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اے علی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں لاتو روز قیامت میرے ساتھ میرے درجے میں داخل ہوگا۔

بھلا عثمان کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس دن عثمان انتقال کرے گا آسمان کے فرشتے اس پر نماز پڑھیں گے، میں نے عرض کی یارسول اللہ یہ فضیلت خاص عثمان کے لیے ہے یا ہر مسلمان کے لیے فرمایا خاص عثمان کے لیے۔

طلحہ بن عبید اللہ کو کیا کہیں گے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کجاوا پشت مبارک سے گر گیا تھا میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کون ہے کہ میرا کجاوا ٹھیک کر دے اور جنت لے، یہ سنتے ہی طلحہ دوڑے اور کجاوا درست کر دیا، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوئے اور ان سے ارشاد فرمایا

یا طلحة هذا جبریل یقرئک السلام و یقول انا معک فی اهوال یوم القیامة حتی انجیک منها.

اے طلحہ یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمھارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ ان سے تمھیں نجات دوں گا۔

زبیر بن عوام کو کیا کہیں گے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور آرام فرماتے تھے زبیر بیٹھے پنکھا جھلتے رہے یہاں تک کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا اے ابوعبداللہ (زبیر کی کنیت ہے) کیا جب سے تو جھل رہا ہے عرض کی میرے ماں باپ حضور پر نثار جب سے برابر جھل رہا ہوں، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

هذا جبریل یقرئک السلام و یقول انا معک یوم القیامة حتی ادب عن وجهک شرر جهنم.

یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمھارے ساتھ رہوں گا

یہاں تک کہ تمھارے چہرے سے جہنم کی اڑتی چنگاریاں دور کروں گا۔

سعد بن وقاص کو کیا کہیں گے میں نے روز بدر دیکھا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چودہ بار ان کی کمان چلہ باندھ کر انھیں عطا کی اور فرمایا تیر مار تیرے قربان میرے ماں باپ۔

عبدالرحمٰن بن عوف کو کیا کہیں گے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے دونوں صاحبزادے رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھوکے روتے بلکتے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کون ہے کہ کچھ ہماری خدمت میں حاضر کرے اس پر عبدالرحمٰن بن عوف حیس (کہ خرمائے خستہ برآوردہ اور پنیر کو باریک کوٹ کر گھی میں گوندھتے ہیں) اور دو روٹیاں کہ ان کے بیچ میں روغن رکھا تھا لے کر حاضر ہوئے، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

کفاک اللہ امر ادنیاک و اما امر آخرتک فانا لھا ضامن

اللہ تعالیٰ تیرے دنیا کے کام درست کر دے اور تیری آخرت کے معاملہ کا تو میں ذمہ دار ہوں۔

اسے معاذ بن مثنی نے زیادات مسند مسدد میں، طبرانی نے اوسط میں، ابونعیم نے فضائل الصحابہ میں ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں، ابوالحسن بن بشران نے فوائد میں، خطیب نے تلخیص المتشابہ میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں، دیلمی نے مسند الفردوس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔ (الامن والعلی)

اسلام عمر کا واقعہ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایمان لائے جب کل مرد و عورت ۳۹ مسلمان تھے آپ چالیسویں مسلمان ہیں اسی واسطے آپ کا نام متمم الاربعین ہے یعنی چالیس مسلمانوں کے پورا کرنے والے جب آپ مسلمان ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من

المومنین اے نبی تجھ کو کافی ہے اللہ اور اس قدر لوگ جواب تک مسلمان ہو گئے۔ کفار نے جب سنا تو کہا آج ہم اور مسلمان آدھوں آدھ ہو گئے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو خوش خبری ہو کہ آج آسمانوں پر عمر کے اسلام لانے پر شادی رچائی گئی ہے۔

اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ کفار ہمیشہ سرکار کی ایذا رسانی کی فکر میں رہتے۔ آیہ کریمہ نازل ہوئی **و اللہ یعصمک من الناس** اللہ تمھارا حافظ وناصر ہے کوئی تمھارا کچھ نہیں کر سکتا، اس وقت تک یہ بھی مسلمان نہ ہوئے تھے ابو جہل لعین نے اعلان دیا کہ جو شخص اس کو اس قدر انعام دوں گا۔ ان کو جوش آیا تلوار ننگی کر لی اور قسم کھائی کہ اس کو نیام میں نہ کریں گے جب تک کہ معاذ اللہ اپنے ارادے کو پورا نہ کرلیں گے معارج میں ہے کہ انھوں نے تو یہ قسم کھائی اور ادھر رب العزت جل جلالہ نے قسم یاد فرمائی کہ یہ تلوار نیام میں نہ ہوگی تاوقتیکہ کفار کو اسی سے قتل نہ کریں۔ جا رہے تھے راستہ میں عبد اللہ بن نعیم صحابی ملے دیکھا نہایت غصہ کی حالت میں سرخ آنکھیں، ننگی تلوار لیے ہیں پوچھا کہاں جا رہے ہو انھوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ عبد اللہ بن نعیم نے کہا بنی ہاشم کے حملوں سے کیسے بچو گے انھوں نے کہا شاید تو بھی مسلمان ہو گیا ہے۔ تجھی سے شروع کروں عبد اللہ بن نعیم نے فرمایا میری کیا فکر کرتے ہو اپنے گھر میں تو جا کر دیکھو تمھارے بہن بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان کو غیظ آیا سیدھے بہن کے مکان پر گئے دروازہ بند پایا اندر سے پڑھنے کی آواز آ رہی تھی، ان کی بہن کو حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ طٰہٰ شریف سکھا رہے تھے۔

آواز اجنبی کلام اجنبی خیر آواز دی ان کی بہن نے صحیفہ کو کسی گوشہ میں چھپا دیا اور حضرت خباب ایک کوٹھری میں چھپ گئے دروازہ کھولا گیا آتے ہی بہن سے پوچھا تو دین سے پھر گئی (اسلام میں رافضیوں سا تقیہ کہاں) صاف کہہ دیا میں نے سچا دین اسلام قبول کیا۔ خیر انھوں نے تلوار سے تو نہیں مارا مگر ہاتھ سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ خون بہنے لگا جب آپ کی بہن نے دیکھا کہ چھوڑتے ہی نہیں تو کہا اے عمر تم مار ہی ڈالو مگر دین اسلام ہم سے نہ چھوٹے گا۔ جب انھوں نے خون بہتا ہوا دیکھا غصہ فرو ہوا اپنی بہن کو چھوڑ

دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ میں نے نئے کلام کی آواز سنی تھی وہ مجھے دکھاؤ آپ کی بہن نے کہا تم مشرک ہو اس کو چھو نہیں سکتے انھوں نے زبردستی کر کے مانگ لیا دو تین آیتیں پڑھیں فوراً ان کے منہ سے نکلا و اللہ ما هذا کلام البشر خدا کی قسم یہ کلام بشر کا نہیں۔

یہ سن کر حضرت خباب فوراً کوٹھری سے نکل آئے اور کہا اے عمر تمہیں خوشخبری ہو کل ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی

اللھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام او بعمر بن الخطاب .

الٰہی اسلام کو عزت دے ابو جہل یا عمر کے ذریعہ سے۔

الحمد اللہ کہ حضور کی دعا تمھارے حق میں قبول ہوئی انھوں نے فرمایا حضور کہاں تشریف فرما ہیں حضرت خباب نے فرمایا دار ارقم میں۔ انھوں نے کہا مجھے لے چلو حضرت خباب در دولت پر لے کر حاضر ہوئے یہاں مسلمان بخوف کفار چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ دروازہ پر آواز دی اندر سے آواز آئی کون؟ انھوں نے کہا عمر۔ ضعفائے مسلمین خائف ہوئے دو تین آوازیں دیں مگر جواب نہ دیا گیا جب انھوں نے سختی سے آواز دی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کواڑ کھول دیا جائے اگر خیر کے لیے آیا ہے تو فبھا اور اگر ارادۂ شر سے آیا ہے تو واللہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔ دروازہ کھلا یہ اندر گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا عمر کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو مسلمان ہو؟ فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک عظیم الشان پہاڑ میرے اوپر رکھ دیا گیا یہ عظمت نبوی تھی فوراً عرض کیا :

اشھد ان لا الہ الا اللہ و حدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ .

یہ دیکھتے ہی مسلمانوں نے خوش ہو کر بآواز بلند تکبیریں کہیں جن سے پہاڑ گونج اٹھے۔ انھوں نے مسلمان ہوتے ہی عرض کیا یا رسول اللہ کفار علی الاعلان اپنے معبودان باطل کی پرستش کریں اور ہم مسلمان

چھپ کر اپنے سچے خدا کی عبادت کریں۔ ہم علانیہ مسجد الحرام میں نماز پڑھیں گے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر برآمد ہوئے مسجد حرام شریف میں اذان کہی گئی دو صفیں ہوئیں ایک میں حضرت حمزہ شریک ہوئے اور دوسری میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جس کافر نے دیکھا چپکا اپنے گھر میں گھس گیا۔

حضرت عمر کی ہجرت

جب ضعفائے مسلمین نے ہجرت کی تو کفار سے چھپ چھپ کر چلے گئے۔ انھوں نے جب ہجرت فرمائی ایک ایک مجمع کفار میں ننگی شمشیر لے جا کر فرمایا جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا ہو وہ اب جان لے پہچان لے میں عمر ہوں۔ جسے اپنی عورت بیوہ اور اپنے بچے یتیم کرنا ہوں وہ میرے سامنے آئے میں اب ہجرت کرتا ہوں پھر یہ نہ کہنا کہ عمر بھاگ گیا تمام کفار سر جھکائے بیٹھے رہے کسی نے چوں بھی نہ کی۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ اسی واسطے ان کی شدت اور ان کی رحم دلی درجہ کمال پر تھی۔ (الملفوظ حصہ سوم)

بدمذہبوں پر سختی

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی کون ہے کہ مسافر کو کھانا دے۔ امیر المومنین نے خادم سے ارشاد فرمایا اسے ہمراہ لے آؤ وہ آیا۔ اسے کھانا منگا کر دیا مسافر نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک لفظ اس کی زبان سے ایسا نکلا جس سے بدمذہبی کی بو آتی تھی فوراً کھانا سامنے سے اٹھوالیا اور اسے نکال دیا۔ (الملفوظ حصہ دوم)

چالیسواں مسلمان

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ۳۳ مرد اور ۶ عورتیں اسلام قبول کر چکے تھے ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے والی جماعت چالیس افراد پر مشتمل ہوگئی تو آیت کریمہ یا ایها النبی حسبک الله و من اتبعک من المومنین نازل ہوئی۔ (تعلیقات رضا)

امت کے محدث

سید المحدثین امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ انھیں کے واسطے حدیث محدثین آئی، انھیں کے صدقے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

قد كان فيما مضى قبلكم من الامم اناس محدثون فان يكن في امتي منهم فانه عمر بن الخطاب .

اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی فراست صادقہ والہام حق والے اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ احمد و بخاری نے ابو ہریرہ سے احمد و مسلم و ترمذی ونسائی نے ام المومنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث روایت کی۔

عمر کی شان

فاروق اعظم نے نبوت کے کوئی معنی نہ پائے صرف ارشاد آیا

لو كان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب .

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوسکتا تو ضرور عمر ہوتا۔ احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ بن عامر سے اور

طبرانی نے کبیر میں عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث بیان کی۔

(السوء والعقاب علی المسیح الکذاب)

عمر کی انکساری

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے بچوں سے اپنے لیے دعا کراتے کہ عمر بخشا جائے۔ (ذیل المدعا)

حضور کا جلال اور عمر کا طرز ادب

امام عبدالرحمٰن دارمی اپنی سنن میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

ان عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه اتى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بنسخة من التوراة فقال يا رسول الله هذه نسخة من التوراة فسكت فجعل يقراء ووجه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يتغير فقال ابو بكر رضى الله تعالىٰ عنه ثكلت الثواكل ما ترى ما بوجه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فنظر عمر الى وجه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال اعوذ بالله من غضب الله و غضب رسوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رضينا بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نبيا فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و الذى نفس محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بيده لو بد الكم موسىٰ لا تبعتموه و تركتموني لضللتم من سواء السبيل و لو كان حيا و ادرك نبوتي لا تبعني.

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس

میں توریت کا ایک نسخہ لا کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ توریت کا نسخہ ہے حضور نے سکوت فرمایا حضرت عمر اسے پڑھنے لگے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رخ انور متغیر ہونے لگا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر تجھ پر رونے والی عورتیں روئیں (کسی کو متنبہ کرنے کے لیے عرب میں ایسا جملہ بولا جاتا تھا) کیا حضور کے روئے مبارک کا تغیر نہیں دیکھ رہے ہو حضرت عمر نے نظر اٹھا کر حضور کا روئے انور دیکھا اور فوراً عرض کی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے، ہم نے خدا کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی پسند کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر تمھارے لیے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ظاہر ہو جائیں پھر تم ان کا اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم لوگ ضرور صراط مستقیم سے بہک جاؤ اور اگر موسیٰ علیہ السلام دنیا میں ہوتے اور میرا زمانہ نبوت پاتے تو ضرور میرا اتباع کرتے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۲۳)

حضرت عمر کی وصیت

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اسی ہزار قرض تھے وقت وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا **بع فیھا اموال عمر فان وفت والا فسل بنی عدی فان وفت والا فسل قریشا و لا تعدُ عنهم.**

میرے دین میں اول تو میرا مال بیچنا اگر کافی ہو جائے فبھا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا۔

پھر صاحبزادۂ موصوف سے فرمایا **اضمنا** تم میرے قرض کی ضمانت کرلو، وہ ضامن ہو گئے اور امیر المومنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین و انصار کو گواہ کر لیا کہ وہ اسی ہزار مجھ پر ہیں۔ ایک ہفتہ نہ گزرا

تھا کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرمادیا۔ اسے ابن سعد نے طبقات میں عثمان بن عروہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۹۳)

معیقیب سے فاروق اعظم کا حسن سلوک

حدیث میں ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کو کچھ لوگوں کی دعوت کی ان میں معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے (کہ اہل بدر و مہاجرین سابقین اولین میں سے ہیں انھیں مرض جذام تھا) وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کیے گئے اور امیر المومنین نے ان سے فرمایا۔

خذ مما یلیک و من شقک فلو کان غیرک ما اکلنی فی صحفة و لکان بینی و بینه قید رمح.

اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجیے اگر آپ کے سوا کوئی اور اس مرض کا ہوتا تو میرے ساتھ ایک رکابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اس میں ایک نیزے کا فاصلہ ہوتا۔ اسے ابن سعد و ابن جریر نے فقیہ المدینہ خارجۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث میں ہے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دسترخوان پر شام کو کھانا رکھا گیا لوگ حاضر تھے امیر المومنین برآمد ہوئے کہ ان کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

ادن فاجلس و ایم الله لو کان غیرک به الذی بک ما جلس منی ادنی من قید رمح.

قریب آیئے بیٹھئے خدا کی قسم دوسرا ہوتا تو ایک نیزے سے کم فاصلے پر میرے پاس نہ بیٹھتا۔

حدیث میں ہے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض ساکنان موضع جرش نے بیان کیا

کہ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث بیان کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اترے تو تم دوسرے میں اترو۔ میں نے کہا واللہ اگر عبداللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا ان سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہل جرش آپ سے یوں ناقل تھے فرمایا :

كذبوا و الله ما حدثتم هذا و لقد رأيت عمر بن الخطاب يوتى بالاناء فيه الماء فيعطيه معيقيب فيشرب منه ثم يناوله عمر من يده فيضع فمه موضع فمه حتى يشرب منه فعرفت انما يصنع عمر ذلک فرارا من ان يدخله شي من العدوى.

واللہ انھوں نے غلط نقل کی میں نے یہ حدیث ان سے نہ بیان کی، میں نے تو امیر المومنین عمر کو یہ دیکھا ہے کہ پانی ان کے پاس لایا جاتا وہ معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیتے معیقیب پی کر اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کو دیتے امیر المومنین ان کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھ کر پانی پیتے میں سمجھتا کہ امیر المومنین یہ اس لیے کرتے ہیں کہ بیماری اڑ کر لگنے کا خطرہ ان کے دل میں نہ آنے پائے۔ ابن سعد و ابن جریر نے محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی۔

جذام کا علاج

ابن سعد کی روایت میں ایک مفید بات زائد ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا امیر المومنین فاروق اعظم جسے طبیب سنتے معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اس سے علاج چاہتے۔ دو حکیم یمن سے آئے ان سے بھی فرمایا وہ بولے جاتا رہے یہ تو ہم سے ہو نہیں سکتا ہاں ایسی دوا کر دیں گے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ امیر المومنین نے فرمایا

عافية عظيمة ان يقف فلا يزيد.

بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔

انھوں نے دو بڑی زنبیلیں بھروا کر اندرائن کے تازہ پھل منگوائے جو خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں پھر ہر پھل کے دو دو ٹکڑے کیے اور معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لٹا کر دونوں طبیبوں نے ایک ایک تلوے پر ایک ایک ٹکڑا ملنا شروع کیا جب وہ ختم ہو گیا دوسرا ٹکڑا لیا یہاں تک کہ معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ اور ناک سے سبز رنگ کی کڑوی رطوبت نکلنے لگی اس وقت چھوڑ کر دونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں **فواللہ ما زال معیقیب متماسکا لا یزید وجعه حتی مات.**

واللہ معیقیب اس کے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تا دم مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۴۲_الحق المجتلی)

عمر صالحین میں سے ہیں

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

اذا ذکر الصالحون فحیهلا بعمر.

جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر فاروق کا تذکرہ کرو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۰۴)

ایک عورت کی خبر گیری

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں مدینہ طیبہ کا طواف فرمایا کرتے۔ ابن عساکر تاریخ میں اسلم مولیٰ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاف لیلۃ فاذا ھو بامراۃ فی جوف دارھا و حولھا صبیان یبکون . الحدیث

یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینہ طیبہ کا طواف کرتے تھے دیکھا کہ ایک بی بی اپنے گھر میں بیٹھی ہیں اور ان کے بچے ان کے گرد رو رہے ہیں اور چولہے پر ایک دیگچی چڑھی ہے۔ امیر المومنین قریب گئے اور فرمایا اے اللہ کی لونڈی یہ بچے کیوں رو رہے ہیں انھوں نے عرض کی یہ بھوکے روتے ہیں فرمایا تو اس دیگچی میں کیا ہے کہا میں نے ان کو بہلانے کو پانی بھر کر چڑھا دی ہے کہ وہ سمجھیں اس میں کچھ پک رہا ہے اور انتظار میں سو جائیں۔ امیر المومنین فوراً واپس آئے اور ایک بڑی بوری میں آٹا اور گھی اور چربی اور چھوہارے اور کپڑے اور روپے منھ تک بھرے پھر اپنے غلام اسلم سے فرمایا یہ میری پیٹھ پر لا دو اسلم کہتے ہیں میں نے عرض کی یا امیر المومنین میں اٹھا کر لے چلوں گا فرمایا اے اسلم بلکہ میں اٹھاؤں گا کہ اس کا سوال تو آخرت میں مجھ سے ہونا ہے پھر اپنی پشت مبارک پر اٹھا کر ان بی بی کے گھر تک لے گئے پھر دیگچی میں آٹا اور چربی اور چھوہارے چڑھا کر اپنے دست مبارک سے چلاتے رہے پھر پکا کر انھیں کھلایا کہ سب کا پیٹ بھر گیا پھر باہر صحن میں نکل کر ان بچوں کے سامنے بلا تشبیہ ایسے بیٹھے جیسے جانور بیٹھتا ہے اور میں ہیبت کے سبب بات نہ کر سکا۔ امیر المومنین یوں ہی بیٹھے رہے یہاں تک کہ بچے اس نئی نشست کو دیکھ کر امیر المومنین کے ساتھ کھیلنے اور ہنسنے لگے۔ اب امیر المومنین واپس تشریف لائے اور فرمایا اسلم تم نے جانا کہ میں ان کے سامنے یوں کیوں بیٹھا میں نے عرض کی نہ، فرمایا میں نے انھیں روتے دیکھا تھا تو مجھے پسند نہ آیا کہ میں انھیں چھوڑ کر چلا جاؤں جب تک انھیں ہنسا نہ لوں جب وہ ہنس لیے تو میرا دل شاد ہوا۔ اسے دینوری نے کتاب المجالست میں اور ابراہیم بن شاذان البزار نے اپنی مشیخت میں بھی بیان کیا ہے۔

امام محب الدین طبری ریاض النضرۃ پھر شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء میں مناقب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھتے ہیں

انه كان يطوف ليلة في المدينة فسمع امراء ة تقول

یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینہ طیبہ میں طواف کر رہے تھے کہ ایک بی بی کو یوں کہتے سنا فذكر الحديث. (فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۲۴۳)

عمر فاروق کا ادب

ابن جریر سماک بن حرب سے راوی **قال سمعت معرورا او معرور التيمي قال سمعت عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه و صعد المنبر قعد دون مقعد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بمقعد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال اوصيكم بتقوى الله و اسمعوا و اطيعوا من ولاه الله تعالىٰ امركم.**

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر چڑھ کر وہاں قعود فرمایا جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدمان مبارک رہتے تھے، اور فرمایا کہ میں تمھیں تقوی کی تاکید کرتا ہوں اور یہ کہ تم سنو اور ان کی اطاعت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے امر کا والی بنایا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج۵۔ص۱۴۸)

عمر فاروق کی حق پسندی

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار خطبہ میں **مغالات في المهور** یعنی حیثیت سے زیادہ مہر باندھنے پر انکار شدید فرمایا حاضرین میں سے ایک بی بی انھیں آیہ کریمہ **و آتيتم احداهن قنطارا** تلاوت کی جس میں سونے کا ڈھیر عورت کے مہر میں مقرر کرنا جائز فرمایا گیا فوراً امیر المومنین نے انکار سے رجوع فرمایا اور بکمال تواضع فرمایا۔

اللهم کل احد افقه من عمر حتی المخدرات فی المحال

اے اللہ ہر ایک عمر سے زیادہ جانتا ہے یہاں تک کہ پردہ نشین خواتین بھی۔ (مولف)

(فتاوی رضویہ، ج ۵ ص ۱۹۴)

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ایک صاحب اپنی زوجہ کو وطن میں چھوڑ کر سفر کو گئے دو برس بعد واپس آئے تو عورت کو حاملہ پایا ایک مدت بعد بچہ ہوا۔

ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ هم برجمها فقال له معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنه ان کان لک علیها سبیل فلا سبیل لک علی ما فی بطنها فترکها حتی ولدت ولدا قد نبتت ثنایاه یشبه ایاه .

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کو سنگسار کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ عورت پر حد لگانے کا جواز تو ہے مگر جو اس کے پیٹ میں ہے اس کے لیے کیا راہ ہے، حضرت عمر نے اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ بچہ پیدا ہوا اس کے اگلے چاروں دانت پیٹ ہی میں نکل چکے تھے صورت میں اپنے باپ سے مشابہ تھا۔

فلما راه الرجل قال ولدی و رب الکعبة .

جب ان صاحب نے اس بچے کو دیکھا کہا خدا کی قسم میرا بچہ ہے۔ اسے فتح میں بیان کیا گیا ہے۔ (مولف) (ہمارے ائمہ نے اکثر مدت حمل دو سال رکھی ہے۔) (فتاوی رضویہ ج ۵، ص ۸۶۹)

حضرت ام کلثوم سے نکاح

ایک جگہ امام احمد رضا بریلوی ام کلثوم سے نکاح اور ان سے زید بن عمر کے پیدا ہونے سے متعلق

فرماتے ہیں :

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہیں، امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۴۶۲)

عمر کے جنازہ پر صحابہ کی دعا

صحیح حدیث سے ثابت کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ مبارک کے گرد ہجوم کیا اور چار طرف سے احاطہ کر کے کھڑے ہوئے اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعائیں کرتے رہے یہاں تک کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی اس مجمع میں شامل اور امیر المومنین شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا و ثنا میں شریک ہوئے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی :

و اللفظ لمسلم وضع عمر بن الخطاب علی سریره فتکفنه الناس یدعون و یثنون و یصلون علیه قبل ان یرفع و انا فیهم قال فلم یرعنی الا برجل قد اخذ بمنکبی من ورائی فالتفت الیه فاذا هو علی فترحم علی عمر و قال ما خلفت احدا احب الی ان القی الله بمثل عمله منک و ایم الله ان کنت لا ظن ان یجعلک الله مع صاحبیک .

و فی روایة للبخاری قال انی لواقف فی قوم یدعون الله لعمر بن الخطاب و قد وضع علی سریره اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقه علی منکبی یقول رحمک الله ان کنت لا رجو ان یجعلک الله مع صاحبیک . الحدیث.

یعنی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ رکھا تھا لوگ چاروں طرف سے احاطہ

کیے ہوئے ان کے لیے دعاء وصلاۃ وثنا میں مشغول تھے میں بھی انھیں دعا کرنے والوں میں کھڑا تھا ناگاہ ایک شخص نے پیچھے سے آکر میرے شانہ پر کہنی رکھی میں نے پلٹ کر دیکھا تو علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تھے۔ جنازہ شریفہ کی طرف مخاطب ہوکر بولے اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا نہ چھوڑا جو مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہوکہ میں اس کے سے عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے ملوں اور خدا کی قسم مجھے امید واثق تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وامیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت نصیب فرمائے گا۔ الحدیث۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۲)

عبداللہ بن سلام کی دعا

عن عبد اللہ بن سلام لما فاتته الصلاۃ علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان سبقت بالصلوٰۃ فلم اسبق بالدعا له .

یعنی عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ مبارک پر نماز میرے آنے سے پہلے ہو چکی تو کہا کہ دعا کی بندش تو نہیں میں ان کے لیے دعا کروں گا۔ اسے سید ازہری نے فتح اللہ المبین میں بیان کیا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۹، النہی الحاجز)

اس سے ثابت ہوا کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں یہی احناف کا مذہب ہے۔

مسجد میں فاروق اعظم کا دورہ

بلاذری نے ابوسعید مولیٰ ابی اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

قال کان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعس فی المسجد بعد العشا

ولا یری احدا الا اخرجه الا رجلا قائما یصلی .

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عشا کے بعد مسجد کریم میں دیکھ بھال کے لیے دورہ فرماتے جسے دیکھتے مسجد سے باہر فرمادیتے مگر جو شخص کھڑا نماز پڑھ رہا ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۵۳۔ بریق المنار)

اویس قرنی سے دعا کی درخواست

حضور نے اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا

فمن لقیه منکم فلیامره فلیستغفر له .

تم میں جو اسے پائے اپنے لیے اس سے دعائے بخشش کرائے۔ مسلم اور بیہقی نے عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت فرمایا۔

ایک روایت میں ہے حضرت فاروق اعظم کو بالتخصیص بھی حکم ہوا ان سے دعا کرانا کہ وہ اللہ کے حضور عزت والا ہے۔ ابن عساکر و خطیب نے اسے روایت کیا۔

حسب الحکم امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے دعا چاہی۔ اسے ابن سعد و حاکم و ابو عوانہ و رؤیانی اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابونعیم نے حلیہ میں بطریق اسیر بن جابر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ایک روایت میں ہے امیر المومنین فاروق و امیر المومنین مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کو حضرت اویس سے طلب دعا کا حکم تھا۔ دونوں صاحبوں نے اپنے لیے دعا کرائی۔ ابن عساکر نے اسے روایت کیا۔

عمر کو حضور کا سلام

امام ابو بکر ابن شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف اور امام بیہقی دلائل النبوۃ کی مجلد یازدہم میں بسند صحیح بطریق ابو معاویۃ عن الاعمش عن ابی صالح عن مالک الدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال اصاب الناس قحط فی زمن عمر بن الخطاب فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استسق اللہ لامتک فانھم قد ھلکوا فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی المنام فقال ائت عمر فاقرہ السلام و اخبرھم انھم سیسقون . الحدیث.

یعنی عہد معدلت مہد فاروقی میں ایک بار قحط پڑا ایک صاحب یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزار اقدس حضور ملجاے بےکساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگیے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان صحابی کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا عمر کے پاس جا کر اسے سلام پہنچا اور لوگوں کو خبر دے کہ اب پانی آیا چاہتا ہے۔

شاہ ولی اللہ قرۃ العینین میں یہ حدیث نقل کر کے کہتے ہیں۔

ابو عمر نے اسے استیعاب میں روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۴۷۔ حیات الموات)

اہل بقیع سے عمر کی ہم کلامی

ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

انہ مر بالبقیع فقال السلام علیکم یا اھل القبور اخبار ما عندنا ان نساء کم قد تزوجن و دیارکم قد سکنت و اموالکم قد فرقت فاجابہ ھاتف یا عمر بن الخطاب اخبار ما عندنا ان ما قدمناہ فقد وجدناہ و ما انفقنا فقد ربحنا و ما خلفنا فقد خسرناہ .

یعنی ایک بار امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیع پر گزرے اہل قبور پر سلام کر کے فرمایا ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ تمھاری عورتوں نے نکاح کر لیے اور تمھارے گھروں میں اور لوگ بسے تمھارے مال تقسیم ہو گئے، اس پر کسی نے جواب دیا اے عمر بن الخطاب ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو اعمال کیے تھے یہاں پائے اور جو راہ خدا میں دیا تھا اس کا نفع اٹھایا اور جو پیچھے چھوڑا وہ ٹوٹے میں گیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۱۔ حیات الموات)

ایک جوان سے گفتگو

ابن عساکر نے ایک حدیث طویل روایت کی جس کا حاصل یہ ہے کہ عہد معدلت مہد فاروقی میں ایک جوان عابد تھا امیر المومنین اس سے بہت خوش تھے دن بھر مسجد میں رہتا بعد عشا باپ کے پاس جاتا، راہ میں ایک عورت کا مکان تھا، اس پر عاشق ہوگئی، ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی، جوان نظر نہ فرماتا، ایک شب قدم نے لغزش کی ساتھ ہولیا دروازے تک گیا جب اندر جانا چاہا خدا یاد آیا اور بے ساختہ یہ آیہ کریمہ زبان سے نکلی

ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطن تذکروا فاذا ھم مبصرون .

ڈر والوں کو جب کوئی جھپٹ شیطان کی پہنچتی ہے خدا کو یاد کرتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

آیت پڑھتے ہی غش کھا کر گرا۔ عورت نے اپنی کنیز کے ساتھ اٹھا کر اس کے دروازے پر ڈال دیا

۔باپ منتظر تھا آنے میں دیر ہوئی، دیکھنے نکلا دروازے پر بے ہوش پڑا پایا، گھر والوں کو بلا کر اندر اٹھوایا رات گئے ہوش آیا باپ نے حال پوچھا کہا خیر ہے، کہا بتادے ناچار قصہ کہا باپ بولا جان پدر وہ آیت کونسی ہے جو ان نے پھر پڑھی پڑھتے ہی غش آیا، جنبش دی مردہ پایا۔رات ہی کو نہلا کفنا کر دفن کر دیا صبح کو امیر المومنین نے خبر پائی، باپ سے تعزیت اور خبر نہ دینے کی شکایت فرمائی۔عرض کی یا امیر المومنین رات تھی، پھر امیر المومنین ہمراہیوں کو لے کر قبر پر تشریف لے گئے۔

آگے لفظ حدیث یوں ہیں

فقال عمر یا فلان و لمن خاف مقام ربه جنتن فاجابه الفتی من داخل القبر یا عمر قد اعطانیها ربی فی الجنة مرتین .

یعنی امیر المومنین نے جوان کا نام لے کر فرمایا اے فلاں جو اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے کا ڈر کرے اس کے لیے دو باغ ہیں۔جوان نے قبر میں سے آواز دی اے عمر مجھے میرے رب نے یہ دولت عظمیٰ جنت میں دوبار عطا فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۷۲۔حیات الموات)

جماعت سے غائب رہنے پر باز پرس

امام مالک موطا میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

فقد سلیمان بن ابی حثمة فی صلاة الصبح و ان عمر بن الخطاب غدا الی السوق و مسکن سلیمان بین السوق والمسجد فمر علی الشفا ام سلیمان فقال لها لم ار سلیمان فی صلاة الصبح فقالت انه بات یصلی فغلبته عیناه فقال عمر لان اشهد صلاة الصبح فی الجماعة احب الی ان اقوم لیلة. اه۔

ابوبکر بن ابی شیبہ کی روایت میں ہے

لان اصليها فی جماعة احب الی من احی ما بينهما يعنی الصبح و العشاء .

ایک دن امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو جماعت صبح میں نہیں دیکھا، حضرت فاروق اعظم نے بازار جاتے ہوئے کہ ان کا مکان بازار اور مسجد کے درمیان تھا ان کی ماں شفاء سے پوچھا تو ان کی ماں نے عرض کی کہ اس نے پوری رات نماز پڑھی اور صبح کو سو گیا اس لیے جماعت میں حاضر نہ ہو سکا تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو جماعت صبح میں حاضر ہونا زیادہ محبوب ہے پوری رات بیدار رہ کر عبادت کرنے سے ۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۱۳)

ایک شخص کو تنبیہ

ابوداؤد سنن میں اور حاکم مستدرک میں ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال صليت هذه الصلاة او مثل هذه الصلاة مع النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم قال و كان ابو بكر و عمر يقومان فی الصف المقدم عن الامام و كان رجل قد شهد التكبيرة الاولی من الصلاة يشفع فوثب اليه عمر فاخذ بمنكبيه فهزه ثم قال اجلس فانه لم يهلک اهل الكتاب الا انهم لم يكن بين صلاتهم فصل فرفع النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم بصره فقال اصاب الله بک يا عمر بن الخطاب .

حضرت ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ یہ (ظہر یا مغرب یا عشا) نماز یا اس کے مثل نماز پڑھی اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اگلی صف میں تھے اور ایک آدمی تکبیر اولیٰ میں شریک تھا بعد میں دو رکعت نماز کے لیے فوراً کھڑا ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر ان کا مونڈھا پکڑ کر ہلایا اور فرمایا بیٹھ جاؤ کیوں کہ اہل کتاب اس لیے ہلاک ہوئے کہ وہ نماز کے درمیان فصل نہیں کرتے تھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نگاہ رحمت اٹھا کر فرمایا اے عمر تجھے اللہ تعالیٰ

نے درستگی دی ہے۔ (مولف) (فتاوٰی رضویہ ج ۳، ص ۱۸۷)

صبیغ کا عبرت ناک قصہ

امیر المومنین غیظ المنافقین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب صبیغ سے جس پر بوجہ بحث متشابہات بدمذہبی کا اندیشہ تھا بعد ضرب شدید توبہ لی، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان بھیجا کہ مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھیں اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو نہ جائیں مرجائے تو اس کے جنازے پر حاضر نہ ہوں۔ تعمیل حکم احکم ایک مدت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا سب متفرق ہو جاتے جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرضی بھیجی کہ اب اس کا حال اچھا ہو گیا ہے اس وقت اجازت فرمائی۔

نصر مقدسی کتاب الحجہ میں اور ابن عساکر ابوعثمان نہدی سے راوی :

عن صبیغ انه سأل عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه عن المرسلات و الذاريات و النازعات فقال له عمر الق ما علی رأسک فاذا له ضفيرتان قال لو وجدتک محلوقا لضربت الذی فيه عيناک ثم كتب الی اهل البصرة ان لا تجالسوا صبيغا قال ابو عثمان فلو جاء و نحن مائة تفرقنا عنه .

صبیغ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والمرسلات، والذاریات اور والنازعات کے بارے میں پوچھا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ جو تمھارے سر پر ہے اسے ڈال دو یعنی سر ننگا کر کے دکھاؤ جب اس نے سر ننگا کیا تو اس کے سر پر دو زلفیں تھیں یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرا سر منڈا ہوا پاتا تو تیری گردن مار دیتا (کیوں کہ اس سے تیری شناخت ہو جاتی کہ تو اس گمراہ فرقہ سے ہے جس کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہوئی ہے) پھر اہل بصرہ کو لکھا کہ صبیغ سے میل جول نہ

کریں، ابوعثمان نے کہا کہ اگر ہم لوگ سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا تو سب متفرق ہو جاتے۔ (مولف)

ابوبکر بن الانباری کتاب المصاحف میں اور ابن عساکر محمد بن سیرین سے راوی

قال کتب عمر بن الخطاب الی ابی موسیٰ الاشعری رضی الله تعالیٰ عنهما ان لا تجالسوا صبیغا و ان یحرم عطاء ہ و رزقه .

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ صبیغ سے مجالست نہ کریں وہ عطیہ و وظیفہ جو دیتے ہو اس سے محروم کر دیا جائے۔ (مولف)

نصر مقدسی اسحاق بن بشر قرشی سے راوی قال اخبرنا ابن اسحٰق و ابو اسحٰق قال کتب ای امیر المومنین رضی الله تعالیٰ عنه الی ابی موسیٰ اما بعد فان الا صبغ بن علیم التیمی تکلف ما کفی و ضیع ما ولی فاذا جاء ک کتابی هذا فلا تبایعوه و ان مرض فلا تعودوه و ان مات فلا تشهدوه قال فکان الا صبغ یقول قدمت البصرة فاقمت بها خمسه و عشرین یوما و ما من غائب احب الی ان القاه من الموت ثم ان الله الهمه التوبة و قذفها فی قلبه فاتیت ابا موسیٰ و هو علی المنبر فسلمت علیه فاعرض عنی فقلت ایها المعرض انه قد قبل التوبة من خیر منک و من عمر و انی اتوب الی الله عزوجل مما اسخط امیر المومنین و عامة المسلمین فکتب بذلک الی عمر فقال صدق اقبلوا من اخیکم .

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ اصبغ بن علیم تیمی نے تکلف کیا جو اسے کافی تھا اور اسے ضائع کر دیا جو اس کے قریب تھا۔ جب میرا یہ خط تم کو مل جائے تو اس سے خرید و فروخت نہ کرنا، وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرنا اور اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں

حاضر نہ ہونا۔ راوی نے کہا کہ اصبغ کہا کرتا تھا کہ میں بصرہ آیا وہاں پر پچیس دن رہا تو ان ایام سے میرے لیے موت بہتر تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے توبہ کی توفیق دی اور اس کے دل میں ڈال دیا تو وہ ابو موسیٰ اشعری کے پاس آ کر انھیں سلام کیا جب کہ وہ منبر پر تھے انھوں نے مجھ سے اعراض کیا میں نے کہا اے روگردانی کرنے والے بیشک اس نے توبہ قبول کر لی ہے جو تم سے اور عمر سے بہتر ہے اور میں توبہ کرتا ہوں اللہ عز وجل کی بارگاہ میں اس جرم سے جس سے امیر المومنین اور عامہ مسلمین ناراض ہیں۔ اس کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر فاروق کو یہ واقعہ لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا اب اپنے بھائی کی بات قبول کرو یا اب اپنے بھائی کی طرف التفات کرو۔ (مولف)

دارمی ونصر مقدسی و اصبہانی کتاب الحجۃ میں اور ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور لا لکائی کتاب السنۃ میں اور ابن عساکر تاریخ میں سلیمان بن یسار سے راوی :

ان رجلا من بني تميم يقال له صبيغ بن عسل قدم المدينة و كان عنده كتب فكان يسأل عن متشابه القران فبلغ ذلک عمر رضی الله تعالیٰ عنه فبعث اليه و قد اعد له اعراجين النخل فلما دخل عليه قال من انت قال انا عبد الله صبيغ قال عمر رضی الله تعالیٰ عنه و انا عبد الله عمر و اوما اليه فجعل يضربه بتلک العراجين فما زال يضربه حتى شجه و جعل الدم يسيل على وجهه فقال حسبک يا امير المومنين و الله فقد ذهب الذی اجد فی راسی .

بنو تمیم کا ایک آدمی جس کو صبیغ بن عسل کہا جاتا ہے مدینہ منورہ آیا اس کے پاس کچھ کتابیں تھیں اور وہ متشابہات قرآن کے بارے میں سوال کرتا تھا جب یہ خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے اس کو بلا بھیجا اور اس کے لیے کھجور کی شاخوں کا ایک گچھا تیار کیا جب صبیغ حضرت عمر کے حضور حاضر ہوا تو عمر فاروق نے فرمایا تو کون ہے اس نے کہا میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

کہ اور میں اللہ کا بندہ عمر ہوں اور اس کی طرف اشارہ کیا پھر شاخہائے خرما سے مارتے رہے یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گیا اور اس کے چہرے پر سے خون بہنے لگا تو اس نے کہا اے امیر المومنین بس کیجیے بخدا میں جو اپنے دماغ میں پاتا تھا وہ جا چکا۔ (مولف)

دارمی وابن عبدالحکیم وابن عساکر مولیٰ ابن عمر سے راوی

ان صبيغ العراقى جعل يسأل عن اشياء عن القران فى اجناد المسلمين (و ساق الحديث الى ان قال) فارسل عمر الى يطلب الجريد فضربه بها حتى ترك ظهره و برة ثم تركه حتى برى ثم عاد له ثم تركه حتى برى ثم دعا به ليعود به فقال صبيغ يا امير المومنين ان كنت تريد قتلى فاقتلنى قتلا جميلا و ان كنت تريد تداوينى فقد و الله براء ت فاذن له الى ارضه و كتب له الى ابى موسىٰ الأشعرى ان لا يجالسه احد من المسلمين فاشتد ذلك على الرجل فكتب ابو موسىٰ الاشعرى الى عمر ان قد حسنت هياته فكتب انا ائذن للناس فى مجالسته .

صبیغ عراقی قرآن کی ..ہ اتیوں کے بارے میں جماعت مسلمین سے سوال کیا کرتا تھا مولیٰ ابن عمر نے کہا کہ حضرت عمر نے مجھے کھجور کی ٹہنی ڈھونڈنے کے لیے بھیجا پھر اس سے مارتے رہے یہاں تک کہ اس کی پیٹھ پر آبلے پڑ گئے پھر اسے اچھا ہونے تک چھوڑے رکھا پھر دوبارہ مارا اور اچھا ہونے تک چھوڑے رکھا پھر سہ بارہ مانے کے لیے بلایا تو صبیغ نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ مجھے قتل کر دینا چاہتے ہیں تو مجھے یکدم قتل کر دیں اور اگر میرا علاج چاہتے ہیں تو بخدا میں اچھا ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے ملک میں جانے کی اجازت دے دی اور ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص اس کے پاس نہ بیٹھے یہ بات اس آدمی پر شاق ہوئی اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اب اس کی حالت اچھی ہو گئی ہے تو حضرت عمر نے لکھا کہ اب میں لوگوں کو

اس سے مجالست کی اجازت دیتا ہوں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۱۳)

ایک مسئلہ کی تلقین

حلیہ و بحر الرائق میں ہے:

روی ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رأی رجلا فعل ذلک فقال ا رأیت لو ارسلتک الی بعض الناس اکنت تمر فی ثیابک ھذہ فقال لا فقال عمر فاللہ احق ان یتزین له.

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو ایسے ہی کپڑوں میں نماز پڑھتے دیکھا فرمایا بھلا بتا تو اگر میں کسی آدمی کے پاس تجھے بھیجوں تو انھیں کپڑوں سے چلا جائے گا کہا نہ فرمایا تو اللہ عزوجل زیادہ مستحق ہے کہ اس کے دربار میں زینت و ادب کے ساتھ حاضر ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۴۴)

سورۂ بقرہ کی تعلیم

خطیب بغدادی کتاب رواۃ مالک میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال تعلم عمر البقرة فی اثنتی سنة فلما ختمها نحر جزورا.

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس میں سورۂ بقرہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھی جب ختم فرمائی ایک اونٹ ذبح کیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۶۸۔ وصاف الرجیح)

عمر فاروق کا صدقۂ جاریہ

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی :

ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصاب ارضا بخیبر فاتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیستامرہ فیھا فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان شئت حبست اصلھا و تصدقت بھا فقال فتصدق بھا عمر انہ لا یباع و لا یوھب ولا یورث و تصدق بھا فی الفقراء و فی القربی و فی الرقاب و فی سبیل اللہ و ابن السبیل و الضیف.

حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اس کے متعلق حکم لینے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو اصل زمین روک لو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زمین کو اس طرح صدقہ کیا کہ بیچی جائے اور نہ ہبہ کی جائے نہ میراث ہو، بلکہ اس کو فقراء رشتہ داروں، غلاموں، فی سبیل اللہ، مسافروں اور مہمانوں میں صدقہ کر دیا۔ یعنی وقف کرنا بھی صدقہ ہے۔ (مولف)

یہ حدیث محرر المذہب سیدنا امام محمد نے مبسوط میں یوں روایت فرمائی :

اخبرنا صخر بن جویریۃ مولیٰ عبد اللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب کان لہ ارض تدعی ثمغا و کان نخلا نفیسا فقال یا رسول اللہ انی استفدت مالا ھو عندی نفیس افا تصدق بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصدق باصلہ لا یباع و لا یوھب و لا یورث و لکن تنفق ثمرتہ فتصدق بہ عمر فی سبیل اللہ و فی الرقاب و للضیف و للمسافر ولابن السبیل و لذی القربی . الحدیث.

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زمین تھی جس کو ثمغ کہتے تھے اور کھجور کا ایک

اچھا باغ تھا عمر نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے عمدہ مال جمع کیا ہے کیا میں اس کو صدقہ کر دوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اس طرح صدقہ کرو کہ نہ بیچا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور نہ میراث ہو ہاں اس کے پھلوں کو خرچ کرو تو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو راہ خدا اور غلاموں، مہمانوں، مسافروں، ابن السبیل اور رشتہ داروں میں صدقہ کر دیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۲۸۔۶۲۹)

خلیفہ ہونے کے بعد عمر فاروق کا خطبہ

عسکری کتاب المواعظ میں ابو خالد غسانی سے راوی

قال حدثنی مشیخة من اهل الشام ادرکوا عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه قالوا لما استخلف صعد المنبر فلما رای الناس اسفل منه حمد الله ثم کان اول کلام تکلم بهٖ بعد الثناء علی الله و علی رسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

هون علیک فان الامور
بکف الاله مقادیرها
فلیس باتیک منهیها
و لا قاصر عنک مامورها

یعنی جب امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے منبر پر تشریف لے گئے لوگوں کو اپنے سے نیچا دیکھ کر حمد الٰہی بجالائے پھر ثنائے خدا و نعت مصطفیٰ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پہلا کلام جو زبان مبارک پر لائے یہ اشعار تھے جن کا حاصل یہ کہ اپنے اوپر نرمی کر کہ سب کاموں کے اندازے اللہ عزوجل کے دست قدرت میں ہیں جو مقدر نہیں وہ تیرے پاس آنے کا نہیں اور جو مقدر ہے وہ تجھ سے کمی کرنے کا نہیں۔

علامہ ابراہیم بن عبداللہ الیمنی المدنی نے کتاب **القول الصواب فی فضل عمر بن الخطاب من کتابہ الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء** کے سترہویں باب میں اس کو بیان کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۸۵)

حضور کی نصیحت پر عمل

ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال رانی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و انا ابول قائما فقال یا عمر لا تبل قائما فما بلت قائما بعد.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہوکر پیشاب کرتے دیکھا فرمایا اے عمر کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرو اس دن سے میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہ کیا۔

بعض لوگ زمانۂ جاہلیت میں کھڑے ہوکر پیشاب کیا کرتے تھے غالباً اسی عادت کے مطابق شروع زمانۂ اسلام میں حضرت عمر نے ایسا کیا یا ممکن ہے کہ کوئی ایسی تکلیف تھی جس سے وہ بیٹھ نہ سکتے تھے اس لیے کھڑے ہوکر پیشاب کیا مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منع فرمانے کے بعد پھر دوبارہ کبھی ایسا نہ کیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۷۳)

قرآن کریم کی عظمت

امام احمد رضا بریلوی ایک جگہ فرماتے ہیں :

قرآن عظیم چھوٹی تقطیع پر لکھنا، حمائل بنانا شرعاً مکروہ و ناپسند ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے پاس قرآن مجید باریک لکھا ہوا دیکھا اسے مکروہ رکھا اور اس شخص کو مارا

اور فرمایا عظموا کتاب الله ۔ کتاب اللہ کی عظمت کرو۔

ابو عبید نے فضائل القرآن میں یہ حدیث روایت کی۔

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم مصحف کو چھوٹا بنانا مکروہ رکھتے۔ عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت علی سے اسی طرح ابو عبید نے فضائل القرآن میں اسے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۲)

نماز و قرآن اسلام عمر کے معاون ہیں

ابن اسحاق اپنی سیرت میں اسلام عمر کی حدیث میں راوی :

فساق حديث اسلام عمر رضي الله تعالىٰ عنه و فيه فجعلت امشي رويدا و رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قائم يصلي يقراء القرآن حتى قمت في قبلته مستقبلة ما بيني و بينه الا ثياب الكعبة قال فلما سمعت القرآن رق له قلبي . الحديث.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ میں جانب قبلہ ان کی طرف منھ کر کے اس طرح کھڑا ہوا کہ میرے اور ان کے درمیان صرف غلاف کعبہ تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ جب میں نے قرآن سنا تو میرے دل میں رقت پیدا ہوگئی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۵۔ جمان التاج)

ابن سنجر اپنی مسند میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال خرجت اتعرض رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قبل ان اسلم فوجدته قد سبقني الى المسجد فقمت خلفه فاستفتح سورة الحاقة فجعلت اتعجب من تاليف القرآن فقلت هو شاعر كما قالت قريش فقراء انه لقول رسول كريم و ما هو بقول شاعر فقليلا ما تومنون فقلت كاهن علم ما في نفسي فقراء و لا بقول كاهن فقليلا ما تذكرون ، الى آخر السورة فوقع الاسلام في قلبي كل موقع.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسلام لانے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھیڑنے کے لیے نکلا تو دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد جاچکے ہیں میں ان کے پیچھے کھڑا ہوگیا انھوں نے سورۂ الحاقہ شروع کی تو میں تالیف قرآن کی حسن وخوبی سے متعجب ہوگیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش نے کہا تو حضور نے تلاوت کی کہ بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو، میں نے کہا یہ کاہن ہیں میرے دل کی بات جان لی تو پھر تلاوت کی کہ اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو، آخر سورہ تک تلاوت فرمائی، تو میرے دل میں اسلام پورا پورا اتر گیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۷۔ جان التاج)

عمر نے تراویح رائج کی

ایک بار رمضان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین شب باجماعت نماز پڑھائی پھر فرضیت کے خوف سے ترک فرمادی گویا کہ یہ نماز تراویح کی شکل تھی؛ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اسے باضابطہ رواج دیا تو اس کا حکم بھی موکد ہوگیا کیوں کہ خلفاء کی پیروی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی پیروی ہے، اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین عضو علیها بالنواجذ.

تم پر لازم ہے میری سنت کا اتباع اور خلفائے راشدین کی سنت کا اسے دانتوں سے مضبوط پکڑو۔

اور فرمایا **اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر.**

ابوبکر و عمر کی پیروی کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین شب تراویح میں امامت فرما کر بخوف فرضیت ترک فرمادی تو اس وقت تک وہ سنت موکدہ نہ ہوئی تھی جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اجرا فرمایا اور عامۂ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر مجتمع ہوئے اس وقت سے وہ سنت موکدہ ہوئی نہ فقط فعل امیر المومنین سے بلکہ ارشادات سید المرسلین سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۸۲)

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

تراویح بیس رکعت سنت موکدہ ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انه سیحدث بعدی اشیاء و ان من احبها الی لما احدث عمر.

میرے بعد کچھ چیزیں ایجاد ہوں گی اور ان چیزوں میں میرے نزدیک سب سے محبوب و پسندیدہ چیز وہ ہے جو عمر نے رائج کی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۳)

عمر کی خلافت اور کارنامے

عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اور ان کے کارناموں سے متعلق امام احمد رضا بریلوی

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

شواہد النبوۃ میں ہے، چوں نوبت خلافت بفاروق رسید سیاسی بردست او واقع شد کہ غیر نبی بر آن قادر نباشد و اگر عقل سلیم را اعمال نمائیم در امورے کہ خلافت انبیاء را شاید بہتر از حال وے متصور نگردد زیرا کہ حضرت پیغامبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدو چیز مشغول بودند۔

یکے تعلیم علم، و فاروق اعظم مسائل را تفحص کرد و ترتیب کتاب وسنت و اجماع و قیاس آورد و سد مداخل تحریف نمود چنانچہ علمائے صحابہ ہمہ گواہی دادند کہ وے علم زمان خود است۔

دیگر جہاد کفار، و فاروق تحمل اعبائے جہاد بوجہے نمود کہ خوب تر ازاں صورت نگیرد۔

جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت پہنچی تو ان کے ہاتھ پر ایسی سیاستیں واقع ہوئیں جن پر نبی کے علاوہ کوئی قادر نہ ہوگا اور اگر عقل سلیم کو کام میں لائیں ان امور میں جو خلافت انبیاء کے لائق ومناسب ہے تو اسے بہتر کوئی دوسری حالت متصور نہیں ہوگی اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو چیزوں میں مشغول تھے۔

ایک علم سکھانے میں، اور فاروق اعظم نے مسائل کو تلاش کیا اور کتاب وسنت واجماع اور قیاس کو مرتب و آراستہ کیا اور تحریف وتبدیل کے تمام راستوں کو بند کر دیا جیسا کہ تمام علمائے صحابہ نے گواہی دی ہے کہ وہی اپنے زمانے کے علم تھے یا سب سے زیادہ علم والے تھے۔

دوسرا کفار کے ساتھ جہاد، اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طریقے پر جہاد فرمایا کہ اس سے بہتر کوئی دوسری صورت نہیں ہو سکتی۔ (مولف)

در روضۃ الاحباب مذکور است کہ در زمان خلافت وے ہزار و سی و شش شہر ہا توابع ولواحق آن فتح شد و چہار ہزار مسجد ساختہ گشت و چہار ہزار کنیسہ خراب گردید و یک ہزار و نہ صد منبر بنا کردند۔ آھ۔

روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ان کے قصبات و دیہات کے ساتھ ایک ہزار چھتیس شہر فتح ہوئے اور چار ہزار مسجدیں تعمیر کی گئیں اور چار ہزار گرجے ویران کیے گئے اور ایک ہزار نو سو منبر بنائے گئے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۲، منیر العین)

اذان جمعہ کے لیے موذنوں کو حکم فاروقی

جو یبر اپنی تفسیر میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امر موذنین ان یوذنا للناس الجمعۃ خارجا من المسجد حتی یسمع الناس و امران یوذن بین یدیہ کما کان فی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم قال عمر نحن ابتدَ عناہ لکثرۃ المسلمین.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موذنوں کو حکم دیا کہ جمعہ کے روز لوگوں کے لیے خارج مسجد اذان دیں تاکہ لوگ سن لیں، اور یہ حکم دیا کہ آپ کے سامنے اذان دی جائے جیسا کہ عہد رسالت اور عہد صدیقی میں ہوتا تھا، اس کے بعد آپ نے فرمایا ہم نے آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے یہ نئی اذان شروع کی۔ مگر مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نئی اذان دلوانی شروع کی تھی۔ (مولف)

(شمائم العنبر)

بعد خلافت فاروق اعظم کا فرمان

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں برسر منبر فرمایا۔

قد كنت مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فكنت عبده و خادمه .

میں حضور پرنور آقا و مولائے عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا پس میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتی تھا۔

اقول: یہ حدیث ابوحذیفہ نے فتوح الشام اور حسین بن بشران نے اپنے فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے نیز ابن بشران نے امالی، ابواحمد دہقان نے حرز حدیثی، ابن عساکر نے تاریخ، لالکائی نے کتاب السنۃ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

جب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں پر ان کی شدت وجلال سے عجب ہیبت چھائی یہاں تک کہ لوگوں نے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا کہ جب تک امیر المومنین کا برتاؤ نہ معلوم ہو متفرق رہو۔ لوگ بولے کہ صدیق اکبر کی نرمی اس درجہ تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انھیں دیکھتے دوڑتے ہوئے باپ باپ کہتے ان کے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔ اور ان کی ہیبت کی یہ حالت ہے کہ مردوں نے اپنی مجالس چھوڑ دیں۔ جب امیر المومنین کو یہ خبر پہنچی حکم دیا کہ جماعت نماز کے لیے پکار دیں لوگ حاضر ہوئے امیر المومنین منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر اپنے قدم مبارک رکھتے تھے اور فرمایا کہ مجھے کافی ہے صدیق کے قدموں کے نیچے بیٹھوں، جب سب جمع ہو لیے امیر المومنین نے منبر اطہر سید ازہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا حمد وثنائے الٰہی و درود رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کہا :

ايها الناس انى قد علمت انكم كنتم تونسون منى شدة و غلظة و ذلك انى كنت مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و كنت عبده و خادمه .

لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمت گار تھا۔

حضور کی نرمی ورحمت وہ ہے جس کی نظیر نہیں اللہ عزوجل نے خود اپنے اسماء کریمہ سے دو نام حضور کو عطا فرمائے رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔تو میں حضور کے سامنے شمشیر برہنہ تھا وہ چاہتے مجھے نیام فرماتے چاہتے چلنے دیتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت، پھر صدیق مسلمانوں کے کام کے والی ہوئے ان کی نرمی ورحمت وکرم کی حالت تم سب پر روشن ہے فکنت خادمه و عونه میں ان کا خادم اور ان کا سپاہی تھا۔ اپنی شدت ان کی نرمی کے ساتھ لاتا ان کی تیغ عریاں تھا وہ چاہتے نیام کرتے خواہ رواں فرماتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے۔

اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت اب کہ میں تمھارا والی ہوا جان لو کہ وہ شدت دوگنی ہوگئی، درجوں بڑھ گئی مگر کس پر ہوگی ان پر جو مسلمانوں پر ظلم وتعدی کریں اور دین داروں کے لیے تو میں خود ان کے آپس سے بھی زیادہ نرم ومہربان ہوں جسے ظلم وزیادتی کرتے پاؤں گا اسے نہ چھوڑوں گا اس کا ایک گال زمین پر رکھ کر دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا یہاں تک کہ حق کو قبول کرلے۔

سعید بن مسیب وابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے فرمایا فوفی عمر و الله بما قال و کان ابا العیال.

خدا کی قسم عمر نے جو فرمایا پورا کر دکھایا وہ رعیت کے لیے مہربان باپ تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دیکھو امیر المومنین فاروق اعظم سا اشد الناس فی امر اللہ برملا برسر منبر اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ بتا رہا ہے اور مجمع عام صحابہ کرام سنتا رہا اور اسے برقرار رکھتا ہے۔

عمر فاروق کا اعتراف

ایک دن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شہزادۂ گلگوں قبا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برسر منبر گود میں لے کر فرمایا

هل انبت الشعر علی رؤسنا الا ابوک .

ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے ہیں تمھارے ہی باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگائے ہوئے ہیں۔ یعنی جو کچھ عزت ونعمت ودولت ہے سب حضور ہی کی عطا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابن سعد نے اسے طبقات میں شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(الامن والعلی)

اسلام عباس کی خوشی

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا:

انا باسلامک اذا اسلمت افرح منی باسلام الخطاب

مجھے آپ کے اسلام کی جتنی خوشی ہوئی اپنے باپ خطاب کے اسلام کی اتنی نہ ہوتی۔

ابن اسحاق نے اسے اپنی سیرت میں بیان کیا ہے۔

(شرح المطالب فی مبحث ابی طالب)

وصال اقدس کے بعد فاروق اعظم کا خطاب وندا

شفا شریف امام قاضی عیاض واحیاء العلوم امام حجۃ الاسلام ومدخل امام ابن الحاج واقتباس الانور علامہ ابوعبد اللہ محمد بن علی رشاطی وشرح البردہ ابو العباس قصار ومواہب لدنیہ امام قسطلانی وغیرہا کتب معتمدین میں ہے۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد وفات حضور سید الکائنات علیہ افضل

الصلوات والتحیات جو فضائل عالیہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو ندا و خطاب کر کے عرض کیے ہیں انھیں میں گزارش کرتے ہیں۔

بابی انت و امی یا رسول الله لقد بلغ من فضیلتک عند الله ان بعثک آخر الانبیاء و ذکرک فی اولهم فقال و اذاخذنا من النبیین میثاقهم و منک و من نوح . الآیة.

یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور کی فضیلت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس حد کو پہنچی کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے ذکر فرمایا کہ فرماتا ہے، اور یاد کر جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اے محبوب اور نوح و ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ بن مریم سے علیہم الصلاۃ و السلام۔ (جزی اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

قافلہ حجاج کو عمر کی تنبیہ

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد حج تمام قوافل پر درہ لے کر دورہ فرماتے اور ارشاد کرتے اے اہل یمن یمن کو جاؤ، اے اہل شام شام کا راستہ لو، اے اہل عراق عراق کو کوچ کرو، کہ اس سے تمھارے رب کے بیت کی ہیبت تمھاری نگاہوں میں زیادہ رہے گی۔

(ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال)

اشعار

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توصیف میں امام احمد رضا بریلوی یوں رقم طراز ہیں:

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر — اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

فارق حق و باطل امام ہدیٰ — تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام

ترجمان نبی ہمزبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

عمر وہ عمر جس کی عمر گرامی
ہوئی صرف ارضائے خلاق واہب

عمر قصر دین نبی کی عمارت
عمر عمر باقی دین اطائب

عمر راحت روح شرع الٰہی
عمر آفت جان ادیان کاذب

عمر در مکنون درج کنانہ
عمر کوکب دری برج غالب

وہ ملک خدا کا اولعزم ناظم
وہ شرع رسالت کا ذو القدر نائب

رہا نام نامی پہ بھی عدل شیدا
یہ وصف عدالت ہے اے ابن حاجب

یہ معنی کہ اے آسمان خلافت
تیرے دور میں خود شیاطیں ہیں غائب

یہ نکتہ کہ وہ عدل کان فضائل
جسے جان خوبی کہیں سب مذاہب

بتاتا ہے خود نام اقدس تمہارا
کہ بہتر ہے فتح و ظفر کار ناصب

عمر وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا
غضب کے مصائب سقر کے متاعب

کہ دشمن علی کا عمر کا عدو ہے
علی کا مخالف عمر کا محارب

نظر سوئے لو کان بعدی نبی
خیال اقتدوا بالذین کی جانب

یہ ارشاد بھی ہے کہ قرآن میں داخل
جناب عمر کے ہیں آرائے ثاقب

عمر تجھ پہ قربان جان فضائل
عمر تجھ پہ صدقے علو مراتب

مدینہ کا پھول اس طرح گل فشاں تھا
چلا جب تو گل زار کعبہ کی جانب

(حدائق بخشش)

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

در منثور قرآں کی سلک بہی
زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ

وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں

(البقرہ/۲۶۲)

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

ان کی ولادت عام الفیل سے چھٹے سال میں ہے اور آپ قدیم الاسلام ہیں، دارارقم میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے یہ چوتھے مسلمان تھے۔

سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی مرتضیٰ، اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

حضرت عثمان ذوالنورین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر اسلام لائے جب وہ اسلام لائے تو حکم بن العاص نے ان کو پکڑ کر باندھ دیا اور بڑی اذیتیں پہنچائیں، جب دین میں ان کی صلابت وپختگی کو دیکھا تو انھیں چھوڑ دیا۔

ابن عساکر نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا وہ ایسے شخص ہیں جن کو ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین (دو نوروالے) کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

اور یہ بھی ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عثمان کے لیے فرماتے سنا ہے کہ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان کو دیتا جاتا۔

اور جب سیدہ ام کلثوم کا نکاح ان کے ساتھ فرمایا تو ان سے فرمایا تمھارے شوہر تمھارے جد اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام اور تمھارے والد ماجد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لوگوں میں سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ سے فرمایا کیا تم نے ان دو زوج سے بہتر

کسی زوجین کو دیکھا ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ نہیں۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں بکثرت حدیثیں وارد ہیں ان میں سب سے زیادہ مشہور حیا کرنے کی حدیث ہے۔

ابن عساکر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان کی شان میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ خدا کے فرشتوں میں سے تھا وہ کہتا تھا

شهيد تقتله قومه فانا نستحي منه .

یہ شہید ہیں ان کو ان کی قوم کے لوگ قتل کریں گے ہم ان سے حیا کرتے ہیں اسے ترمذی وحاکم نے بیان کیا اور اس کو صحیح کہا ہے۔

ابن ماجہ مرہ بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کو بہت نزدیک بتایا اتنے میں ایک شخص سر سے چادر لپیٹے گزرا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اس دن راہ راست پر ہوگا پھر میں کھڑا ہوا کہ دیکھوں وہ کون ہے تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ان کے قتل کا قصہ مشہور ہے یہ پہلا فتنہ ہے جو اسلام میں نمودار ہوا۔

حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت خلافت بارہ سال ہے اور ان کی وفات ۳۵ھ کے ایام تشریق کے وسط میں روز جمعہ ہے اور شب شنبہ کو مغرب وعشا کے مابین دفن کے گئے۔ عمر شریف ۸۲ بیاسی سال کی ہوئی بعض چھیاسی اور بعض اٹھاسی اور نواسی بھی بتاتے ہیں۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت عثمان کی نگاہ بصیرت

صحابہ میں سے ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدہ پر حاضر ہوا تو آپ نے اس سے کہا کہ تمھیں کیا ہوگیا ہے ایک شخص تم میں سے میرے پاس آتا ہے جس کی آنکھوں میں زنا کے آثار نظر آتے ہیں اس صحابی نے عرض کی یا خلیفۃ رسول اللہ! کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری ہے؟ آپ نے فرمایا یہ وحی نہیں بلکہ نور قرآن ہے۔

عثمان کو شہادت کی بشارت

جس رات کی صبح کو آپ شہید ہوئے آپ کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت ہوئی حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا، اے عثمان! کل تم میرے ساتھ ہی افطار کرو گے۔ اگلے دن آپ نے اپنے کسی ساتھی کو اپنے مخالفوں سے مقاتلہ کی اجازت نہ دی اور خود شہید ہو گئے۔

عثمان کی دل آزاری کا نتیجہ

ان ہی ایام میں جحجاہ بن سعید غفاری نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور علیہ الصلاۃ و السلام کا عصائے مبارک چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑ دیا لوگوں نے اس کے فعل قبیح پر واویلا کیا اسی وقت اس کے گھٹنے میں ایک بیماری پیدا ہوگئی جس کے سبب سے ایک سال کے اندر اندر مر گیا۔

قاتلان عثمان کا انجام

ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک نابینا شخص کو طواف کرتے ہوئے دیکھا دوران طواف وہ کہتا تھا اے خدا! مجھے بخش دے اگر چہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔ یہ سن کر میں نے کہا، ارے ایسی جگہ ایسی باتیں، کہنے لگا مجھ سے ایک گناہ عظیم سرزد ہوگیا ہے میں نے پوچھا وہ کونسا؟ اس نے کہا جس روز حضرت عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا محاصرہ ہوا میں نے ایک صحابی کے سامنے قسم کھائی تھی کہ اگر حضرت عثمان شہید ہو جائیں تو ہم ان کے ننگے چہرے پر طمانچہ ماریں گے۔ جب لوگوں نے انھیں شہید کر دیا تو ہم آپ کے گھر میں داخل ہوئے، اس وقت آپ کا سر آپ کی بیوی کی گود میں تھا میرے ساتھی نے آپ کی بیوی سے کہا ذرا ان کا چہرہ ننگا کرو۔ آپ کی بیوی نے ہم سے مقصد پوچھا میں نے کہا میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ آپ کی شہادت کے بعد آپ کے منہ پر طمانچہ ماروں۔

آپ کی بیوی نے کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی صحبت و رفاقت اور آپ کی دو بیٹیوں سے نکاح کا کوئی پاس نہیں (انسانوں میں سے کسی کو یہ دولت سعادت حاصل نہیں ہوئی جس کے نکاح میں پیغمبر خدا کی دو صاحبزادیاں ہوں) آپ کی بیوی نے آپ کے بہت سے اور فضائل بیان کیے۔ میرا ساتھی سن کر واپس چلا گیا لیکن میں نے ان کی باتوں کی طرف چنداں التفات نہ کیا اور آپ کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ آپ کی بیوی نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے معاف نہ کرے۔ تیرا ہاتھ سوکھ جائے اور تیری آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ خدا کی قسم میں ابھی آپ کے گھر کی دہلیز سے باہر نہ آیا تھا کہ میرا ہاتھ سوکھ گیا، آنکھیں بے نور ہو گئیں، اب مجھے یقین نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ مجھے معاف کرے گا یا نہیں۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا تو جنات تین دن تک مسجد نبوی کی چھت پر نوحہ کرتے رہے اور آپ کی شان میں اشعار بھی پڑھتے رہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے جس دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے میں نے ہاتف کو یہ کہتے ہوئے سنا

ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راحت و آسائش کی نوید دے دو وہ بے غصہ و غضب شہید ہوئے۔ انھیں بخشش و مغفرت اور باغ رضوان کی خوشخبری دے دو۔

جب میں نے دوبارہ دیکھا تو کوئی شخص موجود نہ تھا۔

تدفین وجنازہ

جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا تو تین دن تک آپ کی تدفین نہ ہوسکی ناگاہ ہاتف نے آواز دی کہ

اسے دفن کر دو لیکن اس کا جنازہ نہ پڑھو کیوں کہ اس کا جنازہ تو اللہ جل وعلا نے پڑھ دیا ہے۔

تین دن کے بعد جب رات کے وقت آپ کو جنت البقیع کی طرف تدفین کے لیے لے جانے لگے تو چند سوار جنازہ اٹھانے والوں کے پیچھے ظاہر ہوئے، جنازہ اٹھانے والون پر خوف وہراس چھا گیا۔ چنانچہ قریب تھا کہ وہ آپ کے جنازہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے کہ ان سواروں میں سے ایک نے کہا جمع خاطر رکھو اور خائف وہراساں نہ ہو ہم آ گئے ہیں، ہم ان کے دفن میں شریک ہوں گے۔ آپ کو دفن کرنے والوں میں سے بعض کا بیان ہے بخدا وہ سوار فرشتگان رحمت تھے۔

ایک بدخواہ کا انجام

حج کے موسم میں ایک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا اس قافلہ میں ایک شخص ایسا تھا جو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عزت و توقیر کی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا اچانک وہ قافلہ سے جدا ہو گیا اور قافلہ کے ساتھ حضرت عثمان کے مشہد پر اس بہانہ سے حاضر نہ ہوا کہ وہ دور ہے۔ تمام اہل قافلہ وہاں گئے اور سلامتی سے واپس آ گئے، واپسی پر وہ بھی ان سے ملا اچانک قافلہ میں ایک درندہ آ گیا جس نے آتے ہی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ اہل قافلہ سمجھ گئے کہ یہ سب کچھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حرمتی کی وجہ سے ہوا ہے۔ (مولف)

(شواہد النبوۃ)

عثمان کو بشارت مغفرت

غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کا ذکر کرتے ہوئے امام احمد رضا ... تحریر فرماتے ہیں :

بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی عثمان یستعینه فی جیش العسرة فبعث الیه عثمان عشرة الآلف دینار .

یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے لیے لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا مسلمانوں پر بہت حالت تنگی وعسرت تھی اس باب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت فرمائی، ان سے مدد چاہی۔ ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار اشرفیاں حاضر کیں، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان اللہ تیری چھپی اور ظاہر خطائیں اور آج سے قیامت تک جو کچھ تجھ سے واقع ہو سب کی مغفرت فرمائے اس کے بعد عثمان کو کچھ پرواہ نہیں کوئی عمل کرے۔ ابن عدی و دارقطنی وابونعیم نے فضائل الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا۔ (الامن والعلی)

ایک دوسرے مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بار ہا فرمایا

ما علیٰ عثمان مافعل بعد ھذہ ما علیٰ عثمان مافعل بعد ھذہ

آج سے عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں، آج سے عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج۹، ص۵۲، اعجب الامداد)

عثمان کے لیے جنت کی ضمانت

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں کسی سے فرمایا کہ اپنا گھر میرے ہاتھ بیچ ڈال کہ مسجد حرام میں زیادت فرماؤں اور تیرے لیے جنت میں مکان کا ضامن ہوں۔ اس نے عذر کیا، پھر فرمایا انکار کیا، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی یہ شخص زمانۂ جاہلیت میں ان کا دوست تھا اس سے باصرار تمام دس ہزار اشرفی دے کر خرید لیا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور اب وہ گھر میرا ہے

فهل انت اخذها ببيت تضمن لي في الجنة

کیا حضور مجھ سے ایک مکان بہشت کے عوض لیتے ہیں جس کے حضور میرے لیے ضامن ہو جائیں۔

قال نعم فرمایا ہاں۔

فاخذها منه و ضمن له بيتا في الجنة و اشهد له على ذلك المومنين .

حضور نے ان سے وہ مکان لے کر جنت میں ان کے لیے ایک مکان کی ضمانت فرمائی اور مسلمانوں کو اس معاملہ پر گواہ کر لیا۔ احمد الحاکمی نے فضائل عثمان میں سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسے روایت کیا۔

چشمہ کے بدلے جنت

جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور تھا، بنی غفار سے ایک شخص کی ملک میں ایک شیریں چشمہ مسمی بہ رومہ تھا وہ اس کی ایک مشک نیم صاع کو بیچتے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا

بعنیها بعین فی الجنة

یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک چشمۂ بہشت کے عوض بیچ ڈال۔

عرض کی یارسول اللہ میری اور میرے بچوں کی معاش اسی میں ہے مجھ میں طاقت نہیں۔ یہ خبر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی وہ چشمہ مالک سے پینتیس ہزار روپے کو خرید لیا، پھر خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی

یا رسول الله اتجعل لی مثل الذی جعلت له عینا فی الجنة ان اشتریتها.

یارسول اللہ کیا جس طرح حضور اس شخص کو چشمۂ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے

قال نعم فرمایا ہاں عرض کی میں نے بیر رومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا۔

طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

عثمان نے دوبار جنت خریدی

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

اشتری عثمان بن عفان من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الجنة مرتین یوم رومة و یوم جیش العسرة .

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنت خرید لی بیر رومہ کے دن اور لشکر کی تنگ دستی کے روز۔

حاکم و ابن عدی اور ابن عساکر نے اسے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (الامن والعلیٰ)

حضرت عثمان کی مقبولیت رسول

حافظ ابوسعید شرف المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال صعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المنبر ثم قال این عثمان بن عفان فوثب و قال انا ذا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنا منہ فضمہ الی صدرہ و قبل بین عینیہ ۔ الخ.

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر فرمایا عثمان کہاں ہیں، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے تابانہ اٹھے اور عرض کی حضور میں یہ حاضر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پاس آؤ، پاس حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سینے سے لگایا اور آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا۔

حاکم صحیح مستدرک میں بافادۂ تصحیح اور ابویعلی اپنی مسند اور ابونعیم فضائل الصحابہ میں اور برہان خجندی کتاب اربعین مسمی بالماء المعین اور عمر بن محمد ملا سیرت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال بینا نحن مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی نفر من المهاجرین منہم ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و الزبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لینهض کل رجل الی کفوہ و نهض النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی عثمان فاعتنقہ و قال انت و لی فی الدنیا و الآخرۃ .

ہم چند مہاجرین کے ساتھ خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے، حاضرین میں خلفائے اربعہ وطلحہ وزبیر وعبدالرحمن بن عوف سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم میں ہر شخص اپنے جوڑ کی طرف اٹھ کر جائے اور خود حضور والا

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اٹھ کر تشریف لائے، ان سے معانقہ کیا اور فرمایا تو میرا دوست ہے دنیا و آخرت میں۔

ابن عساکر تاریخ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ وہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہما سے راوی :

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عانق عثمان بن عفان و قال قد عانقت اخی عثمان فمن کان لہ اخ فلیعانقہ .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ عایہ وسلم نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ کیا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی عثمان سے معانقہ کیا، جس کے کوئی بھائی ہو اسے چاہیئے اپنے بھائی سے معانقہ کرے۔

(وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید)

بیعت رضوان اور حضرت عثمان

صحیح بخاری شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ جب یہ بیعت ہوئی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب تھے بیعت حدیبیہ میں ہوئی اور وہ مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر اسے اپنے دوسرے دست مبارک پر مار کر ان کی طرف سے بیعت فرمائی اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ لفظ حدیث یہ ہیں۔

و اما تغیبہ عن بیعۃ الرضوان فلو کان احد اعز ببطن مکۃ من عثمان لبعثہ فبعث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عثمان و کانت بیعۃ الرضوان بعد ما ذھب عثمان الی مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدہ الیمنی ھذہ ید عثمان فضرب بھا علی یدہ و قال ھذہ لعثمان.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت رضوان سے غائب رہنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر مکہ میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ کوئی اور عزیز ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عثمان کی بجائے ان کو بھیجتے اس لیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور حضرت عثمان کے مکہ جانے کے بعد بیعت رضوان ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر اسے اپنے دوسرے دست مبارک پر مار کران کی طرف سے بیعت فرمائی اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۵۴)

مسجد نبوی کی توسیع میں عثمان کا حصہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں مسجد نبوی کی تعمیر سادہ اور کچی تھی، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں دوبارہ اسی انداز میں تعمیر کی۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے از سر نو بنایا منقوش پتھر لگائے اور چھت میں ساگوان کی لکڑی استعمال کی۔

عہد رسالت میں جب کہ مسجد نبوی کی توسیع کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکان خرید کر وقف کیا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

جامع ترمذی شریف میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

رحم الله عثمان زاد فی مسجدنا حتی وسعنا . هذا مختصر

اللہ تعالیٰ عثمان پر رحمت فرمائے اس نے ہماری مسجد شریف بڑھا دی یہاں تک کہ اس میں ہم سب نمازیوں کے لیے وسعت ہوگئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۱۳)

اذان اول کی ایجاد

امام احمد رضا بریلوی اذان جمعہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں

اصل اذان زمانۂ اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و زمانۂ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں یہی تھی (یعنی خطبے کی) پہلی اذان امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زائد فرمائی۔ کما ثبت فی الصحیحین وغیرھما. (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۷۰)

جمع قرآن اور حضرت عثمان

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

قرآن عظیم کی جمع و ترتیب آیات و تکمیل و تفصیل سور زمانہ اقدس حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بامر الٰہی حسب بیان جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم وارشاد تعلیم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقع ہولی تھی۔ مگر قرآن عظیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سینوں اور متفرق کاغذوں، پتھروں کی تختیوں، بکری، دنبے کے پوستوں، شانوں، پسلیوں وغیرہا میں تھا ایک جگہ سارا قرآن عظیم مجموع نہ تھا۔

جب جنگ یمامہ میں کہ مسیلمۂ کذاب ملعون مدعی نبوت سے زمانۂ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوئی صدہا صحابہ کرام حفاظ قرآن نے شہادت پائی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل الہام منزل میں حق جل وعلا نے القا کیا کہ حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ اس لڑائی میں بہت صحابہ جن کے سینوں میں قرآن عظیم تھا شہید ہوئے یوں ہی جہادوں میں حفاظ صحابہ شہید ہوتے گئے اور قرآن عظیم متفرق رہا تو بہت قرآن جاتے رہنے کا اندیشہ ہے میری رائے میں حکم دیجیے کہ قرآن عظیم کی سب سورتیں یکجا کر لی جائیں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی

رائے پسند فرمائی اور حضرت زید بن ثابت وغیرہ حفاظ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس امر جلیل کا حکم دیا کہ بحمد اللہ سارا قرآن عظیم یکجا ہو گیا۔

ہر سورت ایک جدا صحیفے میں تھی وہ صحیفے تا حیات صدیقی حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے بعد حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم اور ان کے بعد حضرت ام المومنین حفصہ بنت الفاروق زوجہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رہے۔

عرب میں ہر قوم وقبیلہ کی زبان بعض الفاظ کے تلفظ میں مختلف تھی مثلاً حرف تعریف میں کوئی الف لام کہتا تھا، کوئی الف میم، کہ اسی لغت پر حدیث لیس من امبر مصیام فی امسر وارد ہے، علامات مضارع حروف اتین کو کوئی مفتوح پڑھتا تھا، کوئی مکسور، ماشبہ بلیس کی خبر کو کوئی منصوب کرتا، کوئی مرفوع، اِن و اَن وغیرہما کے اسم کو کوئی نصب دیتا کوئی رفع دیتا، بعض قبائل ہر جگہ (ب) کو میم بولتے، میم کو (ب) تاء رحمۃ ونحوہا کی حالت وقفی میں کوئی (ہ) کہتا کوئی (ت) منصوب منون پر کوئی الف سے وقف کرتا، کوئی حرف سکون سے بعض مرفوع ومجرور پر بھی واؤ، ویا سے وقف کرتے۔ بعض قومیں حروف مدہ سے حرکات موافقہ پر قناعت کرتیں، اَعُوْذُ کو اعُذُ، تعالیٰ کو تعالَ وغیرہ ذلک کہتیں۔ اسی قسم کے بہت سے تفاوت لہجہ وطرز ادا تھے۔ قرآن عظیم خاص لغت قریش پر اترا تھا کہ صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریشی تھے۔

گلبن تو کہ ز گلزار قریشی گل کرد
زاں سبب آمدہ قرآن بزباں قرشی

(قریشی باغ سے آپ کے پودے نے پھول کھلایا یہی وجہ ہے کہ قرآن مقدس قریش کی زبان میں نازل ہوا)

زمانۂ اقدس حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں کہ قرآن عظیم نیا نیا اترا تھا اور ہر قوم وقبیلہ

کو اپنے مادری لہجہ قدیمی عادت کا دفعۃ بدل دینا دشوار تھا آسانی فرمائی گئی تھی کہ ہر قوم عرب اپنے طرز ولہجہ میں قرأت قرآن عظیم کرے۔ زمانہ نبوت کے بعد شدہ شدہ اقوام مختلفہ سے بعض بعض لوگوں کے ذہن میں جم گیا جس لہجہ ولغت میں ہم پڑھتے ہیں اسی میں قرآن کریم نازل ہوا ہے یہاں تک کہ زمانہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بعض لوگوں کو اس بات پر باہم جنگ وجدل وزدوکوب کی نوبت پہنچی۔ یہ کہتا تھا قرآن اس لہجہ میں ہے وہ کہتا تھا نہیں بلکہ دوسرے میں ہے ہر ایک اپنی لغت پر دعویٰ کرتا تھا جب یہ خبر امیر المومنین غنی کو پہنچی فرمایا ابھی سے تم میں یہ اختلاف پیدا ہوا تو آئندہ کیا امید ہے لہٰذا حسب مشورہ امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ودیگر اعیان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ قرار پایا کہ اب ہر قوم کو اس کے لب ولہجہ کی اجازت میں مصلحت نہ رہی بلکہ فتنہ اٹھتا ہے لہٰذا تمام امت کو خالص لغت قریش پر جس میں قرآن نازل ہوا ہے جمع کردینا اور باقی لغات سے بازرکھنا چاہیے۔ صحیفہائے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ حضرت ام المومنین بنت الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ ہیں منگا کر ان کی نقلیں لے کر تمام سورتیں ایک مصحف میں جمع کریں اور وہ مصاحف بلاد اسلام میں بھیجیں کہ سب اسی لہجہ کا اتباع کریں اس کے خلاف اپنے اپنے طرز ادا کے مطابق جو صحائف یا مصاحف بعض لوگوں نے لکھے ہیں دفع فتنہ کے لیے تلف کردیے جائیں۔

اسی رائے صائب کی بناء پر امیر المومنین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہلا بھیجا کہ صحیفہائے صدیقی بھیج دیجیے ہم ان کی نقلیں لے کر شہروں کو بھیجیں اور اصل آپ کو واپس دیں گے ام المومنین نے بھیج دیے امیر المومنین نے زید بن ثابت وعبداللہ بن زبیر وسعید بن عاص و عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نقلیں کرنے کا حکم دیا وہ نقلیں مکہ معظمہ وشام ویمن وبحرین وبصرہ وکوفہ کو بھیجی گئیں اور ایک مدینہ طیبہ میں رہی اور اصل صحیفے جمع فرمودہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس سے یہ نقلیں ہوئی تھیں حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس دیے۔ ان کی نسبت معاذ

اللہ دفن کرنے یا کسی طرح تلف کرادینے کا بیان محض جھوٹ ہے۔ وہ مبارک صحیفے خلافت عثمانی پھر خلافت مرتضوی پھر خلافت امام حسن پھر خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک بعینہا محفوظ تھے یہاں تک کہ مروان نے لے کر چاک کردیے۔

بالجملہ اصل جمع قرآن تو بحکم رب العزۃ حسب ارشاد حضور پرنور سید الاسیاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہولیا تھا سب سور کا یکجا کرنا باقی تھا۔ امیر المومنین صدیق اکبر نے بمشورۂ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیا پھر اسی جمع فرمودۂ صدیقی کی نقلوں سے مصاحف بنا کر امیر المومنین عثمان غنی نے بمشورۂ امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلاد اسلام میں شائع کیے اور تمام امت کو اصل لہجہ قریش پر مجتمع ہونے کی ہدایت فرمائی اسی وجہ سے وہ جناب جامع القرآن کہلائے ورنہ حقیقۃ جامع القرآن رب العزۃ تعالیٰ شانہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **انا علینا جمعه و قرانه** (بیشک ہمارے ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا) اور بنظر ظاہر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ایک جگہ اجتماع کے لحاظ سے سب میں پہلے جامع القرآن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حاکم مستدرک میں بشرط بخاری و مسلم حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال کنا عند رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نولف القران فی الرقاع .

یعنی ہم زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قرآن پارچوں میں جمع کرتے تھے۔

امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :

اعظم الناس فی المصاحف اجرا ابوبکر رحمة الله علی ابی بکر هو اول من جمع کتاب الله .

مصاحف میں سب سے زیادہ ثواب ابوبکر کا ہے اللہ ابوبکر پر رحمت کرے سب سے پہلے انھیں

نے قرآن جمع کیا۔ اسے ابوداؤد نے سند حسن سے مصحف میں روایت کیا ہے۔

امام اجل عارف باللہ حارث محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب فہم السنن میں فرماتے ہیں۔

کتابة القرآن لیست بمحدثة فانه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یأمر بکتابته و لکنه کان مفرقا فی الرقاع و الاکتاف و العسب فانما امر الصدیق بنسخها من مکان الی مکان مجتمعا فکان ذلک بمنزلة اوراق و جدت فی بیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فیها القرآن منتشر فجمعها جامع و ربطها بخیط حتی لا یضیع منها شی.

یعنی قرآن کا لکھنا تو زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بحکم اقدس ہو چکا تھا مگر متفرق تھا صدیق نے یکجا کر دیا تو گویا ایسا ہوا کہ قرآن کے اوراق جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاشانۂ مبارک میں منتشر تھے وہ جمع کرنے والے تھے ایک ڈورے میں باندھ دیے۔

ابن اشتہ کتاب المصاحف میں راوی :

اختلفوا فی القراء ت علی عهد عثمان رضی الله تعالیٰ عنه حتی اقتتل الغلمان و المعلمون فبلغ ذلک عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه فقال عندی تکذبون به و تلحنون فیه فمن نای عنی کان اشد تکذیبا و اکثر لحنا یا اصحاب محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اجتمعوا فاکتبوا للناس اماما فاجتمعوا فکتبوا.

امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں لوگوں نے قرأت قرآن میں اختلاف کیا یہاں تک کہ طلبہ و معلمین نے جنگ و جدل کیا یہ خبر جب حضرت عثمان کو پہنچی تو انھوں نے فرمایا کہ میری موجودگی میں قرآن عظیم کی تکذیب کرتے ہو اور اس میں غلطیاں کرتے ہو جو لوگ مجھ سے دور ہیں ان لوگوں کی تکذیب و غلطی کا کیا حال ہوگا وہ تو بہت ہی زیادہ اس میں ملوث ہوں گے اے رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابیو! لوگوں کے لیے ایک صحیفہ لکھو لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات پر اکٹھے ہوئے اور قرآن عظیم کو جمع کر کے لکھا۔ (مولف)

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

لا تقولوا فی عثمان الا خیرا فواللہ ما فعل الذی فی المصاحف الا عن ملامنا قال فما تقولون فی ھذا القرات فقد بلغنی ان بعضھم یقول ان قرأتی خیر من قرأتک و ھذا یکاد یکون کفرا قلنا فما تری قال اری ان نجمع الناس علی مصحف واحد فلا یکون فرقۃ و لا اختلاف قلنا فنعم ما رأیت.

یعنی عثمان کے حق میں سوا کلمۂ خیر کے کچھ نہ کہو خدا کی قسم معاملہ مصاحف میں انھوں نے جو کچھ کیا ہم سب کے مشورہ و اتفاق سے کیا انھوں نے ہم سے کہا کہ تم ان مختلف لہجوں میں کیا کہتے ہو مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ اوروں سے کہتے ہیں میری قرأت تیری قرأت سے اچھی ہے اور یہ بات کفر کے قریب تک پہنچی ہے ہم نے کہا بھلا آپ کی کیا رائے ہے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ سب لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کر دیں کہ پھر باہم نزاع و اختلاف نہ ہو ہم سب نے کہا آپ کی رائے بہت خوب ہے۔ اسے ابوبکر بن ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابوبکر و عثمان کے جمع قرآن میں فرق

اتقان میں ہے ابن التین وغیرہ نے فرمایا ہے:

الفرق بین جمع ابی بکر و جمع عثمان ان جمع ابی بکر کان لخشیۃ ان یذھب من القران شی بذھاب حیلتہ لانہ لم یکن مجموعا فی موضع واحد فجمعہ فی صحائف مرتبا لا یات سورۃ علی ما وقف علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

و جمع عثمان كان لما كثر الاختلاف في وجوه القراء ت حين قرأوه بلغاتهم على اتساع اللغات فادى ذلك بعضهم الى تخطئة بعض فخشي من تفاقم الامر في ذلك فنسخ تلك المصحف في مصحف واحد مرتبا لسورة من سائر اللغات على لغة قريش محتجا بانه نزل بلغتهم و ان كان قد وسع في قرأته بلغة غيرهم دفعا للحرج و المشقة في ابتداء الامر فراى ان الحاجة الى ذلك انتهت فاقتصر على لغة واحدة.

حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جمع قرآن میں فرق یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اس خوف سے جمع کیا تھا کہ کہیں قرآن عظیم کا کچھ حصہ کسی طرح غائب نہ ہو جائے کیوں کہ قرآن عظیم ایک جگہ جمع کیا ہوا نہیں تھا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے صحیفوں میں جمع فرمایا سورتوں کی آیات کی ترتیب وہی رکھی جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بتائی تھی۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت جمع فرمایا جب کہ قرآن کریم کے وجوہ قرأت میں شدید اختلاف ہوا جب لوگوں نے اپنی اپنی لغت میں قرأت کی کیوں کہ اہل عرب کی لغت میں باہم تفاوت و وسعت ہے اسی وجہ سے بعض نے بعض کو سمجھا کہ وہ غلطی پر ہیں اور ہر ایک اپنی قرأت کو بہتر جاننے لگا یہ معاملہ بڑھ جانے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوف ہوا تو انھوں نے صحیفہائے صدیقی کو ایک صحیفہ میں لکھوایا سورتوں کی ترتیب وہی رکھی مگر تمام قرأتوں کو نظر انداز کر کے صرف قریش کی لغت پر جمع کیا اس دلیل سے کہ قرآن عظیم قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے اگرچہ شروع میں قریش کی قرأت میں دوسری لغات کی وسعت و گنجائش تھی تا کہ لوگ حرج و مشقت میں نہ پڑ جائیں پھر انھوں نے دیکھا کہ لغت قریش ہی سے ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو صرف ایک ہی لغت پر اکتفا کیا دوسری کی اب گنجائش نہ رہی۔ (مولف)

امام بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں :

کان هذا سببا لجمع عثمان القرآن فی المصحف و الفرق بینه و بین الصحف ان الصحف هی الاوراق المحررة التی جمع فیها القرآن فی عهد ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه و کانت سورا مفرقة کل سورة مرتبة بایاتها علی حدة لکن لم یرتب بعضها اثر بعض فلما نسخت و رتب بعضها اثر بعض صارت مصحفا و لم یکن مصحفا الا فی عهد عثمان رضی الله تعالیٰ عنه .

امیرالمومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصحف میں قرآن عظیم جمع کرنے کا سبب یہی تھا یہ مصحف اوران صحیفوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ صحیفے لکھے ہوئے وہ اوراق ہیں جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں قرآن عظیم جمع ہوااور سورتیں مرتب تھیں ہر سورۃ آیات کی ترتیب سے علیحدہ وجداگانہ تھی لیکن آیتیں یکے بعد دیگرے مرتب نہ تھیں پھر جب ان کولکھا گیااور ایک کے بعد دوسرے کوترتیب دیا گیا تو یہی مصحف ہوگیا۔اور قرآن عظیم مصحف کی شکل میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوا۔ (مولف)

عمدۃ القاری واتقان شریف میں ابوبکر بن ابی داؤد سے منقول :

قال سمعت ابا حاتم السجستانی یقول کتب سبعة مصاحف فارسل الی مکة و الی الشام و الی الیمن و الی البحرین و الی البصرة و الی الکوفة و حبس بالمدینة و احدا.

ابوحاتم سجستانی کہتے ہیں کہ سات مصاحف لکھے گئےان میں سے ایک ایک مصحف مکہ مکرمہ،شام، یمن،بحرین،بصرہ،کوفہ بھیج دیا گیااور ایک مدینہ منورہ میں رکھا گیا۔ (مولف)

امام قسطلانی ارشادالساری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں:

حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمان الصحف الی حفصة

فکانت عندها حتی توفیت فاخذها مروان حین کان امیر اعلیٰ المدینة من قبل معوية رضی الله تعالیٰ عنه فامر بها فشققت و قال انما فعلت هذا لانی خشیت ان طال بالناس زمان ان یرتاب فیها مرتاب رواه ابن ابی داؤد وغیره ۔

یہاں تک کہ جب ان صحیفوں کو مصاحف میں لکھ لیا گیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان صحائف کو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا ان کی وفات تک تمام صحیفے انھیں کے پاس رہے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مروان مدینہ منورہ کا امیر بن کر آیا تو ان صحیفوں کو لے کر چاک کروا دیا اور کہا کہ میں نے ایسا اس خوف سے کیا کہ یہ لوگوں میں اگر زمانہ دراز تک رہیں تو کوئی ان میں شک کرسکتا ہے اس لیے میں نے انھیں ضائع کروا دیا۔ اسے ابن ابی داؤد وغیرہ نے روایت کیا۔ (مولف)

اسی میں ہے :

کان التالیف فی الزمن النبوی و الجمع فی المصحف فی زمن الصدیق و النسخ فی المصاحف فی زمن عثمان و قد کان القران کله مکتوبا فی عهده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لکنه غیر مجموع فی موضع واحد و لا مرتب السور.

زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی میں قرآن کی تالیف ہو چکی تھی، زمانہ صدیق میں صحیفوں میں جمع ہوا اور زمانہ عثمان میں مصاحف میں جمع کیا گیا۔ حالاں کہ پورا قرآن عظیم عہد رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لکھا جا چکا تھا۔ لیکن ایک جگہ جمع نہیں کیا گیا تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی۔ (مولف)

حضرت عثمان کو جامع القرآن کیوں کہا جاتا ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

قرآن عظیم کا جامع حقیقی اللہ عزوجل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ان علینا جمعه و قرانه .

بیشک ہمارے ذمے ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا۔

پھر جامع اول کے مظہر اول و اتم و اکمل حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے آیات قرآنیہ اسی ترتیب جمیل پر کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے مطابق ترتیب لوح محفوظ حسب تبلیغ جبریل و تعیم جلیل صاحب تنزیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانۂ اقدس میں اپنی اپنی سورتوں میں جمع ہولیں۔

قرآن عظیم ۲۳ برس میں حسب حاجت عباد متفرق آیتیں ہوکر اترا کسی سورت کی کچھ آیات اتریں، پھر دوسری سورت کی آیتیں آتیں، پھر سورت اولیٰ کی نازل ہوتیں، حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بار ارشاد فرماتے کہ یہ آیت فلاں سورت کی ہیں فلاں آیت کے بعد فلاں کے پہلے رکھی جائیں۔ اسی طرح سور قرآنیہ منتظم ہوتیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر حضور سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی ترتیب پر اسے نمازوں، تلاوتوں میں پڑھتے۔

قرآن عظیم صرف ایک واحد لغت قریش پر نازل ہوا عرب میں مختلف قبائل اور ان کے لہجے باہم حرکات وسکنات وبعض اجزائے کلمات میں مختلف تھے۔ علامت مضارع کو قریش مفتوح رکھتے دیگر بعض قبائل ات ن کو مکسور کرکے نِعبد نِستعین کہتے۔ لغت قریش میں ''تابوت'' آخری میں تائے قرشت سے تھا، دوسروں کی لغت میں ''تابوۃ'' ہائے ہوز سے۔ اسی قسم کے بالائی اختلافات بکثرت تھے جن سے معنی کلام بلکہ جوہر نظم کو بھی کوئی ضرر نہ پہنچتا اور مادری لہجہ زبانوں پر چڑھا ہوا دفعۃً بدل دینا سخت دشوار۔

لہٰذا حضور پرنور رحمت مہداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب سے عرض کرکے دیگر قبائل والوں کے لیے ان کے لہجوں کی رخصت لے لی تھی جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام ہر رمضان مبارک میں

جس قدر قرآن عظیم اب تک اتر چکا ہوگا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس کا دور کرتے۔ جو سنت سنیہ اب تک بحمد اللہ تعالیٰ حفاظ اہل سنت میں باقی ہے اور باقی رہے گی حتی یاتی امر اللہ و ھم علی ذلک سال اخیر امین وحی علیہ الصلاۃ والسلام نے دوبار صرف اصل لغت قریش پر جس میں قرآن نازل ہوا تھا حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دور کیا اور اس کی تکرار سے اشارہ ہوا کہ وہ رخصت منسوخ اور اب صرف اسی لغت پر جس میں اصل نزول ہے استقرار امر ہوا۔

سور اگرچہ زمانہ اقدس میں مرتب ہو چکی تھیں مگر یکجا مجتمع نہ تھیں متفرق پرچوں، بکری کے شانوں وغیرہا میں متفرق جگہ تھیں سوا ان مبارک سینوں کے جن میں سارا قرآن عظیم محفوظ تھا حال یہی تھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نظر عوام سے احتجاب فرمایا خلافت خلیفہ برحق صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جنگ یمامہ واقع ہوئی جس میں بکثرت صحابہ کرام حافظان قرآن شہید ہوئے۔ حافظ حقیقی جامع ازلی جل جلالہ نے اپنا وعدہ صادقہ و انا لہ لحافظون پورا فرمانے کو پہلے یہ کریم داعیہ قلب کریم حضرت موافق الرائے بالوحی والکتاب سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ڈالا حضرت فاروق اعظم نے بارگاہ صدیقی میں عرض کی کہ جنگ یمامہ میں بہت حفاظ شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ یوں ہی قرآن متفرق پرچوں میں رہا اور حفاظ شہادت پاتے گئے تو بہت سا قرآن مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہے گا میری رائے ہے کہ حضرت جمع قرآن کا حکم فرمائیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابتداً اس میں تامل ہوا کہ جو فعل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہم کیوں کر کریں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اگرچہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر واللہ وہ کام خیر کا ہے۔ بالآخر رائے صدیق بھی موافق ہوئی اور زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمان خلافت نسبت جمع کتاب اللہ صادر ہوا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وہی شبہ پیش آیا کہ کیوں کر کیجیے گا وہ کام جو حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام نے نہ کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی جواب دیا کہ اگرچہ حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر واللہ وہ کام خیر کا ہے۔ یہاں تک کہ صدیق و فاروق و زید بن ثابت و جملہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع سے یہ مسئلہ طے ہوا اور قرآن عظیم متفرق مواضع سے جمع کر لیا گیا۔

سور قرآنیہ اگرچہ متفرق مواقع سے ایک دعا میں مجتمع ہوگئی تھیں اور وہ مجموعہ صدیق پھر فاروق پھر ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تھا مگر ہنوز تین کام باقی تھے۔

(۱) ان مجموع صحیفوں کا ایک مصحف واحد میں نقل ہونا۔

(۲) اس مصحف کے نسخے معظم بلاد اسلام مملکت اسلامیہ کی عظیم عظیم قسمتوں میں تقسیم ہونا۔

(۳) رخصت سابقہ کی بنا پر جو بعض اختلافات لہجہ کے آثار کتابت قرآن عظیم میں متفرق لوگوں کے پاس تھے اور وہ قرآن عظیم کے حقیقی اصل منزل من اللہ ثابت مستقر غیر منسوخ محفوظ لہجے سے جدا تھے دفع فتنہ کے لیے ان کا محو ہونا۔

یہ تینوں کام حفظ حافظ حقیقی جامع ازلی جل جلالہ اپنے تیسرے بندے امیر المومنین جامع القرآن ذی النورین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیا اور قرآن عظیم کا جمع کرنا حسب وعدۂ الٰہیہ تام و کامل ہوا اس لیے اس جناب کو جامع القرآن کہتے ہیں۔ (جمع القرآن و بم عزوہ لعثمان)

اشعار

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا

ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

زاہد مسجد احمدی پر درود　　دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام
در منثور قرآن کی سلک بہی　　زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ　　حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

حضرت علی مرتضیٰ

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین
ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا

اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

(الدھر/۸)

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

علی ان کا نام ہے اور ابوالحسن وابوتراب ان کی کنیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے فرزند اور برادر مواخات ہیں۔ فاطمہ بتول سیدہ نساء العالمین کے شوہر، اور سبطین سعیدین حضرت امام حسن وحسین سیدی شباب اہل الجنۃ کے والد نامدار ہیں، زمانۂ جاہلیت اور عہد رسالت میں ان کا نام علی ہے۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے اپنے باپ کے نام پر جو اسد تھا ان کا نام حیدر رکھا جب ابو طالب تشریف لائے تو انھوں نے یہ نام ناپسند کیا اور علی نام رکھا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نام صدیق رکھا جیسا کہ ریاض النضرۃ میں ہے اور ان کی کنیت ابوالریحانین رکھی گئی۔ اور آپ کا لقب بیضۃ البلد، امین شریف، ہادی، مہدی ذی الاذن الزعیہ، یعسوب الامۃ تھا۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ ان کی ولادت جوف کعبہ میں ہوئی تھی، یہ قدیم الاسلام تھے، حضرت ابن عباس، زید بن ارقم، سلمان فارسی، مقداد بن اسود اور بکثرت صحابہ کرام اس پر ہیں کہ وہ اول الاسلام ہیں۔

شیخ ابن حجر نے، اصابہ فی معرفۃ الصحابہ، میں کہا ہے کہ اکثر اہل علم کا قول یہی ہے۔ ابو یعلی نے حضرت علی سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوشنبہ کے دن مبعوث ہوئے اور میں دوشنبہ کے دن ہی اسلام لایا۔

ابن عبدالبر نے استیعاب میں فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ اسلام لائے اور اپنے والد سے انھوں نے اسلام کو چھپایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے اور اس کا اظہار کیا۔

جس وقت حضرت علی مرتضیٰ اسلام لائے ان کی عمر دس سال یا آٹھ سال کی تھی جیسا کہ علامہ سیوطی

نے نقل کیا ہے۔ جامع الوصول میں ہے کہ اس دن ان کی عمر میں اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض کا خیال ہے پندرہ سال تھی، بعض کا چودہ سال، مگر صحیح یہ ہے کہ صغر سنی میں قبل از بلوغ ایمان لائے۔ انھوں نے کبھی بتوں کی پرستش نہ کی تھی، ان کی داڑھی بہت بڑی اور طویل تھی۔

فصل الخطاب میں تاج الاسلام کی اربعین سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چودھویں رات کی مانند حسین الوجہ تھے۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے بجز غزوۂ تبوک کے کیوں کہ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اہل بیت کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ ان کے فضائل مذکور اور ان کے آثار شجاعت مشہور ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو روز خیبر علم دیا اور فرمایا آج میں اسے علم دوں گا جو خدا اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور خدا اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتا ہے۔

اور فرمایا جس نے علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، جس نے علی مرتضیٰ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور علی مرتضیٰ سے مومن و مسلمان ہی محبت رکھیں گے اور حضرت علی مرتضیٰ سے منافق ہی بغض و عداوت رکھیں گے۔

خلافت راشدہ کی تیس سالہ مدت کی تکمیل کے ابتدائی سال میں ان کو شہید کیا گیا۔ ان کی خلافت کی مدت چار سال سات مہینہ اور چھ روز یا بارہ روز ہے۔ بعض چار سال نو مہینے بتاتے ہیں اور پانچویں سال کو ان کے فرزندار جمند امام حسن مجتبیٰ حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پورا فرمایا۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ، ج۲)

حضرت علی کی کرامات

روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو ختم کلام مجید کر لیتے۔

دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے۔

اسماء بنت عمیس نے حضرت سیدہ زہرا سے روایت کی کہ جس رات حضرت سیدنا علی نے میرے ساتھ شب زفاف گزاری مجھے آپ سے بہت خوف لاحق ہوا کیوں کہ میں نے زمین کو آپ سے ہم کلام ہوتے ہوئے سنا۔ صبح ہوئی تو میں نے یہ سارا قصہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنایا جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک طویل سجدہ کیا اور سر اٹھا کر فرمایا اے فاطمہ! تجھے پاکیزہ اولاد کی خوشخبری ہو جن کو خدائے تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے اور زمین کو حکم دیا کہ وہ آپ کو ایسے تمام واقعات بتلائے جو مشرق و مغرب تک اس پر واقع ہونے والے ہیں۔ (مولف)

(شواہد النبوۃ)

علی قسیم دوزخ ہیں

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے فضائل و مناقب میں امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا ہے:

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا انا قسیم النار میں قسیم دوزخ ہوں۔ یعنی وہ اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔ اسے شاذان فضلی نے جزر دالشمس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ بلکہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے احادیث حضور والاصلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ کو قسیم النار فرمایا۔

شفا شریف میں فرماتے ہیں:

قد خرج اهل الصحيح و الائمة ما اعلم به اصحابه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

مما وعدهم به من الظهور على اعدائه (الى قوله) و قتل على و ان اشقاها الذى يخضب هذه من هذه اى لحيته من راسه و انه قسيم النار يدخل اولياء ه الجنة و اعداء ه النار.

بیشک اصحاب صحاح وائمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبریں دیں مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولیٰ علی کی شہادت اور یہ کہ بد بخت ترین امت ان کے سر مبارک کے خون سے ریش مطہر کو رنگے گا اور یہ کہ مولیٰ علی قسیم دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو بہشت اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدارج شریف میں ہے

آمدہ است کہ ایستادہ میکند اورا پروردگار وے یمین عرش ودر روایتے بر کرسی و می سپارد بوے کلید جنت۔

منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی کو عرش کی داہنی طرف یا عرش کے اوپر، یا کرسی پر کھڑا کرے گا اور جنت کی کنجی ان کے سپرد فرمائے گا۔ (مولف)

علی کارساز ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من كنت وليه فعلى وليه .

جس کا میں مددگار و کارساز ہوں علی اس کا مددگار و کارساز ہے۔ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔

احمد ونسائی اور حاکم نے بسند صحیح بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

علامہ مناوی نے شرح میں فرمایا يدفع عنه ما يكره

علی اس کے مددگار ہیں اس سے مکروہات وبلیات دفع فرماتے ہیں۔

علی کی حاجت برآری

حضور سید عالم تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کے نائب کریم علی مرتضیٰ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

انی لا ستحی من الله ان یکون ذنب اعظم من غفری او جهل اعظم من حلمی او عورة لا یواریها ستری او خلة لا یسد ها جودی.

بیشک اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ میری صفت مغفرت سے بڑھ جائے وہ گناہ کرے اور میری مغفرت اس کی بخشش میں تنگی کرے کہ میں نہ بخش سکوں یا کسی کی جہالت میرے علم سے زائد ہو جائے کہ وہ جہل سے پیش آئے اور میں حلم سے کام نہ لے سکوں یا کسی عیب، کسی شرم کی بات کو میرا پردہ نہ چھپائے یا کسی حاجت مندی کو میرا کرم بند نہ فرمائے۔

ابن عساکر نے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کو روایت کیا۔

فرماتے ہیں کرم اللہ تعالیٰ وجہہ لا ادری ای النعمتین اعظم علی منة من رجل بذل مصاص وجهه الی فرانی موضعا لحاجته و اجری الله قضاء ها او یسره علی یدی و لان اقضی لامرء مسلم حاجة احب الی من ملاء الارض ذهبا و فضة .

بیشک میں نہیں جانتا کہ ان دو نعمتوں پر کون سی مجھ پر زیادہ احسان ہے کہ ایک شخص میری سرکار کو اپنی حاجت روائی کا محل جان کر اپنا معزز منھ میرے سامنے لائے اور اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کا روا ہونا اس کی آسانی میرے ہاتھ پر روا فرمائے، یہ تمام روئے زمین بھر کر سونا چاندی ملنے سے مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی مسلمان کی حاجت روا فرمادوں۔ (الامن والعلی)

ابو الغنائم نرسی نے قضاء الحوائج میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کو روایت کیا۔

اسلام علی کی بحث

امام احمد رضا بریلوی سے سوال کیا گیا کہ :

زید کہتا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ چوں کہ بلوغ سے پہلے ایمان لائے اس لیے وہ کفر وشرک میں کبھی بھی مبتلا نہ ہوئے کیوں کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔

اور عمر یہ کہتا ہے کہ بچے والدین کے تابع ہوتے ہیں اور آپ کے والدین حالت کفر میں تھے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلے علی مرتضیٰ کافر تھے پھر بعد میں مسلمان ہوئے۔ اس صورت میں زید کا قول صحیح ہے یا عمر کا۔

آپ نے اس سوال کا جو محققانہ اور فاضلانہ جواب تحریر فرمایا ہے وہ بعینہ ملاحظہ فرمائیں۔

قول زید حق وصحیح وقول عمر باطل وقبیح ہے۔

اقول و باللہ التوفیق: یہ تو ظاہر ومعلوم وثابت ہے کہ حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ وقت بعثت سراپا برکت حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً مشرف بتصدیق وایمان ہوئے۔

وقت اسلام حضرت علی کی عمر

اس وقت عمر مبارک حضرت مرتضوی آٹھ دس سال تھی اور بالیقین جو عاقل بچہ اسلام لائے حکم اسلام میں مستقل بالذات ہے کہ پھر کسی کی تبعیت سے اس پر حکم دیگر حلال نہیں۔

فی المواہب، **قال سن علی رضی اللہ تعالیٰ انه اذا ذاک عشر سنین فیما حکاہ الطبری .**

مواہب لدنیہ میں ہے، اس وقت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر دس سال تھی جیسا کہ طبری نے ذکر کیا ہے۔

قال الزرقانی و هو قول ابن اسحٰق و اقتصر المصنف علیه لقول الحافظ انه ارجح الاقوال .

زرقانی نے فرمایا یہی ابن اسحاق کا بھی قول ہے، مصنف نے صرف اسی قول کو اس لیے ذکر کیا کہ حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ سب سے راجح قول یہی ہے۔

روی ابن سفیان باسناد صحیح عن عروة قال اسلم علی و هو ابن ثمان سنین و صدر به فی العیون.

اور ابن سفیان نے بسند صحیح حضرت عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے، عیون الاثر (لابن سید الناس) میں اسی قول کو پہلے ذکر کیا۔

و فی رد المحتار ، قوله و سنه سبع و قیل ثمان و هو الصحیح ، و اخرجه البخاری فی تاریخه عن عروة و قیل عشر ، اخرجه الحاکم فی المستدرک و قیل خمسة عشر و هو مردود و تمام ذلک مبسوط فی الفتح.

ردالمحتار میں ہے، ان کی عمر سات تھی اور کہا گیا ہے کہ آٹھ سال تھی، یہی صحیح ہے اسی کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت عروہ سے روایت کیا۔ اور کہا گیا کہ دس سال تھی، اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور کہا گیا کہ پندرہ سال تھی یہ قول مردود نامقبول ہے۔ پوری تفصیل فتح القدیر میں ہے۔

قبل بلوغ اسلام کا حکم

و فی نکاحه احکام الصغار للاستروشنی انه قبل البلوغ تبع لابویه فی الدین ما

لم یصف الاسلام، قال فافادان التبعیة لا تنقطع الا بالبلوغ او بالاسلام بنفسه و به صرح فی البحر و المنح من باب الجنائز.

ردالمحتار کتاب النکاح میں احکام الصغار استروشنی سے نقل ہے، بچہ قبل بلوغ دین میں اپنے والدین کا تابع ہے جب کہ خود مسلمان نہ ہوا ہو۔ شامی نے کہا، افادہ فرمایا کہ یہ تبعیت بالغ ہونے یا خود اسلام لانے ہی سے ختم ہوتی ہے۔ اسی کی تصریح بحرالرائق اور منح الغفار باب الجنائز میں ہے۔

علی بتوں کی آلودگی سے پاک رہے

تو بعد بعثت تو اس خیال شنیع کی زنہار گنجائش نہیں بلکہ اس سے پیشتر بھی، کہ جب قریش مبتلائے قحط ہوئے تھے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو طالب پر تخفیف عیال کے لیے امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ک اپنی بارگاہ ایمان پناہ میں لے آئے تھے۔ جیسا کہ ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں بیان کیا ہے۔

حضرت مولیٰ نے حضور مولیٰ الکل سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنار اقدس میں پرورش پائی حضور کی گود میں ہوش سنبھالا آنکھ کھلتے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا دیکھا، حضور کی باتیں سنیں، عادتیں سیکھیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ وبارک وسلم۔ تو جب سے اس جناب عرفاں مآب کو ہوش آیا قطعاً یقیناً رب عزوجل کو ایک ہی جانا، ایک ہی مانا، ہرگز ہرگز بتوں کی نجاست سے ان کا دامن پاک کبھی آلودہ نہ ہوا۔ اسی لیے لقب کریم ”کرم اللہ تعالیٰ وجہہ“ ملا۔

ناسمجھ بچہ کا کفر اور تبعیت والدین کا مسئلہ

اب رہ گئے صرف چند برس جو روز پیدائش سے بالکل ناسمجھی کے ہوتے ہیں جن میں بچہ نہ کچھ ادراک رکھتا ہے، نہ سمجھ سکتا ہے ظاہر ہے کہ اس عمر میں حقیقۃ تو کوئی بچہ کافر نہیں کہا جاسکتا کہ صدق مشتق قیام

مبدء کو مستلزم، کفر تکذیب ہے اور تکذیب بے ادراک وتمیز نا متصور۔ (نتیجہ یہ نکلا کہ کفر بے ادراک وتمیز غیر متصور ہے لہٰذا نا سمجھ بچہ کفر سے خالی ہوگا، جب کفر اس کے ساتھ قائم نہیں تو اس پر کافر کا اطلاق بھی درست نہیں۔ کیوں کہ کافر کفر سے مشتق ہے اور کسی پر مشتق صادق ہونے کے لیے مصدر سے اس کا متصف ہونا لازم ہے۔ جیسے لفظ عالم کسی پر صادق آنے کے لیے علم سے اس کا متصف ہونا لازم ہے۔ لہٰذا بچہ جب مبدء (کفر) سے خالی ٹھہرا تو اس پر مشتق (کفر) کا اطلاق بھی نہیں ہوسکتا) بلکہ اس وقت تک ہر بچہ کا دین فطری اسلام ہے۔

ہاں جس کے والدین کافر ہوں اس پر ان کی تبعیت کا حکم کیا جاتا ہے جب کہ تبعیت متصور بھی ہو ورنہ نہیں جیسے وہ بچہ جسے دارالاسلام میں اسیر کر لائیں اور اس کے کافر ماں باپ دارالحرب میں رہیں کہ بوجہ اختلاف دار تبعیت ابوین منقطع ہوگئی اب بہ تبعیت دارا سے مسلم کہا جائے گا۔

فی جنائز الدر، صبی سبی مع احد ابویه لا یصلی علیه لانه تبع له و لو سبی بدونه فمسلم تبعا للدار او للسابی . و فی نکاحه الولد یتبع خیر الابوین دینا ان اتحدت الدار .

در مختار کتاب الجنائز میں ہے، کوئی بچہ اپنے حربی والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ دارالحرب سے گرفتار کر کے دارالاسلام میں لایا گیا اور مر گیا تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیوں کہ وہ کافر حربی کے تابع ہے ہاں اگر تنہا گرفتار ہو تو دارالاسلام یا گرفتار کرنے والے کے تابع ہونے کے باعث مسلم ہے۔ در مختار کتاب النکاح میں ہے، باعتبار دین ماں باپ میں سے جو بہتر ہو بچہ اسی کا تابع ہوتا ہے اگر دار ایک ہو۔

دوامر

جب یہ امر منقح ہولیا تو اب یہاں اس نرے نا سمجھ بچہ کی عمر پر بھی یہ ناگوار و ناسزا خیال دوامر کے

ثبوت کافی کے محتاج۔

امر اول، حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابو طالب دونوں کا اس وقت تک کافر ہونا کہ ان میں ایک بھی موحد ہوتو بچہ اسی کی تبعیت سے موحد کہا جائے گا، کافر کی تبعیت ہرگز نہ کرے گا۔

لما نصوا علیہ قاطبة من ان الولد یتبع خیر الابوین دینا.

کیوں کہ تمام نے نص فرمایا ہے کہ ماں باپ میں سے باعتبار دین جو بہتر ہو بچہ اسی کے تابع ہوتا ہے۔

امر دوم، اس وقت حکم تبعیت صادق وثابت ہونا۔

ان دو امر سے اگر ایک بھی پایہ ثبوت سے ساقط رہے گا تو یہ بیہودہ خیال، خیال کرنے والے کے منھ پر مارا جائے گا مگر مولیٰ علی کے رب جل وعلا کو حمد وثنا ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ ان دو میں سے ایک بھی ثابت نہیں۔

و علی ھذا استدل بہ السید العلامة علی نزھة الابوین الشریفین عن الکفر، رضی اللہ تعالیٰ عنھما و عن کل من احب اجلالھما اجلالا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

اسی بنیاد پر اس سے سید علامہ طحطاوی نے والدین کریمین کے کفر سے منزہ ہونے پر استدلال کیا ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو اور ہر اس شخص سے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اکرام کی خاطر ان کا اکرام پسند کرے۔

ولہٰذا ائمہ اشاعرہ میں سے کوئی انھیں مسلم کہتا ہے کوئی معنی مسلم میں۔

قال الزرقانی ، ثم اختلف عبارة الاصحاب فیمن لم تبلغه الدعوة فاحسنها من قال انه ناج و ایاها اختار السبکی و منهم من قال علی الفترة (و یترای لی انه ، الفطرة ، بالطاء).

زرقانی نے فرمایا پھر اصحاب (ائمہ رحمہم اللہ) کی عبارتیں اس کے بارے میں مختلف ہوگئیں جسے دعوت نہ پہنچی، سب سے عمدہ عبارت اس کی ہے جس نے کہا کہ وہ ناجی ہے اسی کو امام سبکی نے اختیار کیا کسی نے کہا وہ فترت پر ہے۔(امام احمد رضا فرماتے ہیں میرے نسخہ میں اسی طرح تاء سے ہے میرا خیال ہے کہ یہ طاء کے ساتھ فطرۃ ہے)

و منهم من قال مسلم ، قال الغزالی و التحقیق ان یقال فی معنی مسلم .

کسی نے کہا مسلم ہے، امام غزالی نے فرمایا کہ تحقیق یہ ہے کہ اسے معنی مسلم میں کہا جائے گا۔

اس طور تو خود ابو طالب پر حکم کفر اس وقت سے ہوا جب بعثت اقدس تسلیم و اسلام سے انکار اور یہ وقت وہ تھا کہ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی خود اسلام لاکر حکم تبعیت سے قطعاً منزہ ہو چکے تھے۔

ہم پوچھتے ہیں مخالف کے پاس کیا حجت ہے کہ زمانہ فترت میں حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا موحدہ یا غافلہ نہ تھیں۔ حالاں کہ بہت عورتوں کی نسبت یہی مظنون، مخالف جو دلیل رکھتا ہو پیش کرے اور جب نہ پیش کر سکے تو رجماً بالغیب (اٹکل سے) حکم تبعیت پر کیوں کر منھ کھول دیا۔ کیا اطلاق کفر اور وہ بھی معاذ اللہ ایسی جگہ محض اپنے تراشیدہ اوہام پر ہوسکتا ہے؟ کیا محتمل نہیں کہ وہ اس وقت بھی ان لوگوں میں ہوں جو بالاتفاق ناجی ہیں؟ تو ولد انھیں کا تابع ہوگا اور بالتبع بھی حکم کفر ہرگز صحیح نہ ہو سکے گا۔

علامہ شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار میں مسلم و کافرہ سے مولود بالزنا کی نسبت فرماتے ہیں :

یظهر لی الحکم بالاسلام للحدیث الصحیح کل مولود یولد علی الفطرة حتی

یکون ابواہ ھما اللذان یھودانہ او ینصرانہ فانھم قالوا انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعل اتفاقھما ناقلا عن الفطرۃ فان لم یتفقا بقی علی اصل الفطرۃ . و ایضا حیث نظروا الجزئیۃ فی تلک المسائل احتیاطا فلینظر الیھا ھھنا احتیاطا ایضا. فان الاحتیاط بالدین اولی و لان الکفر اقبح القبیح فلا ینبغی الحکم بہ علی شخص بدون امر صریح .

• مجھے اس کے مسلمان ہونے کا حکم کرنا ہی سمجھ میں آتا ہے اس لیے کہ حدیث صحیح ہے کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے ماں باپ دونوں ہی اس کو یہودی یا نصرانی بناتے ہیں۔علماء نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماں اور باپ دونوں کے اتفاق دین فطرت سے منتقل کرنے والا ٹھہرایا۔تو اگر دونوں متفق نہ ہوں تو بچہ اصل فطرت پر رہے گا دوسری وجہ یہ ہے کہ علماء نے جب ان مسائل میں احتیاطاً جزئیت کا لحاظ کیا تو یہاں بھی احتیاطاً لحاظ جزئیت ہونا چاہیے کیوں کہ دین کے معاملہ میں احتیاط ہی اولی ہے اور اس لیے بھی کہ کفر سب سے بدتر قبیح ہے تو کسی شخص پر کسی امر صریح کے بغیر حکم لگانا مناسب نہیں۔

بتوفیق اللہ تعالیٰ روشن ہوگیا کہ بحمدہ سبحانہ تبعاً حکماً اسماً وہماً کسی طرح، کسی نوع یہ لفظ شنیع حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی پر صادق نہ ہوا۔روز الست سے ابد الآباد تک ان کا دامن ایمان مامن اس لوث سے اصلاً جزماً قطعاً مطلقاً پاک وصاف ومنزہ رہا۔ (تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عھد الجاھلیۃ)

حضرت علی ہمیشہ مسلمان رہے

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہمیشہ کے مسلمان تھے یا آٹھ دس برس کی عمر میں ایمان لائے اور اگر ہمیشہ مسلمان تھے تو پھر ایمان لانے کا کیا معنی؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

حضرت امیر المومنین مولی المسلمین، امام الواصلین، سیدنا ومولانا علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی اور حضرت امیر المومنین امام الشاہدین افضل الاولیاء المحمدین سیدنا ومولانا صدیق اکبر عتیق اطہر علیہ الرضوان الاجل الاطہر دونوں حضرات عالم ذریت سے روز ولادت، روز ولادت سے سن تمیز، سن تمیز سے ہنگام ظہور پرنور آفتاب بعثت، ظہور بعثت سے وقت وفات، وقت وفات سے ابد الآباد تک بحمد اللہ تعالیٰ موحد وموقن ومسلم ومومن وطیب وزکی وطاہر ونقی تھے، اور ہیں اور رہیں گے۔ کبھی کسی وقت کسی حال میں ایک لحہ، ایک لحظہ، ایک آن کو لوث کفر وشرک وانکاران کے پاک مبارک ستھرے دامنوں تک اصلاً نہ پہنچا نہ پہنچے۔

عالم ذریت سے روز ولادت تک اسلام میثاقی تھا الست بربکم قالوا بلی

روز ولادت سے سن تمیز تک اسلام فطری کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ.

سن تمیز سے روز بعثت تک اسلام توحیدی کہ ان حضرات والا صفات نے زمانہ فترت میں بھی کبھی بت کو سجدہ نہ کیا، کبھی غیر خدا کو خدا نہ قرار دیا، ہمیشہ ایک ہی جانا، ایک ہی مانا، ایک ہی کہا، ایک ہی سے کام رہا۔

پھر ظہور بعثت سے ابد الآباد تک حال تو ظاہر وقطعی ومتواتر ہے۔

ثم اقول وباللہ التوفیق: ظاہر ہے کہ تا اوان فترت اس زمان جاہلیت ومکان امیت سے بیجان غفلت میں سمعیات پر اطلاع کے تو کوئی معنی ہی نہ تھے۔ اسی طرح نبوت وکتاب کہ وہ لوگ ان امور سے واقف ہی نہ تھے ولہذا براہ عجب کہتے

ابعث اللہ بشرا رسولا.

کیا خدا نے آدمی کو رسول بنایا۔

اور کہتے :

مال هذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی الاسواق.

یہ رسول کیسا ہے کہ ہماری طرح کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا ہے۔

اور پر ظاہر کہ حکم، بے تصور محکوم علیہ محال قطعی، تو جس چیز سے ذہن اصلاً خالی اس کی تصدیق و تکذیب دونوں ممتنع عقلی۔

لہٰذا اس زمانے میں صرف توحید مدار اسلام و مناط نجات و نافی کفر تھی۔ موحدان جاہلیت کا مسئلہ اجماعیہ کسے نہیں معلوم؟ بایں ہمہ وہ اسلام ضروری تھا کہ اس وقت اسی قدر ممکن تھا اصل دین و مرضی رب العالمین جسے ان الدین عند الله الاسلام فرمایا گیا تمام ایمانیات پر ایمان لانا ہے کل آمن بالله و ملائکته و کتبه و رسوله یہ بغیر بعثت و بلوغ دعوت ناممکن۔ اور اس کا بھی فرد اکمل وہ ہے جس کی نسبت ابراہیم خلیل و اسماعیل ذبیح صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم نے دعا کی و من ذریتنا امة مسلمة لک ، جس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے هو سماکم المسلمین من قبل یعنی اس نبی کریم افضل المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کی امت مرحومہ میں داخل ہونا، یہ اسلام کا اطلاق اخص واکمل واجل واجمل ہے۔ ان دونوں معنی پر ان حضرات عالیات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ آٹھ یا دس برس کی عمر میں اسلام لائے، یہ ارشاد اقدس سنتے ہی فوراً بلا تامل مسلمان ہوئے۔

معہذا اس میں ایک سر یہ ہے کہ بعد بعثت و بلوغ دعوت صرف اس اسلام ضروری پر قناعت کافی و وجہ نجات نہیں، اگر کوئی شخص فترت میں صدہا سال موحد رہتا اور بعد دعوت تصدیق نہ کرتا وہ اسلام سابق یقیناً زائل ہو کر کافر مخلد فی النار ہو جاتا۔ تو جس نے فوراً تصدیق کی اس پر حکم اسلام اس وقت سے تام و قائم و محکم و

مستقر ہوا۔

علاوہ بریں رب العزت عزوجل اپنے خلیل جلیل سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت فرماتا ہے :

اذ قال ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمین .

جب اس سے فرمایا کہ اس کے رب نے کہ اسلام لا بولا میں اسلام لایا رب العالمین کے لیے۔

جب خلیل کبریا علیہ الصلاہ والثناء کو اسلام لانے کا حکم ہونا اوران کا عرض کرنا کہ میں اسلام لایا معاذ اللہ! ان کے ایمان قدیم واسلام مستمر کا منافی نہ ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم التحیۃ والثناء کی طرف بعد نبوت و پیش از نبوت کبھی کسی وقت ایک آن کے لیے بھی غیر اسلام کو اصلاً راہ نہیں تو صدیق و مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت یہ الفاظ کہ فلاں دن مسلمان ہوئے، اس روز اسلام لائے، ان کے اسلام سابق کے معاذ اللہ کیا مخالف ہوسکتے ہیں۔

صدیق وعلی کے اسلام میں فرق

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لحاظ سے تو یہ تخصیص ہی غلط کہ وہ بھی اس فضل جلیل میں شریک حضرت اسد اللہ الغالب، بلکہ انصاف کیجیے تو شریک غالب ہیں اگر چہ دونوں حضرات قدیم الاسلام ہیں کہ ایک آن ایک لمحہ کو ہرگز ہرگز متصف بکفر نہ ہوئے مگر اسلام میثاقی و اسلام فطری کے بعد اسلام توحیدی و اسلام اخص دونوں میں صدیق اکبر کا پایہ ارفع واعلیٰ ہے۔

توحیدی میں یوں کہ صدیق اکبر کی ایک عمر کثیر اس زمانہ ظلمت و جہالت میں گزری، ابتداء میں مدتوں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اسلام پناہ سے دوری رہی، اس پر بچپنے کی کچی سمجھ میں ان کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہ اس وقت تک مبتلائے شرک تھے اپنے دین باطل کی تعلیم دینا،

بت خانے میں لے جا کر سجدۂ بت کی تفہیم کرنا، غرض رہنما مفقود، رہزنی موجود، بایں ہمہ ان کا توحید خالص پر قائم رہنا، اللہ اکبر کیسا اجل واعظم ہے۔

حضرت امیر المومنین مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے آنکھ کھولی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال جہاں آراء دیکھا، حضور ہی کی گود میں پرورش پائی، حضور ہی کی باتیں سنیں، حضور ہی کی عادتیں سیکھیں، شرک و بت پرستی کی صورت ہی اللہ نے کبھی نہ دکھائی، آٹھ یا دس سال کے ہوئے کہ آفتاب جہاں تاب رسالت اپنی عالمگیر تابشوں کے ساتھ چمک اٹھا۔

اسلام اخص میں یوں کہ صدیق اکبر نے فوراً اپنا اسلام سب پر ظاہر و آشکارا کیا، ہدایتیں فرمائیں، کفار کے ہاتھوں سے اذیتیں پائیں۔

اور امیر المومنین مولیٰ علی کی نسبت آیا کہ کچھ دنوں اپنے باپ ابو طالب کے خوف سے کہ لازمہ صغر سن ہے اپنے اسلام کا اخفا فرمایا۔

امام حافظ الحدیث خیثمہ بن سلیمان قرشی و امام دار قطنی، و محب الدین طبری وغیرہم حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

ان ابا بکر سبقنی الی اربع لم اوتہن ، سبقنی الی افشاء الاسلام و قدم الھجرۃ و مصاحبتہ فی الغار و اقام الصلاۃ و انا یومئذ بالشعب یظھر اسلامہ و اخفیہ . الحدیث.

بیشک ابو بکر چار باتوں کی طرف سبقت لے گئے کہ مجھے نہ ملیں۔

(۱) انھوں نے مجھ سے پہلے اسلام آشکارا کیا۔

(۲) اور مجھ سے پہلے ہجرت کی

(۳) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یار غار ہوئے اور نماز قائم کی اس حالت میں کہ میں ان دنوں گھروں میں تھا۔

(۴) وہ اپنا اسلام ظاہر کرتے اور میں چھپاتا تھا۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔

اول ذکر اسلم علی بن ابی طالب و هو صبی لم یبلغ الحلم و کان مستخفیا باسلامه ، و اول رجل عربی بالغ اسلم و اظهر اسلامه ابو بکر بن ابی قحافة .

بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے اور وہ اپنا اسلام اخفا فرماتے تھے، اور بالغ عربی مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے اور وہ اپنا اسلام آشکار کر رہے تھے۔ (مولف)

امام عمر بن عبدالبر روایت فرماتے ہیں :

ان محمد بن کعب القرظی سئل عن اولهما اسلاما فقال سبحان الله علی اولهما اسلاما و انما اشتبه علی الناس لان علیا اخفی اسلامه عن ابیه و ابو بکر اظهره .

محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا کہ صدیق و علی دونوں میں کون پہلے اسلام لائے فرمایا کہ سبحان اللہ! حضرت علی پہلے اسلام لائے مگر یہ لوگوں پر مشتبہ تھا کیوں کہ حضرت علی اپنے باپ سے اسلام کو چھپاتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق آشکارا فرماتے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہما (مولف)

ولہٰذا احادیث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آثار صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت کہ صدیق کا اسلام سب کے اسلام سے افضل، اور ان کا ایمان تمام امت کے ایمان سے ازید و اکمل ہے۔

رہے امیر المومنین فاروق وامیر المومنین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذہب جمہور اہل سنت میں امیر المومنین حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو وہ دونوں افضل اور امیر المومنین صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ سب سے افضل، مگر اس وجہ سے افضل نہیں کہ یہ قدیم الاسلام ہیں وہ جدید الاسلام، کہ یہ فضل جزئی ہے جو مفضول کو بھی افضل پر مل سکتا ہے، فضل کلی اور شی ہے۔ قدم اسلام اگر موجب افضلیت ہو تو لازم آئے کہ من وتو زید وعمر کہ بعونہ تعالیٰ باپ دادا پردادا پشتہا پشت سے مسلمان چلے آتے ہیں عمرو عثمان ابوذر وسلمان وحمزہ وعباس وغیرہم صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معاذ اللہ! افضل ٹھہریں، تو اس بناء پر افضلیت محض جہالت اور فضل جزئی وکلی کے تفرقہ سے غفلت ہے۔

(تنزیہہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عہد الجاھلیۃ)

ایک اور سوال کے جواب میں اسی مضمون کو امام احمد رضا بریلوی اس انداز میں بیان فرماتے ہیں:

بیشک حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی ہمیشہ سے مسلمان صحیح الایمان تھے اور بیشک انھوں نے آٹھ دس برس کی عمر میں اسلام قبول کیا، ان دونوں باتوں میں اصلاً تنافی نہیں، یہ اسلام متاخر وہ ہے جس کا ذکر آیہ کریمہ:

ما الکتاب و لا الایمان و لکن جعلنه نورا الآیۃ

یعنی اور یوں ہی ہم نے تمھیں وحی بھیجی ایک جاں فزا چیز اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ (ایمان) احکام شرع کی تفصیل، ہاں ہم نے اسے (کتاب وایمان) نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

یعنی اسلام خاص زمان بعثت کہ کتاب ورسول پر ایمان اور عقائد سمعیہ کے اذعان پر مشتمل ہو، بے شک بعد بعثت حاصل ہوا، اس کا حدوث قدم اسلام توحیدی کا منافی نہیں۔

تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ منجملہ وجوہ تاویل مذکور۔

الرابع ، الایمان الاقرار بجمیع ما کلف الله تعالیٰ به و انه قبل النبوة ما کان عارفا بجمیع تکالیف الله تعالیٰ بل انه کان عارفا بالله تعالیٰ و ذلک لاینافی ما ذکرناه.

الخامس ، صفات الله تعالیٰ علیٰ قسمین، منها ما یمکن معرفته بمحض دلائل العقلیة ومنها مالا یمکن معرفته الابالدلائل السمعیة فهذا القسم الثانی لم تکن معرفته حاصلة قبل النبوة .

وجہ چہارم، ایمان ان تمام چیزوں کے مان لینے کا نام ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مکلّف بنایا اور حضور قبل نبوت اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ تمام احکام و تکالیف سے واقف نہ تھے بلکہ وہ خداوند تعالیٰ کے عارف تھے اور یہ اس کے منافی نہیں جو ہم نے ذکر کیا (کہ قبل وحی بھی انبیاء کا کفر سے منزہ ہونا اجماعی ہے)

وجہ پنجم، صفات الٰہی کی دو قسمیں ہیں :

(۱) وہ جن کی معرفت عقلی دلیلوں سے ہو سکتی ہے۔

(۲) وہ جن کی معرفت سمعی دلیلوں کے بغیر ممکن نہیں۔

تو اسی قسم دوم کی معرفت قبل نبوت نہ تھی۔ (تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عہد الجاهلیۃ)

حضرت علی کی محبوبیت رسول

ابو یعلی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

قالت رأیت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم التزم علیا و قبله و هو یقول بابی

الوحید الشهید .

میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور نے مولیٰ علی کو گلے لگایا اور پیار کیا اور فرماتے تھے میرا باپ نثار اس وحید شہید پر۔ (وشاح الجید فی تحلیل معانقة العید)

حضرت امیر معاویہ کا فرمان

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صاف تصریح بسند صحیح موجود ہے کہ مجھے خلافت میں نزاع نہیں نہ میں اپنے آپ کو مولیٰ علی کا ہم سر سمجھتا ہوں۔

فقد صح انه رضی الله تعالیٰ عنه كان ينكر دعوىٰ الخلافة و يقول انی لا اعلم انه يعنی علی كرم الله تعالیٰ وجهه افضل منی و احق بالامر و لكن لستم تعلمون ان عثمان قتل مظلوما و انا ابن عمه و وليه اطلب بدمه . رواه يحيی بن سليمن الجعفی شيخ البخاری فی كتاب الصفين بسند جيد عن ابی مسلم الخولانی.

بالتحقیق صحیح یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعویٰ خلافت کا انکار فرماتے تھے اور فرماتے بیشک میں جانتا ہوں کہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں، لیکن کیا تم لوگ جانتے نہیں ہو کہ بتحقیق عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظلماً قتل کیے گئے ہیں اور میں ان کے چچا کا بیٹا، ان کا بھائی اور ان کا ولی ہوں میں ان کے خون کا بدلہ طلب کرتا ہوں۔ اس کو یحییٰ بن سلیمان جعفی شیخ بخاری نے سند جید کے ساتھ ابو مسلم خولانی سے روایت کیا۔

حضرت طلحہ کی بیعت

جب حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خطائے اجتہادی سے رجوع فرما کر دست حق پرست

حضرت امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر تجدید بیعت چاہی ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہو چکے تھے، امیر المومنین تک وصول کی طاقت نہ تھی۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لشکر کا ایک سپاہی گزرا اسے بلا کر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی اور روح اقدس جوار اقدس رحمت الٰہی میں پہنچی۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے یہ حال سن کر فرمایا

ابی اللہ ان یدخل طلحة الجنة الا و بیعتی فی عنقه .

اللہ عزوجل نے طلحہ کا جنت میں جانا نہ مانا جب تک میری بیعت ان کی گردن میں نہ ہو۔

(نقاء السلافۃ فی احکام البیعۃ والخلافۃ)

حضرت علی کی احتیاط

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم دائما حلق فرمودہ وازاں رو کہ زیر ہر مو جنابت ست مبادکہ آب بجائے نہ رسد وی فرمودو **من ثم عادیت راسی و من ثم عادیت راسی و من ثم عادیت راسی**

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہمیشہ سر کے بال منڈواتے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ہر بال کے نیچے ناپاکی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی بال کی جڑ میں پانی نہ پہنچے۔ (اس لیے وہ بالوں کو منڈواتے) اور فرماتے پھر میں اپنے سر کا دشمن ہو گیا، پھر میں نے اپنے سر سے دشمنی مول لی۔ پھر میں نے اپنے سر سے عداوت کی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۵۲۱)

تعظیم کی بات

سعید بن منصور سنن میں محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال النبی لعلی کرم الله تعالیٰ وجهه وسادة فقعد علیها و قال لا یابی الکرامة الاحمار ، ورواه الدیلمی عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فذکره .

امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ کہیں تشریف فرما ہوئے صاحب خانہ نے حضرت کے لیے مسند حاضر کی امیر المومنین اس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۴۷)

حضرت علی کا علم

امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لو شئت لاوقرت من تفسیر الفاتحة سبعین بعیرا.

میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھروادوں۔

ایک اونٹ کئی من بوجھ اٹھاتا ہے اور ہر من میں کئی ہزار اجزاء، حساب سے تقریباً پچیس لاکھ جز آتے ہیں، یہ فقط سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے پھر باقی کلام عظیم کی کیا گنتی۔ پھر یہ علم، علم علی ہے اس کے بعد علم صدیق کی باری ہے ذهب عمر به تسعة اعشار العلم .

عمر علم کے نو حصے لے گئے۔ کان ابو بکر اعلمنا ہم سب میں زیادہ علم ابوبکر کو تھا۔ پھر علم نبی تو علم نبی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۱۸)

علی جنت کی طرف

نہایہ ابن الاثیر میں ہے :

منه الحديث يزف على بينى و بين ابراهيم عليه الصلاة و السلام الى الجنة ان كسرت الزاى (فى يزف) فمعناه يسرع من زف فى مشيته و ازف اذا اسرع و ان فتحت فهو من زففت العروس ازفها اذا اهديتها الى زوجها.

یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضی میرے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے بیچ میں جنت کی طرف خوش خوش تیز چلیں گے، یا میرے اور ان کے بیچ میں جنت کی طرف انھیں یوں لے جائیں گے جیسے نئی دلھن کو دولھا کے یہاں لے جاتے ہیں۔

(فتاوٰی رضویہ ج ٦، ص ٢٠١)

حضرت علی کا قاتل

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں :

لا تجوز نسبة مسلم الى كبيرة من غير تحقيق نعم يجوز ان يقال قتل ابن ملجم عليا و قتل ابو لولوء عمر رضى الله تعالىٰ عنه فان ذلك ثبت متواترا فلا يجوز ان يرى المسلم بفسق او كفر من غير تحقيق.

یعنی کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت بلاتحقیق حرام ہے۔ ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے مولٰی علی اور ابولولوء نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو شہید کیا کہ یہ تواتر سے ثابت ہے، تو کسی مسلمان کی طرف بلاتحقیق کفر یا فسق کی نسبت اصلاً جائز نہیں۔

(فتاوٰی رضویہ ج ٦، ص ٣٠٨۔ حجب العوار)

حضرت علی کا انصاف

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا :

روزے پیش امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یکے گفت کہ فلاں درخواب با مادر آن کس زنا کردہ است، امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ فرمود اورا در آفتاب قائم کردہ سایہ اش را درہ زن۔

ایک دن امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص نے کہا کہ فلاں نے اس کی ماں کے ساتھ خواب میں زنا کیا ہے تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسے دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو کوڑے مارو۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۹۵۹)

جنگ صفین میں حق پر کون

امیر المومنین علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین جو اختلافات و نزاع ہوئے ان میں حق پر کون ہے اور اس سلسلے میں کیسا اعتقاد رکھنا چاہیئے اس کو واضح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ہم اہل حق کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور پر نور امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا و مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کے درمیان فرق مراتب بے شمار اور حق بدست حیدر کرار مگر معاویہ بھی ہمارے سردار، طعن ان پر بھی کار فجار، جو معاویہ کی حمایت میں عیاذا باللہ اسد اللہ کی سبقت و اولیت و عظمت و اکملیت سے آنکھ پھیر لے وہ ناصبی یزیدی اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت و خدمت و نسبت حضرت بارگاہ رسالت بھلا دے وہ شیعی زیدی۔ یہی روش آداب بحمد اللہ تعالیٰ ہم اہل توسط و اعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۴۸۔ رادع التعسف)

و قد کان سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما حامل لواء صفین مع ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاعۃ لہ من دون قتال مع علمہ ان الحق مع امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و کان یعتذر عن ذلک بان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرہ بطاعۃ ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنگ صفین میں اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے یہ باپ کی فرماں برداری تھی ورنہ وہ لڑائی میں شریک نہیں تھے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حق پر ہیں۔ اور اس کا عذر وہ یہ بیان کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے باپ کی فرماں برداری کا حکم فرمایا ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۲۹۲)

حضرت فاطمہ سے نکاح اور مہر اقدس

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا ہے :

مہر اقدس حضرت سیدۃ النساء بتول زہراء صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہا الکریم وعلیہا وسلم میں اگر چہ روایات بظاہر مختلف ہیں مگر اس بارے میں روایات مسندہ معتمد بہا تین ہیں۔

اول، یہ کہ مہر مبارک درہم و دینار نہ تھے بلکہ ایک زرہ کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو عطا فرمائی تھی وہی مہر میں دی گئی۔

دوم، چار سو اسی درم تھے۔

سوم چار سو مثقال چاندی۔

ان کے سوا جو اقاویل مجہولہ ہیں کہ پانسو درم مہر تھا، یا چالیس مثقال سونا یا انیس مثقال ذہب، سب بے اصل ہیں۔

پس حاصل یہ قرار پایا کہ اصل مہر کریم جس پر عقد اقدس واقع ہوا، چار سو مثقال چاندی تھی، ولہٰذا علمائے سیر نے اس پر جزم فرمایا۔

مرقاۃ میں ہے ذکر السید جمال الدین المحدث فی روضۃ الاحباب ان صداق فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان اربعۃ مائۃ مثقال فضۃ و کذا ذکرہ صاحب المواھب الخ.

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر میں چار سو مثقال چاندی تھی۔ (مولف)

زرہ برسم پیشگی وقت زفاف دی گئی کہ بحکم اقدس چار سو اسی درم کو بکی۔

احمد مسند میں بطریق ابن ابی نجیح ایک شخص سے راوی :

انہ سمع علیا یقول اردت ان اخطب الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابنتہ فقلت و اللہ ما لی من شی ثم ذکرتہ حلتہ (صلتہ) وعادتہ فخطبتھا الیہ فقال و ھل عندک من شی قلت لا قال فاین درعک الحطمیۃ التی اعطیت یوم کذا و کذا قلت ھو عندی قال فاعطھا ایاھا.

ایک آدمی نے سنا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہہ رہے تھے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے لیے پیغام نکاح دوں گا پھر میں نے سوچا کہ بخدا میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے اس کے بعد مجھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا و بخشش یاد آئی تو میں نے حضرت بتول زہرا کے لیے حضور کی خدمت اقدس میں پیغام دے دیا حضور نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا

نہیں، فرمایا تمھاری حطمیہ زرہ کہاں ہے جسے میں نے تمھیں فلاں دن دیا تھا میں نے عرض کی وہ میرے پاس موجود ہے حضور نے فرمایا اسی کو مہر میں دے دو۔ (مولف)

ابن اسحاق سیرت کبریٰ میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی

انہ خطب فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقال لہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھل عندک من شی قلت لا قال فما فعلت الدرع الحی سلحتکھا یعنی من مغانم بدر.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے پیغام نکاح دیا تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھارے پاس کچھ ہے میں نے عرض کی نہ فرمایا تم نے اس زرہ کو کیا کیا جو میں نے تمھیں پہنائی تھی یعنی بدر کی غنیمت میں سے۔ (مولف)

امام احمد مناقب میں ابوداؤد اور ابوحاتم رازی اور ابن حبان حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال جاء ابو بکر ثم عمر یخطبان فاطمة الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فسکت و لم یرجع الیھما شیئا فانطلقا الی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یامر انہ بطلب ذلک قال علی فنبھانی لامر کنت عنہ غافلا فقمت اجر ردائی حتی اتیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت تزوجنی فاطمة قال عندک شی فقلت فرسی و بدنی قال فاما فرسک فلا بد لک منھا و اما بدنک فبعھا فبعتھا باربعة مائة و ثمانین درھما فجئتہ بھا فوضعتھا فی حجرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقبض منھا قبضة فقال ای بلال ابتع بھا طیبا و امرھم ان یجھزوھا فجعل لھا سریر مشروط و وسادة من ادم

حشوھا لیف و قال لعلی اذا اتتک فلا تحدث شیئا حتی اتیک فجاء ت مع ام ایمن حتی قعدت فی جانب البیت و انا فی جانب و جاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم . الحدیث.

حضرت ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے پیغام نکاح لے کر خدمت اقدس سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے حضور نے سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا دونوں حضرات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے کہ ان سے اس کے طلب کرنے کے لیے کہیں، حضرت علی نے کہا مجھے ان دونوں نے ایسے معاملہ کی تنبیہ کی جس سے میں غافل تھا پھر میں چادر سمیٹتے ہوئے اٹھا اور خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فاطمہ سے میرا عقد فرما دیجیے حضور نے فرمایا تمھارے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کی میرے پاس میرا گھوڑا اور میرا اونٹ ہے حضور نے فرمایا گھوڑا تو تمھارے لیے ضروری ہے رہا اونٹ تو اسے فروخت کر دو تو میں نے اسے چار اسی درہم میں فروخت کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آغوش رحمت میں لا کر رکھ دیا۔ حضور نے ان میں سے ایک مشت لے کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس سے خوشبو خرید لاؤ اور جہیز تیار کرنے کا بھی حکم فرمایا تو ان کے لیے ایک بان کی چارپائی بنوائی اور ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے درخت کی چھال تھی ۔ اور حضور نے حضرت علی سے فرمایا جب فاطمہ تمھارے گھر آئے تو میرے آنے تک ان سے کچھ بات نہ کرنا، پھر حضرت فاطمہ ام ایمن کے ساتھ آ کر گھر کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئیں اور میں بھی ایک گوشہ میں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ (مولف)

اور خمیس کی روایت میں ہے:

خطبھا فزوجھا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی اربعمائۃ و ثمانین درھما الخ.

علی نے فاطمہ کے لیے پیغام نکاح دیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار سو اسی درہم پر عقد فرما دیا۔ (مولف)

حافظ رضی الدین ابو الخیر احمد بن اسماعیل القزوینی الحاکمی و ابو علی الحسن بن شاذان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل میں راوی :

قال فیہ فی خطبۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم ان اللہ امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی بن ابی طالب فاشھدوا انی قد زوجتہ علی اربعمائۃ مثقال فضۃ ان رضی بذلک علی ثم دعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطبق من بسر ثم قال انتھبوا فانتھبا و دخل علی فتبسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی وجھہ ثم قال ان اللہ عزوجل امرنی ان ازوجک فاطمۃ علی اربعمائۃ مثقال فضۃ ارضیت بذلک فقال قد رضیت بذلک یا رسول اللہ فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع اللہ شملکما و اعز جدکما و بارک علیکما و اخرج منکما کثیرا طیبا قال انس فواللہ لقد اخرج منھما الکثیر الطیب .

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں علی سے فاطمہ کا نکاح کردوں تو تم لوگ گواہ ہو جاؤ کہ میں نے چار سو مثقال چاندی پر اس سے نکاح کر دیا بشرط کہ علی اس پر راضی ہو جائے۔ پھر حضور نے تازہ کھجوروں کا ایک طشت منگا کر فرمایا کہ اسے لوٹو ہم نے انھیں لوٹا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو حضور مسکرائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ چار سو مثقال چاندی پر تم سے فاطمہ کا عقد کردوں کیا تم اس سے راضی ہو، علی نے عرض کی یا رسول اللہ میں اس سے راضی ہوں پھر حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمھارے متفرق امور کو جمع فرما دے اور تمھارے نصیبے کو معزز بنا دے اور تم پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں سے بہت زیادہ طیب و طاہر اولاد ظاہر کرے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ بخدا ان دونوں سے بہت زیادہ طیب اولاد ظاہر فرمائی۔ (مولف)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں :

ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما تزوج بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اراد ان یدخل بھا فمنعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی یعطیھا شیئا فقال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس لی شی فقال اعطھا درعک فاعطاھا درعہ ثم دخل بھا. لفظ ابی داؤد و رواہ النسائی.

بیشک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی اور ان کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ دینے سے پہلے جانے سے منع فرمادیا۔ علی نے عرض کی یارسول اللہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے حضور نے فرمایا اپنی زرہ دے دو تو حضرت علی نے فاطمہ کو زرہ دے دی پھر دخول فرمایا۔ یہ ابوداؤد کے لفظ ہیں اور اسے نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔

ابن سعد طبقات میں جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

اصدق علی فاطمة درعا من حدید

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لوہے کی ایک زرہ مہر میں دی۔ (مولف)

ابن سعد طبقات میں عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لعلی حین زوجہ فاطمة اعطھا درعک الحطمیة .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت بتول زہراء سے کر دیا تو حضور نے حضرت علی سے فرمایا کہ فاطمہ کو حطمیہ زرہ مہر میں دے دو۔ (حطمیہ وہ زرہ جو

ایک شخص حطمہ تامی کی جانب منسوب ہے اور بقول بعض تلوار کو توڑ دینے والی زرہ اور بعض کے نزدیک کئی زرہ جو بھاری اور چوڑی ہو۔) (مولف)

ابوداؤد و نسائی میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال لما تزوج علی فاطمة رضی الله تعالی عنهما قال له رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم اعطها شیئا قال ما عندی شی قال این درعک الحطمیة.

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد فرمایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ فاطمہ کو کچھ دو عرض کی میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا تمھاری حطمی زرہ کہاں ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵)

حضرت علی جنت البقیع میں

امام احمد تاریخ نیشاپور اور بیہقی اور ابن عساکر دمشق میں سعید بن مسیب سے راوی:

قال دخلنا مقابر المدینة مع علی بن ابی طالب فنادی یا اهل القبورٌ السلام علیکم و رحمة الله تخبرونا باخبارکم تریدون ان نخبرکم قال فسمعت صوتا و علیک السلام و رحمة الله وبرکاته یا امیر المومنین خبرنا عما کان بعدنا فقال علی رضی الله تعالیٰ عنه اما ازواجکم فقد تزوجن و اما اموالکم فقد اقتسمت و الاولاد فقد حشروا فی زمرة الیتامی و البناء الذی شیدتم فقد سکن اعداء کم فهذه اخبار ما عندنا فما عندکم فاجابه میت فقد تخرقت الاکفان و انتثرت الشعور و تقطعت الجلود و سالت الاحداق علی الخدود و سالت المناخیر بالقیح و الصدید و ما قدمناه ربحناه و ما خلفناه خسرناه و نحن مرتهنون بالاعمال.

یعنی ہم مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ہمرکاب مقابر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ حضرت مولا نے اہل قبر پر سلام کر کے فرمایا تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے یا یہ چاہتے ہو کہ ہم تمھیں خبر دیں۔ سعید بن مسیب فرماتے ہیں میں نے آواز سنی کسی نے حضرت مولا کو جواب سلام دے کر عرض کی یا امیر المومنین آپ بتایئے ہمارے بعد کیا گزری۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا تمھاری عورتوں نے تو نکاح کر لیے اور تمھارے مال سو وہ بٹ گئے اور اولاد یتیموں کے گروہ میں اٹھی اور وہ تعمیر جس کا تم نے استحکام کیا تھا اس میں تمھارے دشمن بسے۔ ہمارے پاس کی خبریں تو یہ ہیں۔ اب تمھارے پاس کیا خبر ہے ایک مردے نے عرض کی کہ کفن پھٹ گئے، بال جھڑ پڑے، کھالوں کے پرزے پرزے ہو گئے، آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر گالوں تک آئے، نتھنوں سے پیپ اور گندہ پانی جاری ہے اور جو آگے بھیجا تھا اس کا نفع ملا اور جو پیچھے چھوڑا اس کا خسارہ ہوا اور ہم اپنے اعمال میں محبوس ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۱۔ حیات الموات)

مولیٰ علی کی نماز عصر

حضور پر نور سید الانوار ماہ عرب و مہر عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا یہاں تک کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا کی۔

اسے طحاوی و امام قاضی عیاض و امام مغلطائی و امام قطب خیضری و امام حافظ الشان عسقلانی و امام خاتم الحفاظ سیوطی وغیرہم اجلہ اکرام نے حسن وصحیح کہا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۳۴۔ منیر العین)

اذان دافع غم ہے

مسند الفردوس میں حضرت جناب امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی

قال رأنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمؐ حزینا فقال یا ابن ابی طالب انی اراک حزینا فمرّ بعض اھلک یوذن فی اذنک فانہ درء للھم .

یعنی مجھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا اے علی میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے اذان غم و پریشانی کی دافع ہے۔

مولیٰ علی اور مولیٰ علی تک جس قدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا

فجربتہ فوجدتہ کذلک

ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔ اسے ابن حجر نے بیان کیا ہے جیسا کہ مرقاۃ میں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۷۶ ۔ ایذان الاجر)

حضرت علی کو کھانا کھلانا محبوب ہے

سیدنا امیر المومنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ فرماتے ہیں :

لان اجمع نفرا من اخوانی علی صاع او صاعین من طعام احب الی من ان ادخل سوقکم فاشتری رقبۃ فاعتقھا.

میں اپنے چند برادران دینی کو تین سیر، چھ سیر کھانے پر اکٹھا کروں تو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمھارے بازار میں جاؤں اور ایک غلام خرید کر آزاد کروں۔ (راد القحط والوباء)

علم علی کی وسعت

ابن النجار ابوالمعتمر مسلم بن اوس و جاریہ بن قدامہ سعدی سے راوی کہ امیر المومنین ابوالائمہ

الطاہرین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا :

سلونی قبل ان تفقدونی فانی لا اسئل عن شی دون العرش الا اخبرت عنہ .

مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کہ عرش کے نیچے جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے میں بتادوں گا۔

عرش کے نیچے کرسی ہفت زمین اور آسمان ہفت آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے تحت الثریٰ تک سب داخل ہے، مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے ان میں جو شی مجھ سے پوچھو میں بتادوں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور امام ابو عمر بن عبدالبر کتاب العلم میں ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال شهدت علی بن ابی طالب یخطب فقال فی خطبته سلونی فواللہ لا تسالونی عن شی الی یوم القیامة لا حدثتکم به .

میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے خطبہ میں حاضر تھا امیر المومنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا مجھ سے دریافت کرو کہ خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے والی ہے مجھ سے جو کچھ پوچھو میں بتادوں گا۔

امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے۔

یہ دونوں حدیثیں امام جلیل جلال الملة والدین سیوطی نے جامع کبیر میں ذکر فرمائیں۔

جفر و جامعہ دو کتاب

علامہ سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں :

الجفر و الجامعة كتابان لعلى رضى الله تعالىٰ عنه قد ذكر فيهما على طريقة علم الحروف الحوادث التى تحدث الى انقراض العالم و كانت الائمة المعروفون من اولاده يعرفونها و يحكمون بهما فى كتاب قبول العهد الذى كتبه على بن موسىٰ رضى الله تعلى عنهما الى المامون انک قدعرفت من حقوقنا ما لم يعرفه آباء ک فقبلت منک عهدک الا ان الجفر و الجامعة يدلان على انه لا يتم . و لمشائخ المغاربة نصيب من علوم الحروف ينتسبون فيه الى اهل البيت و رايت انا بالشام نظما اشير فيه بالرموز الى احوال ملوک مصر و سمعت انه مستخرج من ذينک الکتابين .

یعنی جفر و جامعہ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی دو کتابیں ہیں بیشک امیر المومنین نے ان دونوں میں علم الحروف کی روش پر ختم دنیا تک جتنے وقائع ہونے والے ہیں سب ذکر فرمادیے ہیں اور ان کی اولاد امجاد سے ائمہ مشہورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کتابوں کے رموز پہچانتے اور ان سے احکام لگاتے تھے اور مامون رشید نے جب حضرت امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے بعد ولی عہد کیا اور خلافت نامہ لکھ دیا۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قبول میں فرمان بنام مامون رشید تحریر فرمایا اس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے حق پہچانے جو تمھارے باپ دادا نے نہ پہچانے، اس لیے میں تمھاری ولی عہدی قبول کرتا ہوں مگر جفر و جامعہ بتارہی ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہوگا (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مامون رشید ہی کی زندگی میں شہادت پائی) اور مشائخ مغرب اس علم سے حصہ اور اس میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اپنے انتساب کا سلسلہ رکھتے ہیں۔ اور میں نے ملک شام میں ایک نظم دیکھی جس میں شاہان مصر کے احوال کی طرف رمزوں میں اشارہ کیا ہے میں نے سنا کہ وہ احکام انھیں دونوں کتابوں سے نکالے ہیں۔
(خالص الاعتقاد)

علی بمنزلہ ہارون ہیں

متعدد ائمہ حدیث نے یہ حدیث روایت کی کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کو تشریف لے جاتے وقت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مدینے میں چھوڑا امیر المومنین نے عرض کی یارسول اللہ حضور مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں فرمایا :

اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه لا نبی بعدی .

یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لیے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لیے نبوت نہیں۔

مسند و مستدرک میں حدیث ابن عباس یوں ہے۔

الا ترضی ان تکون بمنزلة هارون من موسیٰ الا انک لست بنبی .

کیا تم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔

حضرت اسماء کی حدیث اس طرح ہے

قالت هبط جبریل علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام و یقول لک علی منک بمنزلة هارون من موسیٰ لکن لا نبی بعدک .

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب حضور کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے علی تمھاری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لیے ہارون مگر

تمھارے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسند امام احمد میں حدیث امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہے کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا فرمایا:

اسأل عنها عليا فهو اعلم .

مولیٰ علی سے پوچھو وہ اعلم ہیں۔

سائل نے کہا یا امیر المومنین مجھے آپ کا جواب ان کے جواب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا

بئسما قلت لقد كرهت ، رجلا كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يعزه بالعلم عزا و لقد قال له انت منى بمنزلة هارون من موسىٰ الا انه لا نبى بعدى و كان عمر اذا اشكل عليه شى اخذ منه .

تو نے سخت بری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عزت فرماتے تھے اور بیشک حضور نے ان سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا ان سے حاصل کرتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خطیب حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

انما على بمنزلة هارون من موسىٰ الا انه لا نبى بعدى .

علی ایسا ہے جیسا موسیٰ سے ہارون (کہ بھائی بھی اور نائب بھی) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد مناقب امیر المومنین علی میں مختصراً اور بغوی وطبرانی اپنی معاجیم باوردی معرفت ابن عدی کامل ابو احمد حاکم کنی میں بطریق امام بخاری ابن عساکر تاریخ میں سب زید بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدیث طویل مواخات صحابہ میں راوی۔

جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھائی چارا کیا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی۔ یہ دیکھ کر حضور نے اصحاب کے ساتھ کیا جو میرے ساتھ نہ کیا یہ اگر مجھ سے کسی ناراضی کے سبب ہے تو حضور کے لیے منانا اور عزت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

و الذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی و انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه لا نبی بعدی .

قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میں نے تمہیں خاص اپنے لیے رکھ چھوڑا ہے تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ تم میرے بھائی اور وارث ہو امیر المومنین نے عرض کی مجھے حضور سے کیا میراث ملے گی فرمایا جو اگلے انبیاء کو ملی عرض کی انہیں کیا ملی تھی؟ فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تم میرے ساتھ جنت میں میری صاحبزادی کے ساتھ میرے محل میں ہو گے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔

ابن عساکر عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا خدا کی قسم میں تمہیں دو جہت سے دوست رکھتا ہوں ایک تو قرابت دوسرے یہ کہ ابو طالب کو تم سے محبت تھی۔ اے جعفر تمہارے اخلاق میرے اخلاق کریمہ سے مشابہ ہیں۔

واما انت یا علی فانت منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انی لا نبی بعدی .

تم اے علی مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔

نبوت میں علی کا حصہ نہیں

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا علی اخصمک بالنبوۃ و لا نبوۃ بعدی ۔

اے علی میں مناصب جلیلہ وخصائص کثیرہ جزیلہ نبوت میں تجھ پر غالب ہوں اور میرے بعد نبوت اصلاً نہیں۔

حضرت علی کی شفایابی

ابن ابی عاصم اور ابن جریر بافادۂ تصحیح اور طبرانی اوسط اور ابن شاہین کتاب السنۃ میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی میں بیمار تھا خدمت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز میں مشغول ہوئے ردائے مبارک کا آنچل مجھ پر ڈال لیا پھر بعد نماز فرمایا۔

برئت یا ابن ابی طالب فلا باس علیک ما سألت اللہ لی شیئا الا سالت لک مثلہ و لا سالت اللہ شیئا الا اعطانیہ غیر انہ قیل لی انہ لا نبی بعدک ۔

اے ابن ابی طالب تم اچھے ہو گئے تم پر کچھ تکلیف نہیں میں نے اللہ عزوجل سے جو کچھ اپنے لیے مانگا تمہارے لیے بھی اس کی مانند سوال کیا اور میں نے جو کچھ چاہا رب عزوجل نے مجھے عطا فرمایا مگر مجھ سے

یہ فرمایا گیا کہ تمھارے بعد کوئی نبی نہیں۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اسی وقت ایسا تندرست ہو گیا گویا بیمار ہی نہ تھا۔

فائدہ

یہ حدیث امیر المومنین کے لیے مرتبہ صدیقیت کا حصول بتاتی ہے صدیقیت ایک مرتبہ تلو نبوت ہے کہ اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق و اخفی کہ نصیبۂ حضرت صدیق اکبر اکرم واتقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے تو اجناس و انواع و اصناف فضائل و کمالات و بلندی درجات میں خصائص وملزومات نبوت کے سوا صدیقین ہر عطیہ بہیہ کے لائق و اہل ہیں۔ اگر چہ باہم ان میں تفاوت وتفاضل کثیر و وافر ہو۔

حضرت علی کو "کرم اللہ تعالیٰ وجہہ" کہنے کی وجہ

علماء فرماتے ہیں ابو بکر صدیق صدیق اکبر ہیں اور علی مرتضیٰ صدیق اصغر، صدیق اکبر کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند و بالا ہے۔ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں ہے :

اما تخصيص ابى بكر رضى الله تعالىٰ عنه فلا نه الصديق الاكبر الذى سبق الناس كلهم لتصديقه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و لم يصدر منه غيره قط و كذا على كرم الله تعالىٰ وجهه فانه يسمى الصديق الاصغر الذى لم يتلبس بكفر قط و لم يسجد لغير الله مع صغره و كون ابيه على غير الملة و لذا خص بقول على كرم الله تعالىٰ وجهه .

خاص طور سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ تصدیق رسالت میں سب لوگوں پر سبقت وفوقیت لے گئے اور اس کے خلاف ان سے کبھی کوئی بات سرزد نہیں ہوئی

اسی طرح حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اصغر کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ کبھی کفر و شرک کی آلودگی سے ملوث نہ ہوئے نہ غیر اللہ کو سجدہ کیا جب کہ وہ ایمان لانے کے وقت چھوٹے تھے اور ان کے باپ ابو طالب ملت کفر پر تھے اس لیے حضرت علی کو خاص طور سے ''کرم اللہ تعالیٰ وجہہ'' کہا جاتا ہے اور یہ ان کی خصوصیت ہے۔ (مولف)

دو شخص ہلاک ہوں گے

عبداللہ بن احمد زوائد مسند میں اور ابو یعلیٰ و دورقی و حاکم و ابن ابی عاصم و ابن شاہین امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا:

دعاني رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال يا علي ان فيك من عيسىٰ مثلاً ابغضته اليهود حتى بهتوا امه و احبته النصارىٰ حتى انزلوه بالمنزلة التي ليس بها و قال علي الا و اني يهلك في رجلان محب مطر لي يقرظني بما ليس في و مبغض مفتر يحمله شنأني على ان يبهتني الاواني لست بنبي و لا يوحى الي و لكني اعمل بكتاب الله فحق عليكم طاعتي فيما احببتم و كرهتم او بمعصية انا و غيري فلا طاعة لاحد في معصية الله انما الطاعة في المعروف.

مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا اے علی تجھ میں ایک کہاوت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرح ہے یہود نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور نصاریٰ ان کے دوست بنے یہاں تک کہ جو مرتبہ ان کا نہ تھا وہاں جا اتارا۔ مولیٰ علی فرماتے ہیں سن لو میرے معاملہ میں دو شخص ہلاک ہوں گے ایک دوست میری تعریف میں حد سے بڑھنے والا جو میرا وہ مرتبہ بتائے گا جو مجھ میں نہیں اور ایک دشمن مفتری جسے میری عداوت اس پر باعث ہوگی کہ مجھ پر تہمت اٹھائے سن لو میں نہ تو نبی

ہوں نہ مجھ پر وحی آتی ہے میں تو جہاں تک ہو سکے اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتا ہوں تو میں جب تمہیں اطاعت الٰہی کا حکم دوں تو میری فرماں برداری تم پر لازم ہے چاہے تمہیں پسند ہو خواہ ناگوار اور اگر معصیت کا حکم دوں، میں یا کوئی تو اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اطاعت تو مشروع بات میں ہے۔ (جزاء اللہ عدوہ بابا ءہ ختم النبوۃ)

فاتح باب خیبر

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خیبر کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ کل ضرور یہ نشان اس مرد کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسول اسے دوست رکھتے ہیں دوسرے دن وہ نشان حضور نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو عطا فرمایا۔

حضرت علی کو اپنی شہادت کا علم

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

جب وہ رات آئی جس کی صبح حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے شہادت پائی اس رات میں بار بار مکان سے باہر تشریف لاتے اور آسمان کی طرف نظر فرماتے اور کہتے خدا کی قسم نہ میں غلط کہتا ہوں نہ مجھ سے غلط کہا گیا، یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے اور بطیں حضور کی طرف حضور کے مواجہہ میں چلاتی ہوئی آئیں لوگوں نے ان کو ہانکا فرمایا رہنے دو کہ یہ نوحہ کر رہی ہیں۔ (الدولۃ المکیۃ)

حضرت علی کی نماز عصر

حضور پر نور سید الانوار ماہ عرب مہر عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مغرب

ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا یہاں تک کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا کی۔

اسے طحاوی وامام قاضی عیاض وامام مغلطائی وامام قطب خیضری وامام حافظ الشان عسقلانی وامام خاتم الحفاظ سیوطی وغیرہم اجلہ علمائے کرام نے حسن وصحیح کہا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۶۳۴ _منیر العین)

ایک موقع پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اہم فرائض ارکان ہیں اور اہم ارکان اربعہ نماز اور تعظیم ومحبت حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً نماز سے اہم واعظم۔ غزوۂ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی جب وقت تنگ ہونے پر آیا مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب راحت میں خلل آتا ہے۔ معہذا کیا معلوم کہ حضور کو خواب میں کیا وحی ہو رہی ہے اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے۔ آخر وہی تعظیم ومحبت کا پلہ غالب آیا اور اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگا دینے پر نماز جانے کو گوارا کیا۔

حتی توارت بالحجاب .

یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔

اب کہ وقت مغرب ہوا سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم حق بیں کھلی مولیٰ علی کو مضطرب پایا سبب دریافت کیا عرض کی یارسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مشکل کشائی بلند فرمائے اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی :

الٰہی علی تیرے رسول کے کام میں تھا۔ اور آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا سورج افق

غربی سے حکم باندھا ہوا کھنچا چلا آیا وقت عصر ہو گیا۔امیر المومنین نے نماز ادا فرمائی پھر ڈوب گیا۔

امام اجل ابو جعفر طحاوی وغیرہ ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔

حضرت علی حضور کی پرورش میں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احسانات ونوازشات کا ذکر کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے پایاں احسانات ہیں، انھوں نے پرورش ہی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مال سے پائی۔

حدیث میں ہے قبل ظہور نور نبوت مکہ معظمہ میں گرانی ہوئی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ زمانہ گرانی کا ہے اور ابو طالب کے عیال کثیر، آؤ کہ ہم ان پر تخفیف فرمادیں یہ فرما کر حضور اور حضور کے ہمراہ رکاب حضرت عباس، ابو طالب کے پاس تشریف لائے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کو اپنی پرورش میں لے لیا اور حضرت عباس نے حضرت جعفر یا حضرت عقیل کو۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر تتمیم نعمت کبریٰ تزویج حضرت بتول زہرا سے ہوئی۔صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہا وعلیہا وعلی بعلہا وابنیہا وبارک وسلم۔ (ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی توصیف میں یہ نغمہ سرائی کی ہے:

در نجف ہوں گوہر پاک خوش آب ہوں
یعنی تراب رہ گزر بو تراب ہوں

•

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جاں فروض غرر کی ہے

ہاں تو نے ان کو جان انھیں پھیر دی نماز
پر وہ کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

•

مرتضیٰ شیر خدا مرحب کشا خیبر کشا
سرورا لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

اے خدا را تیغ وائے اندام احمد را سپر
یا علی یا بو الحسن یا بو العلی امداد کن

یا ید اللہ یا قوی یا زور بازوئے نبی
من زپا افتادم اے دست خدا امداد کن

اے تنت درراہ مولیٰ خاک وجانت عرش پاک
بو تراب اے خاکیاں را پیشوا امداد کن

اے شب ہجرت بجائے مصطفیٰ بررخت خواب
اے دم شدت فدائے مصطفیٰ امداد کن

اے عدوئے کفر و رفض و تفضیل وخروج
اے علو سنت و دین ہدیٰ امداد کن

•

السلام اے احمدت صہر و برادر آمدہ
حمزہ سردار شہیدا عم اکبر آمدہ

بنت احمد رونق کاشانہ و بانوے تو
گوشت و خون تو بلحمش شیر و شکر آمدہ

ہر دو ریحان نبی گلہائے تو زاں گل زمیں
بہر گل چینت زمین باغ بر تر آمدہ

اصل مشکل کشا کن بروئے من در رحمت کشا
اے بنام تو مسلم فتح خیبر آمدہ

مرحبا اے قاتل مرحب امیر الاشجعین
در ظلال ذو الفقارت شور محشر آمدہ

•

بہر تسلیم علی میداں میں
سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

•

در درج نجف مہر برج شرف — رنگ روئے شہادت پہ لاکھوں سلام
مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین — ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصل خدا — باب فضل ولایت پہ لاکھوں سلام
اولیں دافع اہل رفض و خروج — چاری رکن ملت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن — پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
ماحی رفض و تفضیل و نصب و خروج — حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام

•

تشنہ لب تر دامنو مژدہ کہ ہیں — ساقی نہر لبن مولیٰ علی
باغبان اللہ گلبن مصطفیٰ — عندلیب نغمہ زن مولیٰ علی

•

علی مرتضیٰ تو ہے وصی مصطفیٰ تو ہے
میرا حاجت روا تو ہے مرا مشکل کشا تو ہے

(حدائق بخشش)

❁.....❁.....❁

اصحاب صفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیمھم لا یسئلون الناس الحافا و ما تنفقوا من خیر فان اللہ بہ علیم۔

ان فقیروں کے لیے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے نادان انہیں تونگر سمجھے بچنے کے سبب تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۔ (البقرۃ/۲۷۳)

اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ صفہ مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختتام پر ایک سائبان تھا جس میں فقراء ومساکین صحابہ جو اہل وعیال نہیں رکھتے تھے رہتے تھے۔ اسی مکان کی نسبت سے ان کو اصحاب صفہ کہتے ہیں۔

اور ذہبی کہتے ہیں کہ تحویل سے پیشتر قبلہ مسجد کے شمالی جانب تھا لیکن جب قبلہ کی تحویل ہوئی تو قبلہ اول کی دیوار اس کی جگہ پر قائم رکھی تاکہ مساکین وفقراء کے لیے بھی جگہ رہے۔

اصحاب صفہ کے نکاح کر لینے، موت آ جانے یا مسافرت کے اختیار کرنے کی وجہ سے ان کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔

حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب حلیفہ میں ایک سو سے زیادہ ان کے نام شمار کیے ہیں۔ ان کی خواب گاہ بھی مسجد میں تھی یہ لوگ اس کے علاوہ کوئی دوسری جگہ نہیں رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بحکم الٰہی و اصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم (اور روکے اپنی جان کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو) ان لوگوں کے ساتھ آپ کی ہم نشینی مخصوص تھی۔

دلا خوش باش کاں سلطان دیں را

بدر ویشاں و مسکیناں سرے ہست

اے دل خوش رہو کہ سلطان دین ودنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیروں اور مسکینوں کے سردار ہیں۔

اکثر اوقات ان حضرات کی کئی کئی جماعتیں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے در پر بھوک کی سختی اور انتہائی پریشانی سے پڑی رہتی تھیں۔ انھیں دیکھ کر آنے والوں کو خیال گزرتا تھا کہ شاید یہ دیوانے ہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لاتے اور تسلی دیتے ہوئے فرماتے کہ تم لوگ بہ امن ہو۔ اور مزید فرماتے کہ اگر تم لوگ اپنے اس مرتبہ سے آگاہ ہو جاؤ جو تمھارا مرتبہ خدا کے سامنے ہے تو تم لوگ یہ خواہش کرنے لگو کہ فقر و فاقہ زائد ہو جائے۔

کبھی کبھی ان میں سے دو دو ایک ایک کو اپنے مالدار اصحاب کے سپرد فرما دیتے تھے کہ ان کی مہمانی کریں جو باقی رہ جاتے ان کو اپنے ساتھ شریک کر لیتے، صدقات میں سے جو کچھ آتا ان کو دے دیتے، تحفہ تحائف میں بھی ان کا ایک حصہ تھا، ان کو اضیاف المسلمین کہتے تھے۔

ایک پیالہ دودھ اور ستر اصحاب

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں (یہ خود اصحاب صفہ میں سے ہیں) میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر ایسے آدمیوں کو دیکھا جن کے پاس سوائے ایک تہبند کے جو آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا تھا اور کوئی کپڑا نہ تھا سجدہ کے وقت ان کو ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے تا کہ ستر نہ کھل جائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اکثر بھوک کی شدت میں پیٹ سے پتھر باندھ لیتا تھا اور کلیجے کو زمین پر مارتا تھا۔ ایک دن میں قوم کی رہ گزر پر بیٹھا ہوا تھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راستے سے گزرے میں نے قرآن کی ایک آیت ان کو سنانے کے لیے پڑھی تا کہ وہ میری حالت کو دریافت کریں لیکن انھوں نے کچھ توجہ نہ کی اور چلے گئے اس کے بعد ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو مسکرا کر فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کی کہ لبیک یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ یہاں آؤ میں اٹھا اور حضور کے پیچھے پیچھے حجرہ شریف پر پہنچا۔

ہدیہ میں دودھ کا پیالہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ جاؤ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دودھ ہی کتنا ہے جس کے لیے اصحاب صفہ طلب فرمائے جاتے

ہیں اگر مجھے ہی دے دیتے تو میں پی لیتا اور تھوڑی دیر آرام پاتا لیکن خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور ان کو رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں بلا لایا سب آگئے اور حضور کے حجرہ میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔

آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ! فرمایا دودھ کا پیالہ لو اور اصحاب کو دو، پھر تو پیالہ اٹھا کر میں نے ان اصحاب کو دیا ہر ایک آسودہ ہو کر پیتا تھا اور دودھ اپنی مقدار میں باقی رہتا تھا۔ جب سب پی چکے تو میں نے پیالہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا تبسم کر کے فرمایا کہ بس ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا کہ صدقت یا رسول اللہ فرمایا بیٹھو اور جس قدر بھوک ہو پیو، میں نے دودھ کو خوب سیر ہو کر پیا باقی حضور کو دیا، حق جل وعلا کا خطبۂ شکر پڑھ کر پیالہ میں جو دودھ باقی بچا تھا نوش فرمایا۔

کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منھ پھر گیا

اور دوسرے وقت کے لیے بھی طعام میں کثرت اور برکت اور اصحاب صفہ کے لیے کافی ہونے کی روایت بھی ابو ہریرہ کے ذریعہ ثبوت کو پہنچی ہے۔

اصحاب صفہ کے لیے کھجور

متعدد روایتوں میں آیا ہے کہ جملہ انصاری اپنی کھجور سے خوشے لاتے اور ان خوشوں کو ایک رسی سے باندھ کر مسجد کے دو اسطوانوں کے درمیان لٹکا دیتے تھے اس کے نیچے اصحاب صفہ کو بٹھاتے اور خوشوں کو لکڑی سے جھاڑتے تھے تاکہ یہ لوگ بے تکلف کھائیں۔

ایک دن ایک آدمی نے خراب خرمہ کے خوشے لا کر لٹکائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس صدقہ کا مالک اس سے بہتر خرمے لانا چاہتا تو لا سکتا تھا لیکن اس نے نہ چاہا کہ قیامت

کے دن اس سے بہتر خرمے کھائے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عن اصحابہ اجمعین۔ (مولف)
(جذب القلوب)

بعض اصحاب صفہ کا ترکہ

اصحاب صفہ انتہائی قانع اور صابر وشاکر رہا کرتے تھے عبادت وریاضت ہی ان کا مشغلہ تھا بعض لوگ دن کو ازواج مطہرات کے لیے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا کرتے تھے، زہد وپرہیزگاری ان کی زندگی کا ایک حصہ تھی ان میں سے بعض اصحاب کی وفات پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا وہ یہ ہے امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

احمد وطبرانی ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

توفی رجل من اهل الصفة فوجد فی منزره دینار فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کیة ثم توفی آخر فوجد فی منزره دیناران فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کیتان.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب صفہ میں سے ایک آدمی کا انتقال ہوا ان کے ازار بند میں ایک دینار ملا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک داغ ہے۔ پھر دوسرے کا انتقال ہوا ان کے ازار میں دو دینار ملے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو داغ ہیں۔ (مولف)

احمد وابن حبان ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال توفی رجل من اهل الصفة فوجد و فی شملته دینارین فذکروا ذلک للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال کیتان.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اصحاب صفہ میں سے ایک آدمی کا انتقال ہوا ان کی چادر میں دو دینار ملے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ یہ دو داغ ہیں۔

(مولف)

احمد وابن حبان اور امام بخاری سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

کنت جالسا عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتی بجنازۃ فقال ھل ترک شیئا قالوا نعم ثلثۃ دنانیر فقال باصابعہ ثلث کیات.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آیا تو حضور نے فرمایا کہ کیا انھوں نے کچھ چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہاں تین دینار چھوڑے ہیں تو حضور نے انگشت مبارک کے اشارے سے فرمایا کہ تین داغ ہیں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۰۳، ۵۰۴)

اصحاب صفہ کا قیام

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مسجد مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانۂ اقدس میں جنوباً شمالاً یعنی دیوار قبلہ سے پائیں مسجد تک سو گز طول رکھتی تھی اور اسی قدر شرقاً و غرباً عرض تھا اور پائیں میں یعنی جانب شام ایک مسقف والان جنوب رویہ تھا جسے صفہ کہتے اور اہل صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس میں سکونت رکھتے یہ بھی جزء مسجد تھا۔

علامہ طاہر فتنی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں :

اهـل الصفة فقراء المهاجرين و من لم يكن له منهم منزل يسكنه فكانوا ياوون الى موضع مظلل فى مسجد المدينه .

اصحاب صفہ مہاجرین کے فقراء تھے اوران میں سے جن کے لیے رہنے کا گھر نہ تھا وہ مسجد مدینہ طیبہ کی سایہ دار جگہ میں رہتے تھے۔ (مولف)

وقـال عبـد الـرحـمـن بـن ابـى بـكر رضى الله تعالىٰ عنهما قال كان اصحاب الصفة الفقراء .

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقراء ومساکین تھے۔

(مولف)

علامہ احمد قسطلانی ارشادالساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

الـصـفة بـضـم الصاد و تشديد الفا موضع مظلل فى اخريات المسجد النبوى تاوى اليه المساكين.

صفہ صاد کے پیش اور فا کی تشدید کے ساتھ، وہ سایہ دار جگہ جو مسجد نبوی کے آخر میں تھی جس میں مساکین رہا کرتے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۷۹۔ التعبیر المنجد)

ایک دوسرے مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

مسجد اقدس میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد اقدس میں حکم انور سے اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قیام پذیر تھے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۹۷)

امت محمدیہ کے فضائل

نازشیں کرتے ہیں آپس میں ملک
ہیں غلامان شہ ابرار ہم

کذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدا

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمھیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمھارے نگہبان و گواہ۔ (البقرہ/۱۴۳)

امت محمدیہ کے فضائل

امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے فضائل وخصائص بھی بے شمار ہیں اور یہ فضائل و خصائص بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف راجع ہوتے ہیں کیوں کہ آپ تابع وفرمانبردار امت رکھتے ہیں۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ اگرچہ انسان و جنات سب ہی آپ کی امت ہیں۔ لیکن اس خصوصیت و قابلیت کے لحاظ سے جو انسان میں ہے، عنایت ربانی انسانی رافت کے ساتھ ظاہر ہوئی اور آپ نے انسانوں میں ظہور فرمایا **کنتم خیر امة اخرجت للناس** تم تمام امتوں میں بہترین امت ہو۔ یہ خطاب بے واسطہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے ہے، ایمان میں سبقت پانے والے مقربین بارگاہ ہیں۔

اور فرمایا کہ **تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر** نیکیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے بچاتے ہیں۔ درحقیقت یہی سب افضلیت اور بہتری کی شرط ہے۔ صحابہ کرام میں یہ خوبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کی فضیلت کی وجہ سے اتم واکمل اور سب سے فائق ہے کیوں کہ صحابہ کرام مشاہدۂ جمال جہاں آرا اور آپ کے انوار وآثار کا بے واسطہ اقتباس واستفاضہ کرنے میں مخصوص ہیں۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس امت کے اولین بعد والوں سے افضل ہیں اس کی ایک ترتیب بھی اس ضمن میں شارع علیہ السلام سے واقع ہے۔ فرمایا

خیر القرون قرنی الذین انا فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم.

سب سے بہتر زمانہ میرا وہ زمانہ ہے جس میں میں ہوں پھر وہ جوان سے متصل ہے پھر وہ جوان سے متصل ہے۔

مشہور یہ تین مرتبے ہیں۔ اول صحابہ، دوم تابعین، سوم تبع تابعین۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث سے مرتبہ چہارم بھی معلوم ہوتا ہے جس کو اتباع تبع کہتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ثم یفشوا الکذب پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔ مطلب یہ کہ ان تین یا چار مرتبوں کے بعد جس طرح اوائل زمانہ میں دین، صدق، تصوف اور یقین میں جو ربط وضبط تھا اس کے بعد کذب، جھوٹ اور افترا عام ہو جائے گا۔

اس امت کے فضائل وخصائص علی الاطلاق بے شمار اس بارے میں اخبار وآثار بکثرت ہیں ان سب سے بڑی اور اتم واکمل فضیلت یہی ہے کہ وہ امت محمدیہ میں ہیں۔ جس طرح یہ نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین اور تمام نبیوں کے فضائل وکمالات کے جامع ہیں اور آپ پر مکارم اخلاق اور صفات حمیدہ تمام ہیں۔ اسی طرح آپ کی امت خاتم الامم ہے اور کمال دین اور اتمام نعمت سے مخصوص ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی

آج میں نے تمہارا دین تمھارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی تمام نعمتیں تم پر تمام کر دیں۔

حضرت موسیٰ کا امتی ہونے کی تمنا کرنا

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے جب توریت کی تختیوں میں امت نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریباً ستر صفات کو پڑھا تو انھوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے خدا! اس امت کو میری امت بنا دے۔ فرمان باری آیا کہ اے موسیٰ! اس امت کو تمھاری امت کیسے بناؤں وہ امت تو نبی آخرالزماں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی اے رب تو مجھے ہی امت میں بنا دے۔ اس پر حق تعالیٰ نے انھیں اپنے اس ارشاد میں دو خوبیاں مرحمت فرمائیں۔ چنانچہ فرمایا:

یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالتی و بکلامی فخذما آتیتک و کن من الشاکرین.

اے موسیٰ میں نے تمھیں لوگوں پر اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ برگزیدہ فرمایا تو تم لو میں نے جو تمھیں دیا اور شکرگزاروں میں ہو جاؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی اے خدا میں اس پر راضی ہوگیا۔

بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر توریت نازل ہوئی اور انھوں نے اسے پڑھا اور اس میں انھوں نے اس امت مرحومہ کا ذکر پایا تو عرض کیا کہ اے خدا میں توریت کی ان تختیوں میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو آخر بھی ہے اور سابق بھی ہے۔

مطلب یہ کہ وجود زمانی میں تو وہ آخری امت ہوگی اور فضل وشرف میں سابق یعنی اول و فائق ہوگی، ان کے لیے شفاعت کی جائے گی، ان کی دعاؤں سے بارشیں ہوں گی، ان کے سینوں میں کلام الٰہی محفوظ ہوگا جنھیں وہ از بر بطور حافظ پڑھیں گے، غنیمتوں کو کھائیں گے، اور صدقات کو ان کے اپنے ہی شکموں کے لیے گردانا گیا، یہ اسی امت کے خواص ہیں جن پر احکام کو آسان کیا گیا ہے اور غنیمتوں اور صدقات کو ان پر حلال کیا گیا۔ بخلاف پچھلی امتوں کے کہ یہ ان پر حلال نہ تھیں اور جب وہ کسی بد کا ارادہ کریں تو اسے نہ لکھا جائے گا اور جب وہ بدی کا ارتکاب کریں گے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی اور جب نیکی کا قصد کریں گے تو اسے لکھا جائے گا اور جب نیکی کرلیں گے تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور انھیں اول وآخر کا علم دیا جائے گا اور دجال کو وہ قتل کریں گے۔

امت محمدیہ کی افضلیت واوصاف

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا اے رب تیرے نزدیک میری امت جیسی بھی کوئی امت ہے جس پر تو نے بادلوں کا سایہ فرمایا ہو، اور ان کے لیے من وسلویٰ اتارا ہو، حق تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا اے موسیٰ تم امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کو نہیں جانتے۔ جتنا میرا فضل ہے تمام خلق پر اتنا تنہا اس امت پر ہے۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا اے رب مجھے اس امت کو دکھا دے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا تم ان کو دیکھ نہیں سکتے (کیوں کہ وہ آخر زمانے میں ہے) لیکن میں تمھیں ان کا کلام سنواتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ندا فرمائی تو سب نے بیک آواز جواب دیا۔

لبیک اللھم لبیک .

(حاضر ہوں اے خدا حاضر ہوں) حالاں کہ اس وقت وہ سب اپنی ماؤں اور باپوں کے رحموں اور پشتوں میں تھے۔ اس کے بعد حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا :

صلوتی علیکم و رحمتی سبقت غضبی و عفوی سبق عذابی .

میرا اکرم تم پر ہے اور میری رحمت میرے غضب پر اور میرا عفو میرے عذاب پر سبقت کر گیا۔

اس سے پہلے کہ تم دعا مانگو، میں نے تمھاری دعا کو قبول کیا اور جو کوئی میرا ادراک اس حال میں کرے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو، میں اس کے تمام گناہوں کو بخش دوں گا، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حق تبارک وتعالیٰ نے چاہا کہ مجھ پر اس نعمت کا اظہار و احسان فرمائے۔ تو حق تعالیٰ نے فرمایا :

و ما کنت بجانب الطور اذ نادیناہ .

یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نشاء عنصری میں جس وقت ہم نے تمھارے نور کو ندا کی اور ندا کی ہم نے تمھاری امت کو تاکہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کا کلام سنائیں تو اس وقت آپ طور پر تشریف

فرمانہ تھے۔

اس حدیث کو قتادہ نے روایت کیا، اس میں اتنا اور زیادہ کیا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا اے رب تعجب ہے کہ امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز کتنی اچھی اور پیاری ہے۔ اے پروردگار مجھے دوبارہ سنا۔

اور ابو نعیم حلیہ میں بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی فرمائی کہ جو کوئی مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا منکر ہے تو میں اسے آتش دوزخ میں جھونک دوں گا۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کون ہے؟ فرمان باری تعالیٰ ہوا کہ احمد وہ ذات گرامی ہے کہ میں نے اپنے نزدیک اس سے بڑھ کر گرامی تر کسی کو پیدا نہ فرمایا، اور زمین و آسمان کی پیدائش سے قبل اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا۔ اور اس وقت تک میری تمام مخلوق پر جنت حرام ہے جب تک کہ وہ اور اس کی امت اس میں پہلے داخل نہ ہو جائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت آپ کی تبعیت میں داخلۂ جنت میں دیگر تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے پہلے ہے۔ اور جب مہمان عزیز ہے تو اس کا طفیلی بھی عزیز ہوگا۔

خلق سے مراد غیر انبیاء ہیں حالاں کہ جمیع خلق کہا گیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ امت انبیاء سے فاضل تر یا برابر ہے، حاشا و کلا ایسا ہرگز ہرگز نہیں اس لیے کہ کوئی ولی، نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔

امت کے بارے میں حضرت شعیا کی طرف وحی

حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حضرت شعیا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نبی امی کو بھیجوں گا جو کہ بہرے کانوں، اندھی آنکھوں اور ان دلوں کو جو پردۂ

غفلت سے پوشیدہ ہیں کھولے گا، اس کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہے اور اس کا مقام ہجرت مدینہ طیبہ اور اس کا ملک شام ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفتوں کا ذکر کیا، اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرمایا کہ ان کی امت کو تمام امتوں میں بہترین بناؤں گا، وہ نیکی کا حکم دے گی اور بدی سے روکے گی، میری وحدانیت کو مانے گی، مجھ پر ایمان لائے گی، مجھ سے اخلاص برتے گی، اور میں نے جو کچھ نبیوں پر نازل کیا ہے وہ سب کی تصدیق کرے گی، آفتاب و ماہتاب کی حفاظت کرے گی یعنی عبادت کے اوقات کے لیے ان کی محافظت کرے گی۔

خوش نصیب ہیں وہ دل، چہرے اور روحیں جو مجھ سے اخلاص برتی ہیں، میں انھیں تسبیح و تکبیر اور تحمید و توحید کو ان کی مجلسوں میں، ان کی آرام گاہوں میں اور ان کے سفر و حضر اور ہر حرکت و سکون میں الہام کروں گا۔ مسجدوں میں ان کی صفیں، فرشتوں کی صفوں کی مانند ہیں، فرشتے عرش کے گرد ہیں، وہ میرے دوست اور میرے مددگار ہیں، میں ان کے ذریعہ اپنا کینہ بت پرست دشمنوں سے نکالوں گا، وہ میرے لیے کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور رکوع و سجود کے ساتھ نمازیں ادا کریں گے، وہ میری خوشنودی کی خاطر اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکلیں گے اور میری راہ میں جہاد و قتال کریں گے اور اور میں ان کی کتاب یعنی قران سے دیگر کتابوں کو، ان کی شریعت سے دیگر شریعتوں کو، اور ان کے دین سے دیگر دینوں کو ختم کروں گا۔

اور جو کوئی ان کے زمانہ کو پائے اور ان کی کتاب پر ایمان نہ لائے اور ان کے دین و شریعت کو نہ مانے وہ میرا نہیں ہے میں اس سے بیزار ہوں، میں نے انھیں ساری امتوں سے افضل اور امت وسط بنایا جو تمام لوگوں پر گواہ ہیں۔ جب غضب میں آئیں گے تو میری تہلیل یعنی **لا الہ الا اللہ** کا نعرہ لگائیں گے اور جب نزاع کریں گے تو تسبیح کریں گے اور میری پاکی بیان کریں گے یعنی **سبحان اللہ و بحمدہ** کہیں گے۔ اور اپنے چہروں اور اعضاء کو پاک و صاف کریں گے اور ٹخنوں سے اوپر ازار باندھیں گے، ہر چڑھائی و اتار پر اللہ اکبر کہیں گے اور خون بہا کر قربانی دیں گے۔ ان کی کتاب یعنی قرآن ان کے سینوں میں ہے۔

رات میں عبادت گزار اور دن میں شیر یعنی مجاہد ہیں۔ وہ کتنا خوش نصیب ہے جو ان کے ساتھ ہے، ان کے مذہب اور ان کی راہ و رسم پر ہے یہ میرا فضل ہے جسے میں چاہتا ہوں اسے دیتا ہوں میں خداوند فضل عظیم ہوں۔ اسے ابونعیم نے روایت کیا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

امت کے بارے میں رب کا حضور سے مشورہ

امت مرحومہ کے اوصاف و خصائل اور رب تعالیٰ کے مشورہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل بھم.

بیشک میرے رب نے میری امت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں :

فقلت ما شئت یا رب ھم خلقک و عبادک .

میں نے عرض کی اے رب میرے جو تو چاہے کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔

فاستشارنی الثانیۃ .

اس نے دوبارہ مجھ سے مشورہ پوچھا :

فقلت لہ کذلک .

میں نے اب بھی وہی عرض کی :

فاستشارنی الثالثه

اس نے سہ بارہ مجھ سے مشورہ لیا :

فقلت له کذلک .

میں نے پھر وہی عرض کی :

فقال تعالیٰ انی لن اخزیک فی امتک یا احمد.

اس پر رب عزوجل نے فرمایا اے احمد بیشک میں ہرگز تجھے تیری امت کے معاملہ میں رسوا نہ کروں گا۔

و بشرنی ان اول من یدخل الجنة معی من امتی سبعون الفا مع کل الف سبعون الفا لیس علیهم حساب .

اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب سے پہلے میرے ساتھ داخل بہشت ہوں گے ان میں ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا۔

آگے حدیث اور طویل وجلیل ہے جس میں اپنے اور اپنی امت مرحومہ کے فضائل جلیلہ ارشاد ہوئے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔

امام احمد وابن عساکر نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

(الامن والعلی)

امت کی عمر

حدیث میں ہے دنیا کی عمر سات دن ہے میں اس کے پچھلے دن میں مبعوث ہوا۔ دوسری حدیث

میں ہے میں امید کرتا ہوں کہ میری امت کو خدائے تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے۔ان حدیثوں سے امت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی ان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون تیرے رب کے یہاں ایک دن تمھاری گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے۔

ان احادیث کے مطابق بعض علماء نے لکھا کہ یہ امت ہزار سال سے متجاوز نہ ہوگی اور بعض نے اس سے آگے بڑھنے کی طرف اشارہ کیا۔

امام احمد رضا بریلوی نے ان احادیث وعلوم کے پیش نظر یہ تحقیق فرمائی کہ یہ امت پندرہ سو برس سے بھی آگے بڑھے گی آپ فرماتے ہیں ان حدیثوں سے جو مستفاد ہوا اس میں وہ توقیت کے منافی نہیں۔جو اس علم (جفر) سے میرے خیال میں آئی ہے کیوں کہ یہاں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے رب عزوجل سے استدعا ہے آئندہ انعام الٰہی وہ جس قدر زیادہ عمر عطا فرمائے، جیسے جنگ بدر میں حضور نے صحابہ کرام کو تین ہزار فرشتے مدد کے لیے آنے کی امید دلائی۔

کیا تمھیں یہ کافی نہیں کہ تمھارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمھاری مدد فرمائے، اس پر حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کا اضافہ فرمایا کہ کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور تقویت پر رہو اور کا فر ابھی کے ابھی تم پر آئیں تو تمھارا رب پانچ ہزار نشانوں والے فرشتوں سے تمھاری مدد فرمائے گا۔ (الملفوظ حصہ اول)

یہ پچھلی امت ہے

حدیث میں ارشاد ہوا انتم تتمون سبعین امة من قبلکم و انتم آخرھم.

تم سے پہلے ۶۹/امتیں گزریں اور تم سب سے پچھلے ہو۔شب معراج رب العزت جل جلالہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا اغم علیک ان جعلتک اخر الانبیاء .

کیا تمھیں اس بات کا غم ہوا کہ میں نے تمھیں سب سے پچھلا نبی کیا۔عرض کی نہیں ارشاد فرمایا کہ

تمھاری امت کو اس بات کا غم ہوا کہ میں نے انھیں سب سے پچھلی امت کیا عرض کی نہیں اے رب میرے۔ ارشاد فرمایا میں نے انھیں اس لیے سب سے پچھلی امت کیا کہ سب امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انھیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں۔

حساب کا پتہ نہ چلے گا

روز قیامت تمام امتوں کو منادی پکارے گا جب اس امت کی باری آئے گی ندا کرے گا کہاں ہیں امت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور دامن رحمت وسیع کیا جائے گا اس میں سب کو لے لیا جائے گا کسی کو ان کے حساب کا پتہ بھی نہ چلے گا۔

ایک حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی اے رب میری امت کا حساب مجھے دے دے ارشاد فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیری امت میرے بندے ہیں خود حساب لوں گا اور خود ہی بخش دوں گا۔ روز قیامت دامن رحمت میں تمام امت کو جمع فرمایا جائے گا اور ارشاد فرمایا جائے گا میں نے اپنے حقوق معاف کیے تم آپس میں ایک دوسرے کے حقوق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ۔ یہ سب صدقہ ہے سرکار کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (الملفوظ حصہ سوم)

امت کے تہتر فرقے

(قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملة کلهم فی النار الاملة واحدة ما انا علیه و اصحابی.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی وہ سب دوزخی ہیں سوا ایک کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

ابن ماجہ انس سے اور احمد وطبرانی معاویہ سے اور عبد بن حمید سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی :

كلها فى النار الا واحدة و هى الجماعة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب فرقے جہنمی ہیں سوا ایک کے کہ وہ جماعت ہے۔ (فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین)

امت محمدیہ کی تین خصلتیں

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثلاث لم تسلم منها هذه الامة الحسد و الظن و الطيرة الا انبئكم بالمخرج منها اذا ظننت فلا تحقق و اذا حسدت فلا تبغ و اذا تطيرت فامض .

تین خصلتیں اس امت سے نہ چھوٹیں گی حسد اور بدگمانی اور بدشگون، کیا میں تمھیں ان کا علاج نہ بتادوں؟ بدگمانی آئے تو اس پر کاربند نہ ہو اور حسد آئے تو محسود پر زیادتی نہ کرو اور بدشگونی کے باعث کام سے رک نہ رہو۔

اسے ائمہ ستہ نے کتاب الایمان میں امام حسن بصری سے روایت کیا۔ نیز ابن عدی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔

عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بلفظ اذا حسدتم فلا تبغوا و اذا ظننتم فلا تحققوا و اذا تطيرتم فامضوا و على الله فتوكلوا.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمھارے دل میں حسد آئے تو زیادتی نہ کرو اور

بدگمانی آئے تو اسے جمانہ دو اور بدشگونی آئے تو رکو نہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ (فتاویٰ افریقہ)

امت کا اول وآخر

امام ترمذی نے بسند حسن حضرت انس اور امام احمد نے حضرت عمار بن یاسر اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر وسلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی اور محقق دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بنظر کثرت طرق اس کی صحت پر حکم دیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

مثل امتی مثل المطر لا یدری اوله خیر او آخره .

میری امت کی کہاوت ایسی ہے جیسے مینھ کہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کا اگلا بہتر یا پچھلا۔

شیخ محقق شرح میں لکھتے ہیں۔ کنایہ است از بودن ہمہ امت خیر چنانکہ مطر ہمہ نافع است۔

یعنی یہ پوری امت کے بہتر ہونے سے کنایہ ہے جیسا کہ بارش سب کی سب نفع بخش ہے۔

(مولف)

امت کا غلبہ

امام مسلم اپنی صحیح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی :

لا تزال طائفة من امتی قائمة بامر الله لا یضرهم من خذلهم او خالفهم حتی یاتی امر الله و هم ظاهرون علی الناس.

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ خدا کے حکم پر قائم رہے گا انھیں نقصان نہ پہنچائے گا جو انھیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آئے گا اس حال میں کہ وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۸۲۔ اقامۃ القیامۃ)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خذلهم و لا من خالفهم حتی یاتی امر الله و هم علی ذلک .**

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا انھیں نقصان نہ دے گا جو انھیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا وہ اسی پر رہیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے گا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲،ص ۱۷۶۔تدبیر فلاح)

امتی کی عمر

حدیث میں فرمایا **اعمار امتی ما بین الستن الی السبعین .**

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کی عمر ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہے۔(مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰،ص ۳۴)

امت کی آزمائش

ابن قتیبہ کتاب الاشربہ میں زید بن علی بن حسین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں :

انه شرب هو و اصحابه نبیذا شدیدا فی ولیمة فقیل له یا ابن رسول الله حدثنا بحدث سمعته من آبائک عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی النبیذ فقال حدثنی ابی عن جدی علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنهم عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه قال ینزل امتی علی منازل بنی اسرائیل حذو القذوة بالقذة و النعل بالنعل ان الله تعالیٰ ابتلی بنی اسرائیل بنهر طالوت و احل لهم منه الغرفة و حرم منه الری و ان الله ابتلاکم بهذه النبیذ و احل منه الری و حرم منه السکر .

زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اوران کے اصحاب نے ایک ولیمہ میں تیز نبیذ پی تو ان سے کہا گیا کہ اے ابن رسول ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث شریف نبیذ کے بارے میں بیان فرمایئے جو آپ نے اپنے آباء کرام سے سنی ہو فرمایا کہ میرے باپ نے میرے دادا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے ایک حدیث بیان کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت بنی اسرائیل کے مرتبے کے مقابل برابر برابر ہے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نہر طالوت سے آزمایا اوران کے لیے اس کا ایک چلو حلال فرمایا اور سیرابی کو حرام، اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تم کو اس نبیذ سے آزمایا کہ اس سے سیرابی حلال اور اس کی نشہ آوری حرام کی۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰،ص ۵۵۔الفقہ التسجیلی)

امت کے لیے پیشین گوئی

روی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال یشر بن ناس من امتی الخمر و یسمونہا باسماء.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں کچھ لوگ شراب پئیں گے اور شراب کے مختلف نام رکھیں گے۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰،ص ۵۶۔الفقہ التسجیلی)

امت کے لیے حضور کی دعا

امام احمد وحاکم کنی میں اور بغوی اور حاکم مستدرک اور طبرانی کبیر میں ابو بردہ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی

اللھم اجعل فناء امتی قتلا فی سبیلک بالطعن.

الٰہی میری امت کو اپنی راہ میں شہادت نصیب کر دشمنوں کے نیزوں اور طاعون سے۔

ماوردی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی

اللهم اجعل فناء امتی بالطعن و الطاعون.

الٰہی میری امت کو دشمن کے نیزوں اور طاعون سے وفات نصیب کر۔

طبرانی اوسط میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تفنی امتی الا بالطعن و الطاعون غدة کغدة الابل المقیم فیها کالشهید و الفار منها کالفار من الزحف.

میری امت کا خاتمہ دشمن کے نیزوں اور طاعون سے ہی ہوگا، اونٹ کی سی گلٹی ہے جو اس میں ٹھہرا رہے وہ شہید کے مانند ہے اور جو اس سے بھاگ جائے وہ ایسا ہے جیسا کفار کو پیٹھ دے کر جہاد سے بھاگنے والا۔

صحیح مستدرک میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الطاعون وخز اعدائکم من الجن و هو لکم شهادة.

طاعون تمھارے دشمن جنوں کا چوکا ہے اور وہ تمھارے لیے شہادت ہے۔

مسند احمد و معجم کبیر میں ابوموسیٰ اور اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

فناء امتی بالطعن و الطاعون و خزا عدائکم من الجن و فی کل شهادة.

میری امت کا خاتمہ جہاد و طاعون سے ہے کہ تمھارے دشمن جنوں کا چوکا ہے اور دونوں میں

شہادت ہے۔

طاعون امت کے لیے شہادت

شیرازی القاب میں معاذ سے رفعا راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الطاعون رحمة لكم و دعوة نبيكم و موت الصالحين قبلكم و هو شهادة .

بیشک طاعون تمھارے رب کی رحمت اور تمھارے نبی کی دعا اور اگلے نیکوں کی موت ہے اور وہ شہادت ہے۔

احمد و طبرانی و ابن عساکر انھیں سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

فيستشهد الله به انفسكم و ذراريكم و يزكى به اعمالكم.

اللہ تعالیٰ طاعون سے تمھیں اور تمھارے بچوں کو شہادت دے گا اور اس کے سبب تمھارے اعمال ستھرے کرے گا۔

طبرانی نے معجم اوسط اور ابو نعیم نے فوائد ابو بکر بن خلاد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الطاعون شهادة لامتى .

طاعون میری امت کے لیے شہادت ہے۔

احمد و ابن سعد عسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الطاعون شهادة لامتى و رحمة لهم و رجس على الكافرين .

طاعون میری امت کے لیے شہادت ورحمت ہے اور کافروں پر عذاب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۸۲)

امت گمراہ نہ ہوگی

قولہ علیہ الصلاۃ و السلام لا تجتمع امتی علی الضلالۃ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۲۱۲۔ کتاب المنی والدرر)

قرض دار امتی

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **من حمل من امتی دینا ثم جهد فی قضائه ثم مات قبل ان یقضیه فانا ولیه .**

میرا جو امتی کسی دین کا بار اٹھائے پھر اس کے ادا میں کوشش کرے پھر بے ادا کیے مر جائے تو میں اس کا ولی وکفیل کار ہوں۔ اسے احمد نے سند جید سے اور ابویعلی اور طبرانی نے اوسط میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۸۳)

سحری اور افطار

حدیث میں فرمایا **لا تزال امتی بخیر ما عجلوا الفطر و اخروا السحر.**

ہمیشہ میری امت خیر سے رہے گی جب تک افطار میں جلدی اور سحری میں دیر کرے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۴۹)

امت اور عمامہ

دیلمی رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا تزال امتی علی الفطرة ما لبسوا العمائم علی القلانس.

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھے۔

ابوعبداللہ محمد بن وضاح فضل لباس العمائم میں خالد بن معدان سے مرسلاً راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اللہ تعالیٰ اکرم ھذہ الامة بالعصائب . الحدیث.

بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۷، ۷۸)

امت اور نماز پنجگانہ

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

نماز پنجگانہ اللہ عزوجل کی وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس نے اپنے کرم عظیم سے خاص ہم کو عطا فرمائی ہم سے پہلے کسی امت کو نہ ملی، بنی اسرائیل پر دو ہی وقت کی فرض تھی وہ بھی صرف چار رکعتیں دو صبح دو شام وہ بھی ان سے نہ نبھی۔

سنن نسائی شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث معراج مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں :

ثم رددت الی خمس صلوات قال فارجع الی ربک فاسأله التخفیف فانه فرض علی بنی اسرائیل صلاتین فما قاموا بهما.

یعنی پھر پچاس نمازوں کی پانچ رہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی حضور پھر جائیں اور اپنے رب سے تخفیف چاہیں کہ اس نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض فرمائی تھیں وہ انھیں بھی بجانہ لائے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

ورد ان بنی اسرائیل کلفوا برکعتین غداة و رکعتین بالعشی قیل و رکعتین عند الزوال فما قاموا بما کلفوا به.

بنی اسرائیل پر چار رکعت نماز فرض کی گئی دو صبح کو اور دو شام کو اور کہا گیا ہے کہ دو رکعت زوال کے وقت لیکن وہ انھیں بجانہ لائے۔ (مولف)

اور امتوں کا حال خدا جانے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ پانچوں نمازیں ان میں کسی کو نہ ملیں، علماء نے بے خلاف اس کی تصریح فرمائی۔

مواہب شریف بیان خصائص امت مرحومہ میں لکھا

و منها مجموع الصّلوات الخمس و لم تجمع لاحد غیرهم.

امت مرحومہ کے فضائل میں سے نماز پنجگانہ ہے کہ ان کے علاوہ کسی کے لیے پانچوں نمازیں جمع نہیں کی گئیں۔ (مولف)

شرح زرقانی مقصد معراج مقدس میں زیر حدیث مذکور نسائی لکھا۔

هذا هو الصواب و ما وقع فی البیضاوی انه فرض علیهم خمسون صلاة فی

الیوم و اللیلة قال السیوطی هذا غلط و لم یفرض علی بنی اسرائیل خمسون صلاة قط بل و لا خمس صلاة و لم تجمع الخمس الا لهذه الامة و انما فرض علی بنی اسرائیل صلاتان فقط کما فی الحدیث.

یہی درست ہے اور وہ جو بیضاوی میں ہے کہ بنی اسرائیل پر دن ورات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں تو امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ یہ غلط ہے، بنی اسرائیل پر پچاس نمازیں کبھی بھی فرض نہ ہوئیں بلکہ پانچ بھی نہ ہوئیں، اور پانچ نمازیں صرف امت مرحومہ کے لیے جمع ہوئی ہیں ہاں بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض تھیں جیسا کہ حدیث میں ہے۔ (مولف)

لمعات شیخ محقق دہلوی وشرح مشکوٰۃ امام ابن حجر مکی میں ہے۔

مجموع هذه الخمس من خصوصیاتنا.

یعنی ان پانچوں کا مجموعہ ہماری خصوصیات میں سے ہے۔ (مولف)

اشعۃ اللمعات میں ہے

مجموع خمس اوقات مخصوص ایں امت است۔

پانچوں اوقات کا مجموعہ اس امت کے ساتھ مخصوص ہے۔ (مولف)

ابن ابی شیبہ مصنف اور ابوداؤد وبیہقی سنن میں بسند حسن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشا کی نسبت فرمایا۔

اعتموا بهذه الصلاة فانکم فضلتم بها علی سائر الامم و لم تصلها امة قبلکم.

اس نماز کو دیر کر کے پڑھو کہ تم اس سے تمام امتوں پر فضیلت دیے گئے ہو تم سے پہلے کسی امت

نے یہ نماز نہ پڑھی۔

پر ظاہر کہ جب نماز عشا ہمارے لیے خاص ہے تو پانچوں نماز کا مجموعہ بھی ہمارے سوا کسی امت کو نہ ملا۔ رہا ہمارے نبی سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم سلم کے سوا کسی نبی کو یہ پانچوں نہ ملنا علماء اس کی بھی تصریحیں فرماتے ہیں:

امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ایک باب وُضع فرمایا **باب اختصاصه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بجموع الصلوات الخمس و لم تجمع لاحد.**

امام محمد محمد محمد بن امیر الحاج حلبی حلیہ میں بعض علماء سے ناقل۔

هذه الصلوات تفرقت فی الانبياء و جمعت فی هذه الامة .

یہ پانچ نمازیں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں متفرق رہیں اور اس امت میں جمع کر دی گئیں۔ (مولف)

علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں :

لم يجتمع لاحد غيرهم من الانبياء و الامم .

امت مرحومہ کے سوا انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور امم سابقہ میں سے کسی کے لیے پانچ نمازیں جمع نہیں ہوئیں۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۳۔۱۹۴)

ذكر في الحلية عن بعضهم قال هذه الصلوات تفرقت فی الانبياء عليهم الصلاة و السلام و جمعت فی هذه الامة فذكر الفجر لآدم و الظهر لابراهيم و العصر لسليمن و المغرب لعيسیٰ عليهم الصلاة و السلام ثم قال و اما العشاء فخصصت بها

هذة الامة .

- حلیہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ نمازیں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں متفرق رہیں اور اس امت میں جمع کر دی گئیں۔ پھر ذکر کیا کہ فجر حضرت آدم کے لیے اور ظہر حضرت ابراہیم کے لیے اور عصر حضرت سلیمان کے لیے اور مغرب حضرت عیسیٰ علیہم الصلاۃ السلام کے لیے پھر فرمایا کہ عشا اس امت کے ساتھ مخصوص ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۸)

نماز عشا امت مرحومہ کی خصوصیت ہے

حدیث سیدنا معاذ الصحیح المار فی العشا انکم فضلتم بها علی سائر الامم.

سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نماز عشا کی وجہ سے تم تمام امتوں پر فضیلت والے ہو۔ (مولف)

قال الامام السیوطی فی الباب المزبور اخرج البخاری عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنه قال اعتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لیلة بالعشاء حتی ابهار اللیل ثم خرج فصلی فلما قضی صلاته قال لمن حضره ابشروا ان من نعمة اللہ علیکم انه لیس احد من الناس یصلی هذه الساعة غیرکم او قال ما صلی هذه الساعة احد غیرکم.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک رات عشا کی نماز میں آدھی رات تک تاخیر فرمائی پھر تشریف لائے اور نماز پڑھی نماز پوری کرنے کے بعد فرمایا جو حاضر ہے اس کو بشارت دے دو کہ اللہ تعالیٰ کی تم پر یہ نعمت ہے کہ اس وقت کوئی تمہارے علاوہ دوسرا نماز نہیں پڑھ رہا ہے۔ یا یہ فرمایا کہ اس وقت تمہارے علاوہ کسی نے نماز نہیں پڑھی۔ (مولف)

امام سیوطی نے فرمایا کہ احمد ونسائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال اخر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صلاة العشا ثم خرج الى المسجد فاذا الناس ينتظرون الصلاة فقال اما انه ليس من اهل هذه الاديان احد يذكر الله تعالىٰ هذه الساعة غيركم.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشا میں تاخیر فرمائی پھر جب مسجد میں تشریف لائے تو لوگ نماز کا انتظار کر رہے تھے فرمایا کہ ان دین والوں میں تمھارے سوا کوئی اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کر رہا ہے۔ (مولف)

للبخاری و مسلم عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما ليس احد من اهل الارض .

بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ روئے زمین میں کوئی نہیں ہے۔ (مولف)

زاد مسلم الليلة . ينتظر الصلاة غيركم .

مسلم نے اور زیادہ کیا کہ رات کو سوائے تمھارے کوئی نماز کا انتظار کر رہا ہو۔ (مولف)

بخاری و مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

و فيه ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم .

انھیں میں ہے کہ روئے زمین میں تمھارے علاوہ کوئی منتظر نماز نہیں ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۹، ۲۰۰)

امت بارش کی مانند ہے

امام ابن حجر نے فرمایا مسند ابی یعلی میں ایک حدیث ہے۔

حدثنا جویریة بن اشرس قال اخبرنا عقبة بن ابی الصهباء الباهلی قال سمعت الحسین یقول سمعت علیا یقول قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مثل امتی مثل المطر لا یدری او له خیر ام آخره .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے معلوم نہیں کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر۔ (مولف) (فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۶۰۵ ۔ منیر العین)

امت کے لیے مجدد

مسلم میں ہے

ان الله یبعث لهذه الامة علی رأس کل مائة من یجدد لها دینها . صححه الحاکم و رواه ابو داؤد.

بیشک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے ختم پر اس امت کے لیے ایک مجدد بھیجے گا جو امت کے لیے اس کا دین تازہ کرے گا۔ اسے حاکم وابوداؤد نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح کہا۔

(فتاوی رضویہ ۲، ص ۶۴۳ ۔ منیر العین)

اعضائے وضو روشن ہوں گے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان امتی یدعون یوم القیامة غرا محجلین من آثار الوضو فمن استطاع منکم ان یطیل غرته فلیفعل.

بخاری ومسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

ابوہریرہ سے مسلم کے لفظ یہ ہیں

انتم الغر المحجلون یوم القیامة من اسباغ الوضوء فمن استطاع منکم فلیطل غرته و تحجیله.

یعنی میری امت کے چہرے اور چاروں ہاتھ پاؤں روز قیامت وضو کے نور سے روشن ومنور ہوں گے تو تم میں جس سے ہو سکے اسے چاہیئے کہ اپنے اس نور کو زیادہ کرے۔ یعنی چہرہ کے اطراف میں جو حدیں شرعاً مقرر ہیں اس سے کچھ زیادہ دھوئے اور ہاتھ نصف بازو اور پاؤں نیم ساق تک۔

(فتاویٰ رضویہ ج۱، ص۱۵۹۔ بارق النور)

اضاعت مال سے ممانعت

عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انه قال و انهی امتی عن اضاعة المال.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کو اضاعت مال سے روک دیا ہوں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج۱، ص۸۰۸۔ الطلبۃ البدیعۃ)

خطا وبھول پر مواخذہ نہیں

قوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم رفع عن امتی الخطا و النسیان.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری امت کی بھول پر مواخذہ نہیں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ا، ص ۱۹۸۔ بارق النور)

امت عافیت میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کل امتی معافی الا المجاهرین.

میری سب امت عافیت میں ہے سوا ان کے جو گناہ آشکارا کرتے ہیں۔

بخاری ومسلم نے ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۵۵)

ستر امتوں میں بہتر

اللہ تعالیٰ اس امت مرحومہ سے فرماتا ہے۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس.

تم سب سے بہتر امت ہو کہ لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی۔

آیات کریمہ ناطق کہ حضور کا دین تمام ادیان سے اعلیٰ واکمل اور حضور کی امت سب امم سے بہتر و افضل، تو لاجرم اس دین کا صاحب اور اس امت کا آقا سب دین وامت والوں سے افضل واعلیٰ۔

امام احمد ترمذی وابن ماجہ وحاکم معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

انکم تتمون سبعین امة انتم خیرھا و اکرمھا علی اللہ .

تم ستر امتوں کو پورا کرتے ہو کہ اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر و بزرگ تر تم ہو۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

امت کا نور، نور انبیاء کے مثل ہوگا

بیہقی وہب بن منبہ سے راوی :

اللہ تعالٰی نے زبور مقدس میں وحی بھیجی اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہے میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا اس کی امت امت مرحومہ ہے، میں نے انھیں وہ نوافل عطا کیے جو پیغمبروں کو دیے اور ان پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیاء و رسل پر فرض تھے یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال پر حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل نور انبیاء کے ہوگا، اے داؤد میں نے محمد کو سب سے افضل کیا اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

دخول جنت میں امت کی سبقت

امام اجل فقیہ محدث عارف باللہ استاذ ابو القاسم قشیری اور مفسر ثعلبی پھر علامہ احمد قسطلانی فرماتے ہیں، حق جل وعلا نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے فرمایا :

الجنة حرام علی الانبیاء حتی تدخلھا و علی الامم حتی تدخلھا امتک.

جنت انبیاء پر حرام ہے جب تک تم نہ داخل ہو اور امتوں پر حرام ہے جب تک تمھاری امت نہ جائے۔ (تجلی الیقین)

روز قیامت امت بلندی پر ہو گی

طبری تفسیر میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

هو يرقى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و امته على كوم فوق الناس.

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت روز قیامت بلندی پر تشریف رکھیں گے سب سے اونچے۔

ابن جریر و ابن مردویہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا و امتى يوم القيامة على كوم مشرفين ما من الناس احد الاود انه منا. الحديث.

میں اور میری امت روز قیامت بلندیوں پر ہوں گے سب سے اونچے کوئی ایسا نہ ہوگا جو تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔ **(تجلی الیقین)**

اللہ کے دو ناموں پر امت کا نام

اسحاق بن راہویہ اپنی مسند اور ابن ابی شیبہ مصنف میں امام مکحول تابعی سے راوی :

امیر المومنین عمر کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا اس سے فرمایا قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام بشر پر فضیلت بخشی میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہودی نے قسم کھا کر حضور کی افضلیت مطلقہ کا انکار کیا امیر المومنین نے اس کے طمانچہ مارا یہودی بارگاہ رسالت میں نالشی آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین کو تو حکم دیا تم نے اس کے تھپڑ مارا ہے راضی کرلو اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔

بلکہ او یہودی آدم صفی اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ موسیٰ نجی اللہ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں، بلکہ او یہودی اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے، اللہ تعالیٰ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا۔ اللہ تعالیٰ مومن ہے اور میری امت کا نام مومنین رکھا بلکہ او یہودی بہشت سب نبیوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میں تشریف لے جاؤں اور سب امتوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میری امت داخل ہو۔ (تجلی الیقین)

امت رسوائی سے محفوظ ہے

خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شب اسریٰ مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اس میں دو کمان بلکہ کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا اے محمد کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پیچھے بھیجا میں نے عرض کی نہ، فرمایا کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے انھیں سب امتوں کے پیچھے رکھا میں نے عرض کی نہ، فرمایا اپنی امت کو خبر دے دے کہ میں نے انھیں سب سے پیچھے اس لیے کیا اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انھیں اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

اولیائے کرام اور مردان غیب

اس امت کے خصائص میں سے ان میں اقطاب، اوتاد، نجباء اور ابدال کے وجود کا ہونا بھی ہے۔

حدیث مرفوع میں بروایت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ ابدال چالیس مرد وزن ہیں جب

ان مرد وزن سے کوئی مرجاتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے بدلے کسی دوسرے مرد وزن کو پیدا فرماتا ہے۔ ابن خلال نے کرامات اولیاء میں اسے نقل کیا ہے۔

اور طبرانی اوسط میں اسے یوں روایت کرتے ہیں کہ زمین ایسے چالیس شخصوں سے خالی نہیں رہتی جو خلیل الرحمٰن (علیہ السلام) کی مانند ہیں ان کے ساتھ زمین قائم ہے اور ان کی برکت سے لوگوں کے لیے بارشیں ہوتی ہیں، ان میں کوئی نہیں مرتا مگر یہ کہ حق تعالیٰ کسی دوسرے مرد کو اس کا بدل فرمادیتا ہے۔ ان کا نام ابدال اسی بناء پر رکھا گیا ہے۔

اور بعض مشائخ نے فرمایا انھیں ابدال اس لیے کہتے ہیں کہ انھوں نے بری صفتوں کو صفات حمیدہ سے بدل دیا ہے اور یہ صفات بشریت سے باہر آئے ہوئے ہیں۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ وہ خلیل الرحمٰن کی مانند ہیں یہ ان کی کمالی صفتوں میں سے ایک خاص صفت کمال مراد ہے جو اخص صفات ہیں اور اس میں حضرت خلیل علیہ السلام سے مشارکت رکھتے ہیں۔ اور یہی مطلب مشائخ کرام کے اس قول کا ہے کہ ''ہر ولی نبی کے قدم پر ہے'' حاشا وہ نبی کے تمام صفات میں ہم مثل مراد نہیں ہے۔

اور ابن عدی کامل میں نقل کرتے ہیں کہ ان چالیس ابدال میں سے بائیس افراد ملک شام کے ہوتے ہیں اور اٹھارہ افراد ملک عراق سے اور جب حکم الٰہی ہوگا تو وہ سب انتقال کر جائیں گے اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

ابونعیم حلیہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خیار امت پانچسو شخص ہیں۔ اور ابدال چالیس ہیں نہ کہ پانچ سو۔ یہ چالیس سے نہ کم ہوتے ہیں نہ زیادہ جب ان میں سے کوئی مرتا ہے تو دوسرا اس کے بدل میں آجاتا ہے یہ تمام روئے زمین میں ہوتے ہیں۔

نیز حلیہ میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے چالیس مرد ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے دل پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے خلق کو بلاؤں سے محفوظ فرماتا ہے انھیں کو ابدال کہا جاتا ہے۔ انھوں نے یہ درجہ روزہ ونماز اور صدقہ سے نہیں پایا۔ حضرت ابن مسعود نے دریافت کیا پھر کس چیز سے یہ درجہ پایا فرمایا مسلمانوں کی خیر خواہی اور سخاوت سے۔ مطلب یہ کہ نماز، روزہ وصدقہ میں تو مسلمانوں کے ساتھ شریک ہیں لیکن ان کی وہ خاص صفت جس کی بناء پر انھیں یہ درجہ ملا یہی دو صفتیں ہیں۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص روزانہ یہ دعا مانگے کہ

اللهم ارحم امة محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم (اے خدا امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحم فرما) تو حق تعالیٰ اسے ابدال میں لکھتا ہے۔

اور حلیہ میں ہے کہ جو روزانہ دس بار ان لفظوں کو کہے :

اللهم اصلح امة محمد اللهم فرخ عن امة محمد اللهم ارحم امة محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم. (اے خدا امت محمد کی اصلاح فرما اے خدا امت محمد پر کشادگی فرما اے خدا امت محمد پر رحم فرما) تو اللہ تعالیٰ اسے ابدال میں لکھتا ہے۔

ابدال کی نشانی یہ ہے کہ ان سے اولاد پیدا نہیں ہوتی اور وہ کسی چیز پر لعنت نہیں کرتے۔

زید بن ہارون سے مروی ہے کہ ابدال اہل علم ہیں۔ اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ابدال اگر محدثین نہ ہوں گے تو پھر کون ہوں گے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں ایک کتاب سے نقل کیا ہے کہ نقباء تین سو ہیں اور نجباء ستر، ابدال چالیس، اخیار سات، عمد (غالباً اوتاد) چار اور غوث ایک ہے۔ نقباء کا مسکن مغرب اور نجبا کا مسکن مصر اور

ابدال کا مسکن شام اور اخیار زمین میں سیاح ہیں۔ عمد زمین کے گوشوں میں ہیں۔ اور غوث کا مسکن مکہ مکرمہ ہے۔ اور جب کوئی امر عام عارض ہوتا ہے تو نقبا دعا کرتے ہیں اور اس حاجت کے پوری ہونے کے لیے وہ عاجزی کرتے ہیں ان کے بعد نجباء، ان کے بعد ابدال، ان کے بعد اخیار، ان کے بعد عمد۔ اگر ان کی دعائیں مستجاب ہو جائیں تو فبہا ورنہ غوث عاجزی کرتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں اور سوال کے تمام ہونے سے پہلے غوث کی دعا قبول کر لی جاتی ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

فقراء کے مدارج ومراتب

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ جب طالب سلوک کی راہ چلتا ہے تو اسے رفتہ رفتہ یہ درجات حاصل ہوتے ہیں۔

صلحا، سالکین، فانیین، واصلین۔

اب ان واصلوں کے مراتب ہیں۔

نجباء، نقباء، ابدال، بدلاء، اوتاد، امامین، غوث، صدیق، نبی، رسول۔

تین پہلے سیر الی اللہ کے ہیں باقی سیر فی اللہ کے، اور ولی ان سب کو شامل ہے۔

(الملفوظ حصہ چہارم)

افراد کسے کہتے ہیں

افراد کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اجلۂ اولیائے کرام سے ہوتے ہیں ولایت کے درجات میں غوثیت کے بعد فردیت ہے۔

ایک صاحب اجلہ اولیائے کرام سے کسی نے پوچھا، حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟

فرمایا: ابھی ابھی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی۔ فرماتے تھے جنگل میں ٹیلے پر ایک نور دیکھا جب میں قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ کمبل کا نور ہے ایک صاحب اسے اوڑھے سو رہے ہیں میں نے پاؤں پکڑ کر ہلایا اور جگا کر کہا اٹھو مشغول بخدا ہو۔ کہا آپ اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے میری حالت پر رہنے دیجیے۔ میں نے کہا کہ میں مشہور کیے دیتا ہوں کہ یہ ولی اللہ ہیں۔ کہا میں مشہور کردوں گا کہ یہ خضر ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے لیے دعا کرو، کہا دعا تو آپ ہی کا حق ہے میں نے کہا تمھیں دعا کرنی ہوگی کہا

وفر الله حظك منه .

اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے۔

اور کہا اگر میں غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمایئے گا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے حالاں کہ کسی ولی کی طاقت نہ تھی کہ میری نگاہ سے غائب ہو سکے۔

میں وہاں سے آگے بڑھا تو ایک اور اسی طرح کا نور دیکھا کہ نگاہ کو خیرہ کرتا ہے قریب گیا تو دیکھا کہ ایک عورت کمبل اوڑھے سو رہی ہے وہ اس کے کمبل کا نور ہے۔ میں نے پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا غیب سے ندا آئی اے خضر! احتیاط کیجیے۔ اس بی بی نے آنکھ کھولی اور کہا حضرت نہ رکے یہاں تک کہ رو کے گئے میں نے کہا اٹھ مشغول بخدا ہو۔ کہا حضرت اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے اپنی حالت پر رہنے دیں۔ میں نے کہا تو میں مشہور کیے دیتا ہوں یہ ولی اللہ ہے۔ کہا میں مشہور کردوں گی یہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا میرے لیے دعا کرو کہا دعا تو آپ کا حق ہے میں نے کہا تمھیں دعا کرنی ہوگی کہا :

و فر الله حظك منه .

اللہ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے۔

پھر کہا اگر میں غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمائے گا۔ میں نے (دل میں) کہا یہ بھی جاتی ہے

اس لیے ان سے کہا یہ تو بتائیے جا کیا تو اسی مرد کی بی بی ہے؟ کہا ہاں۔ یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہو گیا تھا اس کی تجہیز و تکفین کا ہمیں حکم تھا۔ یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہو گئی۔

(وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے) حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ لوگ ''افراد'' ہیں میں نے کہا وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رجوع لاتے ہیں فرمایا ہاں! شیخ عبد القادر جیلانی۔

کیا غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ انھیں مراقبے کی حاجت نہیں بلکہ انھیں ہر حال یوں ہی مثل آئینہ پیش نظر۔

ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب ''عبد اللہ'' ہوتا ہے۔ وزیر دست راست عبد الرب اور وزیر دست چپ عبد الملک۔ اس سلطنت میں وزیر دست چپ، وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا۔ اس لیے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ۔

غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست۔

پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی۔ اس کے بعد امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وزیر ہوئے۔ پھر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی و امام

حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے۔ پھر مولیٰ علی کو مرتبہ غوثیت عنایت ہوا اور امامین محترمین سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے ۔ پھر امام حسن سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث۔ حضور تنہا درجہ غوثیت کبریٰ پر فائز ہوئے۔ حضور غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی۔ حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک ،سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے ۔ پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔

غوث کے انتقال کے بعد ان کی جگہ امامین سے غوث کر دیا جاتا ہے۔ امامین کی جگہ اوتاد اربعہ سے، اوتاد کی جگہ بدلا سے، بدلا کی جگہ ابدال سبعین سے، اور ان کی جگہ تین سو نقبا سے، پھر اولیاء سے، اور اولیاء کی جگہ عامۂ مومنین سے کر دیا جاتا ہے کبھی بلا لحاظ ترتیب کافر کو مسلمان کر کے بدل کر دیتے ہیں ان کا مرتبہ ابدال سے زیادہ ہے۔ (الملفوظ حصہ اول)

رجال الغیب

رجال الغیب، ملائکہ میں سے نہیں بلکہ انسانوں میں سے ہیں اور یہ بھی سلسلے میں ہوتے ہیں البتہ افراد، سوائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی کے ماتحت نہیں۔ اسی واسطے فرد کہلاتے ہیں سلسلے میں کسی کے نہیں لیکن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔

(الملفوظ حصہ چہارم)

اشعار

امت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والثناء کے فضائل میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

نازشیں کرتے ہیں آپس میں ملک
ہیں غلامان شہ ابرار ہم

●

اہل صراط روح امیں کو خبر کریں
جاتی ہے امت نبوی فرش پر کریں

(حدائق بخشش)

حضور سرورکونین ﷺ

کے رشتہ دار و متعلقین

جس مسلماں نے دیکھا انھیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا و اصھارا

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے اصحاب و رشتہ دار پسند کیے۔

(الحدیث)

چچاؤں کی تعداد

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچاؤں کی تعداد میں مورخین کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ان کی تعداد نو، بعض نے کہا کہ دس، اور بعض کا قول ہے کہ ان کی تعداد گیارہ ہے۔ مگر صاحب مواہب لدنیہ نے ''ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ'' سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ حضور کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے علاوہ عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) حارث (۲) ابو طالب (۳) زبیر (۴) حمزہ (۵) عباس (۶) ابولہب (۷) غیدق (۸) مقوم (۹) ضرار (۱۰) قثم (۱۱) عبدالکعبہ (۱۲) جحل۔

ان میں سے صرف حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسلام قبول کیا۔ ابو طالب و ابولہب نے زمانہ اسلام پایا لیکن اسلام کی توفیق نہ پائی۔

●......●......●

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عمارہ اور لقب سید الشہدا ہے۔ معجم بغوی میں مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس خدائے عزوجل کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اللہ عزوجل کے نزدیک ساتویں آسمان میں لکھا ہوا ہے۔

حمزة اسد الله و اسد رسوله . (اللہ اور رسول کا شیر)

ان کا اسلام لانا بعثت کے دوسرے سال میں تھا۔ بعض نے بعثت کے چھٹے سال میں دارارقم میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داخل ہونے کے بعد کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے تین دن قبل اسلام لائے۔ یہ غزوۂ بدر میں موجود تھے اور انھوں نے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کو مقابلہ میں قتل کیا۔

ان کے اسلام لانے کا سبب یہ تھا کہ ایک دن ابو جہل لعین حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچا رہا تھا اور دشنام طرازی کر رہا تھا اور حضور تحمل فرما رہے تھے۔ حضرت حمزہ شکار کو گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو ان کی باندی نے بتایا کہ آج ابو جہل تمہارے بھتیجے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اس طرح ایذا پہنچا رہا تھا۔ حضرت حمزہ کو غصہ آیا اور ابو جہل کے پاس گئے۔ اور اپنی کمان سے اس کے سر پر مارا اور اس کا سر پھاڑ دیا اور اسلام لے آئے۔ اس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے۔

اسلام میں سب سے پہلے جو علم تیار ہوا وہ حضرت حمزہ کے لیے تھا، اور جو پہلا لشکر بھیجا گیا وہ ان کا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے تمام چچاؤں میں سب سے بہتر حمزہ ہیں اور فرمایا سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب ہیں۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کو مقتول دیکھا اور ملاحظہ فرمایا کہ انھیں مثلہ کیا گیا ہے تو حضور کی چیخ نکل گئی اور فرمایا کہ میں آج جتنا مصیبت زدہ ہوں کبھی تمھاری مانند مصیبت نہ ہوگی اور نہ کسی اور مقام میں اس جگہ کی مانند غضب ناک کھڑا ہوں گا جیسا کہ آج اس جگہ کھڑا ہوں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس دن شہادت پائی اس دن وہ ۵۹ سال کے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عمر میں چار سال بڑے تھے، بعض کتابوں میں دو سال کہا گیا ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ دوم، سیرت مصطفیٰ)

حضرت حمزہ کی نماز جنازہ

امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

ایک اثر مرسل ابوداؤد نے مراسیل میں بسند ثقات ابو مالک غفاری تابعی سے روایت کیا۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم صلی علی قتلی احد عشرۃ عشرۃ فی کل عشرۃ حمزۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه

بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے احد پر دس دس کر کے نماز جنازہ پڑھائی ہر دس میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۶۔ النہی الحاجز)

حضرت حمزہ کا عرفان

ابن ابی الدنیا اور بیہقی دلائل میں عطاف مخزومی کی خالہ سے راوی:

ایک دن میں نے قبر سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نماز پڑھی اس وقت جنگل بھر میں کسی آدمی کا نام ونشان نہ تھا بعد نماز مزار مطہر پر سلام کیا جواب آیا اور اس کے ساتھ یہ فرمایا:

من یخرج من تحت القبر اعرف کما اعرف ان اللہ خلقنی و کما اعرف الیل و النھار.

جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہے میں اسے ایسا پہچانتا ہوں جیسا یہ پہچانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس طرح رات اور دن کو پہچانتا ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ ج۴، ص۲۶۴۔حیات الموات)

حضرت حمزہ دافع البلاء ہیں

ابن شاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ پر فرمایا:

یا حمزۃ یا کاشف الکربات
یا ذاب عن وجہ رسول اللہ

اے حمزہ اے دفع بلا اے حمزہ اے چہرۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنوں کے دفع کرنے والے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۱۱، ص۸۱)

●......●......●

حضرت عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالفضل ہے کیوں کہ ان کے سب سے بڑے فرزند کا نام فضل تھا ان کی نسبت سے یہ کنیت ہے اور وہ عبداللہ بن عباس سے بڑے تھے لیکن حضرت عبداللہ ہی ''ابن عباس'' سے مشہور ہوئے اور یہی ان کے نام پر غالب آ گیا۔

حضرت عباس کی والدہ کا نام نتیلہ بنت حباب بن کلب ہے۔ یہ سب سے پہلی عرب عورت ہیں جنہوں نے بیت الحرام پر دیبا کا غلاف چڑھایا اس لیے کہ حضرت عباس ایک مرتبہ بچپنے میں گم ہو گئے تھے تو ان کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ وہ آ جائیں تو بیت اللہ پر غلاف چڑھائیں گی۔

حضرت عباس بڑے حسین وجمیل دوگیسو والے اور طویل القامت تھے۔ منقول ہے کہ لوگوں کا قد حضرت ابن عباس کے کندھوں تک پہنچتا تھا اور حضرت ابن عباس کا قد حضرت عباس کے کندھوں تک پہنچتا تھا اور حضرت عباس کا قد عبدالمطلب کے کندھوں تک۔

ان کی ولادت عام الفیل سے تین سال پہلے ہے یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو یا تین سال عمر میں زیادہ تھے اور وہ قریش میں سردار تھے اور بیت اللہ کی تعمیر اور اس کی دیکھ بھال ان کے سپرد تھی اور منصب سقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا بھی ان کے ہاتھ میں تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقبہ کی رات جس میں انصار نے عقد بیعت کی تھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اس مجلس میں انھوں نے فرمایا اے گروہ انصار تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں بزرگ وعظیم ہیں مبادا اس وقت جو تم عہد و پیمان باندھ رہے ہو تم توڑ دو خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

جب بدر کے قیدیوں میں ان کے بند سخت ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے کراہنے اور ان کی حالت کے تصور سے سو نہ سکے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ نیند نہ آنے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا عباس کی وجہ سے اس کے بعد ایک شخص اٹھا اور ان کی بندشوں کو ڈھیلا کر دیا اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ تمام قیدیوں کی بندشیں ڈھیلی کر دی جائیں۔ اور یہ کہ حضرت عباس اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے اور مشرکوں کے جبر و قہر کی بنا پر ساتھ آئے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دے دیا تھا کہ جس کسی کو حضرت عباس ملیں وہ ان کو قتل نہ کرے اس لیے کہ انھیں جبراً لایا گیا ہے یعنی ناگواری اور عدم رضا سے ساتھ آئے ہیں کیوں کہ ابوجہل اور کافروں نے یہ نہ چاہا کہ وہ مکہ مکرمہ میں رہیں اور بدر میں نہ جائیں۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ بدر سے پہلے بھی وہ مسلمان تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرکوں کے حالات اور ان کی خبریں لکھ کر بھیجا کرتے تھے اور مکہ مکرمہ میں باقی مسلمانوں کی اطلاعات دیا کرتے تھے اور حضور ان کی اطلاع پر اعتماد فرماتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے سے پہلے ہی سے حضور ان سے محبت فرماتے تھے اسی بناء پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو لکھا تھا کہ میرے بعد تمھارا مکہ مکرمہ میں رہنا بہتر ہے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا اے میرے چچا اپنے گھر رہنا اور اپنے بچوں کو بھی باہر نہ بھیجنا میں کل تمھارے یہاں آؤں گا مجھے تم سے کام ہے پھر جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے یہاں رونق افروز ہوئے اپنی چادر مبارک ان سب پر ڈالی، ایک روایت میں ہے کہ ان سب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر شریف میں ڈھانپ لیا اور فرمایا۔

اے خدا یہ میرے چچا اور میرے والد کے قائم مقام ہیں اور ان کے یہ فرزند میرے اہل بیت ہیں ان سب کو آتش دوزخ سے ایسا ہی چھپا جس طرح میں نے انھیں اپنی چادر میں چھپالیا ہے، اس پر ان سب نے آمین کہی اور گھر کے در و دیوار نے بھی آمین آمین کہی۔ ایک روایت میں ہے کہ گھر کا کوئی پتھر اور ڈھیلا

ایسا نہ تھا جس نے آمین نہ کہی ہو۔

ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سب کو اپنی چادر اقدس میں چھپالیا اور فرمایا:

اللهم اغفر للعباس و ولده مغفرة ظاهرة و باطنة لا تغادر ذنبا اللهم احفظه فی ولده.

اے اللہ عباس اور ان کی اولاد کی ظاہری و باطنی مغفرت فرما ان کا کوئی گناہ باقی نہ رہے اے اللہ ان کی اولاد کی حفاظت فرما۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ان کی شہادت سے دو سال پہلے ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں ہوئی اس وقت ان کی عمر شریف اٹھاسی یا نواسی سال کی تھی وہ ۳۲ سال زمانۂ اسلام میں رہے بقیع شریف میں وہ مدفون ہوئے اور ان کو ان کے فرزند حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قبر میں اتارا۔

خاتم المہاجرین

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے لیے تشریف لے جارہے تھے تو حضرت عباس مکہ سے ہجرت کر کے راہ میں حضور کے ساتھ شامل ہو گئے تھے حضور نے ان کے عیال کو مدینہ طیبہ بھیج دیا اور عباس کو اپنے ہمراہ رکھا اور وہ فتح مکہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہی تھے، حضور نے ان سے فرمایا تمھارے ساتھ اب ہجرت ختم ہوگئی۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ابویعلی وطبرانی وشاشی وابونعیم فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر وابن النجار حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً اور رویانی وابن عساکر محمد بن شہاب زہری سے مرسلاً راوی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مکہ معظمہ سے عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہو جاؤں اس کے جواب میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمان نافذ فرمایا۔

یا عم اقم مکانک الذی انت فیه فان الله یختم بک الهجرة کما ختم بی النبوة.

اے چچا اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔ (جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

• • •

رضاعی برادران

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی یعنی دودھ شریک بھائیوں میں سے ایک تو حضور کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

دوسرے ابوسلمہ بن عبدالاسد، شوہر ام اسلمہ ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں، ان کو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ثویبہ، ابولہب کی باندی نے اپنے بیٹے مسروح بن ثویبہ کا دودھ چار برس کے فرق سے پلایا، پہلے حضرت حمزہ کو، ان کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پھر عبداللہ بن عبدالاسد کو ثویبہ نے دودھ پلایا۔

ابوسفیان بن الحارث جو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حارث کے بیٹے ہیں یہ بھی حضور کے رضاعی بھائی ہیں۔ ان کو اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سیدہ دایہ حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔

اور حلیمہ سعدیہ کی اولاد بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بہن ہیں۔

ایک مرتبہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لشکر ہوازن پر تاخت کر رہا تھا تو ان میں ایک عورت قید ہو کر آئی اس نے کہا میں تمھارے آقا کی بہن ہوں، جب اسے حضور کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں آپ کی رضاعی بہن ہوں اس پر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے مرحبا فرمایا اور اپنی چادر مبارک بچھا کر اس پر اسے بٹھایا اور گزشتہ حالات کی یاد سے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم مبارک میں آنسو آ گئے حضور نے اس سے فرمایا اگر تم چاہو تو میرے پاس رہو، عزت واحترام اور محبت کے ساتھ رہو گی اور اگر تم چاہو تو تمھیں تمھارے لوگوں کی طرف لوٹا دوں اور حلہ و انعام و اکرام تمھیں عطا فرمادوں۔ اس نے کہا میں اپنی قوم کی طرف جانا چاہتی ہوں پھر وہ مسلمان ہو گئی اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے تین غلام و باندی اور بہت سے اونٹ و بکریاں مرحمت فرمائیں۔

مروی ہے کہ بی بی حلیمہ سعدیہ بھی بارگاہ رسالت میں آئیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا بھی بہت ادب واحترام اور اکرام وانعام فرمایا۔ اور ابولہب کی باندی ثویبہ کو بھی اکرام وانعام سے نوازا۔ ان کے اسلام لانے میں علماء اختلاف کرتے ہیں جس طرح کہ بی بی حلیمہ سعدیہ کے اسلام میں اختلاف ہے۔ بقیع میں ان کا چھوٹا سا قبہ تھا جسے قبۂ حلیمہ سعدیہ کہتے تھے (مگر اب نجدی ملعونوں نے اسے بھی شہید کر دیا ہے) کہتے ہیں کہ ان کی قبر پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغرض زیارت تشریف لے جایا کرتے تھے اور بی بی حلیمہ کے شوہر کے اسلام میں بھی اختلاف ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ انھوں نے اسلام قبول کیا۔

ثویبہ باندی کو ابولہب نے اس وقت آزاد کیا جب کہ اس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کا مژدہ لا کر اسے سنایا تھا۔ اسی بنا پر مروی ہے کہ روز دوشنبہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ ثویبہ بارگاہ رسالت میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے بعد آئی تو سیدہ خدیجہ نے اس کا احترام فرمایا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ اس کے لیے حلہ اور کپڑے بھیجا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ فتح خیبر کے بعد فوت ہوگئی۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حلیمہ اور حارث بارگاہ رسالت میں

حضرت حلیمہ سعدیہ اور ان کے شوہر حضرت حارث سعدی کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

حضرت حلیمہ جب روز حنین حاضر بارگاہ ہوئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے قیام فرمایا اور اپنی چادر انور بچھا کر بٹھایا۔ ان کے شوہر جن کا شیر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

نوش فرمایا، حارث سعدی، یہ بھی شرف اسلام وصحبت سے مشرف ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے تھے راہ میں قریش نے کہا اے حارث تم اپنے بیٹے کی سنو وہ کہتے ہیں، مردے جئیں گے اور اللہ نے دو گھر جنت و نار بنا رکھے ہیں انھوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اے میرے بیٹے حضور کی قوم حضور کی شاکی ہے فرمایا ہاں میں ایسا فرماتا ہوں اور اے میرے باپ! جب وہ دن آئے گا تو میں تمھارا ہاتھ پکڑ کر بتادوں گا کہ دیکھو یہ وہ دن ہے یا نہیں جس کی میں خبر دیتا تھا یعنی روز قیامت۔ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد اسلام اس ارشاد کو یاد کر کے کہا کرتے تھے اگر میرے بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو انشاء اللہ نہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنت میں داخل نہ فرمالیں۔ اسے یونس بن بکیر نے روایت کیا ہے۔

(شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام)

●......●......●

حضور کے موالی

اس جگہ موالی سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام مراد ہیں۔ اور وہ کئی ہیں۔

(۱) زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب، یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی اور غلام سابقین اولین میں سے ہیں۔ جب انھوں نے اپنی قوم میں جانے سے انکار کیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا اے لوگو تم گواہ رہو میں نے زید کو اپنا بیٹا بنالیا ہے وہ میرا متبنیٰ ہے وہ میرا وارث ہے اور میں اس کا وارث ہوں۔ اس کے بعد لوگ ان کو زید بن محمد کہہ کر پکارنے لگے یہاں تک کہ اسلام کا دور آیا تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ادعوهم لابائهم هو اقسط عند الله .

منہ بولے بیٹوں کو ان کے اصلی باپ کے نام سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔

پھر ان کو زید بن حارثہ کہہ کر بلایا جانے لگا۔ ایک قول کے مطابق یہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خط و کتابت کے فرائض انجام دیتے تھے حضور نے ان کا نکاح اپنی باندی ام ایمن کے ساتھ کر دیا جن سے ان کے فرزند حضرت اسامہ پیدا ہوئے اس کے بعد ان کا نکاح حضرت زینب بنت جحش سے کر دیا۔ یہ غزوۂ بدر، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شریک رہے یہ تیر اندازی میں مشہور صحابہ میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غزوۂ مریسیع کے لیے تشریف لے گئے تو مدینہ میں ان کو اپنا خلیفہ بنایا، ان کو سات لشکروں پر امیر مقرر کیا گیا۔ قرآن پاک میں ان کے علاوہ کسی صحابی کا نام مذکور نہیں **فلما قضى زيد منها وطرا زوجنكها الآية** . یہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے اس روز وہ لشکر اسلام کے

امیر تھے انھوں نے پچپن سال کی عمر پائی۔

(۲) اسامہ بن زید بن حارثہ، لوگ ان کو "حب رسول اللہ" کہا کرتے تھے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی آغوش مبارک میں ایک جانب حضرت امام حسن کو اور دوسری جانب حضرت اسامہ بن زید کو لیتے اور دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ یہ دونوں میرے محبوب ہیں تو بھی ان سے محبت فرما۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ وہ حضرت اسامہ سے محبت رکھے۔ حضور کے وصال اقدس کے وقت یہ انیس یا بیس سال کے تھے انھوں نے ۷۵ سال کی عمر پائی۔ ان کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ اصح یہ ہے کہ ان کی وفات ۵۱ ھ میں ہوئی۔

(۳) ثوبان بن بجدومہ، ان کی کنیت ابوعبیدہ یا ابوعبد الرحمٰن ہے، یہ سراۃ کے رہنے والے تھے جو مکہ و یمن کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ یہ ہمیشہ سفر و حضر میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر رہے یہاں تک حضور اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ بعد میں یہ شام چلے گئے اور مقام رملہ میں سکونت اختیار کی ان کی وفات ۵۴ ھ میں ہوئی۔

(۴) ابوکبشہ فارسی، ان کا نام سلیم ہے بعض نے کہا کہ اوس یا سلمہ ہے۔ یہ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ جس دن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اسی دن (۱۳ ھ) میں ان کی وفات ہوئی۔

(۵) آنسہ یا ابوآنسہ، ان کی کنیت ابوسرح ہے، یہ لوگوں کے لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاضر ہونے کی اجازت لیتے تھے جب کہ لوگ اجازت چاہتے تھے حضور انھیں فرماتے کہ آنے کی اجازت دے دو، یہ بدر و احد میں شریک رہے اور خلافت صدیقی میں ان کی وفات ہوئی۔

(۶) صالح، ان کا لقب شقران ہے۔ انھیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ بدر میں حاضر ہوئے مگر انھیں سہم نہ دیا گیا کیوں کہ اس وقت وہ غلام تھے لیکن وہ بدر کے قیدیوں پر محافظ تھے اور جو کوئی فدیہ دیتا اس میں سے کچھ انھیں مرحمت فرما دیتے تھے اس طرح ان کو اتنا کچھ حاصل ہو گیا جتنا دوسروں کو سہم میں نہ ملا تھا۔

(۷) رباح، یہ حبشی تھے اور یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لوگوں کے حاضر ہونے کی اجازت لیا کرتے تھے اور یہ کبھی کبھی اذان بھی دیتے تھے۔

(۸) یسار، ان کو عرنیوں نے چراگاہ میں شہید کیا اور مثلہ کر دیا تھا۔

(۹) ابو رافع، ان کا نام اسلم، یا ثابت، یا یزید، یا ابراہیم یا ہرمز ہے۔ بخاری نے اسلم کے ساتھ جزم کیا ہے یہ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔

(۱۰) مویہبہ، بعض ان کو ابو موہبہ اور ابو موہب کہتے ہیں۔ یہ مزینہ کے رہنے والے تھے اور غزوۂ مریسیع میں حاضر ہوئے یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کو کھینچتے تھے۔

(۱۱) ابو البھی، اصابہ میں ان کا نام رافع اور کنیت ابو البھی بتایا ہے۔

(۱۲) مدعم، یہ حبشی ہیں ان کو رفاعہ بن زید بن جزامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں پیش خدمت کیا یہ خیبر میں ایک نامعلوم تیر سے شہید ہوئے۔

(۱۳) زید، ہلال بن یسار کے دادا ہیں۔ ابن شاہین نے کہا ہے کہ زید قید خانہ میں محبوس تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ بنی ثعلبہ میں پہنچ کر انھیں آزادی بخشی۔

(۱۴) عبید بن عبد الغفار، ان کو عبد اللہ بن الغفار بھی کہتے ہیں۔

(۱۵) سفینہ ابو عبد الرحمٰن، بعض کہتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام ہیں ان کو اس شرط پر آزادی دی تھی کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بجالایا کریں۔ سفینہ ان کا لقب ہے باختلاف روایت ان کا نام مہرمان یا ملبہان یا رومان یا کیسان یا فروخ ہے۔

(۱۶) مابور قبطی، یہ خواجہ سرا ہیں جو حضرت ماریہ ام ولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عزیز ہیں انھیں مقوقس شاہ اسکندریہ نے سیدہ ماریہ کے ہدیہ میں بھیجا تھا۔

(۱۷) واقد یا ابو واقد، استیعاب میں واقد بغیر کنیت کے ذکر کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ ہشام، ابوضمیرہ، حسین، ابو عسیب، ابو عبید، اسلم بن عبید، افلح، انجشہ حبشی، بازام، حاتم، بدر بن ابو عبد اللہ، رویفع، زید بن ہلال، سعید بن زید، سعید بن کندیہ، سلمان فارسی، سندر، شمعون، ضمیرہ، عبد اللہ بن اسلم ہاشمی، غیلان، فضالہ، نفیر، کریب، محمد بن عبد الرحمٰن، ناہیہ، مکحول، نافع ابو السائب، منیہ، نہیک، نفیع، ہرمز ابو کیسان، وردان، ابو اثیلہ، ابو البشیر، ابو صفیہ، ابو قبیلہ، ابو لبابہ، ابو لقیط، ابو الیسر، ذکوان، وغیرہم بھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ہیں۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

●......●......●

محافظین بارگاہ رسالت ﷺ

کفار چوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے اور ہر وقت اس تاک میں لگے رہتے تھے کہ اگر ایک ذرا بھی موقع مل جائے تو آپ کو شہید کر ڈالیں بلکہ بارہا قاتلانہ حملہ بھی کر چکے تھے، اس لیے کچھ جاں نثار صحابہ کرام باری باری سے راتوں کو آپ کی خواب گاہوں اور قیام گاہوں کا شمشیر بکف ہو کر پہرہ دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب کہ یہ آیت نازل ہوگئی۔

و اللہ یعصمک من الناس.

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب پہرہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ مجھ کو میرے تمام دشمنوں سے بچائے گا۔ ان جاں نثار پہرہ داروں میں چند خوش نصیب صحابہ کرام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ روز بدر عریش میں شمشیر برہنہ لے کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرہانے کھڑے ہو کر پہرہ دے رہے تھے تا کہ کوئی مشرک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب نہ آسکے، ان کے فضائل و مناقب آسمان کے تاروں سے زیادہ ہیں۔

(۲) حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو اشہل اوسی ہیں اور اکابر و اجلہ اصحاب میں سے ہیں انصار میں سے انھیں کا گھرانا سب سے پہلے اسلام لایا یہ اپنی قوم میں مخدوم و پیشوا اور بزرگ تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں سید الانصار کا لقب مرحمت فرمایا تھا اور وہ بدر و احد میں حاضر ہوئے، روز احد وہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت

قدم رہے غزوۂ خندق میں ان کی رگ اکحل میں تیر لگا اور ایک ماہ کے بعد اسی زخم سے ان کی وفات ہوئی۔

(۳) محمد بن مسلمہ انصاری مدنی اشہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تبوک کے سوا بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے اور وہ فضلائے صحابہ میں سے تھے اصحاب رسول اللہ میں سب سے پہلے انھیں کا نام محمد رکھا گیا یہ حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر قبل از ہجرت اسلام لائے اور ان کی تمام اولاد مسلمان ہوئی۔ ۴۶ھ یا ۴۷ھ میں ۷۷ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

(۴) ذکوان بن عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیعت عقبہ اولی اور ثانیہ میں حاضر ہوئے، اس کے بعد مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آئے، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اسی بنا پر ان کو مہاجری اور انصاری کہتے ہیں، بدر میں حاضر ہوئے اور غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب احد کے لیے باہر تشریف لائے تو فرمایا جو ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرے جس کے پاؤں کل کو جنت کے سبزہ زاروں کو روندیں گے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

(۵) حضرت زبیر بن العوام قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت صفیہ ان کی والدہ تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں اور اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی زوجہ ہیں۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ کفار کی ایذاؤں کے سبب سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ روز احد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے اور غزوۂ خندق میں وہ حضور کی نگہبانی کرتے تھے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے راہ خدا میں سب سے پہلے تلوار اٹھائی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے کچھ حواری و مددگار ہوتے ہیں اور میرے حواری میری امت میں سے زبیر ہیں۔

(۶) سعد بن ابی وقاص سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابی وقاص مالک کی کنیت ہے یہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے راہ خدا میں سب سے پہلے تیر چلایا۔ فاتح عراق و حاکم کوفہ ہوئے۔ یہ مستجاب الدعوات تھے۔ سترہ یا انیس سال کی عمر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے، ان کے ہاتھ پر مدائن اور ممالک عجم مفتوح ہوئے، شاہان فارس کی بنیادیں انھوں نے منہدم کیں۔ ۵۵ھ یا ۵۸ھ میں ان کی وفات ہوئی ان کی عمر شریف ستر سال سے کچھ زائد ہوئی بعض بیاسی سال بتاتے ہیں۔

(۷) عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ بدر و احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہت خدمت کرتے تھے اور غزوۂ خندق میں انھوں نے حضور کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیا تھا۔ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ان کی عمر شریف پچپن سال کی ہوئی۔

(۸) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا نام خالد بن زید ہے، یہ قبیلہ بنی نجار سے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر تک ان کے گھر میں قیام فرمایا انھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ضیافت و میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ عقبہ، بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہے۔ زمین روم قسطنطنیہ میں ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کے زمانہ میں وفات پائی اور قلعہ قسطنطنیہ کے نیچے دفن ہوئے۔

(۹) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو مقرب بارگاہ اور خاصان درگاہ میں سے تھے وہ وادی القریٰ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاسبان تھے۔

(۱۰) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مواہب لدنیہ میں کہا گیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ روز حدیبیہ برہنہ شمشیر لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاسبانی میں حضور کے سرہانے کھڑے ہوئے تھے۔(مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

●......●......●

بارگاہ رسالت کے سفراء اور قاصد

وہ صحابہ کرام جن کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعوت اسلام و مکتوب گرامی کے ساتھ سلاطین و امرا کی طرف بھیجا، وہ خوش نصیب حضرات یہ ہیں :

اسمائے گرامی	کہاں بھیجا
(۱) عمرو ابن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	شاہ حبشہ نجاشی کی طرف
(۲) دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	قیصر روم کی طرف
(۳) عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کسریٰ شاہ فارس کی طرف
(۴) حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مقوقس شاہ اسکندریہ کی طرف
(۵) شجاع بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف
(۶) سلیط بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ہودہ بن علی حنفی کی جانب
(۷) علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	منذر بن ساوی والی بحرین کی جانب
(۸) جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	طائف کے باشاہ ذی الکلاع کی طرف
(۹) مہاجر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حارث بن عبد کلال حمیری شاہ یمن کی طرف
(۱۰) عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ملک عمان جلندر کے بیٹے جیفر و عبد کی جانب
(۱۱) عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	دعوت اسلام لے کر اپنی قوم کی طرف

بعض اہل سیر نے حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل، وبرہ بن محصن، اور ضمیب بن

زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفیروں اور قاصدوں کے ضمن میں شمار کیا ہے۔

مواہب لدنیہ میں امیر المومنین علی مرتضیٰ، عیینہ بن حصین، بریدہ، عباد بن بشر، رافع بن مکیث، ضاحک بن سفیان، بشیر بن سفیان، عبداللہ بن نسیر۔ کو بھی سفراء اور قاصدوں میں شمار کیا گیا ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

بارگاہ رسالت کے خطیب

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطیب ہونے سے مراد وہ خطیب نہیں جو جمعہ اور عیدوں میں خطبے دیتے ہیں اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنفس نفیس خود جمعہ وعیدین کے خطبے دیا کرتے تھے بلکہ یہ خطیب کسی قوم کے خطیب ہوتے تھے کیوں کہ اگر کوئی قوم اپنی مفاخرت و مکابرت اور اپنے تعصب میں کھڑی ہو جائے تو یہ خطیب ان کے مقابل کھڑے ہو کر ان سے معارضہ و مصادقہ کرتا تھا اور یہ نصرت الٰہی غالب و مظفر رہتا تھا۔ جس طرح کہ بنی تمیم کے جہال آئے اور انھوں نے اپنے شعراء خطبا کے ذریعہ مفاخرت و برتری کا اظہار کیا تھا اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان کے شاعروں سے معارضہ کرو، ان پر حضرت حسان نے قصیدۂ غراء برسبیل بدایت وارتجال پڑھا اور غالب آئے۔ اسی طرح حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ان کے خطیبوں کا جواب دیں تو حضرت ثابت نے فی البدیہہ ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو ان کے فہم و فراست سے اونچا تھا جس سے وہ لوگ خاموش ہو گئے۔ یہ سب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تائید و تقویت اور آپ کی نصرت واعانت تھی۔ اقرع بن حابس جو بنی تمیم کا بزرگ ترین شخص تھا کہنے لگا خدا کی قسم! حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تائید و نصرت عالم غیب سے کی جاتی ہے اور اس اقرار میں ہمیں کوئی باک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطیب ہمارے خطیبوں اور حضور کے شاعر ہمارے شاعروں سے بہت برتر وافضل ہیں۔ پھر وہ حق وانصاف کی راہ پر آگئے اور سب مطیع و منقاد ہو گئے۔

حضرت ثابت بن قیس

ان کی کنیت ابو محمد یا ابو عبدالرحمن تھی یہ انصار کے خطیب تھے اور ان کو خطیب رسول اللہ، کہا جاتا تھا جس طرح حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاعر رسول اللہ کہا جاتا تھا۔ حضرت ثابت احد اور بعد کے تمام

غزوات میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں شہید ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو ثابت بن قیس کو بلایا انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا میں حضور کو اس چیز سے روکتا اور باز رکھتا ہوں جس سے خود کو اور اپنی اولاد کو منع کرتا ہوں تو اس کی جزا میرے لیے کیا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمھاری جزا جنت ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

سبحانہ وتعالیٰ

موذنین بارگاہ رسالت ﷺ

اللہ اکبر، اللہ اکبر

موذنین بارگاہ رسالت ﷺ

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک موذن حضرت بلال بن رباح حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کی والدہ حمامہ ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ یا ابوحازن ہے وہ سراۃ کے رہنے والے تھے۔ یہ مکہ و یمن کے درمیان ایک مقام ہے قدیم و صادق الاسلام اور طاہر القلب تھے اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں اپنا اسلام ظاہر کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے ابو بکر سیدنا اعتق سیدنا یعنی بلالا حضرت صدیق ہمارے سردار ہیں اور انھوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزادی دی۔

مشہور یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت بلال شام چلے گئے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرچند اصرار کیا کہ وہ مدینہ میں رہیں اور ان کے لیے اذان کہیں یہاں تک کہ وہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا اے ابوبکر اگر تم نے مجھے رضائے الٰہی کے لیے خرید کر آزاد کیا ہے تو اب بھی مجھے چھوڑ دو گے اور آزادی دو گے۔ پھر وہ شام چلے گئے۔ ابن عبدالبر استیعاب میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اذان کہی۔

مروی ہے کہ ابوجہل ملعون نے حضرت بلال کو دیکھا اور اس نے کہا تم بھی وہی کہتے ہو جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے ہیں اور ان کو پکڑ کر منھ کے بل اوپر سے گرا دیا اور دھوپ میں لٹا کر ان کے سینہ پر چکی کا پاٹ رکھ دیا۔ حضرت بلال برابر احدا احدا کہتے رہے۔ اس کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کسی دوست کو بھیجا یہاں تک کہ اس نے ان کے لیے بلال کو خرید لیا۔ اور جب حضرت فاروق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت آیا تو ان سے اجازت طلب کی۔ حضرت فاروق نے فرمایا کیا چیز تم کو میرے پاس رہنے اور اذان کہنے سے روکتی ہے حضرت بلال نے عرض کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اذان کہی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اذان کہی ہے کیوں کہ وہ ولی نعمت تھے۔

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں شام تشریف لے گئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف فرما تھے پھر انھوں نے ان کے لیے اذان کہی اور حضرت عمر اور ان کے تمام ساتھی رونے لگے۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اس دن سے کسی کو اتنا شدید روتا ہوا نہ دیکھا گیا۔ (اسی طرح ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں ہوا) انھوں نے دمشق میں وفات پائی اور باب صغیر کے پاس مدفون ہوئے ان کی وفات ۲۰ھ یا ۱۸ھ میں ہوئی ہے۔

حضرت ابن ام مکتوم

دوسرے موذن حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کا نام عبداللہ بن عمر۔ ایک اور قول سے عمرو بن قیس بن زائدہ ہے۔ اور بعض عبداللہ بن صریح بن قیس بتاتے ہیں۔ جس نے عبداللہ بن زائدہ کہا ہے اس نے ان کے جد کی طرف نسبت کی ہے۔ وہ قرشی عامری ہیں جو بنی عامر بن لوی سے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عبداللہ بن مخزومی تھا قدیم الاسلام مکی ہیں اور حضرت مصعب بن عمیر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قبل ہجرت مدینہ کی۔

واقدی نے کہا ہے کہ بدر کے کچھ عرصہ بعد ہجرت کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ میں اکثر غزوات میں ان کو خلیفہ بنایا ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ تیرہ مرتبہ ان کو خلیفہ بنایا۔ اور غزوۂ تبوک میں بھی ان کو خلیفہ بنایا تھا اور امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل وعیال پر چھوڑا تھا۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اذان کہا کرتے تھے انھیں کے حق میں سورۂ عبس وتولی نازل ہوئی۔ مدینہ طیبہ میں وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

حضرت ابومحذورہ

تیسرے موذن حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کا نام اوس بن مغیرہ جمحی قرشی ہے ان کی کنیت ان کے نام پر غالب آ گئی۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے، مکہ مکرمہ میں اذان دیا کرتے تھے اور مکہ میں ابومحذورہ کی اذان میں ان کے بھائیوں میں سے جو بنی سلامان بن ربیعہ بن سعد بن جمح میں سے تھے وارث ہوئے۔

وہ مکہ مکرمہ میں ۵۹ھ میں فوت ہوئے ایک قول یہ ہے کہ اس کے بعد فوت ہوئے۔ انھوں نے ہجرت نہیں کی اور ہمیشہ مکہ میں ہی رہے تھے ان سے ان کے بیٹے عبدالملک اور عبداللہ بن محیریز اور ابن ابی ملیکہ نے روایت کی ہے۔ مسلم اور اربعہ نے ان سے روایت نقل کی ہے کہ ابومحذورہ اذان میں ترجیع کرتے تھے اور اقامت میں تنبیہ کرتے تھے اور حضرت بلال اذان میں ترجیع نہیں کرتے تھے اور اقامت میں افراد کرتے تھے اور بعض موذن نہ اذان میں ترجیع کرتے اور نہ اقامت مین تنبیہ کرتے تھے ہر ایک نے اس میں سے ایک طریقہ کو اختیار کیا ہے۔

حضرت سعد قرظ

چوتھے موذن سعد قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کو سعد قرظی بھی کہتے ہیں ان کا نام سعد بن عائذ ہے اور حضرت عمار بن یاسر کے مولیٰ ہیں اور سعد قرظ کے ساتھ مشہور ہیں ان کو صحبت حاصل ہے۔

سعد قرظ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ قرظ کی تجارت کرتے تھے اور اس سے بہت نفع کماتے تھے اس

سے پہلے جس چیز کی بھی تجارت کرتے تھے نقصان اٹھاتے تھے پھر انھوں نے قرظ کی تجارت کو لازم کرلیا۔

قرظ، ورق سلم کو کہتے ہیں جس سے چمڑے کو پکایا جاتا ہے اور ایسے چمڑے کو ادیم قرظی کہتے ہیں۔
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو مسجد قبا شریف میں موذن مقرر فرمایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینی چھوڑ دی تو حضرت سعد قرظی کو مسجد نبوی شریف میں منتقل کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ اپنی تمام حیات اذان دیتے رہے ان کے بعد ان کی اولاد میں اذان متوارث ہوئی یہاں تک کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ تک یہ ان کی اولاد میں رہی اور ان کے بعد بھی۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ مسجد نبوی میں اذان دینے کے لیے حضرت فاروق اعظم نے سعد قرظی کو منتقل کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے حضرت ابوبکر کے لیے وہ اذان دیتے تھے ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اور یہ اس بات پر مبنی ہو سکتا ہے جب کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے شام کی جانب منتقل ہو گئے یا تو حضرت ابوبکر صدیق کے زمانہ میں یا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں۔ حضرت سعد قرظی حجاز پر حجاج کی حکومت کے زمانہ تک یعنی ۹۴ھ تک زندہ رہے۔ **(مولف)**

بلال کو جنت میں حضور نے آگے دیکھا

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف اور انھیں حضور کے جنت میں دیکھنے سے متعلق امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا اے بلال کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا عرض کی یا رسول اللہ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتا ہوں فرمایا یہی سبب ہے۔

(الملفوظ حصہ اول)

جنت میں بلال کی پہچل

مسلم اپنی صحیح اور ابوداؤد طیالسی مسند میں جابر بن عبداللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ما هذه قالوا هذا بلال ، ثم دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ما هذه قالوا هذه الغميصاء بنت ملحان.

میں جنت میں داخل ہوا تو ایک پہچل سنی میں نے پوچھا یہ کیا ہے ملائکہ نے عرض کی یہ بلال ہیں پھر تشریف لے گیا پہچل سنی پوچھا کہا غمیصا بنت ملحان، یعنی ام سلیم مادر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ان کا انتقال خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے اسے تقریب میں بیان کیا ہے۔

امام احمد وابو یعلی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس اور طبرانی کبیر اور ابن عدی کامل میں بسند حسن ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

دخلت الجنة ليلة اسرى بى فسمعت فى جانبها و جسا فقلت يا جبريل ما هذا قال هذا بلال المؤذن .

میں شب معراج جنت میں تشریف لے گیا اس کے گوشہ میں ایک آواز نرم سنی پوچھا اے جبریل یہ کیا ہے عرض کی یہ بلال موذن ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (عرفان شریعت حصہ سوم)

حضرت بلال کا خواب

ابن عساکر سند جید سے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان بلالا رای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ھو یقول لہ ما ھذہ الجفوۃ یا بلال اما ان لک ان تزورنی فانتبہ حزینا خائفا فرکب راحلتہ و قصد المدینۃ فاتی قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجعل یبکی عندہ و یمرغ وجھہ علیہ .

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے فرماتے ہیں یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ تو ہماری زیارت کو حاضر ہو، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصد زیارت اقدس سوار ہوئے مزار انور پر حاضر ہو کر رونا شروع کیا اور اپنا منہ قبر شریف پر ملتے تھے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۴۹)

بلال کو توکل کی تاکید

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ خرمے جمع دیکھے فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کی **شی اذخرتہ لغد.**

میں نے آئندہ کے لیے جمع کر رکھے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے **اعدد ذلک لاضیافک .**

حضور کے مہمانوں کے خیال سے انھیں رکھا ہے۔

فرمایا **اما تخشی ان یکون لک دخان فی نار جھنم انفق یا بلال و لا تخش من ذوی العرش اقلالا.**

کیا ڈرتا نہیں کہ تیرے لیے آتش دوزخ کا دھواں ہوا ے بلال خرچ کر اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کر۔

اسے بزار نے بسند حسن اور طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود سے اور ابو یعلی وطبرانی نے اوسط میں بسند حسن اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ایک بار انھیں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے بلال فقیر مرنا اور غنی ہو کر نہ مرنا۔عرض کی اس کی کیا سبیل ہے فرمایا جو ملے نہ چھپانا اور جو مانگا جائے منع نہ کرنا (ظاہر ہے کہ جب نہ مال چھپانا ہو نہ کسی کا سوال رد کیا جائے تو سائلین کسی وقت بھی کچھ پاس نہ چھوڑیں گے) عرض کی کہ ایسا کیوں کر کروں فرمایا **ھو ذاک او النار.**

یا تو یوں ہی کرنا ہوگا یا آگ۔اسے طبرانی نے کبیر میں، ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۵۰۳)

اذان فجر کے لیے بلال کو تنبیہ

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا تؤذن حتی یستبین لک الفجر ھکذا و مدیدیہ عرضا. اھ.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اس وقت تک اذان نہ دو جب تک صبح یوں روشن نہ ہو جائے اور آپ نے دونوں ہاتھوں کو عرض میں پھیلا دیا۔

(شمائم العنبر)

اذان فجر اکثر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیا کرتے تھے اور کبھی کبھی حضرت بلال رضی

اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بلال چوں کہ دیگر اوقات کے ساتھ طلوع فجر سے پہلے بھی ایک اذان دیا کرتے تھے، مگر جب ابن ام مکتوم موجود نہ ہوتے تو وہ فجر کی اذان بھی پکارتے تھے وہ چوں کہ طلوع فجر سے پہلے تاریکی میں اذان دینے کے عادی تھے اس لیے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان سے اذان فجر سے متعلق فرمایا کہ جب صبح روشن ہو جائے تب اذان دو۔ (مولف)

بلال کی پہلی اذان

ابن ماجہ عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان صاحبكم قد رأى رؤيا فاخرج مع بلال الى المسجد فالقها عليه و ليناد بلال فانه اندى صوتا منك قال فخرجت مع بلال الى المسجد فجعلت القيتها عليه و هو ينادى بها.

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے ساتھی (عبداللہ بن زید) نے خواب دیکھا ہے تو اے عبداللہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف جاؤ، تم تلقین کرو اور بلال پکار کر اعلان کریں کہ وہ تم سے بلند آواز ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا، میں بلال پر کلمات اذان تلقین کرتا اور حضرت بلال اسے پکار کر دہراتے۔ (مولف) (شمائم العنبر)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے۔

جب عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں اذان دیکھی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ارشاد ہوا بلال کو سکھا دو کہ ان کی آواز بلند تر ہے۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی جب تکبیر کہنی چاہی عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نادم ہوئے اور عرض کی خواب تو میں نے دیکھا تھا میں

تکبیر کہنا چاہتا ہوں فرمایا تو تم ہی کہو انھوں نے تکبیر کہی۔

اسے امام احمد و ابوداؤد اور طحاوی نے عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۶۲)

ام نوار کے گھر کی چھت پر بلال کی اذان

ابن سعد طبقات میں نوار ام زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قالت كان بيتي اطول بيت حول المسجد فكان بلال يوذن فوقه من اول مايوذن الى ان بنى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم المسجد فكان يوذن بعد على سقف المسجد و قد رفع له شي فوق ظهره .

حضرت زید بن ثابت کی ماں نوار رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ مسجد کے پڑوس میں میرا گھر سب سے اونچا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتداء سے اسی پر اذان دیتے تھے لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد بنالی اور اس کی چھت پر کچھ اونچا کر دیا تو اسی پر اذان دینے لگے۔ (مولف)

(شمائم العنبر)

ابومحذورہ کو موذن مقرر فرمایا

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا اذان ہوئی بچوں نے اس کی نقل کی ان میں ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی حضور نے آپ کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو موذن مقرر فرمادیا۔ ماں نے برکت کے لیے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا محفوظ رکھا جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آجاتے تھے۔ (الملفوظ حصہ دوم)

عبداللہ بن ام مکتوم کی اذان

حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر کی اذان دیا کرتے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر چار اوقات کی، ایک روایت میں ہے کہ طلوع فجر سے پہلے حضرت بلال ایک اذان دیا کرتے تھے تاکہ روزہ رکھنے والے سحری کھائیں اور نماز تہجد پڑھنے والے بیدار ہو جائیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سحری کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں، صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

قال كان رجلا لا ينادى حتى يقال له اصبحت اصبحت.

وہ اذان نہ دیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان سے کہا جاتا صبح ہو گئی صبح ہو گئی۔

ابن ام مکتوم امی تھے انھیں وقت کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا تھا اس لیے انھیں کہنے کی حاجت ہوتی تھی کہ صبح ہو گئی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۴۶۔ حاجز البحرین)

❁……❁……❁

کاتبانِ بارگاہ رسالت ﷺ

نا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح و النبیین من بعدہ

بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔

(النساء/۱۶۳)

کاتبانِ بارگاہِ رسالت ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کئی کاتب تھے، بعض وحی کی کتابت کرتے تھے اور بعض سلاطین وامراوغیرہ کے نام خطوط لکھا کرتے تھے اور بعض صدقات کے اموال کی کتابت کرتے تھے اور بعض مداینات، معاملات اور شروط وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ چوں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خط وکتابت سے پاک ومنزہ تھے اور اکثر صحابہ بھی عرب کی عادت کے مطابق اس ہنر سے عاری تھے تو لامحالہ ان اصحاب میں سے جو خط وکتابت کے ہنر سے متصف تھے انھیں اس خدمت پر مقرر کیا جاتا تھا۔

کاتبانِ وحی

روضۃ الاحباب میں فرماتے ہیں کہ کاتبوں کا تقرر اس طرح تھا کہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وحی کی کتابت کیا کرتے تھے۔ اگر یہ دونوں موجود نہ ہوتے تو حضرت ابی بن کعب اور زید بن ثابت لکھا کرتے تھے اگر ان چاروں صحابہ میں سے کوئی موجود نہ ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے جو موجود ہوتا اس سے لکھواتے تھے۔

جو صحابہ کرام قرآن کی نازل ہونے والی آیتوں اور دوسری خاص خاص تحریروں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق لکھا کرتے تھے ان معتمد کاتبوں میں خاص طور پر مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق اعظم

(۳) حضرت عثمان غنی (۴) حضرت علی مرتضیٰ

(۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ (۶) حضرت سعد بن ابی وقاص

(۷)	حضرت زبیر بن العوام	(۸)	حضرت عامر بن فہیرہ
(۹)	حضرت ثابت بن قیس	(۱۰)	حضرت حنظلہ بن ربیع
(۱۰)	حضرت زید بن ثابت	(۱۲)	حضرت ابی بن کعب
(۱۳)	حضرت امیر معاویہ	(۱۴)	حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(مولف)۔(مدارج النبوۃ دوم و سیرت مصطفیٰ)

قرآن کے اعراب

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم کی عبارت کریمہ نازل ہوئی، عبارت میں اعراب نہیں لگائے جاتے حضور کے حکم سے صحابہ کرام مثل امیر المومنین عثمان غنی و حضرت زید بن ثابت و امیر معاویہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے لکھتے ان کی تحریروں میں بھی اعراب نہ تھے یہ تابعین کے زمانے سے رائج ہوئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۶۰)

خدام بارگاہ رسالت ﷺ

رضی اللہ عنہم

خدام بارگاہ رسالت ﷺ

یوں تو تمام ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شمع نبوت کے پروانے تھے اور انتہائی جاں نثاری کے ساتھ آپ کی خدمت گزاری کے لیے سبھی تن من دھن سے حاضر رہتے تھے مگر پھر بھی چند ایسے خوش نصیب ہیں جن کا شمار حضور تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصوصی خدام میں ہے۔ ان خوش بختوں کی مقدس فہرست میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت انس بن مالک

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشہور و ممتاز خادم ہیں انھوں نے دس برس مسلسل ہر سفر و حضر میں آپ کی وفادارانہ خدمت گزاری کا شرف حاصل کیا ہے ان کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص طور پر یہ دعا فرمائی تھی کہ

اللھم اکثر مالہ وولدہ و ادخلہ الجنۃ۔

اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کی ان تین دعاؤں میں سے دو دعاؤں کی مقبولیت کا جلوہ تو میں نے دیکھ لیا کہ ہر شخص کا باغ سال میں ایک مرتبہ پھلتا ہے اور میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا ہے اور پھلوں میں مشک کی خوشبو آتی ہے اور میری اولاد کی تعداد ایک سو چھ ہے جن میں ستر لڑکے اور باقی لڑکیاں ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں تیسری دعا کا جلوہ بھی ضرور دیکھوں گا یعنی جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔ انھوں نے دو ہزار دو سو چھیاسی حدیثیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں اور حدیث میں ان کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان کی عمر سو برس سے زائد ہوئی بصرہ میں ۹۱ھ یا ۹۲ھ یا ۹۳ھ میں وفات پائی۔

امام احمد رضا بریلوی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

و قد كان انس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه يخدم النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم علی شبع بطنه .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بلا معاوضہ صرف بھر پیٹ کھانے پر کرتے تھے۔(مولف) (خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال)

ربیعہ بن کعب اسلمی

یہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے وضو کرانے کی خدمت انجام دیتے تھے یعنی پانی اور مسواک وغیرہ کا انتظام کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو جنت کی بشارت دی تھی ۶۳ھ میں وفات پائی۔

ایمن بن ام ایمن

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ایک چھوٹی مشک جس سے آپ استنجا اور وضو فرمایا کرتے تھے ہمیشہ آپ ہی کی تحویل میں رہا کرتی تھی۔ یہ جنگ حنین کے دن شہادت سے سرفراز ہوئے۔

عقبہ بن عامر جہنی

یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے خچر کی لگام تھامے رہتے تھے۔ قرآن مجید اور فرائض کے علوم میں بہت ہی ماہر تھے اور اعلیٰ درجہ کے فصیح و خطیب اور شعلہ بیان شاعر تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکومت کے دور میں ان کو مصر کا گورنر بنا دیا تھا۔ ۵۸ھ میں مصر کے اندر ہی ان کا وصال ہوا۔

حضرت افلح بن شریک

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹ پر کجاوہ باندھنے کی خدمت انجام دیا کرتے تھے۔

حضرت ابوذر غفاری

یہ بہت ہی قدیم الاسلام صحابی ہیں انتہائی تارک الدنیا اور عابد وزاہد تھے اور دربار نبوت کے بہت ہی خاص خادم تھے ان کے فضائل میں چند حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ ۳۱ھ میں مدینہ منورہ سے کچھ دور ''بذہ'' نامی گاؤں میں ان کا وصال ہوا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

امام احمد رضا بریلوی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق یہ حدیث نقل کی ہے جس سے ان پر حضور اکرم الاکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرم نوازی کا اندازہ ہوتا ہے۔

ابوداؤد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

ما لقیته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قط الا صافحنی و بعث الی ذات یوم و لم اکن فی اهلی فلما جئت اخبرت به فاتیته و هو علی سریر فالتزمنی فکانت تلک اجود و اجود.

میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضور ہمیشہ مصافحہ فرماتے ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا آیا تو خبر پائی، حاضر ہوا حضور تخت پر جلوہ فرما تھے، گلے سے لگایا تو اور زیادہ جید اور نفیس تر تھا۔ (وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید)

مہاجر مولیٰ ام سلمہ

یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے شرف صحابیت کے ساتھ ساتھ پانچ برس تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کا بھی شرف حاصل کیا۔ بہت ہی بہادر مجاہد بھی تھے۔ مصر کو فتح کرنے والی فوج میں شامل تھے کچھ دنوں تک مصر میں رہے پھر ''ملیا'' چلے گئے اور وہاں

اپنی وفات تک مقیم رہے۔

حضرت حنین مولیٰ عباس

یہ پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام تھے اور دن رات آپ کی خدمت کرتے تھے پھر آپ نے انہیں اپنے چچا حضرت عباس کو عطا فرمادیا اور یہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہوگئے، لیکن چند ہی دنوں کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اس لیے آزاد کردیا تھا تاکہ یہ دن رات بارگاہ نبوت میں حاضر رہیں اور خدمت کرتے رہیں۔

نعیم بن ربیعہ اسلمی

یہ بھی خادمان بارگاہ رسالت کی فہرست خاص میں شمار کیے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود

یہ سادس الاسلام صاحب نعلین ومسواک وتکیہ وعصا والے تھے یہ تمام چیزیں ان کے سپرد تھیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو یہ نعلین مبارک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنانے جب حضور نشست فرماتے تو پائے اقدس سے نعلین اتارتے اور اپنی آستینوں میں محفوظ رکھتے تھے۔ آپ مقربان بارگاہ اور حاضرین مجلس مبارک میں سے تھے چنانچہ آنے والے لوگ آپ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل میں سے خیال کرتے تھے۔ آپ نے مدینہ طیبہ میں ۳۱ھ یا ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں وفات پائی ایک قول یہ ہے کہ آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی۔ ان کی عمر شریف ۶۲ سال کی ہوئی آپ سے خلفاء اربعہ اور دیگر صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے روایتیں لی ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

بخاری مسلم ترمذی نسائی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال قدمت انا واخی من الیمن فمکثنا حینا ما نری الا ان عبد اللہ بن مسعود رجل من اہل بیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما نری من دخولہ و دخول امہ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میں اور میرے بھائی یمن سے آئے تو مدت تک ہم سمجھا کیے کہ عبد اللہ بن مسعود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ہیں انھیں اور ان کی ماں کو جو بکثرت کاشانۂ رسالت میں آتے جاتے دیکھتے تھے۔

صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت علقمہ سے مروی میں ملک شام میں گیا دو رکعت پڑھ کر دعا مانگی الٰہی مجھے کوئی نیک ہم نشیں میسر فرما پھر ایک قوم کی طرف گیا ان کے پاس بیٹھا تو ایک شیخ تشریف لائے میرے برابر آکر بیٹھ گئے میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں نے کہا میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ہم نشیں مجھے میسر کرے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملائے فرمایا تم کون ہو میں نے کہا اہل کوفہ سے فرمایا:

او لیس عندکم ابن ام عبد صاحب النعلین و الوسادۃ و المطہرۃ۔

کیا تمھارے پاس عبد اللہ بن مسعود نہیں ہیں وہ نعلین و مسند خواب وظروف و وضو و طہارت والے۔

یعنی جن کے متعلق یہ خدمتیں تھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مجلس میں تشریف فرما ہوں نعلین اٹھا کر رکھیں، اٹھتے وقت سامنے حاضر کریں، سوتے وقت بچھونا بچھائیں، اوقات نماز پر پانی حاضر لائیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۹۲۔ حاجز البحرین)

ابن مسعود کی نسبت حدیث میں ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمسکوا بعهد ابن ام عبد.

ان کے عہد کولازم پکڑو۔

اسے ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مرقاۃ میں ہے اسی لیے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی روایت وقول کوخلفائے اربعہ کے بعد سب صحابہ کے قول پرترجیح دیتے ہیں۔

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب سررسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ابن مسعود کے بارے) میں فرماتے ہیں :

ان اشبه الناس دلا وسمتا و هديا برسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لابن ام عبد.

بیشک چال ؛ ڈھال روش میں سب سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ عبداللہ بن مسعود ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بخاری وترمذی ونسائی نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

كنيف ملىء علما.

ایک گٹھری ہیں علم سے بھری ہوئی۔

نہایت یہ کہ حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

رضيت لامتى ما رضى لها ابن مسعود.

میں نے اپنی امت کے لیے پسند فرمالیا جو کچھ عبداللہ بن مسعود اس کے لیے پسند کرے۔

اسے حاکم نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۲۔۲۱۳ حاجز البحرین)

حضرت ابوالحمراء

ان کا نام ہلال بن الحارث تھا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور خادم خاص ہیں۔وفات نبوی کے بعد یہ مدینہ سے حمص چلے گئے تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت ابوالسمح

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام تھے پھر آپ نے ان کو آزاد فرما دیا مگر یہ دربار نبوت سے جدا نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ خدمت گزاری میں مصروف رہے۔حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اکثر یہی غسل کرایا کرتے تھے ان کا نام ''آباد'' تھا۔

حضرت بلال حبشی

ان کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں ان کی منقبت میں صرف یہی روایت کافی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

السباق اربعة انا سابق العرب و بلال سابق الحبشة ، الحديث.

سبقت لے جانے والے چار شخص ہیں میں اہل عرب پر سبقت لے گیا اور بلال اہل حبشہ پر سبقت لے گئے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

ابو بكر سيدنا اعتق سيدنا يعنى بلالا.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار ہیں انھوں نے ہمارے سردار حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد فرمایا۔

حضرت بلال دمشق میں ۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ ایک قول ہے کہ ۱۸ھ میں فوت ہوئے ان کی عمر شریف ساٹھ سال سے زائد ہوئی۔ ایک روایت ستر سال کی بھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفقات کی خدمت ان کے سپرد تھی۔

امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی مثنوی شریف میں حدیث شرائے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں خرید لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ہمیں شریک نہ کیا اس پر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

گفت ما دو بندگان کوئے تو
کردمش آزاد ہم بر روئے تو

(احکام شریعت اول)

یارسول اللہ ہم دونوں آپ کی گلی کے غلام ہیں ہم نے بلال کو آپ ہی کی رضا و خوشنودی کے لیے آزاد کیا ہے۔

- بارگاہ رسالت کے ان خاص خدام کے علاوہ دیگر خدام صحابہ و صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام یہ ہیں۔

حضرت سعد مولی ابی بکر۔ ذو مخمر۔ بکیر بن شداخ لیثی۔ شریک۔ اسعد بن مالک اسدی۔ ہند۔ اسماء۔ ثعلبہ بن عبدالرحمن انصاری۔ جزر بن مالک۔ سالم۔ سابق بن حاطب۔ ابو سلام۔ ابو عبیدہ مولائے رسول اللہ۔ ام ایمن۔ خولہ۔ ام رافع۔ میمونہ بنت سعد۔ ام عیاش۔ سلمی۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ دوم، سیرت مصطفیٰ)

شعراء وحداۃ

بارگاہ رسالت ﷺ

توشہ میں غم و اشک کا ساماں بس ہے
افغاں دل زاری حدی خواں بس ہے
رہبر کی رہ نعت میں گر حاجت ہو
نقش قدم حضرت حساں بس ہے

اللھم لولا انت ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا

خدا گواہ یا رسول اللہ اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

(ابن رواحہ)

شعرائے بارگاہ رسالت ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شعرائے کرام میں سے جو حضرات کافروں کے شر کو اسلام اور مسلمانوں سے دفع کرتے اور باز رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح کرتے اور کافروں کی ہجو و مذمت کرتے تھے۔ وہ تین اشخاص شمار کیے گئے ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت۔ کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

روضۃ الاحباب میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خدام شعراء مردوں میں سے ایک سو ساٹھ تھے اور عورتوں میں سے بارہ تھیں۔ (انتہیٰ)

ان تین اشخاص کے سوا مشاہیر شعرا اور بھی تھے مثلاً جاہلیت کے شاعر نابغہ ہے جو طویل العمر تھا دو سو یا ایک سو اسی برس کی عمر پائی تھی۔ اسکی عجیب و غریب حکایتیں اور قصے مشہور ہیں۔ دوسرے لبید بن ربیعہ ہیں جو جاہلیت و اسلام میں شریف تھے جن کی ایک سو چالیس یا ایک سو ستاون سال کی عمر تھی۔ تیسرے سحبان وائل ہیں جن کی مثالیں اور کہاوتیں فصاحت و بلاغت میں زبان زد اور مشہور ہیں جیسا کہ ماقل نے شہادت میں اور شیخ ابن حجر نے اصابہ میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ سحبان وائل کی کہاوتیں فصاحت و بلاغت میں مشہور ہیں۔ ان کو ابن عساکر نے تاریخ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ از قسم مخضر مین ہیں جنھوں نے زمانۂ جاہلیت اور عہد اسلام پایا تھا انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور کوئی ثبوت ایسا وارد نہیں ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے ہوں خواہ وہ حضور کی حیات میں اسلام لائے ہوں یا نہ لائے ہوں اور یہ باتفاق محدثین صحابی نہیں ہیں اگر چہ بعض علماء نے ان کو معرفۃ الصحابہ کی کتابوں میں بہت زیادہ ذکر کیا ہے لیکن انھوں نے تصریح کی ہے کہ ان کا تذکرہ طبقہ صحابہ کے متصل ہونے کی بناء پر کیا گیا ہے ورنہ وہ صحابی کے طبقہ میں سے نہیں ہیں۔

ابونعیم اپنی کتاب خطبات میں کہتے ہیں کہ سحبان عرب کا غیر مدافع خطیب تھا جب یہ خطبہ دیتا تو وہ ایک حرف کو دوبارہ نہیں کہتا تھا نہ وہ ٹھہرتا اور نہ وہ سوچتا تھا بلکہ تسلسل جاری رہتا تھا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سحبان حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شعراء میں سے نہ تھا۔ اس نے نہ تو حضور کو دیکھا اور نہ خلفاء اربعہ ہی کو پایا ہے مگر اس کا مسلمان ہونا محقق ہے خواہ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام لائے ہوں یا بعد میں۔

حسان بن ثابت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت ابوالولید ہے یا عبدالرحمن یا ابوالحسام۔ ان کا نام حسان بن ثابت بن المنذر بن حرام انصاری نجاری مرزی شاعر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جاہلیت واسلام کے فحول شعراء میں سے ہیں اہل عرب نے اس پر اجماع کیا ہے کہ وہ اہل بدر واہل یثرب ہیں۔ یہ اشعر یعنی اول درجہ کے شاعر ہیں ان کے بعد عبدالقیس پھر ثقیف ہیں اور اس پر بھی اجماع کیا ہے کہ اشعر اہل مدینہ حضرت حسان بن ثابت ہیں ان کی اور ان کے والد ثابت، ان کے دادا منذر، ان کے جد اعلیٰ حرام ہر ایک کی عمریں ایک سو بیس سال کی ہوئیں۔

ابونعیم فرماتے ہیں کہ عرب میں ان کے سوا کوئی اور کسی کا سلسلۂ نسب ایسا علم میں نہیں ہے جن کے اجداد کی چار پشتیں مسلسل ایک عمر کی گزری ہوں۔ ان کے بیٹے عبدالرحمن بن حسان بن ثابت جب اس کو بیان کرتے تو خود کو سیدھا ڈال کر پاؤں پھیلا دیتے اور خوب ہنستے اور اپنے مرنے سے بے فکر ہو جاتے اور گمان کرتے کہ میں بھی اتنی ہی عمر پاؤں گا لیکن یہ اڑتالیس سال ہی میں فوت ہو گئے۔

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ ان کی جاہلیت کے اشعار، اسلام کے شعروں سے زیادہ اجود وعمدہ

تھے۔ اس لیے کہ اسلام کذب سے باز رکھتا اور اس سے منع کرتا ہے۔ اور شعروں کو کذب اور توصیف میں مبالغہ ہی زینت دیتا ہے اور ایسی تزئین ناحق ہے یہ سب کذب ہے۔ حضرت حسان ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں زندہ رہے۔ انھوں نے نابغہ اور اعشٰی کو پایا اور ان کے سامنے اپنے اشعار پڑھے اور ان دونوں نے ان کو مسلم رکھا اور کہا کہ تم شاعر ہو۔ حضرت حسان نے مشرکین قریش کی مذمت کی اور ان لوگوں کی ہجو کی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں گستاخی کرتے تھے۔

کعب بن مالک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوسرے شاعر حضرت کعب بن مالک ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن یا ابوعبداللہ ہے۔ یہ انصاری خزرجی، سلمی، مدنی صحابی عقبی ہیں عقبۂ ثانیہ میں حاضر ہوئے اور یہ ان ستر اصحاب میں سے ایک ہیں جو عقبہ ثالثہ میں حاضر ہوئے تھے۔ غزوۂ بدر میں ان کے حاضر ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے اور یہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے ہیں بجز غزوۂ تبوک کے بعض کہتے ہیں کہ بدر میں بھی حاضر ہوئے۔ غزوۂ احد میں یہ گیارہ زخموں سے مجروح ہوئے اور یہ ان تین اصحاب میں سے ایک ہیں جنھوں نے غزوۂ تبوک سے تخلف کیا تھا۔ اس کے بعد توبہ کی اور رحمت الٰہی کے خواست گار ہوئے تو حق تعالیٰ نے رحم فرمایا اور ان کی توبہ مقبول ہوئی۔

یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاعروں میں سے تھے اور یہ عمدہ شاعر اور مطیع تھے جاہلیت میں ان پر شعر گوئی غالب آگئی تھی اور وہ اس میں مشہور ہوگئے تھے۔ اور ان کا کام یہ تھا کہ وہ کافروں کو جنگ سے ڈراتے تھے جس طرح حسان بن ثابت ان کی ہجو کرتے اور ان کی قباحتیں اور برائیاں بیان کیا کرتے تھے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے ان کے بیٹوں عبداللہ، عبدالرحمٰن، محمد، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر بن عبداللہ اور ابوجعفر محمد

باقر اور بہت سوں نے روایت کی ہے ۵۰ھ یا ۵۳ھ میں فوت ہوئے ان کی عمر ستتر سال کی ہوئی۔
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت عبداللہ بن رواحہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تیسرے شاعر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ انصاری خزرجی سابقین اولین اور نقباء انصار میں سے تھے۔ عقبہ ثالثہ، غزوۂ احد و خندق اور تمام مشاہدات میں حاضر ہوئے بجز فتح مکہ اور مابعد کے غزوات کے۔ کیوں کہ وہ غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاعروں میں سے ہیں ان کا کام یہ تھا کہ مشرکوں کو کفر و بت پرستی پر توبیخ و تنبیہ کرتے تھے۔

مذکورہ تینوں شعرائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا صحابہ میں اور شعرا بھی بیان کیے گئے ہیں۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حسان نے شفا دی

شاعر بارگاہ رسالت حضرت حسان بن ثابت انصاری کی شعر گوئی سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ھجا ھم حسان فشفا و اشتفا.

حسان نے کافروں کی ہجو کہی تو شفا دی شفا لی۔ مسلم نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

جب کفار قریش نے شان اقدس ارفع حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اشعار گستاخی کہے ۔عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم جواب ہوا انھوں نے جواب دیا حضور نے ناکافی پایا پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد ہوا ان کا جواب بھی پسند خاطر اقدس میں نہ آیا۔ پھر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد ہوا انھوں نے کفار کی ہجو کہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **لقد شفیت باحسان و اشتفیت.**

حسان تم نے شفا دی اور شفا لی۔ **ابن عساکر عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن ضی اللہ تعالیٰ عنہما**

حسان کے لیے صدیقہ نے مسند بچھوائی

حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر آئے ام المومنین نے ان کے لیے مسند بچھوائی عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے گزارش کی آپ انھیں مسند پر بٹھاتی ہیں۔ **وقد قال ما قال** ام المومنین نے فرمایا

انہ کان یجیب عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یشفی صدرہ من اعدائہ .

یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا کرتے اور رنج اعدا سے سینۂ اقدس کو شفا دیتے۔ اسے ابن عساکر نے عطاء بن ابی رباح سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

حضور نے حسان کے لیے مسند بچھوائی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کریم میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

لیے منبر بچھاتے اور وہ اس پر قیام کرکے نعت اقدس سناتے۔ (فتاوٰی رضویہ ج۱۱، ص ۱۱۷)

صحیح بخاری شریف میں ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالٰی علی زوجہا الکریم وابیہما وعلیہا وسلم سے ہے۔

قالت کان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يضع لحسان بن ثابت منبرا في المسجد يقوم عليه قائما يفاخر عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم او ينافح و يقول رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان الله يؤيد حسان بروح القدس ما نافح او فاخر عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لیے مسجد اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں منبر بچھاتے حسان اوپر ہوکر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل و مفاخر بیان کرتے، حضور کی طرف سے طعنہائے کفار کا رد کرتے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے جب تک حسان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے اس مفاخرت یا مدافعت میں مشغول رہتا ہے اللہ عزوجل جبریل امین سے اس کی مدد فرماتا ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج۹، ص ۱۷۱)

کعب بن زہیر کو انعام

ایک جگہ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

کعب بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قصیدۂ نعتیہ استماع فرما کر ردائے مبارک عطا فرمائی۔ (فتاوٰی رضویہ ج۶، ص ۳۷۳)

ایک شاعر کا سوال

ایک شاعر نے بارگاہ رسالت میں آ کر سوال کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا

اقطع عنی لسانه

میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے۔

(احکام شریعت حصہ سوم)

●......●......●

حداۃ بارگاہ رسالت ﷺ

شعرائے بارگاہ رسالت کی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدی پڑھنے والے صحابہ کرام بھی متعدد حضرات تھے جو حدی پڑھتے تھے۔

حدی کے معنی تحسین رجز مباح بصورت نرم وشیریں اور گداز کے ہیں۔ یہ سفر کی کوفت کو کم کرنے اور نفس کے سرور وجذب کے بڑھانے کے لیے ہے۔ اس سے اونٹ تیز رفتاری کے ساتھ راہ قطع کرتا ہے اور بھاری بوجھوں کو اٹھا لیتا ہے چوں کہ اہل عرب کی عادت تھی کہ جب ان پر راہ کی تھکن لاحق ہوتی اور اونٹ چلنے سے مجبور ہو جاتے تو حدی (اشعار) پڑھتے یہاں تک کہ اونٹ مست ہو کر تیزی کے ساتھ مسافت طے کر لیتے۔

ایک قسم اور ہے جسے ،رکبانی، کہتے ہیں جسے سفر کی کلفت کم کرنے کے لیے سواریوں میں گاتے ہیں، یہ بھی مباح ہے۔ امیر المومنین سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفروں میں بہت سنا کرتے تھے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر کی جانب تشریف لیے جا رہے تھے تو اثنائے سفر میں ایک رات حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن رواحہ کے رجز یہ اشعار حدی میں پڑھ رہے تھے کہ

اللھم لولا انت ما اھتدینا ۔

ولا تصدقنا ولا صلینا

یہاں تک کہ تمام صحابہ کرام مست وجھوم اٹھے اور اونٹوں کی رفتار از حد تیز ہو گئی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا یہ حدی پڑھنے والا کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ابن الاکوع ہیں۔ فرمایا رحمہ

اللہ ایک روایت میں ہے غفرلک ربک (اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت ومغفرت فرمائے)

جب عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدی پڑھنے سے خاموش ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تم ہمارے لیے حدی نہ کہو گے؟ اس کے بعد انھوں نے بھی حدی کہی، ان کو بھی جنت کی دعا دی۔

حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حبشی غلام تھے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان کے بھائی تھے مردوں کے لیے حدی کہتے اور انجشہ عورتوں کے لیے حدی کہتے تھے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے اے انجشہ! اونٹوں کو آہستہ چلا تا کہ آبگینوں کو ٹھیس نہ لگے۔ آبگینوں سے مراد عورتیں تھیں، چوں کہ وہ کمزور ہوتی ہیں اور اونٹوں کے تیز دوڑنے سے انھیں تکلیف ہوتی ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم ملتقطا)

بعض کہتے ہیں کہ مقصود رفع خاطر ہے جو تمنا کے ساتھ سننے سے لاحق ہوتا ہے۔ (مولف)

عامر بن اکوع کی حدیٰ خوانی

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدی خوانی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

غزوۂ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے ہوئے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں رجز (عبداللہ بن رواحہ کے اشعار) پڑھتے چلے۔

اللھم لولا انت ما اھتدینا

ولا تصدقنا ولا صلینا

•

فاغفر فداء لک ما ابقینا

و القین سکینۃ علینا

•

و ثبت الاقدام ان لاقینا

و نحن عن فضلک ما استغنینا

خدا گواہ ہے یا رسول اللہ اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے تو بخش دیجیے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینہ اتاریں اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و مسند امام احمد وغیرہا میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق عدیدہ ہے اور پچھلا مصرع زیادات صحیح مسلم و امام احمد سے ہے۔ (الامن و العلی)

وعامر بن الاکوع کان یحد و بین یدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و استشھد یوم خیبر.

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حدی پڑھتے اور وہ روز خیبر شہید ہوئے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۷۲)

براء بن مالک کی حدی خوانی

محمود و مباح اشعار کا سادہ خوش الحانی سے پڑھنا زمانہ صحابہ و تابعین و ائمہ دین سے مجوز و مقبول ہے بلکہ خود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ماثور و منقول، بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے سامنے ہوتا، حضور سنتے اور انکار نہ فرماتے، بارگاہ رسالت میں حدی خوانی پر صحابہ مقرر تھے کہ اپنی خوش الحانیوں، دلکش حدی خوانیوں سے اونٹوں کو راہ روی میں وارفتہ بناتے۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر اکرم سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود موکب اقدس کے حدی خواں تھے عجب آواز دلکش رکھتے اور بہت خوبی سے اشعار حدی پڑھتے۔ یہ اجلہ صحابہ کرام سے ہیں بدر کے سوا سب مشاہد میں حاضر ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا بہت الجھے بال میلے کپڑے والے جن کی کوئی پرواہ نہ کرے ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پر کسی بات میں قسم کھالیں تو خدا ان کی قسم سچی ہی کرے انھیں میں سے براء بن مالک ہیں۔

ایک روز انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے اس وقت اشعار اپنے الحان سے پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا آپ کو اللہ عزوجل نے وہ چیز عطا فرمائی ہے جو اس سے بہتر ہے یعنی قرآن عظیم۔ فرمایا کیا یہ ڈرتے ہو کہ میں بچھونے پر مروں گا خدا کی قسم اللہ مجھے شہادت سے محروم نہ کرے گا۔ سو کافر تو میں نے تنہا قتل کیے اور جو شرکت میں مارے ہیں وہ علاوہ۔ جب خلافت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں قلعۂ تستر پر جہاد ہوا ہے اور مسلمانوں کو سخت وقت پیش آئی، حدیث مذکور سنے ہوئے تھے ان سے کہا اپنے رب پر قسم کھائیے انھوں نے قسم کھائی کہ اے رب میرے کافروں پر ہمیں قابو دے کہ ہم ان کی مشکیں کس لیں اور مجھے اپنے نبی سے ملا یہ کہہ کر حملہ آور ہوئے اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے حملہ کیا۔ ایرانیوں کا سپہ سالار ہرمزان مارا گیا کافر بھاگ گئے اور براء شہید ہوگئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صحیحین میں حضرت انس سے ہے:

کان براء بن مالک اخو انس شهد المشاهد الا بدرا قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رب اشعث اغبر لا یوجه له لو اقسم علی الله لا بره منهم البراء بن مالک قال انس فلما کان یوم تستر من بلاد فارس انکشف الناس فقال المسلمون یا براء اقسم علی ربک فقال اقسم علیک یا رب لما منحتنا اکتافهم و الحقنی بنبیک فحمل و حمل الناس معه فقتل هرمزان من عظماء الفرس و اخذ سلبه و انهزم الفرس و قتل البراء . رواه الترمذی و الحاکم و ذلک فی خلافة عمر سنة عشرین .

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر اکرم سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر کے سوا سب مشاہد میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا بہت الجھے بال میلے کپڑے والے جن کی کوئی پرواہ نہ کرے ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پر کسی بات میں قسم کھالیں تو خدا ان کی قسم سچی ہی کرے انھیں میں سے براء بن مالک ہیں۔ انس نے کہا کہ شہر فارس میں قلعہ تستر پر جب جہاد ہوا مسلمانوں کو سخت وقت پیش آئی ان سے کہا اے براء اپنے رب پر قسم کھایئے انھوں نے قسم کھائی کہ اے رب میرے کافروں پر ہمیں قابو دے کہ ہم ان کی مشکیں کس لیں اور مجھے اپنے نبی سے ملا یہ کہہ کر حملہ آور ہوئے اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے حملہ کیا، ایرانیوں کا سپہ سالار ہرمزان مارا گیا اور سامان لوٹ لیے اور انھیں شکست ہوئی اور براء شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ واقعہ خلافت فاروقی ۲۰ھ کا ہے۔ (مولف)

اصابہ فی معرفۃ الصحابۃ میں ہے بغوی بسند صحیح حضرت انس سے راوی :

قال دخلت علی البراء بن مالک و هو یتغنی فقلت له ابدلک الله ما هو خیر منه فقال اترهب ان اموت علی فراشی لا والله ما کان الله لیحرمنی من ذلک وقد قتلت مائة منفردا سوی من شارکت فیه .

ایک روز انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت براء کے پاس آئے وہ اس وقت اشعار اپنے الحان سے پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا آپ کو اللہ عزوجل نے وہ چیز عطا فرمائی ہے جو اس سے بہتر ہے یعنی قرآن عظیم، فرمایا کیا یہ ڈرتے ہو کہ میں بچھونے پر مروں گا خدا کی قسم اللہ مجھے شہادت سے محروم نہ کرے گا سو کافر تو میں نے تنہا قتل کیے اور جو شرکت میں مارے ہیں وہ علاوہ۔ (مولف)

انجشہ کی حدی خوانی

بی بیوں کے ہودجوں پر انجشہ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدی خوانی کرتے ان کی خوش آوازی مشہور تھی حجۃ الوداع شریف میں حدی پڑھی ہے اونٹ گرمائے بہت تیز چل نکلے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ آہستہ، شیشیوں کے ساتھ نرمی کر۔ شیشیوں سے مراد عورتیں ہیں یعنی اونٹ اتنے تیز نہ کرو کہ تکلیف ہوگی یا عورتوں کا مجمع ہے خوش الحانی حد سے نہ گزارو۔

و انجشة العبد الاسود كان حسن الحداء فى الصحيح عن انس حسن الصوت.

حبشی غلام حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھی حدی پڑھتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح میں مروی ہے کہ ان کی آواز بھی اچھی تھی۔ (مولف)

فى الصحيحين عن انس ان انجشة حدا بالنسا فى حجة الوداع فاسرعت الابل فقال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يا انجشة رفقا بالقوارير.

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجۃ الوداع شریف میں حدی پڑھی تو اونٹ بہت گرمائے تیز چل نکلے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ شیشیوں کے ساتھ نرمی کرو۔ (مولف)

عبداللہ بن رواحہ کی حدی خوانی

سیدنا عبداللہ بن رواحہ وسیدنا عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے حدی خوانی کرتے چلتے۔ روز عمرۃ القضا جب لشکر ظفر پیکر محبوب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہزاراں جاہ وجلال داخل مکہ ہوا ہے، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آگے رجز کے اشعار سناتے کافروں کے جگر پر تیر برساتے جارہے تھے۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا کہ اے ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے اور اللہ جل جلالہ کے حرم میں یہ شعر خوانی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھنے دو کہ یہ ان پر تیروں سے زیادہ کارگر ہے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے ارشاد فرمایا اے عمر ہم سن رہے ہیں تم بھی خاموش رہو۔

مواہب لدنیہ وشرح علامہ زرقانی میں ہے :

كان يحدو بين يديه عليه الصلاة و السلام في السفر عبد الله بن رواحه الامير المستشهد بموتة .

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے سفر میں حدی خوانی کرتے اور یہ جنگ موتہ میں اسلامی لشکر کے امیر تھے اور وہیں پر شہید ہوئے۔ (مولف)

ترمذی میں حضرت انس سے ہے :

انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دخل مكة في عمرة القضية ابن رواحة يمشي بديه و يقول .

خلوا بني الكفار عن سبيله

اليوم نضر بكم على تنزيله

ضــربــا يــزيــل الهـام عـن مـقـيـلــه
يــذهــل الــخــلــيــل عــن خــلــيــلـــه

فقال عمر يا ابن رواحة بين يدى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و فى حرم الله تقول الشعر فقال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خل عنه يا عمر فلهى فيهم اسرع من نضح النبل.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز عمرۃ القضا جب داخل مکہ ہوئے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آگے رجز کے اشعار سناتے جا رہے تھے۔

یعنی کافروں کا راستہ چھوڑ دو، آج تو ہم ان کے جائے نزول پر حملہ کریں گے، ایسا حملہ کہ ان کے دماغ کا مغز آنکھوں کے راستے سے باہر ہو جائے گا، اور ایک دوست دوسرے دوست کو بھول جائے گا۔

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا کہ اے ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے اور اللہ جل جلالہ کے حرم میں یہ شعر خوانی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھنے دو کہ یہ ان پر تیروں سے زیادہ کارگر ہے۔ (مولف)

و فى رواية انه لما انكر عمر عليه قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يا عمر اسمع فاسكت يا عمر.

اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن رواحہ کو منع کیا تو حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر ہم سن رہے ہیں تم بھی خاموش رہو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج۹،ص۲۷۳،۱۷۲)

حقیقت محمدیہ ﷺ

مصدر مظہریت پہ اظہر درود
مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام

لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی

میرے رب کے علاوہ میری حقیقت کو کسی نے نہیں پہچانا

(الحدیث)

حقیقت محمدیہ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال واوصاف شریف دوقسم کے ہیں۔

ایک تو وہ ہیں جو ثقہ راویوں کے ساتھ احادیث و اخبار میں منقول ہیں اور سیر کی کتابوں میں جو اخلاق وصفات مذکور ومسطور ہیں وہ آپ کی نبوت ورسالت اور تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام سے آپ کے افضل واکمل ہونے میں بہت کافی ووافی ہیں۔

دوسری قسم وہ ہے جو مکاشفان اسرار حقیقت اور مشاہدان انوار وحدت نے دیدۂ بصیرت سے پایا ہے اوران کے اظہار وابراز کی طرف گئے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام حق تبارک وتعالیٰ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا کیے گئے ہیں اور اولیائے کرام اسماء صفاتیہ کی مخلوق ہیں۔ بقیہ ساری کائنات صفات فعلیہ سے پیدا ہوئی ہے۔

سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین ذات حق سے مخلوق ہیں اور ظہور حق آپ میں بالذات ہے چوں کہ صفات واسماء میں ظہور وبروز کے اقتضاء سے بیشتر وظاہر تر ہے حق تعالیٰ کی صفات سے ہر صفت میں خوب ظاہر ہوا ہے اور جو کچھ جلال وجمال سے مخصوص تھا ظاہر ہوا اور اسماء حسنیٰ میں سے ہر اسم نے جو اس کے معنوی کمال کے اقتضاء میں سے تھا ظہور ہوا۔ اور کنہ ذات الٰہی جس طرح پر خفا میں حقیقت سریہ پر بطون میں تھی باقی رہی پھر ان اسماء صفات کے حقائق مشہد معنوی میں مجتمع ہوئے، ذات حیث لاکیف والا این اور ندا ہوئی اور الہاما فرمایا۔ اگرچہ میں نے اس کمال کو ظاہر کیا اور ان جمال وجلال کے مقامات کو ہویدا کیا جو حد حصر واحصار سے باہر ہیں لیکن یہ سب بحر وحدت کا ایک قطرہ ہے اور ذات بیضا کا ایک ذرہ ہے۔

لہٰذا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام مظہر اسماء وصفات ہوئے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مظہر ذات ۔تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام اجلال واکرام کے بالذات ختام ہیں اور انبیاء واولیاء بالواسطہ۔ جب کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات حق سے مخلوق ہیں اور ظہور برحق ان پر بالذات ہے تو ان کے سوا جو بھی ہے سب سے تمام صفات اور جمیع کمالات میں فائق ومنفرد ہیں نیز اسی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام ادیان کا ناسخ ہے اس لیے کہ بروز ذات کے بعد صفات مشہود نہیں رہتے ۔ نیز اسی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عروج فوق عرش ہے کیوں کہ ذات جمیع اسماء پر فائق ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمانیت حق کے محل ہیں جو عرش سے فوق وسیع ہے اور عرش محیط اجسام ہے اور رحمت ہر شی پر وسیع ہے رحمتی وسعت کل شی لہٰذا محمدی حقیقت جمیع موجودات کا مصدر اور تمام کا مبداء اور تمام فیوض وبرکات کا واسطہ وسرچشمہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

واضح ہو کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہر عالم میں اس عالم کے مطابق ظہور ہے۔ لہٰذا جس طرح عالم اجسام میں آپ کا ظہور ہے عالم ارواح میں اس کی مانند ظہور نہیں ہے اس لیے کہ عالم اجسام تنگ ہے اور وہ اتنی وسعت نہیں رکھتا جتنی عالم ارواح میں وسعت ہے اور آپ کا ظہور جس طرح عالم ارواح میں ہے اس کی مانند عالم معنی میں آپ کا ظہور نہیں اس لیے کہ عالم معنی، عالم ارواح سے زیادہ لطیف اور زیادہ وسیع ہے اور زمین میں جس طرح آپ کا ظہور ہے اس جیسا آسمان میں ظہور نہیں ہے اور آسمان میں جیسا ظہور ہے اس جیسا ظہور یمین عرش میں نہیں ہے کیوں کہ وہاں این وکیف نہیں ہے۔ لہٰذا ہر مقام اعلیٰ میں مقام انزل سے اکمل واتم ظہور ہوتا ہے اور ہر ظہور میں اس کے محل کے مطابق خاص جلالت اور ہیبت واسرار ہیں، یہاں تک کہ ایسے محل تک متناہی ہوتا ہے کہ جہاں کسی نبی وولی کی استطاعت نہیں کہ اس جگہ آپ کے ظہور کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کے یہی معنی ہیں کہ :

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ غیر ربی

میرے لیے ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ میرے رب کے سوا کسی کو اس میں گنجائش نہیں ہوتی۔

ایک اور روایت میں ہے :

لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب و لا نبی مرسل

اللہ کے ساتھ میرے لیے ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس میں کسی مقرب فرشتے اور نبی و رسول کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔

حضرت احدیت سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزول فرمانے کے بعد جب مقام واحدیت میں ظہور ہوا جو محل اسماء وصفات ہے تو اس وقت حضرت کمالیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر متوجہ ہوئی جس طرح کہ اسم اپنے مسمی سے اور صفت اپنے موصوف سے لگاؤ رکھتی ہے۔ اور ان کمالات معانی میں سے ہر معنی اپنی حقیقت کی طرف اشارہ نہیں کرتا مگر اسی کی طرف اور اپنی ہویت سے دلالت نہیں کرتا مگر اسی پر اب اگر ان مشارالیھا کمالات میں سے کوئی کمال متحقق ہوتا ہے تو وہ اسی پر معطوف ہوگا اور اسی کا تابع ہوگا اور صفت نوریت کی حقیقت اسی میں منحصر ہے اور نور اس کے اسماء میں سے ہے اگرچہ تمام انبیاء و اولیاء اس صفت نوری سے متصف اور اس کے ساتھ متحقق ہیں لیکن سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس صفت کی حقیقت ہیں۔ اور حقیقت شی اور جو اس شی کے ساتھ متحقق ہو دونوں کے درمیان فرق ہے۔ تمام اشیاء اس نور کے مظاہر اور اس کے ظہور کے محل ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ :

انا من نور الله و المومنون من نوری .

میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مسلمان میرے نور سے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے :

انا من اللہ و المومنون منی.

میں اللہ سے ہوں اور تمام مسلمان مجھ سے ہیں۔

اسی مفہوم و مطلب کی طرف اشارہ ہے۔ مومنین کی تخصیص اتفاقی اور مقام کی مناسبت و موافقت کی وجہ سے ہے۔

اور جب وجود کونی کے ساتھ نزول فرمایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وساطت سے عقول، نفوس، لوح، قلم، عرش، کرسی، افلاک، کواکب، ارکان، معادن، نباتات، حیوانات اور انسان جو کہ حقائق کونیہ کا نسخہ جامعہ ہے پیدا فرمائے۔ اور اسی واسطہ کے ساتھ کارخانۂ وجود کو اس ترتیب کے ساتھ جو عرفا و حکماء کے کلام میں بیان کیا گیا ہے اس کے انتظام کو پیوست کیا ہے کیوں کہ ان موجودات کی موجودیت کی ترتیب اسی ترتیب کے ساتھ ہے جو گنتی میں ہے۔ کہ ایک سے دو ہے اور دو اس وقت تک متحقق نہیں ہوگا جب تک کہ اس میں ایک نہ ہو۔ اسی طرح تین اس وقت تک متحقق نہ ہوگا جب تک دو اس میں موجود نہ ہو۔ اسی طرح چار ہے، چار اس وقت تک متحقق نہ ہوگا جب تک اس میں تین نہ ہو، اسی طرح اوپر تک شمار کرتے چلے جائیے۔ لہٰذا کوئی عدد اس وقت تک موجود نہ ہوگا جب تک کہ مرتبہ میں اس کے ماقبل کے وجودات کو نہ مانا جائے اور تمام، واحد یعنی ایک سے موجود ہیں اور واحد عدد نہیں ہے اس لیے کہ ہر عدد کو جب کسی عدد میں ضرب دیا جاتا ہے تو اس سے عدد نکل آتا ہے اور اگر تمام اعداد کو ایک میں ضرب دیا جائے تو اس سے کوئی چیز نہیں نکلتی۔ لہٰذا عقل اول جو کہ روح محمدی کی حقیقۃ تعبیر ہے وہ تمام عالم کے وجود کی اصل ہے، خواہ عالم امر ہو، خواہ عالم خلق، اور وہ تمام علل کی حقیقت میں علت ہے اور اللہ تعالیٰ پاک و منزہ ہے کہ کسی چیز کے وجود کے لیے علت ہو۔

لہٰذا جو کچھ بیان کیا گیا اس سے وجود محمدی کی حقیقت کی تفصیل معلوم ہوگئی ہوگی۔ اسی لیے حضور

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول وجود اور آخر وجود ہیں۔ اسی معنی ومفہوم کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس قول سے اس طرح ظاہر فرمایا کہ

اب زمانے نے اسی ہیبت پر پلٹا کھایا ہے، جو آسمانوں کی تخلیق کے وقت تھی۔

اور دائرہ وجود کے اعلیٰ درجات میں اس صورۃ ومعنی میں اس کے ظہور سے تمام ہوا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح کہ بطون ذات میں حق کے ساتھ اقرب خلق تھے، اسی طرح آخر میں حیات میں اعلیٰ واکمل خلق ہوں گے اور اس درجہ کا نام وسیلہ رکھا گیا اور اس کا وعدہ کیا گیا اور امت کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اس کی دعا کرنے کا حکم دیا گیا۔ وسیلہ کے معنی سبب ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدا میں وجود خلق کے اول سبب ہیں اور انتہا میں حق کے ساتھ ان کے لیے سبب قرب ہوں گے لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اقرب صوری ومعنوی دونوں حاصل ہوئے اور علو مکان اور علو زمان دونوں کامل ہوئے اور صفت وحال کے لحاظ سے اکمل عالم ہوئے اور اعظم عالم میں صورت ومعنی ہیں اور خلق کے اعتبار سے اتم واعدل ہیں۔

کمالات صوری

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ کمالات صوری جو آپ کے لیے بارگاہ الٰہی میں علو مکان کی تحقیق پر شاہد ہیں یہ کمالات صوریہ تین قسموں پر ہیں۔

قسم اول ذاتی ہے۔

قسم دوم فعلی ہے۔

قسم سوم قولی ہے۔

قسم اول، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات شریف اور آپ کی صورت جمیل ہے اور آپ کی ذات اجمل ذوات، اکمل وافضل واطہر اور انور تھی۔ اور آپ کی صورت احسن، اجمل، اجلا از کائے صور تھی۔ علماء کرام کو جو کچھ آپ کا حلیہ شریف معلوم ہوا اور ان کے فہم میں آیا انھوں نے اس کو جمع کیا اور بیان کر دیا اس سے مقصود آپ کا تصور جمال، مطالعہ کمال اور ہر گھڑی اسے ملحوظ خاطر رکھنا، اور اس کام کی مشق کرنا اور اس کا مراقبہ کرنا اور اسے اپنا نصب العین بنانا تا کہ اس جمال جاں فزا کو پیش نظر رکھ کر دائمی محبت قائم رہے اور کبھی جدا نہ ہو۔

یہ طریقہ حصول کمال ووصال کے لیے اقرب ہے اور یہ درجہ محبت کے حصول اور اصحاب وافر النصاب میں شامل ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ محبت معنوی اور سعادت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کا سبب ہے۔ اگر اس پر بر طریق اتصال ودوام استطاعت نہیں ہے تو صلاۃ وسلام کے وقت جو کہ روشنی راہ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اقرب طرق ہے اسے نگاہ میں رکھے۔

لیکن دوسری قسم جو فعلی ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال زکیہ اور احوال مرضیہ ہیں جو معلوم و ماثور ہیں اور صحف ودفاتر ان سے مملو ومشحون ہیں۔ اس باب میں یہ بات کافی نہیں ہے کہ سارا جہان اور ان کے تمام اعمال وصفات آپ کے میزان میں ہیں اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی رشد وہدایت کے طریقوں کی بنیاد رکھی اور آپ نے ہی لوگوں کو ضلالت وگمراہی سے باہر نکالا اور احکام کو وضع کر کے سنت قائم فرمائی، نماز وروزہ اور حلال وحرام کی روشنی دکھائی اور بھلائی جو اہل جہان کے حصے میں آئی وہ آپ ہی کے دم قدم سے وابستہ ہے۔

اور تیسری قسم قولی ہے، وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال فصیحہ اور کلمات طیبہ ہیں جن سے اسلامی کتابیں بھری ہوئی ہیں وہ سب دریا کے مقابلے میں ایک قطرہ اور روشنی میں ایک ذرہ کی مانند ہیں آپ کی عظمت شان میں حق تبارک وتعالیٰ کا وہ قول جو کہ آپ کا کلام ہے کافی ہے کہ انہ لقول رسول

کریم جو ظاہر میں آپ کا کہا ہوا تھا مگر حقیقت میں خدا کا کلام ہے۔

اور حق تبارک و تعالیٰ نے فرمایا

و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی .

اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے نہیں ہے وہ مگر وحی جوان کی طرف کی گئی۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ، جلد دوم)

حقیقت محمدیہ کا ظہور

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں :

لما تعلقت ارادۃ الحق تعالیٰ بایجاد خلقه ابرز الحقیقة المحمدیة من الانوار الصمدیة فی الحضرۃ الاحدیة ثم سلخ منها العوالم کلها علوها و سفلها.

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا صمدی نوروں سے مرتبہ ذات صرف میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا پھر اس سے تمام عالم علوی وسفلی نکالے۔

شرح علامہ میں ہے :

و الحضرۃ الاحدیة ھی اول تعینات الذات و اول رتبها الذی لا اعتبار فیه لغیر الذات کما ھو اشار الیه لقوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان اللہ و لا شی معه ، ذکرہ الکاشانی .

یعنی مرتبہ احدیت ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے جس میں غیر ذات کا اصلاً لحاظ نہیں جس کی طرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا اسے سیدی کاشانی قدس سرہ نے ذکر فرمایا۔

حضور ذات حق سے پیدا ہوئے

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں :

انبیا مخلوق اند از اسماء ذاتیہ حق و اولیاء از اسماء صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفات فعلیہ و سید رسل مخلوق است از ذات حق و ظہور حق درو بے بالذات است۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اللہ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہوئے اور اولیاء اسماء صفاتیہ سے، بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے اور سید رسل ذات حق سے اور حق کا ظہور بالذات ہے۔

ہاں عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الٰہی، ذات رسالت کے لیے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو۔ یا عیاذاً باللہ ذات الٰہی کا کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا۔ اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شی میں حلول فرمانے سے پاک ومنزہ ہے، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی شی کو جزء ذات الٰہی خواہ کسی مخلوق کو عین و نفس ذات الٰہی ماننا کفر ہے۔ اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ و رسول جانیں، جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، عالم میں ذات رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔ حدیث میں ہے :

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی .

اے ابو بکر مجھے جیسا میں اپنی حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا۔

ذات الٰہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کے مفہوم ہو، مگر اس میں فہم ظاہر بیں کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حق عز جلالہ نے تمام جہاں کو حضور پر نور محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

لولاک ما خلقت الدنیا

اے محبوب اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔ (مولف)

آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے ارشاد ہوا۔

لولا محمد ما خلقتک و لا ارضا و لا سماء.

اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین وآسمان کو۔

تو سارا جہان ذات الٰہی سے بواسطۂ حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے، حضور کے صدقے، حضور کے طفیل۔

لا انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استفاض الوجود من حضرۃ العزۃ ثم ھو افاض الوجود علی سائر البریۃ کما تزعم کفرۃ الفلاسفۃ من توسیط العقول ، تعالیٰ اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا ھل من خالق غیر اللہ .

یہ بات نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ سے وجود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کو آپ نے وجود دیا جیسے فلاسفہ کافر گمان کرتے ہیں کہ عقول کے واسطے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے اس قول سے بلند وبالا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہوسکتا ہے؟

بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں، اپنے اب

کے سوا کسی کے واسطے نہیں تو وہ ذات الٰہی سے بلا واسطہ پیدا ہیں۔

زرقانی شریف میں ہے :

ای من نور هو ذاته لا بمعنى انها مادة خلق نوره منها بل بمعنى تعلق الارادة به بلا واسطة شي في وجوده .

یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔

نور قدیم کی پہلی تجلی

سیدی ابو سالم عبد اللہ عیاشی ، ہم استاذ علامہ محمد زرقانی ، تلمیذ علامہ ابو الحسن شبراملسی اپنی کتاب ''الرحلۃ'' پھر سیدی علامہ عثمانی ''شرح صلاۃ'' حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں۔ صرف ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

اس کا ادراک حقیقۃً وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد **الله نور السموات و الارض** کا معنی جانتا ہے کیوں کہ وہم اور عقل کے ذرائع اس کا حقیقی ادراک نہیں کر سکتے ، اس کو تو صرف بندے کے دل میں اس نور کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شعاعوں سے ہی سمجھا جا سکتا ہے پس نور اللہ کو اس نور ہی کے ذریعہ سمجھا جا سکتا ہے۔

حدیث (**ان الله قد خلق قبل الاشياء نور نبيک من نوره**) کے معنی کو سمجھنے کے لیے قریب ترین یہ ہے کہ نور محمدی جب قدیم اور ازلی نور کی پہلی تجلی ہے تو کائنات میں بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کا وہی سب سے پہلا مظہر ہے اور وجود میں آنے والے تمام نوروں کی اصل قوت ہے۔ جب یہ نور اول چمکا اور منور ہوا تو اس نور محمدی نے تمام موجودات پر درجہ بدرجہ اپنی چمک ڈالی تو بلا واسطہ یا واسطوں کی کمی کے اعتبار

سے ہر چیز اپنی استعداد کے مطابق چمک اٹھی اور تمام حقائق واقسام اس نور کی چمک سے اس کے مظہر بن گئے یوں وجود میں آنے والا پہلا نور ایک تھا لیکن اس کی چمک سے دوسرے حقائق بھی اپنی حقیقت کے مطابق اس نور سے منور ہوتے چلے گئے اور کائنات میں نور در نور بن گئے جب کہ وجود میں نور کی صرف دو ہی قسمیں ہیں۔

ایک فیض دینے والا۔

دوسرا فیض پانے والا۔

حالاں کہ نفس الامری حقیقت میں یہ دونوں نور ایک ہی ہیں، یہ ایک حقیقی نور ہی قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے متعدد مظاہر میں ظاہر ہوتا ہے اور تمام اقسام میں ہر قسم کی صورت میں چمکتا ہے اس طرح فیض یافتہ نور بھی اپنی استعداد کے مطابق دوسری قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے ان کو منور کرتا ہے جس سے مزید مظاہرات کی اقسام حاصل ہوتی ہیں جب کہ یہ تمام انوار بالواسطہ یا بلا واسطہ سب سے پہلے نور سے ہی مستفیض ہیں۔

مرتبۂ ایجاد و تکوین

اس بحث کے آخر میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ظاہر ہوگیا کہ جس طرح مرتبۂ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود، یوں ہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفیٰ ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیض وجود، مرتبہ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے، اور مرتبۂ تکوین میں نور احمدی آفتاب ہے اور سارا جہان اس کے آبگینے۔

خالق کل الوری ربک لا غیرہ
نورک کل الوری غیرک لم لیس لن

کل مخلوق کا پیدا کرنے والا آپ کا رب ہی ہے آپ ہی کا نور کل مخلوق ہے اور آپ کا غیر کچھ بھی نہ تھا، نہ ہے، نہ ہوگا۔ (صلاۃ الصفاء فی نور المصطفیٰ)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

جس طرح مرتبہ وجود میں صرف اللہ ہے، **کل شی ھالک الا وجھہ**۔

ذات کبریا کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جائے گی۔

الا کل شی ما خلا اللہ باطل

سن لو اللہ کے سوا ہر چیز باطل و فانی ہے۔

حقیقت وجود اسی کی ذات کریم سے خاص ہے۔ جہاں و جہانیان کا اس میں کچھ حصہ نہیں مگر جس پر وجود حقیقی کے آفتاب عالم تاب نے اپنے نور کا پرتو ڈالا وہ بقدر نسبت و قابلیت تام موجودیت سے بہرہ ور ہوا۔

یوں ہی مرتبہ ایجاد میں صرف ذات کریم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے و بس۔

حضور ہی سر الوجود و منبع الوجود و اصل ہر بود ہیں۔ وجودات عالم ضرور وجود حقیقی کے ظلال و پرتو ہیں۔

مگر اولاً و بالذات پرتو ذات و ظل صفات جامع الکمالات حضور سید الکائنات علیہ افضل الصلاۃ و اکمل التسلیمات ہے۔

پھر ثانیاً و بالعرض حضور کی وساطت سے مرتبہ بہ مرتبہ تمام عالم اس تجلی نور سے روشن ہے۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پر تو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

اس گھر میں ایک چراغ ہے جس کی روشنی سے ہر جگہ انجمن ہی انجمن ہے۔

(ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

حضور کی حقیقت صرف اللہ جانتا ہے

امام احمد رضا بریلوی ایک موقع پر فرماتے ہیں :

خدا کے سوا حضور کی حقیقت سے کوئی واقف ہی نہیں ۔صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اعرف الناس یعنی سب سے زیادہ حضور کے پہچاننے والے اس امت مرحومہ میں ہیں اس واسطے ان کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے۔معرفت الٰہی وہ معرفت محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کو ان کی معرفت زائد ہے اس کو معرفت الٰہی بھی زائد ہے۔صدیق اکبر جیسے اعرف الناس کہ تمام جہان سے زیادہ حضور کی معرفت رکھتے ہیں ان سے ارشاد فرمایا۔

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی .

اے ابو بکر جیسا میں ہوں سوا میرے رب کے اور کسی نے نہ پہچانا۔

صدیق اپنے مرتبہ کے لائق حضور کو جانتے ہیں، جبریل امین اپنے مرتبہ کے لائق پہچانتے ہیں، انبیاء و مرسلین اپنے اپنے مراتب کے لائق، باقی رہا حقیقۃ ان کو پہچاننا تو ان کا جاننے والا ان کا رب ہے، تبارک وتعالیٰ۔ان کا بنانے والا ان کا نوازنے والا، ان کی حقیقت کے پہچاننے میں دوسرے کے واسطے حصہ ہی نہیں رکھا۔ بلا تشبیہ محب نہیں چاہتا کہ جو ادا محبوب کی اس کے ساتھ ہے وہ دوسرے کے ساتھ ہو۔ اللہ تمام جہان سے زیادہ غیرت والا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں:

انه لغیور و انا اغیر منه و الله اغیر منی .

وہ غیرت والا ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔

وہ کیوں کر روا رکھے گا کہ دوسرا میرے حبیب کی اس خاص ادا پر مطلع ہو جو میرے ساتھ ہے اسی واسطے فرمایا جاتا ہے جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔ (المیلا دالنبویہ)

حضور سبب وجود و بقاء ہیں

مطالع المسرات شریف میں ہے:

اسمه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم محی حیوة جمیع الکون به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فهو روحه و حیاته و سبب وجوده و بقائه .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے، زندہ فرمانے والے اس لیے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اس کے وجود و بقا کے سبب ہیں۔

اسی میں ہے:

هو صلی الله تعالیٰ علیه وسلم روح الاکوان و حیاتها و سر وجودها و لولاه لذهبت و تلاشت کما قال سیدی عبد السلام رضی الله تعالیٰ عنه لا شئ الا و هو به منوط اذ لولا الواسطة لذهب کما قیل الموسوط.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان و حیات و سبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست و نابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو اس لیے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطے سے تھا آپ

ہی فنا ہو جائے۔

ہمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا:

کل فضل فی العلمین فمن فضل

النبی استعارۃ الفضلاء

جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگے کولی ہے۔

شرح سیدی عشاوی میں ہے :

نعمتان ماخلا موجود عنهما ، نعمة الایجاد و نعمة الامداد ، هو صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الواسطة فیهما اذلو لا سبقت وجوده ما وجد موجود و لولا وجود نوره فی ضمائر الکون لتهدمت دعائم الوجود فهو الذی وجد اولا و له تبع الوجود و صار مرتبطا به لا استغناء له عنه .

کوئی موجود دو نعمتوں سے خالی نہیں ، نعمت ایجاد و نعمت امداد ، اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھے جائیں تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طفیلی اور حضور سے وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں۔

حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کو اپنی ذات کریم سے پیدا کیا یعنی عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہمارے حضور ہیں باقی سب ہمارے حضور کے نور و ظہور ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ (صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ)

حضور کا وقت مخصوص

بعض احادیث میں مذکور ہے :

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل .

میرے لیے خدا کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جس میں کسی مقرب فرشتے یا مرسل نبی کی گنجائش نہیں۔

اسے شیخ محقق نے مدارج النبوۃ شریف میں ذکر فرمایا ہے۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
نبی راز دار مع اللہ لی ہے

●

پرتو اسم ذات احد پر درود
نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام

مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود
مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

مصدر مظہریت پہ اظہر درود
مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام

وصف جس کا ہے آئینہ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

●

غایت و علت سبب بہر جہاں تم ہو سب
تم سے بنا تم بنا تم پہ کروروں درود

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمھارا ظہور
لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروروں درود

•

اللہ کی سرتا بہ قدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتا تا ہے انھیں
ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ
(حدائق بخشش)

بحمد اللہ

باعث تخلیق کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کاملہ اور غوث و رضا کی نگاہ التفات سے "سیرت مصطفیٰ جان رحمت" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چوتھی اور آخری جلد بھی بحسن وخوبی اپنے اختتام کو پہنچی، میں اپنی اس کاوش کو اپنے نبی اکرم احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش وقار میں بطور ارمغان عقیدت ومحبت کے اس خیال سے پیش کرنے کی سعادت و برکت حاصل کر رہا ہوں کہ یہ میرے لیے سرمایۂ آخرت اور سامان نجات ہو، ذات واجب الوجود کے سوا ہر چیز فنا کی منزل سے ہم کنار ہوگی، اس کے ذکر جلیل کے ساتھ اس کے محبوب حقیقی کا تذکرۂ جمیل باقی رہے گا۔

وما من کاتب الا سیفنی

ویبقی الدھر ما کتبت یداہ

العاجز

محمد عیسیٰ رضوی

ماٰخذ ومراجع

ماخذ ومراجع

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی وہ تصانیف جن سے مضامین ماخوذ ہیں)

نمبر شمار	اسمائے کتب	سن تصنیف ہجری
۱	فتاوی رضویہ جلد اول	۱۳۲۶
۲	الجود الحلو فی ارکان الوضو	۱۳۲۴
۳	نبہ القوم ان الوضو من ای نوم	۱۳۲۵
۴	بارق النور فی مقادیر ماء الطهور	۱۳۲۷
۵	النور و النورق لاسفار الماء المطلق	۱۳۲۴
۶	تنویر القندیل فی اوصاف المندیل	۱۳۲۴
۷	السمیقة الانقی فی فرق الملاقی و الملقی	۱۳۲۷
۸	حسن التعمم لبیان حد التیمم	۱۳۲۵
۹	الطلبة البدیعة فی قول صدر الشریعة	۱۳۲۵
۱۰	عطاء النبی لاحکام ماء الصبی	۱۳۲۷
۱۱	قوانین العلماء فی متیمم علم عند زید ماء	۱۳۲۵
۱۲	الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل	۱۳۲۰

نمبر شمار	اسمائے کتب	سن تصنیف ہجری
۱۳	فتاوی رضویہ جلد دوم	۱۳۲۶
۱۴	جمان التاج فی بیان الصلوٰۃ قبل المعراج	۱۳۱۶
۱۵	حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین	۱۳۱۳
۱۶	منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین	۱۳۲۳
۱۷	نہج السلامۃ فی حکم تقبیل الابھامین فی الاقامۃ	۱۳۳۳
۱۸	ایذان الاجر فی اذان القبر	۱۳۰۷
۱۹	الاحلی من السکر لطلبۃ سکر رو سر	۱۳۰۳
۲۰	فتاوی رضویہ جلد سوم	۱۳۲۶
۲۱	اجتناب العمال عن فتاوی الجھال	۱۳۱۶
۲۲	القلادۃ المرصعۃ فی نحر الاجوبۃ الاربعۃ	۱۳۱۲
۲۳	وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح	۱۳۱۲
۲۴	سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاۃ العید	۱۳۰۷
۲۵	انھار الانوار من یم صلاۃ الاسرار	۱۳۰۵
۲۶	النھی الاکید عن الصلاۃ و راء عدی التقلید	۱۳۰۵
۲۷	رعایۃ المذھبین فی الدعاء بین الخطبتین	۱۳۱۰

نمبر شمار	اسمائے کتب	سن تصنیف ہجری
۲۸	التبصیر المنجد بان صحن المسجد مسجد	۱۳۰۷
۲۹	هدایة المتعال فی حد الاستقبال	۱۳۲۴
۳۰	اوفی اللمعة فی اذان الجمعة	۱۳۲۰
۳۱	فتاوی رضویہ جلد چهارم	۱۳۲۶
۳۲	بریق المنار بشموع المزار	۱۳۳۱
۳۳	حیات الموات فی بیان سماع الاموات	۱۳۰۵
۳۴	الوفاق المتین بین سماع الدفین وجواب الیمین	۱۳۱۶
۳۵	الحرف الحسن فی الکتابة علی الکفن	۱۳۰۸
۳۶	النهی الحاجز عن تکرار صلاة الجنائز	۱۳۱۵
۳۷	البدور الاجلة فی امور الاهلة	۱۳۰۴
۳۸	شرح نور الادلة للبدور الاجلة	۱۳۰۴
۳۹	حاشیه رفع العلة عن نور الادلة	۱۳۰۴
۴۰	الهادی الحاجب عن جنازة الغائب	۱۳۲۶
۴۱	العروس المعطار فی زمن دعوة الافطار	۱۳۱۲
۴۲	انوار البشارة فی مسائل الحج و الزیارة	۱۳۲۹

نمبر شمار	اسمائے کتب	سن تصنیف ہجری
۴۳	جمل النور فی نهی النساء عن زيارة القبور	۱۳۳۹
۴۴	تجلی المشکوٰة لانارة اسئلة الزکوة	۱۳۰۷
۴۵	الزهر الباسم فی حرمة الزکوة علی بنی هاشم	۱۳۰۷
۴۶	اعز الاکتناه فی رد صدقة مانع الزکاة	۱۳۰۹
۴۷	الحجة الفائحة لطيب التعيين و الفاتحة	۱۳۰۷
۴۸	رادع التعسف عن الامام ابی یوسف	۱۳۱۸
۴۹	صيقل الرين عن مجاورة الحرمين	۱۳۰۵
۵۰	فتاویٰ رضويه جلد پنجم	۱۳۲۶
۵۱	اطائب التهانی فی النکاح الثانی	۱۳۱۲
۵۲	فتاویٰ رضويه جلد ششم	۱۳۲۶
۵۳	القمع المبين لآمال المکذبين	۱۳۲۹
۵۴	سبحٰن السبوح عن عيب کذب مقبوح	۱۳۰۷
۵۵	حجب العوار عن مخدوم بهار	۱۳۳۹
۵۶	فتاویٰ رضويه جلد هفتم	۱۳۲۶
۵۷	کاسر السفيه الواهم فی ابدال قرطاس الدراهم	۱۳۲۹

نمبر شمار	اسمائے کتب	سن تصنیف ہجری
۵۸	الهبة الاحمدیه فی الولایة الشرعیة و العرفیة	۱۳۲۳
۵۹	فتاوی رضویه جلد هشتم	۱۳۲۶
۶۰	کتاب المنی و الدرر لمن عمد منی آرڈر	۱۳۱۱
۶۱	فتاوی رضویه جلد نهم	۱۳۲۶
۶۲	الحق المجتلی فی حق المبتلی	۱۳۲۴
۶۳	الرمز المرصف علی سوال مولانا سید آصف	۱۳۲۹
۶۴	شفاء الواله فی صور الحبیب و مزاره و نعاله	۱۳۱۵
۶۵	لمعه الضحی فی اعفاء اللحی	۱۳۱۵
۶۶	اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد	۱۳۱۰
۶۷	زبدة الزکیة فی تحریم سجود التحیة	۱۳۳۷
۶۸	الکشف شافیا فی حکم فونو جرافیا	۱۳۲۸
۶۹	العطایا القدیر فی حکم التصویر	۱۳۳۱
۷۰	حک العیب فی حرمة تسوید الشیب	۱۳۰۷
۷۱	مشعلة الارشاد فی حقوق الاولاد	۱۳۱۰
۷۲	فتاوی رضویه جلد دهم	۱۳۲۶

نمبر شمار	اسمائے کتب	سن تصنیف ہجری
۷۳	الفقه التسجیلی فی عجین النار جیلی	۱۳۱۸
۷۴	رد الرفضة	۱۳۲۰
۷۵	فتاویٰ رضویه جلد یازدهم	۱۳۲۶
۷۶	قوارع القهار علی المجسمة الفجار	۱۳۱۸
۷۷	فتاویٰ رضویه جلد دوازدهم	۱۳۲۶
۷۸	اقامة القیامة علی طاعن القیام لنبی تهامة	۱۲۹۸
۷۹	تدبیر فلاح و نجات و اصلاح	۱۳۳۱
۸۰	نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان	۱۳۳۹
۸۱	المیلاد النبویة فی الالفاظ الرضویه	
۸۲	اراء ة الادب لفاضل النسب	۱۳۲۹
۸۳	شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام	۱۳۱۵
۸۴	شرح المطالب فی مبحث ابی طالب	۱۳۱۶
۸۵	اسماع الاربعین فی شفاعة سید المحبوبین	۱۳۰۵
۸۶	منبه المنیة لوصول الحبیب الی العرش و الروية	۱۳۲۰
۸۷	نطق الهلال بارخ ولاد الحبیب والوصال	۱۳۱۷

نمبر شمار	اسماء کتب	سن تصنیف ہجری
۸۸	انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی	۱۳۱۸
۸۹	خالص الاعتقاد	۱۳۲۸
۹۰	الدولة المکية بالمادة الغيبية	۱۳۲۳
۹۱	تجلی اليقين بان نبينا سيد المرسلين	۱۳۰۵
۹۲	جزاء الله عدوه باباءه ختم النبوة	۱۳۱۷
۹۳	صلاة الصفا فی نور المصطفیٰ	۱۳۲۹
۹۴	نفی الفیٔ عمن استنار بنوره کل شیٔ	۱۲۹۶
۹۵	قمر التمام فی نفی الظل عن سيد الانام	۱۲۹۶
۹۶	بدر الانوار فی آداب الآثار	۱۳۲۶
۹۷	فقه شهنشاه و ان القلوب بيد المحبوب بعطاء الله	۱۳۲۶
۹۸	النور و الضياء فی احکام بعض الاسماء	۱۳۲۰
۹۹	اعتقاد الاحباب فی الجميل و المصطفیٰ و الآل والاصحاب	۱۳۹۸
۱۰۰	غاية التحقيق فی امامة العلی و الصديق	
۱۰۱	الامن و العلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء	۱۳۱۱
۱۰۲	تنزيه المکانة الحيدرية عن وصمة عهد الجاهلية	۱۳۱۲

نمبر شمار	اسمائے کتب	سن تصنیف ہجری
۱۰۳	برکات الامداد لاهل الاستمداد	۱۳۱۱
۱۰۴	انوار الانتباه فی حل نداء یا رسول الله	۱۳۰۴
۱۰۵	منية اللبيب ان التشريع بيد الحبيب	۱۳۱۱
۱۰۶	الملفوظ مکمل چار حصے	۱۳۳۸
۱۰۷	الحجة الموتمنة فی آية الممتحنة	۱۳۳۹
۱۰۸	احکام شرعیت مکمل تین حصے	
۱۰۹	مقال عرفاء باعزاز شرع و علماء	۱۳۲۷
۱۱۰	تعلیقات رضا	
۱۱۱	النيرة الوضية شرح الجوهرة المضيئة	۱۲۹۵
۱۱۲	سل السيوف الهندية على كفريات بابا النجدية	۱۳۱۲
۱۱۳	انفس الفكر فی قربان البقر	۱۲۹۸
۱۱۴	اهلاک الوهابيين على توهين قبور المسلمين	۱۳۲۲
۱۱۵	وشاح الجيد فی تحليل معانقة العيد	۱۳۱۲
۱۱۶	نقاء السلافة فی احكام البيعة و الخلافة	۱۳۱۹
۱۱۷	الكوكبة الشهابية فی كفريات ابی الوهابية	۱۳۱۲

نمبر شمار	اسمائے کتب	سن تصنیف ہجری
۱۱۸	اعالی الافادة فی تعزیة الهند و بیان الشهادة	۱۳۲۱
۱۱۹	خیر الآمال فی حکم الکسب و السوال	۱۳۱۸
۱۲۰	صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین	۱۳۰۶
۱۲۱	السوء و العقاب علی المسیح الکذاب	۱۳۲۰
۱۲۲	المبین ختم النبیین	۱۳۲۶
۱۲۳	فتاوی الحرمین برجف ندوة المین	۱۳۱۷
۱۲۴	الاجازات المتینة لعلماء بکة و المدینة	۱۳۲۴
۱۲۵	عرفان شریعت مکمل تین حصے	
۱۲۶	السنیة الانیقة فی فتاوی افریقه	۱۳۳۶
۱۲۷	ذیل المدعاء لاحسن الوعاء	۱۳۰۶
۱۲۸	تمهید ایمان بآیات قرآن	۱۳۲۶
۱۲۹	شمائم العنبر فی ادب النداء امام المنبر	۱۳۲۷
۱۳۰	المعتمد المستند بناء نجاة الابد	۱۳۲۰
۱۳۱	انوار المنان فی توحید القرآن	۱۳۳۰
۱۳۲	ازاحة العیب بسیف الغیب	۱۳۳۰

نمبر شمار	اسمائے کتب	سن تصنیف ہجری
۱۳۳	راد القحط و الوباء بدعوة الجیران و مواساة الفقراء	۱۳۱۲
۱۳۴	کشف حقائق و اسرار دقائق	۱۳۰۸
۱۳۵	دوام العیش فی الائمة من قریش	۱۳۲۰
۱۳۶	ابرا لمقال فی استحسان قبلة الاجلال	۱۳۰۸
۱۳۷	جمع القرآن و بم عزوه لعثمان	۱۳۲۲
۱۳۸	الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی	۱۳۰۰
۱۳۹	مسائل المعراج	
۱۴۰	حدائق بخشش	۱۳۲۵